سسپنس ڈائجسٹ کا
مقبول ترین سلسلہ
دیوتا
50واں
حصہ
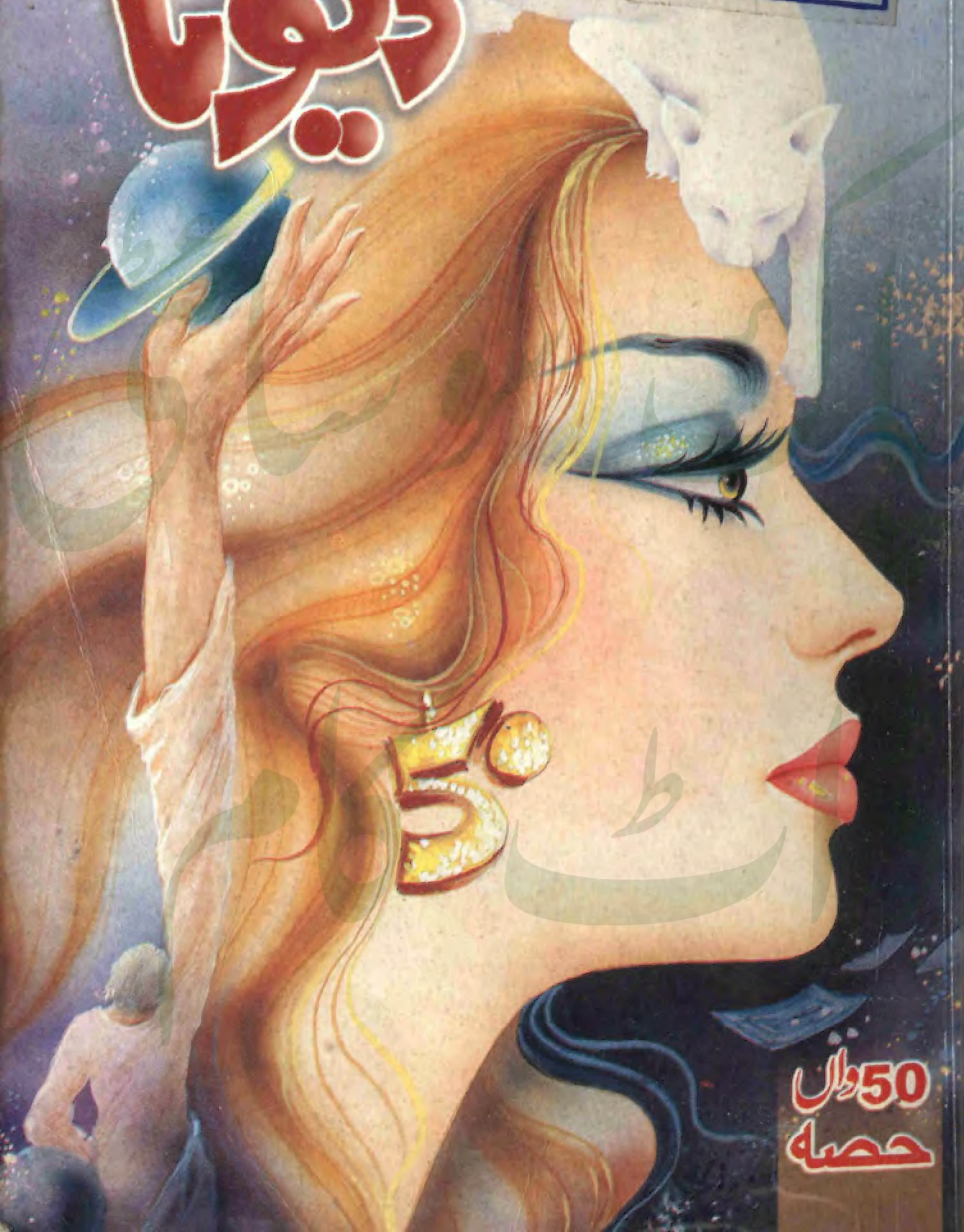
فرہاد علی تیمور

ہنگاموں، رنگینیوں اور تحیر
کے اُس بے تاج بادشاہ کی سحرانگیز کہانی
جس نے اپنی بھرپور زندگی میں کبھی شکست
کا ذائقہ نہیں چکھا۔ وہ جب اور جس کے ذہن میں
چاہتا، جھانک لیتا اور یہی اُس کا مہلک ترین ہتھیار
تھا۔ دو نسلوں پر محیط وہ طلسمِ ہوش رُبا جسے قارئین
کی دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے۔ اپنے اور
ملک و قوم کے دشمنوں کو خیال خوانی کے نرم و نازک ہتھیار سے
خاک و خون میں نہلا دینے والے فرہاد علی تیمور کی لازوال اور
بے مثال داستانِ عبرت جس میں وہ لہو کے سارے رشتوں کے ساتھ
حریفوں سے برسرِپیکار رہے۔

اُردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا طویل ترین سلسلہ

عالی نے کہا۔ ”میں تمہیں مار ڈالوں تو کسی کو معلوم نہیں ہو سکے گا کہ تم مجھے یہاں برے ارادے سے لائے تھے۔ کسی نے دیکھا نہیں ہے۔ میں چپ چاپ یہاں سے جا سکتی ہوں۔ لیکن بخش میں تمہیں زندگی دے کر جا رہی ہوں۔“

وہ چلی گئی۔ وہ افسر اس بری طرح زخمی ہوا تھا کہ دو دنوں تک گھر سے باہر نہ نکل سکا تھا۔ تیسرے دن ڈیوٹی پر آیا تو اس کی ہڈیاں دکھ رہی تھیں۔

اس رات عالی اسی کلب میں تھی۔ اس افسر نے چار بٹے کٹے غنڈوں کو اپنے ساتھ لیا پھر دور سے ہی انہیں عالی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حکم دیا کہ وہ لڑکی جب بھی باہر نکلے تو اس کا تعاقب کیا جائے۔ اور گھیر کر میرے مکان میں لایا جائے۔

ایک غنڈے نے کہا۔ ”یہ کون سی بڑی بات ہے۔ ہم اسے یہیں سے اٹھا کر آپ کے گھر پہنچا سکتے ہیں۔“

”اسے کوئی معمولی لڑکی نہ سمجھو۔ وہ زبردست فائٹر ہے اسے سوچ سمجھ کر قابو میں کرنا ہوگا۔ میں تم لوگوں کے ساتھ رہوں گا۔ ہم اسے گن پوائنٹ پر لے جائیں گے۔ میں اسے اکیلا قابو میں نہ کر سکا۔ ہم پانچ مل کر اس کی عزت کی دھجیاں اڑا دیں گے۔“

عالی اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہی کلب سے باہر آ کر اپنی کار میں بیٹھ گئی۔ پھر وہاں سے جانے لگی۔

وہ اپنے دفتر سے لائی ہوئی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ چار غنڈے بیٹھے ہوئے تھے۔ اسکرین کے باہر بہت دور عالی کی کار جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ پہلے تو وہ کار دو چار سڑکوں پر اِدھر اُدھر مڑتی رہی۔ پھر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

اس نے اپنی کار روک کر حیرانی سے کہا۔ ”ابھی تو ہماری نظروں کے سامنے تھی۔ پھر کہاں گم ہو گئی؟“

عالی اسے غائب دماغ بنا کر دوسری سڑک پر مڑ گئی تھی۔

ایک غنڈے نے کہا۔ ”وہ دائیں طرف گئی ہے۔“

دوسرے نے کہا۔ ”نہیں۔ بائیں طرف گئی ہے۔“

تیسرے نے کہا۔ ”ہم میں سے کسی نے نہیں دیکھا کہ وہ کدھر جا رہی تھی۔ میرے خیال سے وہ سیدھی گئی ہے۔“

اس افسر نے پریشان ہو کر زیرِ لب کہا۔ ”مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ جادو جانتی ہے۔ میں صاف طور سے اسے آگے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پھر ایسا لگا۔ جیسے وہ جاتے جاتے اس سڑک پر سے گم ہو گئی ہے۔“

وہ پھر کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے بولا۔ ”آخر بچ کر کہاں جائے گی؟ آج نہیں تو کل قابو میں آئے گی۔“

وہ تیز رفتاری سے ڈرائیو کرنے لگا۔ ایک غنڈے نے کہا۔ ”سر! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔“

”میں کوئی [illegible] نہیں ہوں۔ خاموش بیٹھے رہو۔“

اس نے رفتار اور بڑھادی۔ وہ اندر سے پریشان ہو رہا تھا، کہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟ لیکن اپنی مرضی کے خلاف رفتار بڑھا رہا تھا۔ آخر اس نے اچانک ہی ایسا ٹرن لیا کہ گاڑی مڑ کر ایک بڑی سی دکان کے شوکیس سے ٹکراتی ہوئی اندر گھستی چلی گئی۔ پھر اسے ہوش نہ رہا کہ وہ کہاں ہے؟

جب ہوش آیا تو اس نے خود کو اسپتال میں پایا۔ اس نے یوگا جاننے والے چھ افسران میں سے ایک کو بلا کر کہا۔ "وہ لڑکی بہت پراسرار ہے۔ میرا خیال ہے جادو جانتی ہے، یا پھر ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔"

اس نے اپنی روداد سنائی۔ اس یوگا کے افسر نے یہی روداد وائس مین کو سنائی۔ اس نے کہا۔ "ہمیں بہت محتاط رہ کر اس لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہوں گی۔ اگر وہ نوجوان لڑکی ٹیلی پیتھی جانتی ہے تو یقیناً فرہاد کی بیٹی ہو گی۔"

وائس مین پہلے اچھی طرح یقین کر لینا چاہتا تھا۔ کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اس نے ایک منصوبہ بنایا کہ عالی کے سامنے کسی خوبرو جوان کو پیش کیا جائے۔ جو اس سے دوستی کر سکے، اور اسے متاثر کر سکے۔ جب وہ عالی کے ساتھ رہے گا تو وائس مین اس جوان کے دماغ میں رہ کر آسانی سے معلوم کر سکے گا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے یا نہیں؟

عالی نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ اب انٹیلی جنس والے اس کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ لہٰذا دہلی شہر چھوڑ دینا چاہیے۔ یوں بھی وہ ممبئی جا کر پورس، عدنان اور شیوانی کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔

ادھر کچھ روز پہلے وائس مین نے سوات سے آنے والے مراد علی ہاچا کو اپنا تابعدار بنالیا تھا۔ جب عالی نے ممبئی جانے کے لیے ایک جہاز کا ٹکٹ لیا تو انٹیلی جنس والوں کو معلوم ہو گیا۔ وائس مین نے مراد کو بھی ممبئی جانے پر مجبور کر دیا۔

اس طرح عالی اور مراد کی ملاقات ایرپورٹ پر ہوئی۔ وہاں سے ان کا ساتھ ممبئی تک رہا۔ وائس مین نے اس دوران میں مراد سے عجیب غریب حرکتیں کرائیں۔ عالی کو یہ تاثر دیا کہ اگر کوئی لڑکی مراد سے محبت کا اظہار کرتی ہے، اور وہ اس کی طرف مائل ہوتا ہے تو اچانک ہی مرد سے عورت بن جاتا ہے۔

عالی نے اس سے محبت کا اظہار کیا اور وہ بھی اس کی طرف مائل ہوا۔ تو اچانک ہی عورتوں کی طرح بولنے اور ناچنے گانے لگا۔

عالی نے مجھے بلا کر کہا۔ "آپ ذرا اس کے دماغ میں جا کر دیکھیں۔ یہ کچھ عجیب وغریب سا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی اس کے دماغ پر قبضہ جمائے رکھتا ہے۔ اور اس سے ایسی حرکتیں کرواتا ہے۔"

میں اور عالی اس کے اندر جاتے رہے۔ پھر ممبئی پہنچ کر ہم نے ایک مناسب موقع پر تنویمی عمل کے ذریعے معلوم کرنا چاہا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر چھپا ہے یا نہیں؟

وائس مین اس وقت اس کے اندر چھپا ہوا تھا، اس نے ہمارے تنویمی عمل میں مداخلت نہیں کی۔ اس طرح ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ مراد علی کسی کا تابعدار نہیں ہے۔

ایک شبہ سا تھا۔ میں نے عالی سے کہا۔ "تم اس کے ساتھ ممبئی میں رہ سکتی ہو، لیکن پورس کی طرف نہ جانا۔"

یہ بات کھٹک رہی تھی کہ اگر مراد پر کسی نے تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔ اسے اپنا تابعدار نہیں بنایا ہے تو وہ اچانک ہی ایسا کیوں ہو جاتا ہے؟ کیوں عورتوں جیسی حرکتیں کرتا ہے؟ جبکہ وہ ذہنی مریض بھی نہیں تھا۔ پھر وہ ابنارمل کیوں ہو جاتا ہے؟ جب تک اس کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہ آتی تب تک میں مطمئن نہیں ہو سکتا تھا۔

پھر جلد ہی ایسے حالات پیش آئے کہ میں نے وردان کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ ہندوستان میں ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بلا کر کس طرح اس سے کام لیا جا رہا ہے۔

یہ معلوم ہوا کہ پارس بہت پہلے ہی اس ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کی نظروں میں آچکا ہے۔ اب اس نے عالی کو بھی مراد کے ساتھ دیکھ لیا تھا اور اس کی نگرانی کر رہا تھا۔

انڈین انٹیلی جنس کے چھ یوگا جاننے والے افسران وائس مین سے کہہ رہے تھے کہ فرہاد علی کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی نظروں میں آچکے ہیں تو اب دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ان دونوں کو اس طرح موت کے گھاٹ اتارنا چاہیے کہ فرہاد کو ہم پر شبہ نہ ہو۔

وائس مین نے کہا۔ "فرہاد کوئی ننھا بچہ نہیں ہے کہ ہم اسے بے وقوف بنا کر نکل جائیں گے۔ اس کی پوری ہسٹری بتاتی ہے کہ کسی بھی دشمن کی کوئی سازش اس سے چھپی نہیں رہتی۔ جب بھی اسے معلوم ہوگا کہ اس کے بچوں کو موت کے گھاٹ اتارنے میں ہمارا ہاتھ ہے تو وہ اس ملک میں ایسی تباہی لائے گا جس کے بارے میں ابھی تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ پھر وہ میرا پیچھا بھی نہیں چھوڑے گا۔ مجھے تابوت میں سلا کر ہی دم لے گا۔"

یوگا جاننے والے ایک افسر نے کہا۔ "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ وہ ہماری نظروں میں آچکے ہیں۔ کیا ہم انہیں ایسے ہی معاف کر دیں؟ اور انہیں یہاں اپنی من مانی کرنے دیں؟"

وائس مین نے کہا۔ "آپ سب یہ دیکھیں کہ وہ آپ کے ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا ہے۔ آپ کے کوئی راز نہیں چرا رہا ہے۔ یہاں اس کے ذاتی معاملات ہیں، وہ اپنے معاملوں سے نمٹ رہا ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ ہم فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہاں برداشت نہیں کریں گے۔"

"میں کب کہتا ہوں کہ انہیں برداشت کرو؟ ہم اعلیٰ بی بی اور پارس کو گن پوائنٹ پر رکھ کر فرہاد کو مجبور کریں گے کہ وہ اپنے پورے خاندان والوں کے ساتھ انڈیا چھوڑ دے۔ اور پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کرے۔"

"کیا وہ ہماری بات مان جائے گا؟"

"بے شک۔ جب وہ دیکھے گا کہ ہم نہایت دوستانہ انداز میں اس سے یہ بات کہہ رہے ہیں، اور اس کی بیٹی اور بیٹے کو گولی نہیں مار رہے ہیں۔ کسی بہانے موت کے گھاٹ نہیں اتار رہے ہیں تو وہ ضرور اپنے تمام بچوں کے ساتھ یہاں سے چلا جائے گا۔"

انہوں نے طے کیا کہ دوسرے دن صبح ہوتے ہی ان کے گھروں میں گھس کر انہیں گن پوئنٹ پر رکھا جائے گا۔ عالی ممبئی میں مراد علی کے ساتھ تھی۔ اور پارس بھی ممبئی کی طرف آ رہا تھا، ان تمام بہن بھائیوں نے سوچا تھا کہ ایک ہی شہر میں دور دور رہیں گے لیکن کبھی کبھی راز داری سے ملاقات کرتے رہیں گے۔

جب میں نے ان سب کو وائس مین کے بارے میں بتایا اور یہ انکشاف کیا کہ وہ سب رفتہ رفتہ انٹیلی جنس والوں کی نظروں میں آرہے ہیں۔ اور دور ہی دور سے ان کی نگرانی کی جارہی ہے تو وہ سب الرٹ ہو گئے۔ عالی پانچ منٹ کے اندر ہی مراد علی کو جھانسا دے کر اس سے دور ہو گئی۔

اس ہوٹل میں اس کی طرح کتنی ہی جوان لڑکیاں اور عورتیں تھیں۔ اس نے فوراً ہی ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے چہرے کو تھوڑا سا تبدیل کیا تھا۔ جب وہ ہوٹل سے نکلی تو اس کی نگرانی کرنے والے جاسوس اسے پہچان نہ سکے۔ یہی سمجھتے رہے کہ وہ مراد کے ساتھ اس کے کمرے میں بیٹھی باتیں کر رہی ہوگی۔

وائس مین ان چھ افسران سے گفتگو میں مصروف تھا۔ جب وہ مراد کے پاس آیا تب پتا چلا کہ چڑیا پنجرے سے اڑ

چکی ہے۔

ممبئی کے تمام پولیس اور انٹیلی جنس والے حرکت میں آگئے، اس ایک نوجوان لڑکی کو پورے شہر میں تلاش کرنے لگے۔

کبریا نے عالی سے کہا۔ ''تم میرے پاس چلی آؤ۔ میں یہاں ایک بوڑھے میاں بیوی کے ساتھ رہتا ہوں۔ ان کی دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹی سسرال گئی ہوئی ہے۔ تم ان کی دوسری بیٹی بن کر رہ سکو گی۔ میں نے ان سب کو اپنا تابعدار بنایا ہوا ہے۔ ہم دونوں بہن بھائی اس فیملی میں ایڈجسٹ ہو جائیں گے۔ کوئی بھی انٹیلی جنس والا ہم پر شبہ نہیں کر سکے گا۔''

پارس ایک ٹرین کے ذریعے ممبئی کی طرف آرہا تھا۔ میں اور بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں پہنچ گئے۔ جس کمپارٹمنٹ میں وہ سفر کر رہا تھا۔ ہم اس کے مسافروں کے اندر پہنچنے لگے۔ پتا چلا کہ ان میں سے ایک انٹیلی جنس سے تعلق رکھتا ہے۔ اور پارس کی نگرانی کر رہا ہے۔

اس نے اپنے موبائل فون کے ذریعے اپنے افسران کو یقین دلایا تھا کہ پارس اسی ٹرین سے ممبئی پہنچ رہا ہے۔

ٹرین ایک اسٹیشن پر رکی، تو ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اسے غائب دماغ بنایا، جب ٹرین چل پڑی تو اس جاسوس نے غائب دماغ رہ کر اپنے موبائل فون کو کھڑکی سے باہر پھینک دیا، تقریباً پچاس میل دور جانے کے بعد اس کے دماغ کو آزاد چھوڑا گیا۔ تو اس نے چونک کر دیکھا کمپارٹمنٹ میں پارس نہیں تھا۔ اس نے اپنے افسران کو فوراً ہی اطلاع دینا چاہی اپنے موبائل فون کو تلاش کرنے لگا۔ تو وہ اس کے پاس نہیں تھا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ پارس کب اس کے پاس آیا تھا اور کب اس کا فون لے کر ٹرین سے اتر کر کہیں چلا گیا ہے؟ اب اسے نہ کوئی ڈھونڈ سکتا تھا اور نہ ہی دیکھ سکتا تھا۔

ہم پرانے کھلاڑی ہیں۔ ٹیلی پیتھی کی آنکھ مچولی کھیلنا خوب جانتے ہیں۔

☆☆☆

نومی کو کامیابیاں حاصل کرنے میں ذرا دیر لگی تھی لیکن ناکام ہونے میں ذرا بھی دیر نہ لگی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے پلک جھپکتے ہی وہ بلندی سے پستی میں آگری ہے۔

اس نے اپنی موت کا بڑا زبردست ڈراما پلے کیا تھا۔ مجھے بیوقوف بنایا تھا۔ ایسا چند دنوں کے لیے ہوا تھا۔ پھر طلسم ٹوٹ گیا تھا۔

اسے یہ سوچ کر افسوس ہو رہا تھا کہ آیندہ وہ سونیا کی جگہ لے کر میری زندگی میں نہیں آسکے گی۔ جتنا زبردست فراڈ اس نے کیا تھا، اتنا ہی میرا اعتماد کھو چکی تھی۔

فی الوقت اس کے سامنے سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ خود کو کس طرح چھپائے؟ وہ جانتی تھی کہ میں اور میرے جاسوس اسے تلاش کر رہے ہوں گے۔

سیون بلڈرز کے جاسوس بھی ہر ملک میں رہا کرتے تھے۔ وہ بھی ایک ایسی ہی جوان لڑکی کو تلاش کر رہے ہوں گے۔ جس کا چہرہ بگڑا ہوا ہے۔

وہ میڈرڈ سے پیرس گئی تھی اور پیرس سے استنبول پہنچ گئی تھی۔ وہاں ایک مسلمان عورت کی طرح عبا پہنتی تھی۔ اور چہرے کو اسکارف کے ذریعے ڈھانپ لیتی تھی۔ صرف دو آنکھیں دکھائی دیتی تھیں۔

وہ یہ خوب سمجھتی تھی کہ ہمیشہ خود کو اس طرح چھپا کر نہیں رکھ سکے گی۔ اسے جلد ہی پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرا تبدیل کرانا ہوگا لیکن پلاسٹک سرجری سے پہلے اسے چہرے پر لگے زخموں کا علاج کرانا تھا۔ چہرے کی ہڈیاں بھی دکھتی رہتی تھیں۔ جب تک ان سب کا علاج نہ ہوتا تب تک وہ ایک چہرے پر دوسرا چہرا نہیں بنوا سکتی تھی۔

اسے یہ اندیشہ رہتا تھا کہ تلاش کرنے والے شہر کے ہر اسپتال اور کلینک وغیرہ میں اسے ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے۔ سستے اور مہنگے ڈاکٹروں تک پہنچ کر معلوم کر رہے ہوں گے کہ کوئی زخمی چہرے والی ان کے زیر علاج ہے یا نہیں؟

اس نے استنبول پہنچ کر ایک بہت ہی مشہور اور معروف اور تجربہ کار ڈاکٹر کو ٹریپ کیا تھا۔ اسے ہپناٹائز کر کے اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔ ایک بہت ہی مہنگے علاقے میں چھوٹا بنگلا کرائے پر لیا تھا۔ وہیں وہ ڈاکٹر رات کو چھپ کر آتا تھا۔ اس کا علاج کرتا تھا، پھر رات کے اندھیرے میں ہی واپس چلا جاتا تھا۔

وہ مجھ سے جتنی محبت کرتی تھی۔ اتنی ہی خوفزدہ بھی تھی۔ میں نے اس کا موجودہ لب ولہجہ پہچان لیا تھا۔ یہ اندیشہ رہتا تھا کہ اتفاقاً وہ کبھی دماغی طور پر کمزور ہوگی یا چہرے کی سرجری کراتے وقت جب بہت ہی کمزور ہو جایا کرے گی، تو میں اس کے ذہن پر مسلط ہو جاؤں گا۔ اور اسے اپنی تابعدار بنالوں گا۔

وہ ہر طرف سے الجھی ہوئی تھی۔ ایک تو چہرہ ٹریڈ مارک بن گیا تھا۔ کوئی بھی دشمن اسے دیکھ کر پہچان سکتا تھا۔ لہٰذا وہ اپنے بنگلے میں دن رات چھپ کر رہتی تھی۔ ضرورت کے وقت باہر نکلتی تو نقاب میں رہتی تھی۔ فوراً ہی واپس چلی آتی۔

اس کی دوسری کمزوری یہ تھی کہ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس کی موجودہ آواز اور لب ولہجے کو سن لیا تھا، کسی وقت بھی اس کی دماغی کمزوری سے فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا۔

اس نے سوچا کہ اگر میں اپنی آواز اور لب ولہجے کو بدل ڈالوں تو پھر کوئی کبھی ٹیلی پیتھی جاننے والا مجھے تلاش نہیں کر سکے گا۔ کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اب میرا موجودہ لب ولہجہ کیا ہے؟

اس پہلو سے خود کو چھپانے کے لیے ایسے عامل کی ضرورت تھی جو کامیابی سے اس پر عمل کرتا اور عمل کرنے کے دوران میں اسے دھوکا نہ دیتا۔

ہپناٹائز کرنے والے قابل اعتماد نہیں ہوتے موقع ملتے ہی کسی کو بھی اپنے زیر اثر لے آتے ہیں۔ اسے تابعدار بنا کر اپنے مفاد کے لیے کام لیتے رہتے ہیں۔

کسی ہپناٹائز کرنے والے پر اعتماد کرنے کی ایک ہی صورت تھی کہ پہلے وہ اس عامل کو اپنا تابعدار بناتی اور اس کے بعد وہ عمل کرتا تو پھر اس کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں رہتا۔

وہ کسی تجربہ کار عامل کو تلاش کرنے لگی۔ خیال خوانی کے ذریعے ایسے متعلقہ افراد کے دماغوں میں جانے لگی۔ جو عامل حضرات کے بارے میں اچھی خاصی معلومات رکھتے تھے۔ آخر وہ ایک ہپناٹائز کرنے والے کے دماغ میں پہنچ ہی گئی۔

وہ ستر برس کا ایک بوڑھا تھا۔ اس عمر میں بھی اچھا خاصا صحت مند تھا۔ آواز میں گھن گرج تھی۔ اس شعبے میں اس قدر تجربہ کار تھا کہ منٹوں میں کسی کو بھی اپنا تابعدار بنا لیتا تھا۔

نومی نے اس کے خیالات پڑھنے کے بعد اسے تھوڑی دیر کے لیے سو جانے پر مائل کیا۔ وہ اپنے بیڈ پر آکر لیٹ گیا۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ پھر وہ گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

اس کے دماغ میں خاموشی تھی۔ اور بڑی خاموشی سے اسے گہری نیند تک پہنچا دیا گیا تھا۔ پھر وہ بولنے لگی۔ طرح طرح کے سوالات کر کے اطمینان کرنے لگی کہ وہ اس کے زیر اثر آچکا ہے یا نہیں؟

اس نے مطمئن ہو کر اسے حکم دیا۔ ''آج آدھی رات کے بعد میں تمہیں جہاں بلاؤں گی تم وہاں آؤ گے۔''

اس نے تابعداری سے کہا۔ ''آپ مجھے جہاں بلائیں گی۔ میں وہاں آؤں گا۔''

''تم مجھ پر تنویمی عمل کرو گے اور جو باتیں میں تمہارے ذہن میں نقش کر رہی ہوں۔ صرف وہی باتیں تم میرے ذہن میں نقش کرو گے۔ نہ اس سے زیادہ کہو گے، اور نہ اس سے کچھ کم کہو گے۔''

وہ تابعداری سے تمام باتیں دوہرانے لگا۔ نومی کے وہ احکامات اس کے ذہن میں نقش ہو رہے تھے۔

پھر نومی نے کہا۔ ''جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تمہیں ایک آڈیو کیسٹ دوں گی۔ اس میں ایک عورت کی بہت ہی خوبصورت مترنم آواز ہے۔ تم مجھ پر عمل کرنے کے دوران میں وہ کیسٹ سنو گے، اور اس کی آواز اور لب ولہجہ میرے ذہن میں نقش کرو گے۔''

وہ کہہ رہا تھا۔ اس کے تمام احکامات کی تعمیل کرے گا۔

نومی نے کہا۔ ''ایسا کرنے سے پہلے تم میرے موجودہ لب و لہجے کو میرے ذہن سے مٹا دو گے۔''

وہ بڑی تابعداری سے کہہ رہا تھا کہ اس کے موجودہ لب و لہجے کو مٹا دے گا۔ اور آڈیو کیسٹ سے نیا لب ولہجہ سن کر اسے اس کے ذہن میں نقش کر دے گا۔

آخر میں نومی نے کہا۔ ''مجھ پر تنویمی عمل کرنے کے بعد جب تم واپس جاؤ گے تو مجھے اور میرے بنگلے کو بھول جاؤ گے۔ یہ یاد نہیں رہے گا کہ تم کہاں گئے تھے۔ اور تم نے کیا کیا تھا؟''

اس نے تمام اہم باتیں اس کے دماغ میں نقش کیں، پھر اسے ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔

اس وقت رات کے نو بجے تھے۔ وہ دس بجے تنویمی نیند سے بیدار ہو گیا، رات بارہ بجے نومی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو وہ اس کی مرضی کے مطابق اپنی کار ڈرائیو کرتا ہوا اس کے بنگلے کے سامنے پہنچ گیا۔

وہ اسے اپنے بیڈ روم میں لے آئی۔ وہاں ایک کیسٹ ریکارڈر دیتے ہوئے بولی۔ ''اس میں وہ کیسٹ ہے جس میں ایک عورت کی بہت ہی مترنم آواز ہے۔ تم عمل کے دوران میں یہ آواز مجھے سنا کر میرے ذہن میں اسے نقش کرو گے۔''

عامل نے وہ کیسٹ ریکارڈر اس سے لے لیا، وہ بولی۔ ''اس سے پہلے تم میرا موجودہ لب ولہجہ میرے ذہن سے بالکل مٹا دو گے۔ کیا تمہیں وہ تمام اہم باتیں یاد ہیں، جنہیں تم تنویمی عمل کے دوران میرے ذہن میں نقش کرو گے؟''

وہ بولا۔ ''مجھے تمہاری ایک ایک بات یاد ہے۔ میں

تمہارے تمام احکامات کی تعمیل کروں گا۔"

وہ اپنے بیڈ پر آ کر لیٹ گئی۔ ایسے وقت وہ اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ اور بار بار اپنے آپ کو اطمینان دلا رہی تھی کہ اس سے کوئی دھوکا نہیں ہوگا۔ وہ پوری طرح اس کا معمول اور تابعدار بنا ہوا ہے۔

اور واقعی وہ تابعدار بن چکا تھا۔ اس نے اس پر عمل کرنا شروع کیا۔ نومی نے جتنی باتیں اس کے ذہن میں نقش کی تھیں۔ وہ تمام باتیں اس کے ذہن میں نقش کرنے لگا۔ پھر اس کے ذہن سے موجودہ لب و لہجے کو مٹانے کے بعد اس نے آڈیو کیسٹ کے ذریعے کسی عورت کی بہت ہی مترنم سی آواز سنائی، اور نومی سے کہا۔ "اسے سنتی رہو اور اپنے ذہن میں نقش کرتی رہو۔ آیندہ تم اسی آواز میں اور اسی لب و لہجے سے بولا کرو گی۔"

اس نے نومی کی مرضی کے مطابق اس پر ایک کامیاب اور مکمل عمل کیا۔ پھر اسے ایک گھنٹے کے لیے تنویمی نیند سلا دیا۔ اس کے بنگلے سے باہر آ کر اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ اور وہاں سے اپنے گھر کی طرف جانے لگا۔

ایک گھنٹے کے بعد نومی نے تنویمی نیند سے بیدار ہو کر سب سے پہلے آئینے کے سامنے آ کر خود کو دیکھا پھر اپنی آواز کو سنا تو خوش ہوگئی۔ پچھلے لب و لہجے کو یاد کرنا چاہا تو وہ اسے یاد نہیں آیا۔ اس کی مرضی کے مطابق تنویمی عمل کامیاب رہا تھا۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے اس بوڑھے عامل کے دماغ میں پہنچ کر اسے دیکھا تو وہ گھر پہنچ کر اپنے بیڈ پر سونے جا رہا تھا۔ اس وقت وہ یہ بھول چکا تھا کہ رات بارہ بجے کہاں گیا تھا؟ کس کے گھر گیا تھا؟ کس سے ملاقات کی تھی؟ اور وہاں کیا کرتا رہا تھا؟ وہ یہ تمام باتیں بھول چکا تھا۔

اب کوئی بھی جاسوس اس کے پاس آتا تو اسے کبھی یاد نہ آتا کہ وہ کبھی کسی جلے ہوئے چہرے والی عورت کے پاس گیا تھا۔ اور اس نے اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ نہ یہ باتیں اسے یاد رہتیں اور نہ وہ کسی سے یہ سب کچھ کہہ پاتا۔ نومی اپنے مقاصد میں کامیاب ہو رہی تھی۔

یہ آزمانا باقی رہ گیا تھا کہ کوئی سابقہ لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ میں آ سکتا ہے یا نہیں؟

وہ مجھے دیوانگی کی حد تک چاہتی تھی لیکن مجھ سے خوفزدہ بھی تھی۔ میری طرف سے یہ اندیشہ رہتا تھا کہ کہیں کسی وقت میں اس کی دماغی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اس کے اندر نہ چلا آؤں۔

وہ اپنا موبائل فون اٹھا کر میرے نام میسج لکھنے لگی۔

"ہیلو۔ فرہاد! میں اپنے دماغ کا دروازہ کھول رہی ہوں۔ کیا تم آنا چاہو گے؟"

اس نے یہ مختصر سا پیغام میرے نام ڈیلیور کیا۔ مجھے اپنے فون پر سگنل ملنے لگا۔ میں نے اسے اٹھا کر دیکھا پھر آپریٹ کر کے میسج پڑھنے لگا۔ میرے ذہن میں پہلا سوال یہی پیدا ہوا کہ اس نے فون پر بات کیوں نہیں کی؟ میسج کیوں بھیجا؟

پھر دوسرا سوال پیدا ہوا کہ یہ اتنی فراخ دل اور حوصلہ مند کیسے ہوگئی کہ میرے لیے دماغ کا دروازہ کھول رہی ہے؟

جب کوئی دروازہ کھول کر خوش آمدید کہے تو ضرور جانا چاہیے۔ میں نے اس کے لب و لہجے کو گرفت میں لیا اور خیال خوانی کی پرواز کی پھر وہاں پہنچنا چاہا تو میری سوچ کی لہریں بھٹکنے لگیں۔ مجھے اس کا دماغ نہیں مل رہا تھا۔

چشم زدن میں یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ اس نے اپنا لب و لہجہ بدل لیا ہے، اور خود پر تنویمی عمل کرانے کے بعد پچھلے لب و لہجے کو مٹا دیا ہے۔ اسی لیے اس نے میسج دیا بات نہیں کی۔ اپنا موجودہ نیا لب و لہجہ مجھے نہیں سنایا۔

میں نے فون پر اس کے نمبر پنچ کیے۔ پھر رابطے کا انتظار کرنے لگا۔ میں یہ جانتا تھا کہ وہ اپنا لب و لہجہ مجھے نہیں سنائے گی۔ پچھلے لہجے کے ساتھ ہمیشہ کے لیے گم ہو جائے گی۔

دوسری طرف اس کے فون پر بزر کی آواز ابھری۔ دوسری آواز کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔ دوبارہ میسج بھیجا "تم میرے دماغ میں کیوں نہیں آ رہے؟ پلیز۔ فون نہ کرو۔ خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرو۔"

میں نے جواباً میسج بھیجا۔ "تم نے پھر آنکھ مچولی شروع کر دی ہے۔ ایک نامعلوم مدت کے لیے گم ہو رہی ہو۔ بہرحال نیا لب و لہجہ مبارک ہو۔ اگر خدا نے چاہا تو پھر کبھی ٹکراؤ ہوگا۔"

نومی اس میسج کو پڑھ کر مسکرانے لگی۔ اسے اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کا پورا یقین ہو گیا۔ آیندہ وہ چہرے کی پلاسٹک سرجری کے مرحلے سے گزرتی۔ اور دماغی طور پر کمزور ہوتی تو یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میں یا کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر آ سکے گا۔

اس نے کمرے کی کھڑکی کھولی پھر اس موبائل فون کو باہر پھینک دیا۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ اگر وہ رہتا تو ایسے لوگ اسے فون پر ڈسٹرب کرتے رہتے۔ جن سے اب وہ رابطہ نہیں رکھنا چاہتی تھی۔

☆☆☆

جمائلہ نے سونیا پر تنویمی عمل کرنے کے بعد اسے صبح سات بجے تک سونے کا حکم دیا تھا۔ پھر اس کے بیدار ہونے سے پہلے ہی بنگلے میں آ گئی تھی۔ انتظار کر رہی تھی کہ جاگنے کے بعد اسے اپنی پچھلی زندگی یاد آئے گی یا نہیں؟

وہ تمام بلڈرز بھی رات دیر تک جاگنے کے باوجود صبح جلد ہی بیدار ہو گئے تھے۔ انہیں بھی بے چینی تھی۔ نومی نے صرف جمائلہ کو ہی نہیں ان بلڈرز کو بھی فون کے ذریعے بتایا تھا کہ سونیا ان سے فراڈ کر رہی ہے۔ وہ زہریلی عورت ہے۔ اور جس کا دماغ زہریلا ہوتا ہے، وہ کسی کے تنویمی عمل سے متاثر نہیں ہوتا۔

نومی نے ان کے دلوں میں شک کا بیج بو دیا تھا۔ اس بار جمائلہ نے جو عمل کیا تھا۔ وہ بہت اہم تھا، اس کا نتیجہ دیکھ کر ہی پتا چل سکتا تھا کہ سونیا اب تک ان کی تابعدار بن کر رہی ہے یا فراڈ کرتی رہی ہے۔

اگر وہ جمائلہ کے عمل کے زیر اثر نہ آئی تو آج اسے اپنا ماضی بھی یاد نہیں آئے گا۔ وہ پہلے کی طرح جمائلہ کو اپنی بیٹی اور خود کو اس کی ماں سمجھے گی۔ اسے اپنا شوہر اور بچے یاد نہیں آئیں گے۔

جمائلہ صبح ہوتے ہی تبدیل ہو گئی تھی۔ شاور لے کر لباس تبدیل کر کے بیڈ روم میں آئی تو سات بج چکے تھے۔ سونیا نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ خاموش بیڈ پر چاروں شانے چت پڑی ہوئی تھی۔ اور چھت کو تکتے ہوئے کچھ سوچ رہی تھی۔

وہ اپنے طور پر ایکٹنگ شروع کر چکی تھی۔ جمائلہ نے باتھ روم سے نکل کر اس پر نظر ڈالی پھر وہیں رک کر اسے دیکھنے لگی۔ اس کی خاموشی بتا رہی تھی کہ وہ اپنی پچھلی زندگی یاد کر رہی ہے۔ اور گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی ہے۔

جمائلہ نے ہولے سے کھنکارتے ہوئے اسے خیالات سے چونکایا۔ تو وہ چونک گئی۔ سر گھما کر جمائلہ کو بڑی ہی اجنبی نظروں سے دیکھنے لگی۔ پھر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ جمائلہ نے اس کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔ "اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

سونیا نے پوچھا۔ "بیٹی! تم کون ہو؟"

جمائلہ اندر سے خوش ہو گئی۔ اس کا تنویمی عمل کامیاب ہوا تھا۔ وہ اپنی خوشی کو چھپاتے ہوئے بولی۔ "معلوم ہوتا ہے، آپ کی یادداشت واپس آ رہی ہے۔ اور یہ بھول رہی ہیں کہ یادداشت گم ہونے کے بعد آپ کے ساتھ کیا ہوتا رہا ہے؟"

سونیا نے پوچھا۔ "میرے ساتھ کیا ہوتا رہا ہے؟"

"آپ بہت بیمار ہو گئی تھیں۔ آپ کو ایک سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اس کے زہر نے ایسا اثر کیا تھا کہ آپ اپنے تمام رشتے داروں کو حتیٰ کہ خود کو بھول گئی تھیں۔"

سونیا نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"میرا نام جمائلہ ہے۔ آپ العقیلہ کے ایک اسپتال میں زیر علاج تھیں۔ میں نہیں جانتی کہ وہاں آپ کے ساتھ کیا حالات پیش آئے؟ آپ اسپتال سے فرار ہو گئی تھیں۔ راستے میں میری کار سے ٹکرائیں تو میں آپ کو اپنے گھر لے آئی۔ بہت کچھ پوچھتی رہی لیکن آپ اپنے بارے میں کوئی جواب نہ دے سکیں تب میری سمجھ میں آ گیا کہ آپ کی یادداشت گم ہو گئی ہے۔"

اس نے پوچھا۔ "کیا اس وقت بھی میں العقیلہ میں ہوں؟"

اس نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔ آپ اس وقت پرتگال کے شہر لزبن میں ہیں۔ یہ میرا بنگلا ہے۔"

"کیا تم مجھے وہاں سے یہاں لائی ہو؟"

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولی۔ "ہاں۔ آپ بالکل تنہا اور بے یار و مددگار تھیں۔ میں آپ کو یہاں لا کر پچھلے ایک ہفتے سے آپ کا علاج کرا رہی ہوں۔ ڈاکٹر بہت اچھا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ رفتہ رفتہ آپ کی یادداشت واپس آ جائے گی۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ آپ اپنے بارے میں بہت کچھ یاد کر رہی ہیں؟"

سونیا نے کہا۔ "ہاں۔ مجھے اپنے بارے میں بہت کچھ یاد آ رہا ہے۔"

جمائلہ نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔ "خدا کا شکر ہے۔ اب آپ مجھے بتا سکیں گی کہ آپ کو کیا یاد آ رہا ہے؟ آپ کون ہیں؟ آپ کا اصل نام کیا ہے؟"

وہ بولی۔ "میرا نام سونیا ہے۔ میں مسز فرہاد ہوں۔ کیا تم نے فرہاد علی تیمور کا نام سنا ہے؟"

جمائلہ نے ہاں ہاں کے انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "وہ تو بہت ہی مشہور و معروف ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ میں نے ان کے اور بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں بہت کچھ پڑھا اور سنا ہے۔ میں اکثر سوچتی رہتی ہوں کہ بابا صاحب کے ادارے میں کیسا ایمان افروز ماحول ہوگا۔ جی چاہتا ہے، فوراً ہی اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں۔"

پھر وہ بولتے بولتے چپ ہو گئی۔ کہنے لگی۔ "اوہ سوری۔ میں اپنے ہی جذبات میں بہہ رہی تھی۔ مجھے آپ

کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلوم کرنا چاہیے۔ تا کہ آپ کو آپ کے گھر تک اور رشتے داروں تک پہنچا دوں۔''

''شکریہ۔ تم بہت کم سن ہو۔ اتنی سی عمر میں دوسروں کے لیے کتنے نیک جذبات رکھتی ہو۔ مجھے العقیلہ سے یہاں لا کر میرا علاج کرا رہی ہو۔ یہ تمہارا احسان ہے۔ مجھے اپنی پچھلی زندگی یاد آ رہی ہے۔ اور اب تم مجھے گھر تک پہنچانے کی بھی بات کر رہی ہو۔ میں تمہارا جتنا بھی احسان مانوں کم ہے۔''

وہ سونیا کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ ''آپ ایسی باتیں کر کے مجھے شرمندہ نہ کریں۔ آپ کو دیکھ کر مجھے ایسا لگتا ہے، جیسے میری کھوئی ہوئی ماں مجھے مل گئی ہے۔ میں آپ سے اسی لیے متاثر ہوئی ہوں اور اپنے دل میں آپ کے لیے بے انتہا محبت محسوس کرتی ہوں۔ آئندہ بھی کرتی رہوں گی۔ جی چاہتا ہے، ساری زندگی آپ کے ساتھ ہی گزار دوں۔''

سونیا نے پوچھا۔ ''کیا تم اس دنیا میں بالکل تنہا ہو؟ تمہارا کوئی نہیں ہے؟''

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ''میرا کوئی نہیں ہے۔ اسی لیے تو محبت سے آپ کی طرف کھنچی چلی آتی ہوں۔''

سونیا نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لے کر پیشانی کو چومتے ہوئے کہا۔ ''پھر تو میں تمہیں اپنی بیٹی بنا کر رکھوں گی۔ کیا تم میری فیملی میں میرے ساتھ چلو گی؟''

''یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ آپ ابھی کہیں گی تو ابھی چل پڑوں گی۔''

''تم تنہا کیسے زندگی گزارتی ہو؟ یہاں کیا کرتی رہتی ہو؟''

''یہاں سیون بلڈرز نامی ایک بہت بڑی تنظیم ہے۔ میں ان کی ملازم ہوں۔ انہوں نے مجھے رہنے کے لیے بنگلا دیا ہے اور ماہانہ پچیس ہزار ڈالرز دیتے ہیں۔ جو مجھ جیسی تنہا لڑکی کے لیے کافی ہیں۔''

''آئندہ تمہیں کہیں ملازمت کرنی نہیں پڑے گی۔ تم میرے ساتھ رہو گی۔ اور ساری زندگی عیش کرو گی۔''

''وہ تو ٹھیک ہے۔ میں آپ کے ساتھ بھی رہوں گی۔ مگر ان سیون بلڈرز کے ساتھ بھی رہنا ضروری ہے۔ یہ بہت اچھے لوگ ہیں۔ جب میرا کوئی نہیں تھا۔ میں تنہا تھی تو انہوں نے بزرگ اور سرپرست بن کر مجھے پناہ دی اور عزت و آبرو سے زندگی گزارنے کا موقع دیا۔''

''پھر تو یہ لوگ بہت اچھے ہیں۔ ٹھیک ہے انہیں کبھی نہ چھوڑنا لیکن پہلے میرے ساتھ چلو گی۔ اور میری فیملی سے ملو گی۔''

''کیا میں آپ کو اپنی ممی کہہ سکتی ہوں؟''

''ممی نہیں۔ مجھے مما کہو۔ میرے تمام بچے مجھے یہی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ جب میں نے تمہیں بیٹی کہہ دیا ہے تم بھی مجھے یہی کہہ کر مخاطب کرو گی۔''

جمائلہ نے ذرا اداس ہو کر سر کو جھکا لیا۔ سونیا نے اسے غور سے دیکھا پھر پوچھا۔ ''کیا بات ہے۔ کیا مما کہنا پسند نہیں ہے؟''

''نہیں مما! یہ بات نہیں ہے۔ وہ...... دراصل بات یہ ہے کہ آپ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتی ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے، میں کیسے بتاؤں کہ میں کیا ہوں؟''

وہ سوالیہ نظروں سے جمائلہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔ ''کیا ہوا؟ ایسی کیا پریشانی کی بات ہے جو مجھے بتا نہیں پا رہی ہو؟''

''میں کیا بتاؤں۔ سوچتی ہوں بتاؤں گی تو آپ مجھ سے نفرت کریں گی۔''

وہ اسے دونوں بازوؤں سے تھام کر بولی۔ ''پھر تو تمہیں بتانا ہی ہوگا۔ جب میں نے بیٹی کہا ہے تو تم جیسی بھی ہو میں کبھی تم سے نفرت نہیں کروں گی۔ چلو بولو۔ بات کیا ہے؟''

اس نے کہا۔ ''دراصل۔ میں دوہری زندگی گزارتی ہوں۔ دن کو کچھ ہوتی ہوں، اور رات کو کچھ ہو جاتی ہوں۔''

وہ اتنا کہہ کر چپ ہوئی تو سونیا نے کہا۔ ''وضاحت کرو۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ دن کو کچھ ہونا اور رات کو کچھ ہونا کیا ہوتا ہے؟''

''میں دن کو نماز روزہ کی پابند رہتی ہوں۔ کلام پاک کی تلاوت کرتی ہوں۔ اور میری کوشش ہوتی ہے کہ میری ذات سے کسی دوسرے کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اور میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کماتی رہوں۔''

''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔''

''لیکن ایسا صرف دن کے وقت ہی ہوتا ہے۔ رات کے وقت میں اس کے بالکل برعکس ہو جاتی ہوں۔ بت پرست بن جاتی ہوں۔ ابوالہول کے بت کی پوجا کرتی ہوں...... وہ مجھے طرح طرح کی قوتیں اور صلاحیتیں دیتا ہے۔ میں اتنی خطرناک ہو جاتی ہوں کہ لوگ مجھ سے خوف کھاتے ہیں۔ اتنی طاقتور ہو جاتی ہوں کہ اپنا سر کسی دیوار سے ٹکراتی ہوں تو وہاں شگاف ڈال دیتی ہوں۔ بڑے بڑے شہزوروں کی ہڈی پسلیاں توڑ دیتی ہوں۔ کیا آپ یقین کریں گی؟''

سونیا اسے دیکھ رہی تھی۔ سن رہی تھی۔ انکار میں سر ہلا کر

بولی۔ ''یہ یقین کرنے والی بات نہیں ہے۔''

''آج رات آپ میرے ساتھ رہیں گی تو آنکھوں سے دیکھیں گی۔تب یقین آجائے گا۔''

سونیا نے ذرا بے چینی سے کہا۔ ''آج رات......؟''

جمائلہ نے پوچھا۔ ''کیوں۔کیا ہوا؟''

''میں جلد سے جلد اپنے شوہر اور بچوں سے ملنا چاہتی ہوں۔ان سے رابطہ ہوتے ہی یہاں سے جانا چاہوں گی۔آج رات یہاں نہیں رہ سکوں گی۔بلکہ تمہیں بھی ساتھ لے جاؤں گی۔''

''آپ مجھے جہاں بھی ساتھ لے جائیں گی۔رات کے وقت میں ایسی ہی تبدیل ہو جایا کروں گی۔ایک بات اور آپ کو سمجھانا چاہتی ہوں۔پلیز۔اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔''

''تم مجھے کیا سمجھانا چاہتی ہو؟''

''یہ کہ جب میں رات کو تبدیل ہو جاؤں تو آپ میرے مزاج کے خلاف کبھی کوئی بات نہ بولیں۔اور نہ ہی مجھے کسی بات پر غصہ دلائیں۔ہمیشہ محبت سے پیش آتی رہیں گی تو میں صبح تک بالکل بیٹی بن کر رہوں گی۔ورنہ۔دشمن بن جاؤں گی۔''

سونیا نے حیرانی سے کہا۔ ''یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تم اتنے جذبوں سے میری بیٹی بن رہی ہو۔میرے ساتھ یہاں سے جانا چاہتی ہو۔اور یہ بھی کہتی ہو کہ رات کے وقت اگر میں تمہارے مزاج کے خلاف کچھ بولوں گی تو تم دشمن بن جاؤ گی؟''

''مما! میں اس وقت بہت مجبور ہو جاتی ہوں۔جب کسی بات پر غصہ دلایا جاتا ہے تو میں جنون میں مبتلا ہو کر کچھ نہیں سوچتی۔جو مجھے غصہ دلاتا ہے اسے میں بڑی درندگی سے مار ڈالتی ہوں۔''

سونیا نے کہا۔ ''اوہ گاڈ! پھر تو میں تمہیں کبھی غصہ نہیں دلاؤں گی۔صبح تک پیار اور محبت سے پیش آتی رہوں گی۔''

وہ اس کے گلے لگتے ہوئے بولی۔ ''شکریہ مما! آپ بہت اچھی ہیں۔میں چاہتی ہوں،صرف رات کے وقت میرے منفی رویوں کو برداشت کرلیں۔میرے والدین بھی مجھے برداشت کرتے رہتے تھے۔کیا آپ ایسا نہیں کریں گی؟''

''کیوں نہیں بیٹی! میں ایسا ضرور کروں گی۔کیا میری ایک بات مانو گی؟''

''ایک نہیں ہزار باتیں مانوں گی۔آپ حکم کریں،میں تعمیل کروں گی۔''

''کیا میرے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں چلو گی؟''

اس نے چونک کر سر اٹھاتے ہوئے سونیا کو دیکھا۔وہ اس کے دل کی بات کہہ رہی تھی۔اس نے خوش ہو کر کہا۔ ''مما! یہ تو آپ میرے دل کی بات کہہ رہی ہیں۔میں ابھی آپ کے ساتھ چلوں گی۔''

سونیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا ابھی کوئی فلائٹ یہاں سے پیرس جائے گی؟''

''نہیں۔فلائٹس کے بارے میں معلوم کرنا ہوگا۔جو بھی پہلی فلائٹ پیرس جاتی ہوگی ہم اس میں جا سکتے ہیں۔میں ابھی بلڈرز کے پاس جا رہی ہوں،ان سے کہوں گی تو وہ فوراً ہی ہمارے لیے سیٹیں ریزرو کرادیں گے۔''

''تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں کیوں لے جانا چاہتی ہوں؟''

''میں تو پہلے ہی آپ کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کر چکی ہوں کہ اس ادارے میں جانے کے لیے بہت بے چین رہتی ہوں۔''

''ہاں۔تمہارے جذبات اپنی جگہ ہیں لیکن میں تمہیں اس لیے لے جا رہی ہوں کہ وہاں تمہارا روحانی علاج ہو سکتا ہے۔اللہ نے چاہا تو رات کے وقت شیطانی اعمال کو بھول جاؤ گی۔دن کی طرح رات کو بھی ایک مسلمان،عبادت گزار لڑکی بن کر رہو گی۔''

وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ ''مما! یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی۔اب آپ اٹھیں اور واش روم جا کر شاور لیں۔لباس تبدیل کریں۔میں ناشتا تیار کر رہی ہوں۔اس کے بعد اپنی ڈیوٹی پر چلی جاؤں گی۔پھر دو چار گھنٹوں میں واپس آکر آپ کے ساتھ وقت گزاروں گی۔''

وہ بیڈ سے اتر کر واش روم کی طرف جانے لگی۔اس وقت میں،الپا اور کرونا اس کے پاس پہنچے ہوئے تھے۔جب وہ باتھ میں جانے لگی تو ہم اس کے دماغ سے نکل گئے۔آدھے گھنٹے بعد آئے تو وہ شاور لے چکی تھی اور لباس تبدیل کرنے کے بعد جمائلہ کے ساتھ بیٹھی ناشتا کر رہی تھی۔

کرونا نے کہا۔ ''مما! آپ بڑی کامیابی سے یہ ڈراما پلے کر رہی ہیں۔جمائلہ بہت خوش ہے کہ اس کا تنویمی عمل کامیاب رہا ہے۔''

الپا نے کہا۔ ''میں تو یہ سوچ کر خوش ہو رہی ہوں کہ اب آپ یہاں سے چلی جائیں گی۔جمائلہ کو اپنے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں لے جائیں گی تو اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔آپ اس کے جنون سے اور غیظ و غضب سے محفوظ رہیں گی۔''

میں نے کہا۔ ''جمائلہ ابھی سیون بلڈرز کے پاس جا کر تمہارے بارے میں بڑی تفصیلی گفتگو کرے گی۔ایک بات اچھی طرح یاد رکھو کہ تم اسے رات کے وقت یہاں سے نہیں لے جا سکو گی۔وہ شیطانی قوتوں کے زیرِ اثر رہے گی،بابا صاحب کے ایمان پرور ماحول میں جانا نہیں چاہے گی۔''

سونیا نے کہا۔ ''درست کہتے ہو۔میں نے اس اہم پہلو پر توجہ نہیں دی تھی۔''

اس نے چائے کا ایک گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے کہا۔ ''جمائلہ! تم اپنے بلڈرز سے کہنا کہ وہ رات کے وقت جانے والی کسی بھی فلائٹ میں ہماری سیٹ او کے نہ کرائیں۔ہم دن کے وقت ہی یہاں سے روانہ ہوں گے۔''

اس نے پوچھا۔ ''رات کے وقت جانے میں کیا قباحت ہے؟''

سونیا اسے تفصیل بتانا نہیں چاہتی تھی۔کسی بحث میں نہیں الجھنا چاہتی تھی۔اس نے کہا۔ ''رات کے وقت اس ادارے کا صدر دروازہ کسی کے لیے کھولا نہیں جاتا ہے۔ہم یہاں سے دن کے وقت روانہ ہوں گے۔پیرس تک دو ڈھائی گھنٹے کا سفر ہوگا۔پھر وہاں سے ایک گھنٹے کے اندر ہم بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ جائیں گے۔''

وہ بولی۔ ''ٹھیک ہے۔میں کل دن کی کسی فلائٹ میں دو سیٹیں او کے کراؤں گی۔''

وہ ناشتا کرنے اور چائے پینے کے بعد اس سے رخصت ہو کر بلڈرز کی طرف چلی گئی۔الپا نے کہا۔ ''ہم نہیں جانتے کہ وہاں بلڈرز کے ساتھ اس کی کیا باتیں ہوں گی؟ وہ تو لوگی سے اس قدر خوفزدہ ہیں کہ انہوں نے اپنے اطراف سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں۔صرف یوگا جاننے والے ہی سکیورٹی گارڈز ان کے قریب آتے ہیں۔اور ان کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔''

کرونا نے کہا۔ ''فی الوقت ہم مجبور ہیں۔کسی کو آلہ کار بنا کر وہاں پہنچا نہیں سکتے۔اور ان کی گفتگو نہیں سن سکتے۔''

میں نے کہا۔ ''ان کی باتیں سننا ضروری نہیں ہے۔جب جمائلہ یہاں آئے گی تو ساری باتیں سونیا کو بتائے گی۔''

سونیا نے کہا۔ ''مجھے یہ معلوم ہے کہ جمائلہ نے ادارے میں جانے کا منصوبہ بلڈرز کے ساتھ رات کو بنایا تھا۔اس وقت اسے کوئی اعتراض نہیں تھا۔آج اگر رات کو جانا ہوا تو واقعی وہ اعتراض کرے گی۔''

میں نے کہا۔ ''ایسے امکانات ہیں۔آج تم نے اس سے کھل کر یہ بات کہی ہے کہ تم اس کا روحانی علاج کرنے کے لیے اسے بابا صاحب کے ادارے میں لے جا رہی ہو۔یہ بات شیطانی قوتوں کے منافی ہے۔وہ قوتیں اسے وہاں نہیں جانے دیں گی۔''

سونیا۔ ''ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔دیکھتے ہیں،آج رات کیا ہوتا ہے؟''

جمائلہ بلڈرز کے درمیان پہنچ گئی تھی۔وہ سب خوش ہو کر اسے مبارکباد دے رہے تھے کہ اس نے بڑی کامیابی سے سونیا پر تنویمی عمل کیا ہے۔اور اسے اس کی پچھلی زندگی یاد دلائی ہے۔

جمائلہ نے کہا۔ ''اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ میڈم سونیا نے خود ہی اپنی زبان سے کہا ہے،وہ مجھے اپنے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں لے جائیں گی۔اب آپ کل ہی دن کی کسی فلائٹ میں ہمارے لیے دو سیٹیں۔۔او کے کرادیں۔''

ایک بلڈر نے فوراً ہی فون کے ذریعے ٹریول ایجنٹ سے رابطہ کیا پھر ان کے لیے سیٹیں کنفرم کرانے لگا۔دوسرے بلڈر نے خوش ہو کر کہا۔ ''آج ہم بہت بڑی کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔تم کل تک بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہو جاؤ گی۔اوگاڈ! ہم نے وہاں قدم رکھنے کی کتنی کوششیں کیں؟ کیسے کیسے ہتھکنڈے آزمائے؟ لیکن ہمیشہ ناکام ہوتے رہے۔اس بار کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔اور تمہارے قدم اس ادارے کے اندر پہنچیں گے۔''

بلڈر فور نے کہا۔ ''وہ کم بخت ٹیلی پیتھی جاننے والی جو تمہیں تابعدار بنانا چاہتی تھی اور سونیا کو ہلاک کر دینا چاہتی تھی،وہ کہہ رہی تھی کہ سونیا مکاری دکھا رہی ہے۔تمہیں اور ہمیں دھوکا دے رہی ہے۔تمہارے تنویمی عمل کے زیرِ اثر نہیں آتی ہے۔''

جمائلہ نے کہا۔ ''وہ بدترین دشمن تھی۔اس کا جھوٹ کھل چکا ہے۔میں بابا صاحب کے ادارے سے واپس آتے ہی اسے تلاش کروں گی،اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔''

بلڈر ٹو نے کہا۔ ''جمائلہ! ہم نے جو سمجھایا ہے اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلو۔اس ادارے میں پہنچتے ہی تمہاری پہلی کوشش یہی ہوگی کہ تم کسی بھی طرح وہاں کے ریکارڈ روم میں پہنچ جاؤ۔تمہیں ایسے اہم راز ملیں گے جنہیں وہ ادارے

والے تمام بڑے ممالک اور دنیا والوں سے چھپا کر رکھتے ہیں۔''

بلڈر تھری نے کہا۔''وہاں تمہیں ٹرانسفارمر مشین کا پورا نقشہ اور اس کی تفصیلات بھی ملیں گی۔ تم ان کی مائیکرو فلم بنا کر لے آؤ گی پھر یہاں ہم ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کرکے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کریں گے۔''

بلڈر ٹو نے کہا۔''پھر تم دوسری توجہ ان کی سائنس لیبارٹری پر دو گی۔ وہاں اس دوا کا فارمولا ہوگا، جسے اسپرے کرنے سے ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی کی صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔''

بلڈر سکس نے کہا۔''وہاں اس ادارے کا نقشہ موجود ہوگا۔ اندر اور باہر کی ایک ایک تفصیل اس نقشے میں ہوگی وہاں چور دروازے بھی ہوں گے۔ انڈر گراؤنڈ خفیہ راستے بھی ہوں گے۔ تم یہ سب کچھ رات کے وقت اپنی پُر اَسرار قوتوں کے ذریعے حاصل کر سکو گی۔''

بلڈر ٹو نے کہا۔''یہ سارے کام تمہیں چوبیس گھنٹوں کے اندر کرنے ہیں۔ اگر زیادہ وقت لو گی، وہاں زیادہ رہو گی تو کسی کو بھی تم پر شبہ ہو سکتا ہے۔ اگر تم نے آدھی کامیابی حاصل کی اور بعد میں پکڑی گئیں تو اس آدھی کامیابی سے بھی محروم ہو جاؤ گی۔ لہٰذا چوبیس گھنٹے پورے ہونے سے پہلے ہی تم اس ادارے سے نکل آؤ گی۔''

''میری یہی کوشش ہوگی۔ آپ سب اطمینان رکھیں۔''

بلڈر فور نے کہا۔''ہم طرح طرح کے منصوبے بنا رہے ہیں لیکن یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کوئی بچوں کا پلے گراؤنڈ نہیں ہے۔ بابا صاحب کا ادارہ ہے۔ بڑے ممالک اپنی سرچ لائٹ کے ذریعے بھی وہاں کی کوئی تصویر نہیں اتار سکتے۔ کوئی راز چرا نہیں سکتے۔ پتا نہیں وہ لوگ کیسی روحانی قوتوں کے مالک ہیں؟ تم سے اس لیے امید کی جارہی ہے کہ تم بھی پُر اَسرار قوتوں کی مالک ہو۔ دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا کر سکو گی؟''

وہ تقریباً دو گھنٹوں تک ان کے درمیان بیٹھی رہی۔ طرح طرح کی پلاننگ ہوتی رہی۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی۔''میڈم سونیا وہاں تنہا ہے۔ مجھے اس کے ساتھ رہنا ہے۔ میں آپ سے فون پر رابطہ کرتی رہوں گی۔''

وہ وہاں سے سونیا کے پاس آگئی۔ سونیا نے کہا۔''بچوں کے ساتھ بھی میری باتیں ہوتی ہیں۔ اور بہت سی باتیں ہوئی ہیں۔ آج میں بہت خوش ہوں۔ ان کے لیے ڈھیر ساری شاپنگ کرنا چاہتی ہوں۔''

''میں آپ کو خوب شاپنگ کراؤں گی۔ جتنی مہنگی چیزیں خریدنا چاہیں بے فکر ہو کر خریدیں۔ اور انہیں بابا صاحب کے ادارے میں لے جائیں۔''

سونیا نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''نہیں۔ بابا صاحب کے ادارے میں ہم باہر سے ایک تنکا بھی نہیں لے جا سکیں گے۔ ہمارے پاس صرف اپنے ہینڈ بیگز ہوں گے۔ ان میں ہمارے ملبوسات اور ضرورت کی چیزیں ہوں گی۔''

اس نے تعجب سے پوچھا۔''پھر آپ اتنی ساری شاپنگ کرکے کہاں لے جائیں گی؟''

''پیرس میں ایک جھیل کے کنارے ہمارے کئی کاٹیج ہیں۔ ان میں ایک میرا اور فرہاد کا کاٹیج بھی ہے۔ فرہاد ہمیں ریسیو کرنے ایئرپورٹ آئیں گے۔ وہاں سے ہم اس کاٹیج میں جائیں گے۔ بچوں کے تمام تحائف وہاں رکھیں گے۔ اس کے بعد بابا صاحب کے ادارے کی طرف روانہ ہوں گے۔''

وہ بنگلے سے نکل کر اپنی کار میں بیٹھ کر ایک بہت بڑے شاپنگ پلازا میں آگئیں۔ اور وہاں کئی گھنٹوں تک شاپنگ کرتی رہیں۔ جب واپس آنے لگیں تو شام ہونے والی تھی۔

جمائلہ نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہا۔''اب ہم بلڈر ٹو کے بنگلے میں جا رہے ہیں۔ کیونکہ میری تبدیلی کا وقت ہو رہا ہے۔''

اس نے یہ نہیں بتایا کہ تبدیلی کے وقت وہ بلڈر ٹو کے بنگلے میں کیوں جا رہی ہے؟ ویسے سونیا جانتی تھی کہ اس بنگلے کی انیکسی میں ابوالہول کا بت رکھا ہوا ہے۔ اسی لیے وہ ادھر جا رہی ہے۔

تمام بلڈرز اس بنگلے میں پہنچ گئے تھے۔ انہیں اطلاع مل گئی تھی کہ وہ میڈم سونیا کو لے کر آرہی ہے۔ وہاں پہنچنے کے بعد اس نے سونیا سے کہا۔''آپ ان تمام بلڈرز سے پہلے مل چکی ہیں۔ کیا آپ کو کچھ یاد آرہا ہے؟''

سونیا نے ان تمام بلڈرز سے باری باری مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔''سوری۔ میں بھول چکی ہوں۔ آپ لوگ مائنڈ نہ کریں۔''

ان میں سے ایک نے کہا۔''کوئی بات نہیں۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ آپ کو اپنی پچھلی زندگی یاد آگئی ہے اور کل آپ اپنی فیملی سے ملنے جا رہی ہیں۔''

شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔ تاریکی پھیل رہی تھی۔ جمائلہ تیزی سے قدم بڑھاتی ہوئی اس ہال سے باہر

چلی گئی۔ سب اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ بنگلے سے باہر آکر دوڑنے کے انداز میں چلنے لگی۔ انیکسی کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپری حصے میں آئی۔ وہاں ایک کمرے میں ابوالہول کا بت اونچی جگہ پر رکھا ہوا تھا۔ ہر شام اسے دیکھتے ہی ایسا لگتا تھا، جیسے صدیوں بچھڑنے کے بعد اس سے مل رہی ہو۔ دل اس کی طرف کھنچا جاتا تھا

وہ اس کی طرف کھنچی چلی آئی۔ سر جھکا کر دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر زیر لب کچھ پڑھتی ہوئی اس کی مناجات کرنے لگی۔ پھر کہنے لگی۔''میں تیری داسی ہوں۔ تیری پجارن ہوں۔ تیرے بغیر نہیں رہ سکتی لیکن ایک ضروری کام کے لیے کل جاؤں گی۔ پھر پچیس یا تیس گھنٹوں کے اندر واپس تیرے پاس چلی آؤں گی۔''

اس بات کے ساتھ ہی بادل گرجنے لگے۔ بجلیاں کڑکنے لگیں۔ جبکہ باہر کا موسم بالکل ٹھیک تھا۔ لیکن اس کے اندر ہلچل پیدا ہو گئی تھی۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔''میں جاؤں گی......''

پھر وہ چیختی ہوئی آواز میں بولی۔''نہیں۔ میں ہرگز نہیں جاؤں گی......''

ایسا کہتے وقت اس کی آنکھیں سرخ انگارا ہو رہی تھیں وہ اوپر نیچے سر ہلاتے ہوئے کہنے لگی۔''ہاں۔ اب میری عقل میں بات آرہی ہے۔ میں وہاں جا کر بہت بڑی غلطی کروں گی۔''

اس کے اندر بادل گرج رہے تھے۔ بجلیاں کڑک رہی تھیں۔ تیز ہوا کے جھکڑ جیسے اسے اڑا لے جانا چاہتے تھے۔ وہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر بولی۔''نہیں۔ میں وہاں جاؤں گی تو وہ میرا روحانی علاج کریں گے۔ اور مجھے تجھ سے دور کر دیں گے۔ ہرگز نہیں۔ میں اپنی جان دے سکتی ہوں لیکن تجھ سے دور نہیں ہو سکتی......''

وہ ایک جھٹکے سے پلٹ گئی۔ تیزی سے چلتی ہوئی انیکسی سے باہر آئی۔ احاطے کے ایک حصے سے گزر کر بنگلے کے ہال میں داخل ہو گئی۔ سونیا اور تمام بلڈرز نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ ان کے قریب آتے ہوئے غصے سے گھور رہی تھی۔ پھر دانت پیستے ہوئے بولی۔''تم سب میرے دوست ہو یا دشمن......؟''

سونیا نے کہا۔''بیٹی! یہ کیا کہہ رہی ہو؟ میں صرف دوست ہی نہیں، تمہاری ماں بھی ہوں۔''

وہ تیز لہجے میں بولی۔''تم جھوٹ بول رہی ہو۔ مجھے میرے ابوالہول سے دور کرنے والا کوئی بھی میرا دوست نہیں ہو سکتا۔ تم مجھے اس سے دور لے جانا چاہتی ہو۔ تم میری ماں نہیں ہو سکتیں۔''

بلڈر ٹو نے کہا۔''لیکن جمائلہ! تم خود ہی ابوالہول سے دور ہو کر اس ادارے میں جانے کے لیے راضی ہوئی ہو۔''

''ہاں۔ لیکن اس وقت مجھے وہ سچ معلوم نہ ہو سکا تھا جو اب معلوم ہو رہا ہے۔''

اس نے سونیا کی طرف ایک ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔''یہ۔ یہ عورت...... یہ مجھے اس ادارے میں لے جا کر میرا روحانی علاج کرانا چاہتی ہے۔ مجھے میرے ابوالہول سے ہمیشہ کے لیے دور کر دینا چاہتی ہے۔''

پھر وہ سونیا کی طرف پلٹ کر بولی۔''بولو! کیا تم ایسا چاہتی ہو؟ کیا تم زندہ نہیں رہنا چاہتیں؟''

سونیا پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔''میرے قریب نہ آؤ۔ میں تمہارے ابوالہول سے تمہیں دور نہیں کرنا چاہتی۔ تم اس ادارے میں جانے کے لیے راضی تھیں۔ اسی لیے میں تمہیں لے جانا چاہتی تھی۔''

وہ غصے سے پاؤں پٹخ کر بولی۔''ہاں۔ میں راضی تھی۔ وہاں ضرور جاتی لیکن مجھے تمہاری سازش معلوم ہو چکی ہے۔ تم روحانی عمل کے ذریعے وہاں مجھے زیر کرنا چاہو گی۔ اور جب میں زیر ہو جاؤں گی تو پھر مجھے وہاں سے کبھی باہر نہیں آنے دو گی۔ نہ میں وہاں سے نکل سکوں گی، نہ اپنے ابوالہول کی... پرستش کر سکوں گی۔ کبھی اسے دیکھ نہیں پاؤں گی۔''

تمام بلڈرز سونیا کے آس پاس اور سامنے آگئے تھے۔ ایک نے کہا۔''اس جھگڑے کو یہیں ختم کر دو۔ نہ تم بابا صاحب کے ادارے میں جاؤ گی اور نہ کوئی تم پر روحانی عمل کر سکے گا۔ اب غصہ تھوک دو۔''

سونیا نے ان بلڈرز سے کہا۔''آپ ہم ماں بیٹی کے بیچ نہ بولیں۔ جب میری بیٹی کو وہاں جانا منظور نہیں ہے تو پھر یہ نہیں جائے گی۔''

تمام بلڈرز دور ہٹ گئے۔ سونیا نے آگے بڑھ کر اپنا ایک ہاتھ مصافحے کے لیے پیش کیا۔ پھر کہا۔''میں نے تمہیں اپنی بیٹی بنایا ہے۔ تم سے دشمنی نہیں کروں گی۔ کیا اپنی ماں سے ہاتھ ملاؤ گی؟''

جمائلہ کا غصہ ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر سونیا سے ہاتھ ملایا۔ تمام بلڈرز خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ ایسے وقت وہ اچانک ہی ساکت ہو گئی۔ جس طرف دیکھ رہی تھی، اسی طرف دیکھتی رہ گئی۔ تمام تالیاں بجانے والے خاموش ہو کر اسے تکنے لگے۔ یہ سمجھ میں آرہا تھا کہ اسے آگہی

مل رہی ہے۔

سونیا نے بڑی آہستگی سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ بے شک اسے آگہی مل رہی تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ دن کا وقت ہے، اس نے پورا لباس پہنا ہوا ہے۔ اور سونیا کے ساتھ ایک طیارے میں سوار ہو رہی ہے۔

پھر منظر بدل گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایسی جگہ پہنچی ہوئی ہے جہاں ایک بہت ہی خوبصورت سی مسجد ہے، دارالعلوم ہے، سائنس لیبارٹری ہے، ریکارڈ روم ہے۔

منظر ایک بار پھر بدل گیا۔ اس نے دیکھا ایک بہت ہی پُر نور چہرے والے بزرگ ہاتھ میں تسبیح تھامے اس کے سامنے کھڑے ہیں۔ اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دے رہے ہیں۔

وہ اچانک ہی چیخ مار کر ایکدم سے تن گئی۔ آگہی کی... پُراسرار دنیا سے باہر آ گئی۔ چیختی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ ''نہیں چھوڑوں گی...... میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ یہ مجھے اس ادارے میں لے جانے والی ہے۔ مجھے آگہی مل چکی ہے۔ اور میری آگہی کبھی غلط نہیں ہوتی۔''

تمام بلڈرز سہم کر ذرا دور ہو گئے تھے۔ وہ ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی۔ ''کہاں ہے وہ......؟ کہاں چلی گئی؟ مجھ سے بچ کر کہاں جائے گی؟''

پیچھے سے سونیا کی آواز سنائی دی۔ ''میں بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں۔''

وہ ایک دیوار کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ جمائلہ نے پلٹ کر دیکھا۔ پھر اس پر نظر پڑتے ہی، ایک جمپ لگاتی ہوئی اس کی طرف ایسے آئی جیسے آندھی آتی ہے۔

سونیا بھی کالی آندھی تھی۔ اپنا داؤ کھیلتے وقت دیکھنے والوں کو دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اس نے جیسے ہی جمپ لگائی وہ فرش پر گر کر پھسلتی ہوئی اس کے نیچے سے نکل گئی۔ اس کی شیطانی رفتار جیسے دو سو میل فی منٹ کے حساب سے تھی۔ وہ اتنی تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی دیوار سے ٹکرا گئی۔ ایک دھماکا سا ہوا اور اس دیوار میں شگاف پڑتا چلا گیا۔

تمام بلڈرز ان سے دور کھڑے ہوئے تھے، سہم کر حیرانی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ پہلی بار جمائلہ کو بھی تکلیف کا احساس ہوا۔ اس سے پہلے وہ سوچ سمجھ کر دیوار پر سر مارتی تھی اور شگاف پیدا کر دیتی تھی۔ اس بار توقع کے خلاف انجانے میں ٹکرائی تھی۔ اس لیے تکلیف کا احساس ہو رہا تھا۔

سونیا نے اس پر حملہ نہیں کیا تھا۔ اس کے باوجود وہ مار کھا گئی تھی۔ اس بات نے اسے اور زیادہ جنون میں مبتلا کر دیا۔ اس نے چیخیں مارتے ہوئے پلٹ کر دیکھا۔ سونیا کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ پھر اس کی آواز سنائی دی۔ ''میں یہاں ہوں......''

اس بار وہ ایک آئرن سیف سے ٹکی کھڑی تھی۔ لوہے کی وہ الماری چھ فٹ چوڑی اور چھ فٹ اونچی تھی۔ وہ جب بھی جنون میں مبتلا ہوتی تھی تو اس کے سامنے شکار بے بس ہو جایا کرتے تھے۔ ایسا پہلی بار ہو رہا تھا کہ شکار ایک بار ہاتھ سے پھسل گیا تھا۔

وہ کوئی تربیت یافتہ فائٹر نہیں تھی۔ بس جنون میں مبتلا ہو کر بے تکے حملے کرتی تھی۔ اس بار بھی اس نے تیزی سے جمپ لگائی۔ پہلے کی طرح تیزی سے چیختی ہوئی سونیا کی طرف جھپٹی۔ اس کے قریب آنے سے ایک سیکنڈ پہلے ہی سونیا اچھل کر اس کے سر پر سے ہو کر قلابازی کھاتی ہوئی دوسری طرف چلی گئی۔

نتیجہ ظاہر تھا۔ اس بار وہ لوہے کی الماری سے ٹکرائی تھی۔ شیطانی قوتوں کے باوجود آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے۔ سر اور بدن کی ہڈیاں پھوڑے کی طرح دکھنے لگیں۔ وہ کراہتی ہوئی پیچھے کی طرف الٹ کر فرش پر گر پڑی۔

اس بار وہ فوراً ہی اٹھ نہ سکی۔ اسے سونیا کی آواز سنائی دی۔ ''میں نے تمہیں پیار سے سمجھایا، منایا لیکن تم ماننا نہیں چاہتی تھیں۔ جو بھوت باتوں سے نہیں مانتے وہ لاتوں سے مان جاتے ہیں۔''

جمائلہ نے بڑی مشکل سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ''میری ایک لات پڑے گی تو تم بولنے کے قابل نہیں رہو گی۔ جو دل فرہاد کے لیے دھڑکتا ہے، اسے میں ایک پل میں ہی تمہارے سینے سے نوچ کر نکال لوں گی۔''

سونیا کی ہنسی سنائی دی۔ وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ''تم ابھی بچی ہو۔ جاؤ! آرام کرو۔ کل دن کی روشنی میں سمجھاؤں گی۔''

جمائلہ کا سر چکرا رہا تھا۔ اسے یاد آ رہا تھا۔ اسے بہت پہلے یہ آگہی ملی تھی کہ سونیا سے اس کا مقابلہ ہوگا۔ اور وہ پہلی عورت ہوگی جو شیطانی قوتوں کو مات دے گی۔

بلڈرز نے اپنے چھ مسلح گارڈز کو بلا لیا تھا۔ وہ سب دروازے کے پاس آ کر، اپنے ہتھیار تان کر کھڑے ہو گئے تھے۔ جمائلہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ چیخ کر بولی۔ ''کہاں ہے وہ؟ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔''

بلڈر ٹو نے کہا۔ ''تھوڑی دیر کے لیے میڈم سونیا کو بھول جاؤ۔ پہلے ہماری بات توجہ سے سنو۔ تم ہمیشہ سے دیکھتی آ رہی ہو کہ ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ ہمیشہ تمہاری بات مانتے آئے ہیں۔ آج تم ہماری بات مان لو۔ صرف ایک بات مان لو۔ سونیا کو اپنے دل و دماغ سے نکال دو۔ کیونکہ وہ اپنی پچھلی زندگی یاد کر چکی ہے۔ اس کا شوہر فرہاد علی تیمور اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بچے سب اس سے رابطہ کر چکے ہیں۔''

بلڈر فائیو نے کہا۔ ''تم جانتی ہو کہ فرہاد کے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہے۔ اگر سونیا کو ذرا سا بھی نقصان پہنچاؤ گی تو وہ صرف تمہیں نہیں، ہم سب کو تباہ کر دیں گے۔ کیا تمہاری وفاداری اسی دن کے لیے ہے کہ تم ہم سب کو تباہ کر دو؟''

وہ ذرا نرم پڑتے ہوئے بولی۔ ''میری آگہی کہہ رہی ہے کہ وہ مجھے کسی نہ کسی طرح اس ادارے میں لے جائے گی۔ اگر میں اسے مار ڈالوں تو پھر وہ مجھے نہیں لے جا سکے گی۔''

''تم ہم پر بھروسا کرو، ہم وعدہ کرتے ہیں، وہ کبھی تمہیں یہاں سے نہیں لے جائے گی۔ اور تم بھی اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لو گی کہ تمہیں اس کے ساتھ نہیں جانا ہے تو پھر تم کبھی نہیں جاؤ گی۔''

بلڈر فور نے کہا۔ ''اور اگر اس کے ساتھ جاؤ گی تو تم خود ہی عقل سے سوچو کہ یہ تمہارا قصور ہوگا۔ اس کی غلطی نہیں ہو گی۔''

وہ دونوں مٹھیاں بھینچے کھڑی ہوئی تھی۔ غصے سے تنی ہوئی تھی لیکن پہلے کی نسبت غصہ کچھ کم ہو گیا تھا۔ اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''ٹھیک ہے۔ اگر میں اس کے ساتھ جاؤں گی تو یہ میری غلطی ہوگی، اور میں کبھی ایسی غلطی نہیں کروں گی۔ آج پہلی بار اپنی ہی ملنے والی آگہی کو چیلنج کرتی ہوں کہ جو کچھ دیکھا ہے، اسے پورا نہیں ہونے دوں گی۔''

وہ ایک بلڈر کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ ''اور اگر وہ مجھے گن پوائنٹ پر لے جانا چاہے گی تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔''

بلڈر ٹو نے کہا۔ ''ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ تم ہماری بات مان رہی ہو۔''

''اس لیے مان رہی ہوں کہ اس ادارے میں جانے کی پلاننگ ہم نے ہی کی تھی۔ اس وقت مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ سونیا کے ساتھ وہاں جاؤں گی تو میرا روحانی علاج کرایا جائے گا۔ میں نے غصے اور جنون میں نہیں سوچا تھا۔ اب سوچ رہی ہوں، سمجھ رہی ہوں کہ جب میں خود وہاں جانا نہیں چاہوں گی تو سونیا مجھے زبردستی نہیں لے جا سکے گی۔ پھر بھی چاہتی ہوں کہ اس خطرناک عورت کو یہاں سے دور بھگا دیا جائے۔''

بلڈر تھری نے کہا۔ ''ہم ابھی اسے حکم دیتے ہیں کہ وہ اس شہر سے چلی جائے۔ بلکہ ہائی وے کے راستے اس ملک سے ہی چلی جائے۔''

بلڈر تھری نے اس کے دماغ کو زیادہ سے زیادہ ٹھنڈا رکھنے کے لیے فوراً ہی فون پر سونیا سے رابطہ کیا اور کہا۔ ''میڈم! ہمیں افسوس ہے کہ ہم آپ کے خلاف ایک فیصلہ کر رہے ہیں۔ آپ کو ابھی اس فیصلے پر عمل کرنا ہوگا۔''

پھر وہ جمائلہ کی طرف دیکھتے ہوئے فون پر بولا۔ ''آپ کو ابھی اسی لمحے ہائی وے کے راستے پُرتگال کا بارڈر کراس کرنا ہوگا۔ اس ملک کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلے جانا ہوگا۔''

اس بلڈر نے خاموش رہ کر دوسری طرف کی باتیں سنیں پھر کہا۔ ''تھینک یُو میڈم! اس میں آپ ہی کی بہتری ہے اگر اس ملک میں دوبارہ واپس آئیں گی تو مِس جمائلہ آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گی۔''

اس نے دوسری طرف کی کچھ باتیں سننے کے بعد فون کو بند کر دیا۔ پھر جمائلہ سے کہا۔ ''میڈم دوبارہ تم سے مقابلہ کر کے کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتیں۔ وہ خود ہی اپنی سلامتی کے لیے یہاں سے جانا چاہتی ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں تم سے ایک درخواست کر رہی ہیں۔''

وہ ناگواری سے بولی۔ ''اب وہ مجھ سے کیا چاہتی ہے؟''

''وہ کہہ رہی ہیں کہ رات کے وقت یہاں سے پُرتگال اور اسپین کے بارڈر تک بہت لمبا تھکا دینے والا سفر ہوگا۔ وہ کل صبح کسی فلائٹ سے جانا چاہتی ہیں۔ اگر تم اجازت دو تو وہ یہاں سے ابھی ایئرپورٹ جا کر سیٹ ریزرو کرائیں گی اور وہیں رات گزاریں گی پھر صبح پہلی فلائٹ سے چلی جائیں گی۔''

وہ انکار کرنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے ہی بلڈر ٹو نے کہا ''مِس جمائلہ! وہ پہلے ہی تمہاری احسان مند ہیں کہ تم انہیں الحقیلہ سے یہاں لا کر علاج کرا رہی تھیں۔ اور تمہاری وجہ سے ان کی یادداشت واپس آئی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ ان پر ایک احسان اور کر دو۔ انہیں اس ملک میں رات گزارنے دو۔ وہ صبح ہوتے ہی پیرس چلی جائیں گی۔''

دوسرے بلڈرز نے بھی اسے سمجھایا کہ وہ سونیا پر احسان کرے گی تو فرہاد علی تیمور کی فیملی سے اس کے اچھے تعلقات رہیں گے۔

وہ بولی۔ ''اچھی بات ہے۔ اس سے کہو کہ وہ آدھے گھنٹے کے اندر میرا بنگلا چھوڑ کر ایئر پورٹ چلی جائے۔''

ان سب نے اسے راضی کرلیا۔ سونیا نے اپنے مخالفین سے نہ کوئی معافی مانگی تھی اور نہ کوئی گزارش کی تھی۔ وہ ایک رات اس شہر میں رہنے کے لیے جمائلہ سے اجازت لینے کی محتاج نہیں تھی۔

اس وقت بلڈر تھری اور سونیا کے درمیان فون پر کچھ اور باتیں ہوئی تھیں لیکن بلڈر تھری نے جمائلہ پر یہی ظاہر کیا تھا کہ وہ اس شہر میں ایک رات گزارنے کے لیے اس کی اجازت طلب کر رہی ہے۔ اصل بات یہ طے پائی تھی کہ کسی بھی طرح یہ رات گزار لی جائے، صبح ہوتے ہی جمائلہ تبدیل ہو جائے گی۔ اس وقت یہ غصہ اور جنون نہیں رہے گا ابوالہول کی کشش بھی نہیں رہے گی اور سونیا اسے سمجھا بجھا کر بڑی سہولت سے بابا صاحب کے ادارے میں لے جا سکے گی۔

وہ تمام بلڈرز اس سلسلے میں سونیا سے اس لیے تعاون کر رہے تھے کہ جمائلہ کو اس ادارے میں بھیج کر اپنے منصوبوں کے مطابق اس سے کام لے سکیں۔

جمائلہ نے آدھے گھنٹے بعد اپنی پُر اَسرار صلاحیتوں کے ذریعے دیکھا۔ سونیا اس بنگلے کو چھوڑ چکی تھی۔ اور ایئر پورٹ کے ویٹنگ روم میں جا کر بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ مطمئن ہو کر اپنی عادت کے مطابق رات گزارنے کے لیے نائٹ کلب کی طرف چلی گئی۔

صبح تبدیل ہو کر اپنے بنگلے میں آئی تو وہ بنگلا سونیا کے وجود سے خالی تھا۔ اس وقت چونکہ اس کا من مزاج بدل چکا تھا۔ اس لیے سونیا کی عدم موجودگی سے دل دکھنے لگا، پچھتا کر سوچنے لگی کہ اس نے پچھلی رات کیوں اس سے دشمنی کی تھی اور اسے مار ڈالنا چاہا تھا؟

اس نے غسل کرنے کے بعد لباس تبدیل کیا پھر جائے نماز پر آ کر نماز ادا کرنے لگی۔ آخر میں دعا کے لیے ہاتھ بلند کر کے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر کہنے لگی۔ ''یا خدا! یہ میرے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ ایسا کب تک ہوتا رہے گا؟ میڈم سونیا نے درست کہا تھا، بابا صاحب کے ادارے میں میرا روحانی علاج ہوگا تو میں بالکل ہی تبدیل ہو جاؤں گی۔ رات کے وقت بھی اسی طرح ایک مسلمان اور عبادت گزار بن کر رہوں گی۔''

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ ''مجھے اس ادارے میں جا کر اپنے آپ کو تبدیل کرنے کا بہت اچھا موقع مل رہا تھا۔ افسوس! .... میں نے وہ موقع گنوا دیا۔ یا اللہ تعالیٰ! میں کیا کروں؟ میڈم سونیا ابھی ایئر پورٹ میں ہوں گی۔ کیا میں ان کے ساتھ یہاں سے چلی جاؤں؟''

اب اس کے خیالات مثبت تھے۔ اب وہ مسلمان تھی۔ صراطِ مستقیم پر چلنے والی تھی۔ اس لیے سچے اور سیدھے راستے پر چلنے کے سلسلے میں سوچ رہی تھی اور دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ رہی تھی۔

اسی لمحے میں مدد مل گئی۔ پیچھے سے سونیا کی آواز سنائی دی۔ ''اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔''

اس نے فوراً ہی دعا کو مختصر کیا پھر منہ پر ہاتھ پھیرتی ہوئی وہاں سے اٹھ گئی۔ پلٹ کر سونیا کو دیکھا تو ایکدم سے تڑپ کر مما کہتی ہوئی اس سے لپٹ گئی۔ وہ کبھی شعلہ ہوتی تھی، کبھی شبنم ہو جایا کرتی تھی۔ ان لمحات میں ایک ماں سے لپٹ کر شبنم رو رہی تھی۔

تمام بلڈرز جمائلہ کو بابا صاحب کے ادارے میں بھیجنے کی پلاننگ پر عمل کر رہے تھے۔ لیکن ذہنی طور پر الجھے ہوئے بھی تھے۔ آپس میں بحث کر رہے تھے کہ جمائلہ کا وہاں جانا فائدہ مند ثابت ہوگا یا نہیں......؟

سونیا کی اس بات نے صرف جمائلہ کو ہی نہیں، ان تمام بلڈرز کو بھی الجھا دیا تھا کہ وہاں اس کا روحانی علاج ہوگا۔

وہ تمام بلڈرز روحانیت کو نہیں مانتے تھے لیکن دل میں ایک اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ اگر اس کا روحانی علاج کامیاب ہو گیا تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آ رہی تھی کہ علاج کامیاب ہوگا تو جمائلہ تبدیل ہو جائے گی، شر پسندی سے باز آ جائے گی جناب علی اسد اللہ تبریزی سے متاثر ہو جائے گی۔ پھر ان کے ہی احکامات کی تعمیل کرے گی اور تمام بلڈرز کی پلاننگ کو بھول جائے گی۔ ان کے لیے وہاں کے اہم راز چرا کر نہیں لائے گی۔

ایک بلڈر نے کہا۔ ''ہمیں مایوس ہو کر نہیں سوچنا چاہیے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ رات کے وقت وہ بالکل تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایسے وقت اسے دینِ اسلام متاثر نہیں کرتا ہے۔ اگر کرتا تو قاہرہ میں بے شمار مسجدیں تھیں، وہ شام کو ابوالہول کی طرف جانے کے بجائے کسی مسجد میں چلی جاتی تو وہیں اس کا روحانی علاج ہو جاتا۔ پھر وہ شیطانی مزاج کی اور شیطانی قوتوں کی حامل نہ رہتی۔''

وہ روحانیت کو نہیں مانتے تھے۔ اس لیے خود کو یقین دلانے لگے کہ اس کا روحانی علاج کیا جائے گا تو کامیاب نہیں ہوگا۔ وہ پیدائشی طور پر جیسی ہے، ویسی ہی رہے گی۔

وہ سب جمائلہ اور سونیا کو سی آف کرنے ایئر پورٹ آئے۔ وہاں بلڈر ٹو نے جمائلہ کو ایک طرف لے جا کر کہا۔ ''ہم ایک مدت کے بعد تمہارے ذریعے اس ادارے میں سُرنگ بنا رہے ہیں۔ تم ایک بہت ہی اہم فرض ادا کرنے جا رہی ہو۔''

وہ بولی۔ ''مجھے اپنا یہ اہم فرض یاد رہے گا۔''

''تم یہ بھی مانتی ہو کہ ہم تمہیں جبراً نہیں بھیج رہے ہیں۔ تم ہمارے منصوبے سے متفق ہو کر اپنی مرضی سے وہاں جا رہی ہو۔ رات کو تبدیل ہونے کے بعد ہمارے خلاف کبھی یہ نہ سوچنا کہ ہم تمہارا روحانی علاج کرانا چاہتے ہیں۔''

''میں ایسا نہیں سوچوں گی۔ کیونکہ آپ سب تو اس ادارے کی کمزوریاں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اور مجھے وہاں کے اہم راز چرانے کے لیے بھیج رہے ہیں۔ میں آپ لوگوں سے متفق ہو کر جا رہی ہوں۔''

''تمہارے دل میں کسی طرح کا اندیشہ تو نہیں ہے؟''

وہ بولی۔ ''اندیشہ تو ہے۔ میرے اندر ایک شیطانی خیال پیدا ہوتا رہتا ہے کہ مجھے اس ادارے میں نہیں جانا چاہیے۔ ابھی میڈم کے ساتھ جانے سے انکار کر دینا چاہیے لیکن میں ایک مسلمان ہوں۔ خدا سے ڈرتی ہوں۔ میرے اندر یہ ایمانی جذبہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے صراطِ مستقیم پر چلاتا ہوا اس ادارے تک لے جا رہا ہے تو مجھے ضرور جانا چاہیے۔''

سونیا دوسرے بلڈرز سے باتیں کر رہی تھی۔ میں نے سوچ کے ذریعے کہا۔ ''بلڈر ٹو جمائلہ کو ایک طرف لے جا کر نہ جانے کیا باتیں کر رہا ہے؟ ان لوگوں کے ارادے ڈانواڈول ہو رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جمائلہ کو جانے سے روک دیں۔''

وہ سوچ کے ذریعے بولی۔ ''ایسا نہیں ہوگا۔ ان لوگوں کو پہلی بار اس ادارے میں سُرنگ بنانے کا موقع مل رہا ہے۔ انہیں پورا یقین ہے کہ جمائلہ وہاں سے کامیاب لوٹے گی۔''

جمائلہ واپس آ گئی۔ فلائٹ کی روانگی کا وقت ہو رہا تھا۔ لہٰذا ... سے مصافحہ کرنے کے بعد وہ دونوں اندر آ گئیں۔ وہاں سے بورڈنگ کارڈ حاصل کر کے طیارے میں اپنی سیٹوں پر آ کر بیٹھ گئیں۔ اب ان کے راستے میں کسی طرح کی بھی کوئی رکاوٹ پیدا ہونے والی نہیں تھی۔ اس وقت میں، الپا اور کرونا سونیا کے اندر موجود تھے۔ جب وہ جہاز وہاں سے روانہ ہوا تو میں نے سونیا سے کہا۔ ''میں جا رہا ہوں۔ وہاں دماغی طور پر حاضر رہوں گا۔ دو گھنٹے بعد جہاز وہاں پہنچنے والا ہے۔ اب پیرس کے ایئر پورٹ پر ملاقات ہوگی۔''

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ ایئر پورٹ جانے کی تیاری کرنے لگا۔ اس وقت میں جھیل کے کنارے والے کاٹیج میں تھا۔ کچھ دیر بعد ہی لباس تبدیل کر کے باہر آ گیا۔

وہاں جھیل کے کنارے دور تک بے شمار کاٹیج بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے چھ کاٹیج ہمارے تھے۔ ایک میرے اور سونیا کے لیے تھا۔ باقی پارس، پورس، اعلیٰ بی بی اور کبریا کے لیے تھے۔ ایک کاٹیج کو گیسٹ ہاؤس کے طور پر رکھا تھا۔ تاکہ ہم میں سے کسی کا بھی مہمان وہاں آ کر رہ سکے۔

میں کار میں آ کر بیٹھ گیا پھر اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتا ہوا ایئر پورٹ کی طرف جانے لگا۔ جہاز کی آمد کے لیے ایک گھنٹا رہ گیا تھا۔ اور میں ایک گھنٹے سے پہلے ہی وہاں پہنچنے والا تھا۔

میں نے ابھی کہا ہے کہ سونیا اور جمائلہ کے راستے میں اب کوئی رکاوٹ نہیں رہی تھی۔ وہ سیدھی ادھر آنے والی تھیں لیکن میرے راستے میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ آگے جا کر پتا چلا کہ میری گاڑی کی بریک کام نہیں کر رہی ہے۔ اس وقت میں ایسے راستے پر تھا، جو ڈھلان کی طرف جا رہا تھا۔ ایسے راستے پر کسی بھی صورت سے گاڑی روکنا ممکن نہیں تھا۔ ڈھلان کے باعث رفتار مزید بڑھ گئی تھی۔

میں پریشان ہو کر کبھی ونڈ اسکرین کے پار دیکھ رہا تھا۔ کبھی عقب نما آئینے میں پیچھے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور کبھی کھڑکی سے باہر جھانک رہا تھا۔ آگے پیچھے دائیں بائیں گاڑیاں گزرتی جا رہی تھیں۔ اور مجھے ان گاڑیوں سے کترا کر بڑی احتیاط کے ساتھ آگے بڑھتے رہنا تھا۔ میں ڈرائیونگ میں مہارت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ لیکن کب تک کرتا رہتا؟

آگے جا کر میری کار ایک بھاری بھرکم ٹرک سے ٹکرا گئی۔ ایک دھماکا سا ہوا، ونڈ اسکرین کے شیشے ٹوٹ کر بکھرتے ہوئے میری طرف آئے۔ اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔ میرا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

کسی کو کب کیسا حادثہ پیش آ جائے یہ وقت سے پہلے کوئی نہیں جان سکتا۔ میں بھی انجانے میں ایک ایسے حادثے سے دوچار ہو گیا' جس نے مجھے عارضی طور پر بے دست و پا بنا دیا۔ میں نہیں جانتا کہ کن لوگوں نے مجھے اسپتال پہنچایا؟ اور

میں کب تک بے ہوش پڑا رہا؟

ادھر سونیا جمائلہ کو لے کر پیرس پہنچنے والی تھی۔ میں نہیں جانتا کہ کون انہیں ایئر پورٹ پر ریسیو کرنے والا تھا؟ سونیا نادان بچی نہیں تھی۔ وہ جمائلہ کو بابا صاحب کے ادارے تک لے جا سکتی تھی لیکن میں بھی تو نادان بچہ نہیں تھا۔ پھر ایئر پورٹ تک کیوں نہ پہنچ سکا؟

ہم سب طاقتور ہونے اور غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہونے کے باوجود تقدیر کے ہاتھوں میں کھلونا بنے رہتے ہیں۔ ابھی میں نہیں کہہ سکتا تھا کہ تقدیر کو کیا منظور ہے؟ سونیا جمائلہ کو بابا صاحب کے ادارے تک پہنچا سکے گی یا نہیں؟

میں ابھی اپنا، سونیا کا اور جمائلہ کا ذکر کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے نومی کرسٹل کا ذکر کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ کیونکہ میری یہ طویل داستان ایک نئے اور عجیب موڑ پر آ رہی ہے۔

☆☆☆

نومی کرسٹل ہر پہلو سے مطمئن ہو گئی تھی۔ اپنے چہرے کی پلاسٹک سرجری کرانے کے دوران جب وہ دماغی طور پر کمزور ہوتی تو ہم میں سے کوئی اس کے اندر نہیں پہنچ سکتا تھا۔

اس قدر اطمینان حاصل کرنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ جلد سے جلد چہرے کو تبدیل کیا جائے۔ اس کا بگڑا ہوا چہرہ اس کی پہچان بن گیا تھا۔ وہ اس پہچان کو بھی مٹا دینا چاہتی تھی۔ چہرے کے تمام عیب ختم ہو جاتے، وہ تبدیل ہو جاتی تو ہر پہلو سے مطمئن ہو جاتی۔ پھر دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مکمل آزادی کے ساتھ کہیں بھی جا سکتی تھی۔

وہ اس آخری مرحلے سے گزر کر تمام وسوسوں اور اندیشوں کو اپنے دل سے نکال دینا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایک ماہر سرجن کو ٹریپ کیا۔ اسے پلاسٹک سرجری میں مہارت حاصل تھی۔ وہ بگڑے ہوئے چہروں کو نہایت حسین بنا دیا کرتا تھا۔

اس کے خیالات نے بتایا کہ چند گھنٹوں کی محنت سے سرجری مکمل ہو جائے گی۔ نومی نے حساب لگایا کہ اگر وہ سرجری کے دوران میں دو گھنٹوں تک بے ہوش رہے گی تو ہوش میں آنے کے بعد شاید چار یا چھ گھنٹے تک دماغی کمزوری میں مبتلا رہے گی۔ خیال خوانی کے قابل نہیں رہے گی۔ اور نہ ہی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر سکے گی۔ یعنی دس گھنٹوں تک دماغی کمزوری میں مبتلا رہنے کے بعد پھر رفتہ رفتہ توانائی حاصل کرے گی۔

اس نے پہلی بار بڑے دکھ سے سوچا۔ ”آہ! کاشف جمال میرا کس قدر وفادار ماتحت تھا۔ اپنی جان قربان کرنے کو تیار رہتا تھا۔ میں نے صرف ایک فائدے کے لیے اس کی جان لے لی۔ اور وہ مفاد بھی حاصل نہ کر سکی۔“

ایسے برے وقت میں کاشف جمال اسے یاد آ رہا تھا۔ آج وہ موجود ہوتا تو دماغی کمزوری کے دوران میں اس کی حفاظت کرتا رہتا۔ اب ایسا کوئی نہیں تھا جس پر وہ بھروسا کرتی۔

بہرحال سرجری تو لازمی تھی۔ اس نے ماہر سرجن کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر حکم دیا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے سرجری کے ذریعے اس کے چہرے کو تبدیل کر دیا جائے۔ اور جب تک اس کا کام مکمل نہ کرے، اس وقت تک وہ کسی بھی دوسرے کام میں مصروف نہ رہے۔

اس سرجن نے دوسرے دن اپنا کلینک بند کر دیا۔ بند کلینک میں نومی کو بے ہوش کرنے کے بعد اس کے چہرے کی سرجری کرنے لگا۔ نومی نے اپنی آواز اور لب و لہجہ تبدیل کرانے کے بعد تمام خیال خوانی کرنے والوں کا راستہ روک دیا تھا۔ اس کی بے ہوشی کے دوران میں کوئی اس کے اندر نہیں آ سکتا تھا۔ اور نہ ہی سرجری کے دوران کوئی مداخلت کر کے اس سرجن کو روک سکتا تھا۔

بس ایک تقدیر ہے جو کسی کی بھی ٹھوس اور مستحکم تدبیر کو ناکام بنا دیتی ہے۔ آدمی کرتا کچھ ہے، ہوتا کچھ ہے۔ نومی کے ساتھ بھی کچھ ہونے والا تھا۔ جس سے وہ ابھی بے خبر تھی۔

وہ تقریباً دو گھنٹے تک بے ہوش رہی۔ جب ہوش میں آئی تو بے حد کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ ڈاکٹر نے اس کے شانے کو تھپک کر کہا۔ ”میں نئے چہرے کی مبارکباد دیتا ہوں. کیا اپنا چہرہ دیکھنا چاہو گی؟“

اس نے ہولے سے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ ڈاکٹر ایک بڑا سا آئینہ لے کر اس کے سامنے آ گیا۔ اس نے سر گھما کر وہاں دیکھا تو اپنے عکس کو دیکھ کر خوش ہو گئی۔ بہت ہی خوبصورت دکھائی دے رہی تھی لیکن ایسا لگ رہا تھا، جیسے اپنے آپ کو نہیں کسی اجنبی حسین دوشیزہ کو دیکھ رہی ہو۔

اس نے بے یقینی سے پوچھا۔ ”یہ۔ یہ میں ہوں؟“

”ہاں۔ چہرے کو چھو کر دیکھو۔ اور آئینے کو دیکھو۔ یہ تم ہی ہو۔“

وہ آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی۔ اور چہرے کو چھو کر یقین کر رہی تھی کہ پہلے خوب تھی، اب خوب تر ہو گئی ہے۔ نیا چہرہ حسین بھی تھا اور نہایت پُرکشش بھی تھا۔ کوئی بھی

سامنے سے گزرنے والا اسے ایک نظر دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

اس نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا۔ پھر فیس سے دوگنی رقم دیتے ہوئے کہا۔ ”میں بہت کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔ ڈرائیونگ نہیں کر سکوں گی۔ مجھے گھر تک پہنچا دو۔“

اس ڈاکٹر نے اسے اس کے بنگلے تک پہنچا دیا۔ وہ ایک معمول اور تابعدار کی حیثیت سے اس کا کام کر رہا تھا۔ نومی نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی تھی کہ جب پلاسٹک سرجری مکمل ہو جائے گی۔ اور اس سلسلے کا کوئی کام باقی نہیں رہے گا تو وہ اپنے گھر پہنچ کر سو جائے گا نیند پوری ہونے کے بعد جب بیدار ہو گا تو یہ بھول چکا ہو گا کہ اس پر تنویمی عمل کیا گیا تھا۔ اور اس نے کسی لڑکی کے چہرے کی پلاسٹک سرجری کی تھی۔

نومی نے اپنے بنگلے میں پہنچ کر پھلوں کا جوس تیار کیا۔ توانائی حاصل کرنے کے سلسلے میں جوس کے ساتھ ڈاکٹر کی دی ہوئی دوائیں استعمال کیں۔ پھر بیڈ روم میں آ کر بستر پر لیٹ گئی۔ اسے امید تھی کہ چار چھ گھنٹے بعد توانائی حاصل ہو جائے گی۔ اس نے پچھلا فون پھینک کر ایک نیا موبائل فون خرید لیا تھا۔ ہم میں سے کوئی اس نئے فون کا نمبر نہیں جانتا تھا۔ اس نے اب تک اس نئے نمبر کے ذریعے کسی سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ رابطہ کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔

بیڈ پر لیٹتے ہی کمزوری کے باعث نیند آنے لگی۔ ایسے ہی وقت وہ ایکدم سے چونک گئی۔ سرہانے رکھے ہوئے فون کا بزر بول رہا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ بڑی حیرانی سے فون کی طرف دیکھنے لگی۔ اس نے کسی کو اپنا نیا نمبر نہیں دیا تھا پھر کون اسے کال کر رہا تھا؟

اس نے فون کو اٹھا کر نمبر پڑھے تو وہ کوئی نیا نمبر تھا۔ کوئی اجنبی کال کر رہا تھا۔ اس نے بٹن دبا کر اسے کان سے لگایا۔ پھر کہا۔ ”ہیلو......؟“

دوسری طرف سے جو آواز سنائی دی، اسے سنتے ہی کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ وہ میری آواز تھی، میرا لب و لہجہ تھا۔ ”تم نے میری آواز سے مجھے پہچان لیا ہو گا؟“

وہ شدید حیرانی سے بولی۔ ”تم......؟“

”ہاں میں ہوں۔ کیا کانوں سے سن کر بھی یقین نہیں ہو رہا ہے؟“

”ت۔ تمہیں یہ نمبر کہاں سے ملا؟“

”تم نے تو چھپنے کے ہزار جتن کر لیے اور کامیاب بھی رہی ہو لیکن مجھ سے نہ چھپ سکیں۔“

”پلیز۔ مجھے بتاؤ۔ تمہیں میرا نمبر کیسے معلوم ہوا؟“

”جس ڈاکٹر نے تمہارے چہرے کی سرجری کی ہے۔ میں اس سے بہت اچھی طرح واقف ہوں۔ تم اس پر تنویمی عمل کر رہی تھیں۔ اس وقت میں بھی اس کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ تمہاری آواز اور لب و لہجہ سن رہا تھا۔ مجھے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ تم اس سے سرجری کرانے والی ہو۔“

یہ سنتے ہی اس کے ہوش اڑ گئے۔ اس نے پریشان ہو کر پوچھا۔ ”اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپریشن کے دوران میں بے ہوش ہو گئی تھی اور دماغی کمزوری میں تو اب تک مبتلا ہوں۔ تو تم میرے دماغ میں بھی آ سکتے ہو؟“

”بے شک۔ آ سکتا ہوں۔ لیکن آ نہیں رہا ہوں۔ سوچا کہ اچانک آؤں گا تو خوف کے مارے تمہارا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ اسی لیے پہلے فون پر بول رہا ہوں۔“

وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ دماغی طور پر کمزور ہے، فرہاد علی تیمور اس کے اندر آ سکتا ہے پھر بھی وہ یقین نہیں کرنا چاہتی تھی۔

بے یقینی سے بولی۔ ”سچ بتاؤ۔ کیا تم میرے اندر آ سکتے ہو؟“

”آ سکتا ہوں۔ لیکن کسی حسینہ کے اندر بغیر اجازت نہیں آنا چاہیے۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ کیا اجازت ہے؟“

”تم میری دماغی کمزوری کا مذاق اڑا رہے ہو۔ میں اجازت نہ دوں تب بھی تم جب چاہو گے اندر چلے آؤ گے۔ اور میں تمہیں روک نہیں پاؤں گی۔“

”تم ڈرتی کیوں ہو؟ زندگی میں کسی نہ کسی کو تو اپنا ساتھی بنانا ہی پڑتا ہے۔ اس پر بھروسا کرنا پڑتا ہے۔ اگر تم مجھے چاہتی ہو۔ میری دیوانی ہو تو پھر مجھے دماغ کے اندر آنے دو۔ میں صرف تمہارے دل کا نہیں تمہارے دماغ کا بھی مالک بننا چاہتا ہوں۔“

وہ شکست خوردہ لہجے میں بولی۔ ”اب تو تم بن کر ہی رہو گے۔ میں لاکھ کوشش کے باوجود بھی تمہیں روک نہیں پاؤں گی۔“

اس کا موبائل فون بند ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے میری آواز اپنے اندر سنی۔ ”آخر میں تمہارے اندر پہنچ ہی گیا۔ تم مجھے چاہتی بھی ہو، اور مجھ سے گھبراتی بھی ہو۔ آئندہ گھبرانا چھوڑ دو گی۔ عورت اس دنیا میں مرد کے زیر اثر رہنے کے لیے پیدا ہوتی ہے۔ جب سونیا جیسی ناقابل شکست عورت میری برتری تسلیم کرتی ہے تو تمہیں بھی تسلیم کر لینا چاہیے۔ اور آج سے تم یہی کرو گی۔“

وہ عاجزی سے بولی۔ ”تم مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا دو گے۔ تو میں سونیا کے سامنے بھی بے بس ہو کر رہوں گی۔ میں نے اس سے بھی دشمنی کی ہے، اس کی جان لینے کی کوشش کی ہے۔ اب وہ انتقام لے گی۔“

”فکر نہ کرو۔ وہ تم سے انتقام نہیں لے گی۔ اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دو۔ اور آنکھیں بند کر لو۔“

میں اس کے دماغ پر چھایا ہوا تھا۔ وہ میرے کسی بھی حکم سے انکار نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے مجبوراً آنکھیں بند کر لیں۔ جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ خود کو میرے حوالے کر دیا۔ میں نے ذرا سی دیر میں خیال خوانی کے ذریعے اسے تھپک تھپک کر سلا دیا۔

میں نے اسے ٹرانس میں لانے یعنی اپنے زیرِ اثر لانے کے بعد کہا۔ ”بتاؤ۔ میں کون ہوں؟“

اس نے کہا۔ ”تم فرہاد علی تیمور ہو۔“

میں نے کہا۔ ”بے شک۔ میں فرہاد ہوں۔ لیکن وہ نہیں ہوں، جس سے تم اب تک ملتی رہی تھیں اور بولتی رہی تھیں۔ میں فرہاد کا ہمزاد ہوں۔“

وہ نومی کے ذہن میں ایسی بات نقش کر رہا تھا۔ جو ناقابلِ یقین تھی۔ چونکہ وہ معمولہ اور تابعدار بن چکی تھی۔ لہٰذا پلٹ کر اپنے عامل سے سوال نہیں کر سکتی تھی۔ سوال نہ کرنے کے باوجود یہ کبھی مان نہیں سکتی تھی۔ کہ فرہاد علی تیمور کا کوئی ہمزاد اس دنیا میں ہے۔ تمام بڑے ممالک اور خطرناک تنظیموں کے ریکارڈ روم جو میری لائف ہسٹری تھی، اس میں کہیں یہ ذکر نہیں تھا کہ فرہاد کے ساتھ کوئی اور فرہاد بھی پیدا ہوا تھا۔

یہ بات نہ ماننے کے باوجود وہ ماننے والی تھی۔ کیوں کہ اس کی معمولہ اور تابعدار بن چکی تھی۔ جو بھی باتیں وہ اس کے ذہن میں نقش کر رہا تھا۔ نومی اسی کو سچ تسلیم کرنے والی تھی۔

وہ کہہ رہا تھا۔ ”چونکہ ہم ہمزاد ہیں۔ اس لیے دونوں بھائیوں کا مزاج ایک جیسا ہے۔ اسی لیے جو تعلیم اور تربیت اس نے حاصل کی جو ٹیلی پیتھی کا علم اس نے سیکھا ہے۔ وہی سب کچھ میں بھی سیکھتا رہا تھا۔“

اس نے نومی کو حکم دیا ”تم کوئی سوال کیے بغیر، کوئی بحث کیے بغیر تسلیم کر لو کہ میں اس کا ہمزاد ہوں۔“

وہ ایک تابعدار کی حیثیت سے بولی۔ ”میں تسلیم کرتی ہوں کہ تم فرہاد علی تیمور کے ہمزاد ہو۔“

”تم دوسری سونیا ہو۔ فرہاد کی زندگی میں اس کی سونیا کی جگہ لینا چاہتی ہو۔ ویسے لاکھ کوشش کر لو۔ اس کی جگہ نہیں لے سکو گی۔ ہاں۔ یہ ضرور ہو گا کہ یہ فرہاد علی تیمور تمہیں اپنی سونیا بنا کر ایک نئے فرہاد اور سونیا کی داستان کا راوی بنے گا۔ آیندہ تم میری سونیا بن کر زندگی گزارتی رہو گی۔“

وہ تابعداری سے بولی۔ ”میں تمہاری سونیا بن کر تمہارے ساتھ زندگی گزارتی رہوں گی۔“

وہ اس پر تنویمی عمل کرتا رہا، اور اہم باتیں اس کے ذہن میں نقش کرتا رہا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ دو گھنٹے تک وہ تنویمی نیند سوتی رہے۔

جب وہ دو گھنٹے بعد واپس آیا تو نومی نیند پوری کر چکی تھی۔ آنکھیں کھولے بستر پر لیٹی اپنے بارے میں سوچ رہی تھی کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے؟

پھر اسے یاد آیا کہ اس کے دماغ میں فرہاد آیا تھا۔ اور وہ فرہاد خود کو اصل فرہاد کا ہمزاد کہہ رہا تھا۔

وہ ایک تابعدار کی حیثیت سے سوچنے لگی۔ ”بے شک۔ وہ فرہاد کا ہمزاد ہے۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے وہ نہ سہی یہ فرہاد تو مل رہا ہے۔ میں سونیا بن کر اُس کے ساتھ رہنا چاہتی تھی، نہ رہ سکی۔ لیکن اِس فرہاد کے ساتھ ایک کامیاب زندگی گزاروں گی۔ وہاں دوسری سوکن سونیا نہیں ہو گی۔“

وہ اپنے عامل فرہاد کے بارے میں سوچنے لگی۔ کہ جب وہ اس کا ہمزاد ہے تو یقیناً اسی فرہاد کی طرح ذہین، حاضر دماغ، شہ زور اور ناقابلِ شکست بھی ہو گا۔ میں بھی سونیا سے کچھ کم نہیں ہوں۔ اب ہم سونیا اور فرہاد بن کر آج تک شہرت کمانے والے سونیا فرہاد سے زیادہ شہرت کمائیں گے۔ ایسے کارنامے انجام دیں گے کہ دنیا انہیں بھول کر ہمیں یاد کرتی رہے گی۔“

اسے اپنے فرہاد کی آواز سنائی دی۔ ”ہیلو سونیا! میں تمہارے خیالات پڑھ رہا ہوں۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ تم اسی جذبے سے سوچو۔ ہم ضرور ان سونیا فرہاد سے زیادہ شہرت حاصل کریں گے۔“

اس نے پوچھا۔ ”کیا میرا نام سونیا رہے گا؟ کیا ہم کھل کر ان کے مقابلے پر آ سکیں گے؟“

”تمہارا نام سونیا ہی رہے گا۔ ہم جہاں بھی خیال خوانی کے ذریعے پہنچیں گے۔ وہاں سونیا اور فرہاد کہلائیں گے۔ جب بھی کوئی کارنامہ انجام دیں گے۔ تو ان ہی ناموں سے پہچانے جائیں گے۔ لیکن عام حالات میں سماجی معاشرتی زندگی گزارتے وقت ہمارا نام فرضی ہو گا۔ جب بھی ضرورت ہو گی ہم اپنا نام بدلتے رہیں گے۔“

”کیا تم یہاں استنبول میں ہو؟“

”یہاں ہوتا تو ابھی تمہارے پاس چلا آتا۔ میں پیرس میں ہوں۔ سونیا پرتگال سے جمائلہ کو ساتھ لے کر پیرس پہنچنے والی ہے۔ آج میں پہلی بار اس کے روبرو جاؤں گا۔ اور فرہاد کو اس کے پاس پہنچنے نہیں دوں گا۔“

”تم بہت بڑا خطرہ مول لینا چاہتے ہو۔ سونیا بہت مکار ہے۔ پہچان لے گی کہ تم اس کے فرہاد نہیں ہو۔“

”سونیا کے فرشتے بھی مجھے نہیں پہچان سکیں گے۔“

”کیا تم تنہائی میں سونیا کے ساتھ وقت گزارو گے؟“

”مجھے ایسا کوئی شوق نہیں ہے۔ میں صرف فرہاد کے لیے چیلنج بنا رہوں گا۔ آج سے وہ جو کرنا چاہے گا۔ وہ نہیں کر پائے گا۔ اس سے پہلے وہی کام میں کر گزروں گا۔ میں ابھی جا رہا ہوں۔ پھر کسی وقت آؤں گا۔“

”تم پہلی بار سونیا کے روبرو جا رہے ہو۔ مجھے بے چینی رہے گی کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ وعدہ کرو کہ تم آتے رہو گے۔ اور اپنے حالات سے آگاہ کرتے رہو گے۔“

”ہاں۔ تم میری سونیا ہو۔ میں تمہیں اپنے حالات نہیں بتاؤں گا تو اور کسے بتاؤں گا؟ ٹھیک ہے میں آتا جاتا رہوں گا۔“

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ اس نے سونیا اور میرے مقابلے پر آنے کے لیے بہت اچھی اور مضبوط پلاننگ کی تھی۔ وہ یہ جانتا تھا کہ میں سونیا کو ریسیو کرنے کے لیے ایئر پورٹ جاؤں گا۔ لیکن وہ وہاں جانا چاہتا تھا۔ اور وہاں جانے کے لیے مجھے راستے سے ہٹانا ضروری تھا۔

مجھے راستے سے ہٹانا میرے ارادے سے مجھے باز رکھنا اتنا آسان نہیں تھا۔ لیکن اس نے اس معاملے کو آسان بنا لیا تھا۔ میری لاعلمی میں میری گاڑی کے بریک کو ناکارہ بنا کر دور سے تماشا دیکھ رہا تھا۔

جب وہ میری گاڑی تک اور میرے کاٹیج تک پہنچ ہی چکا تھا، تو مجھے چھپ کر گولی بھی مار سکتا تھا۔ لیکن میری زندگی میں ایسے دشمن بھی آتے رہے ہیں، جو مجھے جان سے مارنا نہیں چاہتے تھے۔ مجھے اپاہج بنا کر میری بے بسی کا تماشا دیکھنا چاہتے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ کار کے حادثے میں میری جان نہیں جائے گی، لیکن میں اپاہج ضرور ہو جاؤں گا۔

خدا کا شکر ہے کہ میرے ہاتھ پاؤں سلامت رہ گئے۔ ونڈ اسکرین کے شیشے ٹوٹ کر میرے چہرے اور جسم میں پیوست ہوئے تھے۔ اور میرا سر بری طرح ڈیش بورڈ سے ٹکرا گیا تھا، اسی لیے بے ہوشی طاری ہو گئی تھی۔ اس نے مجھے عارضی طور پر بے دست و پا بنا دیا تھا۔

جہاز رن وے پر اتر چکا تھا۔ سونیا ایک طویل جدائی کے بعد پہلی بار مجھ سے ملنے آ رہی تھی۔ اپنی منزل تک پہنچ رہی تھی۔ لیکن چلتے چلتے کبھی کبھی راستے پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔ منزل بدل جاتی ہے۔ لوگوں کے نام بدل جاتے ہیں۔ کام بدل جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ لوگ بدل جاتے ہیں۔

اس نے لیج ہال سے باہر آ کر فرہاد علی تیمور کو دیکھا تو خوشی سے کھل گئی۔ تیزی سے چلتی ہوئی آ کر اس کے گلے لگ گئی۔ فرہاد نے اسے بڑی محبت سے بھینچتے ہوئے کہا۔ ”میری جان! تم کہاں بھٹکتی رہی تھیں؟ کتنا تڑپاتی رہی تھیں؟“

وہ ایک دم سے تڑپ کر الگ ہو گئی۔ وہ میلوں دور سے کسی کی بھی بو سونگھ کر اسے پہچان لیتی تھی۔ خواہ وہ کتنے ہی بہروپ میں رہے۔ اگرچہ وہ سونگھنے کی شدید حس اب نہیں رہی تھی۔ لیکن یہ صلاحیت بالکل ختم نہیں ہوئی تھی۔ اس فرہاد کے گلے لگتے ہی اسے پتا چل گیا کہ وہ پسینے کی مہک میری نہیں ہے۔

فرہاد نے حیرانی سے پوچھا۔ ”کیا ہوا۔ تم اس طرح اچانک الگ کیوں ہو گئیں؟“

وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔ ”تم کون ہو؟“

وہ اندر سے ذرا گھبرایا پھر فوراً ہی ڈھٹائی سے ہنستے ہوئے بولا۔ ”اچھا سمجھ گیا۔ تمہیں میری مخصوص مہک نہیں مل رہی ہے؟“

وہ گھور کر بولی۔ ”وضاحت کرو۔ مہک تبدیل کیسے ہو گئی؟“

”تم پچھلی زندگی بھول چکی تھیں۔ رفتہ رفتہ تمہیں بہت ساری باتیں یاد آ رہی ہیں۔ اور بھی یاد آتی رہیں گی۔ کیا کبھی حالات سے مجبور ہو کر ہم اپنے جسم کی مہک عارضی طور پر تبدیل نہیں کر لیتے ہیں؟“

سونیا ایک ذرا نرم پڑ گئی۔ وہ بولا۔ ”ایک دشمن میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ اس کی سونگھنے کی حس بہت تیز ہے۔ اسے ڈاج دینے کے لیے میں ایک ایسا پرفیوم استعمال کر رہا ہوں جو انسانی پسینے کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔“

سونیا کو یاد آیا کہ نومی نے اس کے پسینے کی مہک آرڈر دے کر تیار کرائی تھی۔ اور اسے اپنے بدن پر اسپرے کرنے کے بعد سونیا بن کر مجھے دھوکا دیا تھا۔

الپا اور کرونا اس کے اندر موجود تھیں۔ الپا نے کہا۔ ”مما! آپ کو الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پاپا درست کہہ رہے ہیں۔ آپ کی تسلی کے لیے میں ان کے دماغ میں جاتی ہوں۔ اگر یہی پاپا ہوں گے تو مجھے ان کے اندر جگہ مل جائے

گی۔“

وہ فرہاد خیال خوانی کی تکنیک کو اچھی طرح سمجھ کر آیا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ دو افراد کا لب ولہجہ بالکل ایک جیسا ہو آواز بھی ایک جیسی ہو۔ تو خیال خوانی کی لہریں پہلے اس کے اندر پہنچیں گی‘ جو دوسرے کے مقابلے میں قریب ہوگا۔

اس وقت میں دور کسی اسپتال میں تھا۔ اور وہ سونیا اور الپا کے قریب تھا۔ انہوں نے خیال خوانی کی پرواز کی تو اس فرہاد کے اندر جگہ مل گئی۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ”میری ایک ہی بیٹی الپا ہے‘ یا کرونا بیٹی بھی آئی ہے؟“

دونوں نے خوش ہو کر کہا۔ ”پاپا! ہم دونوں یہاں موجود ہیں۔“

وہ بولا۔ ”اگر اطمینان ہو گیا ہو تو فوراً سونیا کے پاس واپس جاؤ۔ کیونکہ وہ دشمن کبھی کبھی میرے دماغ میں آنے کی کوشش کرتا ہے۔ تم دونوں کی وجہ سے اسے میرے اندر جگہ مل جائے گی۔ میں یہ نہیں چاہتا۔“

وہ دونوں سونیا کے پاس آ کر بولیں۔ ”مما! یہی ہمارے پاپا ہیں۔ آپ سارے شبہات اپنے دل سے نکال دیں۔“

سونیا نے کہا۔ ”تم میں سے کسی ایک کو اپنے پاپا کے اندر رہ کر ان کے چور خیالات پڑھنا چاہیے۔“

”مما! دشمن ان کے دماغ میں آنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ہم میں سے کوئی ان کے اندر موجود رہے گا۔ تو وہ آسانی سے ان کے اندر جگہ پیدا کر سکتا ہے۔“

کرونا نے کہا۔ ”پلیز۔ آپ شبہ نہ کریں۔ مطمئن ہو جائیں۔“

سونیا نے مسکرا کر فرہاد کو دیکھا۔ پھر جمائلہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ”اس سے ملو۔ یہ ہماری بیٹی جمائلہ ہے۔“

فرہاد نے بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ”یہ تو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ آنے والی جمائلہ ہی ہو سکتی ہے۔“

پھر اس نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر پیشانی کو چومتے ہوئے کہا۔ ”اب تم ہماری بیٹی بن کر ہمیشہ ہمارے ساتھ رہا کرو گی۔“

وہ تینوں وہاں سے چلتے ہوئے پارکنگ ایریا میں آئے۔ پھر کار میں بیٹھ کر کاٹیج کی طرف جانے لگے۔ فرہاد نے الپا کے اندر پہنچ کر پوچھا۔ ”تمہارے حالات کیا ہیں؟ کیا تم سے دشمنی کرنے والے یہودی اکابرین اب بھی اپنے عہدوں پر فائز ہیں؟“

الپا نے کہا۔ ”نہیں۔ ان میں سے کئی عہدے دار ملک چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ وہاں جو رہ گئے ہیں‘ انہوں نے اپنے عہدوں سے استعفا دے دیا ہے۔ اب وہاں نئی حکومت قائم ہونے والی ہے۔“

الپا سونیا کے اندر تھی۔ وہ بھی اس کے اندر رہ کر الپا سے باتیں کر رہا تھا۔ یہ تاثر دے رہا تھا کہ وہ صرف سونیا ہی کے نہیں الپا اور کرونا وغیرہ کے تمام حالات سے اچھی طرح واقف ہے۔

اس نے پوچھا۔ ”کیا وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا سلومن وکٹر اب بھی تل ابیب میں موجود ہے؟“

”نہیں۔ وہ شاید جا چکا ہے۔“

فرہاد نے کہا۔ ”اگر وہ جا چکا ہے‘ تب بھی ہم اسے معاف نہیں کریں گے۔ وہ تم سے دشمنی کرنے اور تمہارے دشمنوں کی مدد کرنے تل ابیب آیا تھا۔“

وہ بولی۔ ”یس پاپا! ہم صرف سلومن وکٹر کا ہی نہیں بلکہ امریکی اکابرین کا بھی محاسبہ کریں گے۔“

وہ بولا۔ ”ہاں۔ آج جمائلہ کو بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا دیں۔ اس کے بعد ایسے دشمنوں سے نمٹ لیں گے۔“

پھر اس نے کرونا سے پوچھا۔ ”تم آج کل کہاں ہو؟“

”پاپا! جب مجھے معلوم ہوا کہ مما جمائلہ کو لے کر یہاں آ رہی ہیں۔ تو میں بھی اسی شہر میں آ گئی ہوں۔“

”یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ ہم جمائلہ کو بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانے کے بعد تم سے ضرور ملیں گے۔“

وہ سب کاٹیج میں پہنچ گئے۔ فرہاد نے کہا۔ ”الپا اور کرونا! اب تم دونوں جاؤ۔ کبھی کبھی آتی جاتی رہنا اور ہماری خیریت معلوم کرتی رہنا۔ تمہیں بھی اپنی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر رہنا چاہیے۔ ورنہ کوئی دشمن انجانے میں نقصان پہنچا سکتا ہے۔“

وہ دونوں چلی گئیں۔ وہ تینوں کاٹیج کے اندر آ گئے۔

فرہاد نے سونیا سے پوچھا۔ ”کیا وہ جا چکی ہیں؟“

”ہاں اب وہ میرے اندر نہیں ہیں۔“

یہ سنتے ہی اس نے لباس کے اندر سے ریوالور نکالا اور اسے نشانے پر رکھتے ہوئے کہا۔ ”میں فرہاد علی تیمور ہوں۔ لیکن میرا امزاج اور میرے ارادے بدل چکے ہیں۔“

سونیا نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ پھر پوچھا۔ ”یہ کیا مذاق کر رہے ہو؟“

اس کی بات ختم ہوتے ہی ٹھائیں کی آواز کے ساتھ

ایک گولی چلی اور سونیا اپنا بازو پکڑ کر رہ گئی۔ گولی اس کے بازو کے گوشت کو ایک ذرا سا ادھیڑ کر گزرتی چلی گئی تھی۔

وہ بولا۔ ”تم میری سنجیدگی کا اندازہ ایک گولی سے لگا سکتی ہو۔ دوسری گولی تمہاری زندگی کا اختتام کر دے گی۔“

جمائلہ سہم کر دیوار سے جا لگی تھی۔ فرہاد نے کہا۔ ”میں جانتا ہوں‘ رات کو تم جتنی خطرناک ہو جاتی ہو۔ دن میں اتنی ہی بزدل بن جاتی ہو۔“

سونیا اسے گھور کر دیکھ رہی تھی۔ وہ بولا۔ ”کوئی چالاکی دکھاؤ گی تو بری طرح پچھتاؤ گی۔“

وہ بازو کو تھام کر تکلیف برداشت کرتے ہوئے بولی۔ ”تو میرا شبہ درست تھا؟ تم میرے فرہاد نہیں ہو؟“

وہ سینہ تان کر بولا۔ ”میں فرہاد علی تیمور ہی ہوں۔ تمہارے فرہاد کا ہمزاد ہوں۔ میرے اس ہمزاد نے غلط ہسٹری پیش کی۔ جس کی وجہ سے دنیا آج تک مجھ سے بے خبر رہی۔ اب سب کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کا ایک ہمزاد بھی اس دنیا میں موجود ہے اور یہ ہمزاد کیا کیا گل کھلانے والا ہے یہ تو رفتہ رفتہ ہی معلوم ہوگا۔“

پھر اس نے جمائلہ سے کہا۔ ”میں ابوالہول کا غلام ہوں۔ تمہاری مدد کے لیے آیا ہوں۔ وہ نہیں چاہتا کہ تم ان کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے میں جاؤ۔ اور وہاں تمہارا روحانی علاج کیا جائے۔“

وہ بولی۔ ”میں تمہیں ابوالہول کا غلام تسلیم کرتی ہوں۔ مگر میری مما کو گولی نہ مارو۔“

”میں اپنے ہاتھوں سے اسے نہیں ماروں گا۔ دن کا ایک بجا ہے۔ پانچ گھنٹے کے بعد تم تبدیل ہو جاؤ گی۔ پھر تمہیں یہ دیکھ کر غصہ آئے گا کہ سونیا تمہیں بہلا پھسلا کر بابا صاحب کے ادارے میں لے جا رہی تھی۔ تمہارا روحانی علاج کر کے تمہیں ابوالہول سے دور کر دینا چاہتی تھی۔ پھر تم خود ہی اس سے انتقام لو گی۔“

جمائلہ سونیا کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح سونیا کی مدد کرے؟ پھر ذہن ابوالہول کی طرف بھی مائل تھا۔ اور وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ دشمن ایک کے بعد دوسری گولی چلائے اور سونیا کو مار ڈالے۔ پھر لاشعوری طور پر یہ بھی مان رہی تھی کہ وہ ابوالہول کا غلام ہے اور اسے روحانی علاج سے روکنے کے لیے آیا ہے۔

فرہاد نے کہا۔ ”تم مجھے ابوالہول کا غلام مانو‘ یا نہ مانو۔ لیکن میرے حکم کی تعمیل کرو۔ مضبوط رسیاں تلاش کر کے یہاں لے آؤ۔“

وہ جھجکتے ہوئے ایک اسٹور روم کی طرف چلی گئی۔ وہ بڑی توجہ سے سونیا کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولا۔ ”میں جانتا ہوں‘ تم کتنی مکار ہو؟ ایک لمحے کے لیے بھی میں تم سے غافل نہیں رہوں گا۔ اگر اپنی سلامتی چاہتی ہو تو اس کرسی پر بیٹھ جاؤ۔“

اس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ ”تمہیں جمائلہ سے کیا دلچسپی ہے؟ اسے اپنے ساتھ کیوں لے جانا چاہتے ہو؟“

”میں تمہارے سوال کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا۔“

جمائلہ مضبوط رسیوں کا ایک بنڈل لے آئی۔ اس نے کہا۔ ”اپنی اس مما کو کرسی کے ساتھ مضبوطی سے باندھو۔“

وہ بے بسی سے سونیا کو دیکھنے لگی۔ اس نے کہا۔ ”بیٹی! کوئی بات نہیں۔ یہ جو کہتا ہے‘ وہی کرو۔ مجھے کتنے ہی بے بس اور مجبور بنانے والے آئے پھر خود ہی مجبور ہو کر اس دنیا سے چلے گئے۔“

جمائلہ نے اسے کرسی کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا۔ اس نے جمائلہ کے بازو کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ ”میں نے فرہاد کو حادثے سے دوچار کیا ہے۔ وہ ایک اسپتال میں پڑا ہوا ہے۔“

سونیا نے چونک کر سر اٹھاتے ہوئے اسے دیکھا۔ وہ بولا۔ ”میں چاہتا تو اسے گولی مار سکتا تھا۔ اور میں چاہوں تو ابھی تمہیں گولی مار سکتا ہوں لیکن میں نے عہد کیا ہے کہ تم دونوں کو جان سے نہیں ماروں گا۔ آج تک تم نے جتنی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اتنی ہی ناکامیوں کا منہ تمہیں دکھاؤں گا۔ تم میاں بیوی جو بھی مہم سر کرنے نکلو گے۔ میں اس مہم کو تم سے پہلے سر کروں گا۔ اور قدم قدم پر تمہیں یقین دلاؤں گا کہ تم دونوں میرے سامنے کتنے بے بس اور مجبور ہو؟“

پھر اس نے جمائلہ سے کہا۔ ”اسے دیکھ لو۔ اس کاٹیج کو اچھی طرح یاد کر لو۔ اور میں اس اسپتال میں تمہیں لے جاؤں گا۔ وہاں تم فرہاد کو دیکھ لو‘ شام کا اندھیرا پھیلتے ہی جب تم تبدیل ہو جاؤ گی۔ تو خود ہی آندھی طوفان کی طرح ان کے پاس پہنچو گی۔ اور ان کی ہڈی پسلیاں توڑ کر رکھ دو گی۔ اب چلو یہاں سے.....“

وہ اس کا بازو تھام کر اسے کھینچتا ہوا کاٹیج سے باہر چلا گیا۔

سونیا کرسی پر بیٹھی رسیوں سے بندھی ہوئی تھی۔ کوئی اسے اس طرح بے بس نہیں کرسکتا تھا۔ اس کی طویل زندگی میں طویل جدوجہد کے دوران ایسا شہزور کبھی نہیں آیا تھا۔ جس نے اسے بے دست و پا کردیا ہو۔ اس وقت بھی وہ میرے ہم زاد کہلانے والے فرہاد کے قابو میں نہیں آئی تھی۔ اس نے جان بوجھ کر اسے بازی جیت لینے کا جھانسا دیا تھا۔

ایک تو اس لیے کہ اس فرہاد نے آتے ہی گولی چلا کر اس کے بازو کو زخمی کیا تھا۔ وہ کسی کے ہاتھ سے ریوالور گرانے کی ایک سے ایک تکنیک جانتی تھی۔ پھر بھی اس نے کوئی جوابی کارروائی نہیں کی تھی۔

ایک تو یہ اندیشہ تھا کہ اگر وہ بغیر سوچے سمجھے فوراً ہی اس پر گولی چلا سکتا ہے تو جمائلہ کو بھی زخمی یا ہلاک کرسکتا ہے۔ اسے اپنی فکر نہیں تھی، وہ جانتی تھی کہ تھوڑی ہی دیر میں اس کا اپنا کوئی نہ کوئی خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر پہنچے گا اور وہ ان رسیوں سے رہائی پالے گی۔

ایک گولی اس کے بازو کے گوشت کو ایک ذرا سا ادھیڑتی ہوئی گزر گئی تھی۔ زخم بہت گہرا نہیں تھا لیکن لہو رس رہا تھا۔ اس کو پروا نہیں تھی کہ لہو بہتا ہے تو بہتا رہے، وہ مرتی ہے تو مرتی رہے۔ وہ جمائلہ کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اور جاتے جاتے یہ پریشان کن خبر سنا گیا تھا کہ میں اسپتال میں پڑا ہوا ہوں۔

اس نے وضاحت نہیں کی تھی، کہ میں اسپتال میں کیوں پڑا ہوں؟ اس نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ بس یہ تاثر دے گیا تھا کہ ہم جیسے ناقابل شکست کہلانے والوں کے لیے بڑے مسائل پیدا کررہا ہے۔ اور آئندہ بھی بہت کچھ کرسکتا ہے۔

وہ جمائلہ کے ساتھ جاچکا تھا۔ اس کے جانے کے بعد پتا نہیں کتنا وقت گزرتا رہا، لہو بہتا رہا، اور وہ کمزوری محسوس کرتی رہی، پھر اچانک اسے اپنے اندر کرونا کی آواز سنائی دی۔ وہ پریشان ہو کر کہہ رہی تھی۔ ''مما! یہ آپ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟''

''بیٹی! اس بہتے ہوئے لہو کو روکنا ہے۔ فوراً ہی فرسٹ ایڈ کا انتظام کرو۔''

اس نے پلک جھپکتے ہی تمام خیال خوانی کرنے والوں کو اس کے حالات سے آگاہ کیا۔ پیرس میں بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے کئی جاسوس تھے۔ کبریا نے فوراً ہی انہیں ہدایت کی کہ فوراً مما کے کاٹیج میں پہنچو۔ انہیں فرسٹ ایڈ کی ضرورت ہے۔

ان کے پہنچنے تک تمام خیال خوانی کرنے والے اس کے خیالات پڑھتے رہے تو پتا چلا کہ میں بھی کسی اسپتال میں ہوں۔

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ ''میں سسٹر کے ساتھ پاپا کے پاس رہی ہوں۔ تم سب مما کا خیال رکھو۔''

وہ اور الپا میرے دماغ میں پہنچ گئیں۔ اس وقت مجھے آپریشن تھیٹر سے باہر لایا جارہا تھا۔ میرے چہرے اور جسم کے کئی حصوں میں کانچ کے ٹکڑے پیوست ہو گئے تھے۔ ان سب کو نکالا گیا تھا۔ چہرے اور جسم کی مرہم پٹی کی گئی تھی۔ میں تھوڑی دیر تک بے ہوش رہنے کے بعد ہوش میں آگیا تھا۔

الپا اور عالی پریشان ہو کر پوچھ رہی تھیں۔ ''پاپا! آپ کیسے ہیں؟ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟''

''بیٹی! ہونے والی بات ہو کر ہی رہتی ہے۔ میری گاڑی کا بریک اچانک ہی فیل ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے میں حادثے سے دوچار ہو کر یہاں پہنچا ہوا ہوں۔''

عالی نے کہا۔ ''پاپا! وہ بریک اچانک فیل نہیں ہوا تھا۔ آپ کے خلاف سازش ہوئی ہے۔ ایک دشمن آپ کو یہاں اسپتال پہنچا کر خود فرہاد بن کر ایئرپورٹ پہنچا ہوا تھا۔ اس نے وہاں مما اور جمائلہ کو ریسیو کیا تھا۔''

میں نے حیرانی سے پوچھا۔ ''یہ کیا کہہ رہی ہو؟''

الپا نے کہا۔ ''یہ درست کہہ رہی ہے۔ پتا نہیں وہ کون دشمن ہے؟ خود کو فرہاد علی تیمور کہتا ہے۔ اس نے کاٹیج پہنچ کر مما کو گولی ماری ہے۔ ان کا بازو زخمی ہو گیا ہے۔ وہ انہیں ایک کرسی سے باندھ کر جمائلہ کو ساتھ لے گیا ہے۔''

میں نے کہا۔ ''یا خدا! میں سمجھ رہا تھا کہ مجھے اتفاقاً حادثہ پیش آیا ہے لیکن یہاں تو ہمارے خلاف زبردست سازش ہو رہی ہے۔''

مجھے اپنے اندر کبریا کی آواز سنائی دی۔ ''پاپا! آپ کیسے ہیں؟''

''بیٹے! میں ٹھیک ہوں۔ بس ذرا سا زخمی ہو گیا ہوں۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔''

عالی نے کہا۔ ''میں نے تمہیں مما کے پاس رہنے کو کہا تھا۔ یہاں کیوں آگئے؟''

''وہاں کرونا اور ہمارے کئی خیال خوانی کرنے والے موجود ہیں۔ مما کی مرہم پٹی ہو رہی ہے۔''

میں نے کہا۔ ''الپا میرے پاس رہے گی۔ تم دونوں جاؤ اور یہ معلوم کرو کہ تمہاری مما کے پاس فرہاد بن کر آنے والا کون تھا؟ اور اس کے متعلق تمہاری مما کی ریڈنگ کیا ہے؟''

وہ دونوں اپنی ماں کے پاس آگئے۔ اس سے سوالات کرنے لگے۔ اس نے کہا۔ ''میں تو ایئرپورٹ میں ہی اس پر شبہ کررہی تھی۔ مجھے تمہارے پاپا کے پسینے کی مہک اس کے بدن سے نہیں مل رہی تھی۔ اور وہ بار بار بتا رہا تھا کہ اس نے دوسرے پرفیوم کے ذریعے اپنی قدرتی مہک کو عارضی طور پر ختم کردیا ہے۔ تاکہ دشمن اس کی بو نہ پہچان سکیں۔''

''اس وضاحت کے باوجود میں اس پر شبہ کررہی تھی۔ الپا کرونا نے اس کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے تو وہ اندر سے بھی بالکل تمہارے پاپا جیسا ہی تھا۔ وہی آواز اور وہی لب ولہجہ تھا۔ وہی بولنے کا انداز تھا۔ الپا اور کرونا کو یقین کرنا پڑا کہ وہ فرہاد ہی ہے۔ میں نے بھی یقین کرلیا۔''

کبریا نے پوچھا۔ ''جب اس نے کاٹیج میں آکر اپنی اصلیت ظاہر کی تو کرونا اور سسٹر آپ کے پاس نہیں تھیں؟''

''نہیں۔ اس بہروپیے فرہاد نے ان سے کہا تھا کہ وہ اب جاسکتی ہیں۔ انہیں بھی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر رہنا چاہیے۔ وہ بیچاری چلی گئیں۔ ان کے جاتے ہی اس نے اپنی اصلیت دکھائی۔ اس سے پہلے کہ میں اس پر حملہ کرتی اس نے گولی مار کر مجھے زخمی کردیا۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ جمائلہ کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرے۔ حالات کا تقاضا یہی تھا کہ میں جمائلہ کو اس کے ساتھ جانے دیتی اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا۔''

''وہ اپنے بارے میں کیا کہہ رہا تھا؟''

''بکواس کررہا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ تمہارے پاپا کا ہمزاد ہے۔ تمہارے پاپا نے اب تک دنیا والوں کے سامنے اپنی غلط ہسٹری پیش کی ہے۔ اور اپنے اس بھائی کی پوری ہسٹری چھپائی ہے۔ جو ان کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔ اب وہ دنیا والوں پر ثابت کرے گا کہ فرہاد کا ہمزاد ہے اور کسی معاملے میں بھی فرہاد سے کم نہیں ہے۔''

کبریا نے میرے پاس آکر اس کے بارے میں بتایا پھر کہا۔ ''مما اس کے متعلق صرف اس حد تک ہی معلومات رکھتی ہیں۔ پتا نہیں وہ اچانک کہاں سے آپ کا ہمزاد بن کر آگیا ہے؟ اس کا یہ پہلا حملہ بتا رہا ہے کہ وہ ہم سب کے متعلق بڑی گہری معلومات رکھتا ہے۔''

الپا نے کہا۔ ''وہ جمائلہ کے بارے میں بھی یقیناً بہت کچھ جانتا ہے۔ اس لیے اسے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔''

میں نے سوچتے ہوئے کہا۔ ''الپا! تم ہماری طرح ایک طویل عرصے سے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ہو۔ ذرا معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ یہ شخص کون ہو سکتا ہے؟''

اس نے کہا۔ ''امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑی خاموشی سے اپنے ہاتھ پاؤں پھیلا رہے ہیں۔ ایک طرف ان کا ٹیلی پیتھی جاننے والا سلومن ڈکٹر میرے خلاف محاذ بنانے تل ابیب پہنچ گیا تھا۔ دوسرا امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا وائس مین انڈین انٹیلی جنس والوں کی مدد کرنے ہندوستان پہنچا ہوا ہے۔ اور وہاں اعلیٰ بی بی، پارس اور پورس کے لیے پرابلم بن رہا ہے۔''

میں نے کہا۔ ''وہ بڑی رازداری سے ہندوستان آیا ہوا تھا۔ اگر میں دردان کو اپنا تابعدار نہ بناتا اور اس کے چور خیالات نہ پڑھتا تو مجھے اس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے بارے میں کبھی کچھ معلوم نہ ہوتا۔''

کبریا نے کہا۔ ''ہم سمجھ رہے تھے کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک عرصے سے خاموش بیٹھے ہیں۔ اور اب ہمارے کسی بھی معاملے میں دخل اندازی نہیں کررہے ہیں لیکن وہ چوری چھپے بہت کچھ کررہے ہیں۔''

الپا نے کہا۔ ''میرا خیال ہے کہ اسی طرح کوئی اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا آپ کا ہمزاد بن کر ہمیں دھوکا دینے آیا ہے۔''

کبریا نے کہا۔ ''وہ کسی اور طرح بھی خاموشی اور بڑی رازداری سے ہمارے خلاف محاذ قائم کرسکتا تھا لیکن وہ پاپا کا ہمزاد بن کر کیوں آیا ہے؟''

میں نے کہا۔ ''فی الحال تو میری سمجھ میں یہی آتا ہے کہ وہ فرہاد علی تیمور بن کر میری جگہ لینا چاہتا ہے، اور اس کے لیے سب سے پہلے میرا ہمزاد بن کر میری لائف ہسٹری کو غلط ثابت کرنا چاہتا ہے۔''

ہم تھوڑی دیر تک خاموشی سے اپنی اپنی جگہ سوچتے رہے پھر میں نے کہا۔ ''فی الحال ہم اس کے متعلق اپنے اپنے طور پر ہی اندازے قائم کرسکتے ہیں۔ آئندہ وہ ہم پر حملے کرے گا یا کسی معاملے میں مداخلت کرے گا تو اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہوتی رہیں گی۔''

الپا نے کہا۔ ''پتا نہیں وہ کم بخت آئندہ کس طرح حملہ کرے گا یوں چھپ کر حملہ کرے گا تو ہم کوئی جوابی کارروائی نہیں کرسکیں گے۔''

''بیٹی! یہ نہ کہو کہ اس نے چھپ کر حملہ کیا۔ ہاں۔ اس نے میرے سامنے آنے کی جرأت نہیں کی۔ میری گاڑی کا بریک فیل کردیا لیکن اس نے سونیا کے روبرو آکر اسے زخمی کیا ہے۔ اگرچہ اس نے دشمنی کی ہے لیکن ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیے

کہ وہ بہت دلیر ہے۔"

الپا نے کہا۔ "ہاں۔ یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ مما کے مقابلے پر آنے والا بچ کر نہیں جاتا۔ ان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے۔ اس نے پہلی ہی بار مما کے سامنے آنے کا خطرہ مول لیا ہے، آیندہ ایسا نہیں کر سکے گا۔"

ہم اس کے بارے طرح طرح کی باتیں سوچ سکتے تھے۔ اندازے قائم کر سکتے تھے لیکن حقیقتاً یہ نہیں جان سکتے تھے کہ وہ کون ہے اور آیندہ کیا کرنے والا ہے؟

فرہاد کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ جمائلہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ونڈ اسکرین کے پار دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "تم مجھے اپنے ساتھ لے جا رہے ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن تم نے مما کو زخمی کر کے اچھا نہیں کیا۔"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ابھی تم کچھ بھی کہہ لو۔ جب رات ہو گی اور تم تبدیل ہو جاؤ گی تو اس کے برعکس کہو گی کہ میں نے اسے زخمی کر کے اچھا کیا۔ کیونکہ وہ تمہاری دشمن تھی۔ تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں لے جا کر ہمیشہ کے لیے ابوالہول سے دور کر دینا چاہتی تھی۔"

وہ چپ رہی، یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا جواب دے؟ بے چاری نیکی اور بدی، خیر اور شر کے درمیان الجھی رہتی تھی۔ اگر اس وقت سونیا اسے بابا صاحب کے ادارے میں لے جاتی تو وہ بہت خوش ہو کر وہاں جاتی۔ اب فرہاد اسے ادارے سے دور کر رہا تھا۔ تب ہی وہ چپ تھی۔ ایسا کرنے سے خوش تو نہیں تھی لیکن اعتراض بھی نہیں کر رہی تھی۔

اس نے پوچھا۔ "کیا تم واقعی ابوالہول کے غلام ہو؟"

"ہاں۔ میں اسے بڑی پُر اَسرار قوتوں کا مالک سمجھتا ہوں۔ اور اس کی پرستش کرتا ہوں۔"

"میں کیسے مان لوں کہ تم سچ کہہ رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "تم مجھ پر شبہ کیوں کر رہی ہو؟"

"اب سے پہلے بھی وردان نامی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ابوالہول کا غلام بن کر آیا تھا۔ اور مجھے دھوکا دے رہا تھا۔"

"پھر تمہیں کب پتا چلا کہ وہ تمہیں دھوکا دے رہا ہے؟"

وہ بولی۔ "جب میں رات کو تبدیل ہوئی تو سارا بھید کھل گیا۔"

"تو پھر انتظار کرو۔ آج رات کو جب تبدیل ہو گی تو میری حقیقت سامنے آ جائے گی۔ میں نہ جھوٹ بول رہا ہوں' نہ دھوکا دے رہا ہوں۔"

وہ بولی۔ "تم نے مما کو رسیوں سے باندھ دیا۔ انہیں بے بس کر دیا لیکن ان کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے۔"

"وہ تلاش کرتے ہی رہ جائیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔"

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

اس نے ونڈ اسکرین کے پار اشارہ کرتے ہوئے [illegible] "وہاں دیکھ رہی ہو' بہت اونچی دیوار دکھائی دے رہی ہے"

"ہاں۔ وہ بہت دور تک گئی ہے۔ کیا یہ کسی قلعے کی [illegible] ہے؟"

"نہیں۔ یہ بابا صاحب کا ادارہ ہے۔"

اب وہ کار دیوار کے ساتھ والی شاہراہ پر دوڑ رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "یہ دیوار دس میل تک مشرق کی طرف اور وہاں سے گھوم کر دس میل تک شمال کی طرف گئی ہے۔ یعنی ادارہ دس میل کے رقبے تک پھیلا ہوا ہے۔"

وہ کھڑکی سے جھانک رہی تھی، بڑی حیرانی سے اس دیوار کو دیکھ رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی۔ "او گاڈ! کتنی اونچی فولادی دیوار ہے؟ دور تک کوئی دروازہ کوئی روشندان نہیں ہے۔"

"ہاں۔ صرف ایک بہت بڑا صدر دروازہ ہے۔ چاروں طرف دیوار ہی دیوار ہے۔ کوئی چھوٹا سا سوراخ بھی نہیں ہے۔"

"کیا یہ لوگ باہر جانے کے لیے صرف ایک ہی دروازہ استعمال کرتے ہیں؟ اگر آٹھ دس میل دور رہنے والوں کو کوئی ایمرجنسی ہو' اور انہیں دوسری طرف سے باہر نکلنا ہو تو وہ کیا کرتے ہیں؟ کیا وہ اتنی دور سے گھوم کر اس صدر دروازے تک آتے ہیں؟"

"میں یہاں کے اندرونی معاملات سے زیادہ واقف نہیں ہوں۔ بس کسی حد تک جانتا ہوں۔ ان کے پاس کئی ہیلی کاپٹرز کے علاوہ ٹو سیٹر اور فور سیٹر طیارے ہیں۔ یقیناً ہنگامی حالات میں انہیں استعمال کیا جاتا ہوگا۔"

وہ کار صدر دروازے کے قریب پہنچ رہی تھی۔ جمائلہ کا دل ادھر کھنچا جا رہا تھا۔ اس کا ایمان اور اس کے نیک جذبات اندر ہی اندر مچل رہے تھے۔ کسی بھی طرح اس ادارے کے اندر پہنچنا چاہتے تھے۔

کار دروازے کے قریب پہنچ رہی تھی اور اسے یوں لگ رہا تھا جیسے فرہاد اسے اس ادارے کے اندر لے جانے والا ہو لیکن وہ قریب پہنچتے پہنچتے دوسری طرف مڑ گیا۔

اس نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "یہ تم کہاں جا رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "اس صدر دروازے کے سامنے ہی کئی خوبصورت بنگلے تمہیں دکھائی دے رہے ہیں۔ ان میں سے

ایک بنگلا ہمارا ہے۔"

وہ حیرانی سے بولی۔ "تم سونیا اور فرہاد سے دشمنی کر رہے ہو۔ اور اس ادارے کے ٹھیک سامنے کسی بنگلے میں مجھے رکھنا چاہتے ہو۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ "یہی تو ذہانت ہے۔ دشمنوں کی ناک کے نیچے رہو تو وہ ساری دنیا میں تلاش کرتے پھرتے ہیں اور یہ سمجھ نہیں پاتے کہ وہ بال ناک کے اندر ہی ہے جو ان کے لیے وبال بنا ہوا ہے۔"

پھر وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "اور یہ تو پرانی کہاوت ہے کہ بچہ بغل میں ہوتا ہے اور اسے تلاش کرنے کے لیے شہر بھر میں ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ ہم ان کی بغل میں ہی رہیں گے۔ اور یہ ہمیں تلاش کرتے کرتے تھک جائیں گے۔"

بابا صاحب کے ادارے کے ساتھ ایک بہت چوڑی شاہراہ گزرتی تھی۔ شاہراہ کے اُس پار دو گز کی دوری پر ایک خوبصورت سا علاقہ تھا۔ وہاں دور تک ایک ہی طرز کے بنگلے بنے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ان میں سے ایک بنگلے میں آ گئے۔

فرہاد نے کہا۔ "یہاں تمہاری ضرورت کا ہر سامان موجود ہے۔ ویسے تم دیکھ لو' اگر کسی چیز کی کمی ہو گی تو میں ابھی لے آؤں گا۔"

وہ تھکے ہوئے انداز میں ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ "اگرچہ سفر لمبا نہیں تھا مگر حالات نے مجھے تھکا دیا ہے۔ یوں کہنا چاہیے۔ آج تم نے مما کے ساتھ جیسی زیادتی کی اس کے بارے میں سوچتی ہوں تو تھک جاتی ہوں سمجھ میں نہیں آتا میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور مجھے جواباً کیا کرنا چاہیے؟"

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ "تم فی الحال جواباً کچھ نہیں کر پاؤ گی۔ البتہ رات ہوتے ہی تمہاری سمجھ میں آ جائے گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے؟"

ایسے وقت وہ سانس روک کر سیدھی بیٹھ گئی۔ فرہاد نے پوچھا۔ "کیا ہوا؟"

وہ اسے گھور کر دیکھتے ہوئے بولی۔ "کیا تم ابھی میرے دماغ میں آنا چاہتے تھے؟"

اس نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔ معلوم ہوتا ہے' تمام خیال خوانی کرنے والے مما کے پاس پہنچ گئے ہیں اور انہیں میری واردات کا علم ہو چکا ہے۔ تم پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی انہیں بھگاتی رہو۔"

وہ بولی۔ "میں مما کی خیریت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ تم نہیں جانتے' میں ان سے کتنی محبت کرتی ہوں۔"

"ہاں۔ نہیں جانتا۔ لیکن سمجھ سکتا ہوں۔ اس نے تمہیں بری طرح متاثر کیا ہے۔ بیٹی بنا کر تمہارے جذبات سے کھیل رہی ہے۔ بہرحال دن کی روشنی تک تو میں اسے برداشت کر لوں گا۔ کیونکہ رات کے بعد تم خود ہی اس سے نفرت کرنے لگو گی۔ جس کے لیے ابھی محبت سے تڑپ رہی ہو۔"

اس نے پھر سانس روک کر اسے دیکھا۔ وہ بولا۔ "میں سمجھ رہا ہوں۔ وہ بار بار آئیں گے' یہ معلوم کرنا چاہیں گے کہ میں تمہیں کہاں لے گیا ہوں اور تمہارے ساتھ کیسا سلوک کر رہا ہوں؟"

وہ ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "وہ تمہارے ذریعے میرے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم کرنا چاہیں گے۔"

"میں نہیں جانتی' وہ تمہارے خلاف اور تم ان کے خلاف جو چاہو کرو لیکن میں مما کی خیریت معلوم کروں گی۔ وہ زخمی ہو گئی ہیں۔"

فرہاد نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا۔ "اچھی بات ہے۔ فون کے ذریعے ان سے رابطہ کرو لیکن خبردار! بھول سے بھی اس علاقے کا ذکر نہ کرنا۔"

وہ اپنے بیگ سے موبائل فون نکالتے ہوئے بولی۔ "تمہارا شکریہ۔ میں تو اپنے موبائل فون کو بھول ہی گئی تھی۔"

اس نے سونیا کے نمبر پنچ کیے پھر رابطہ ہونے پر کہا۔ "ہیلو مما! میں بول رہی ہوں۔"

سونیا نے پوچھا۔ "بیٹی! تم سانس کیوں روک لیتی ہو؟ میری بیٹی تمہارے پاس آ کر بہت سی باتیں کرنا چاہتی ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم کہاں ہو؟ ہم تمہیں اس بہروپیے فرہاد سے نجات دلا کر لے آئیں گے۔"

"مما! میں بڑی الجھن میں ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا' ایسے وقت کیا کروں؟"

"جو کہہ رہی ہوں' وہی کرو۔ جہاں جہاں سے گزر رہی ہو۔ وہاں کی خاص باتیں نوٹ کرو۔ دکانوں کے سائن بورڈ پڑھ کر مجھے بتاؤ۔ وہاں اس علاقے کا نام وغیرہ درج ہوگا۔"

"میں پہلی بار پیرس آئی ہوں۔ کسی علاقے کا نام نہیں جانتی۔ آپ کہہ رہی ہیں تو یاد آ رہا ہے کہ مجھے بڑی بڑی دکانوں کے سائن بورڈ پڑھنا چاہئیں۔ اور یہاں کے خاص علاقوں کی کوئی یادگار بھی ذہن میں رکھنا چاہیے۔ تاکہ میں آپ کو بتا سکوں۔"

سونیا نے پوچھا۔ "تم اس وقت کہاں سے گزر رہی ہو؟ توجہ سے دیکھو اور مجھے بتاؤ۔"

"مما! ابھی تو میں ایک بند کمرے میں ہوں۔ پتا نہیں' یہ مجھے کہاں لے آیا ہے؟ یہاں سے نکلوں گی یا یہ مجھے کہیں لے جائے گا تو اب آس پاس کی ایک ایک چیز کو غور سے دیکھوں گی اور انہیں یاد کر کے آپ کو بتاؤں گی۔"

"ابھی تم میری بیٹی کو اپنے اندر آنے دو۔ سانس نہ روکو۔"

وہ بولی۔ "سوری مما! یہ میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے اور اس کا حکم ہے کہ میں کسی کو اپنے دماغ میں نہ آنے دوں۔ جس طرح میں آپ سے محبت کر رہی ہوں، آپ کی ہر بات مان رہی ہوں۔ اسی طرح اس کی بات بھی اس لیے مان رہی ہوں کہ یہ میرے ابوالہول کا غلام ہے۔"

سونیا نے کہا۔ "وہ غلام نہیں ہے۔ تم سے جھوٹ بول رہا ہے۔ تمہیں اُسی طرح دھوکا دے رہا ہے، جس طرح اب سے پہلے وردان دے چکا ہے۔"

"یہ بات میں اس سے کہہ چکی ہوں کہ اگر یہ بھی وردان کی طرح مجھے فریب دے رہا ہے تو رات ہوتے ہی مجھے اس کی اصلیت معلوم ہو جائے گی۔ پھر یہ مجھ سے بچ نہیں پائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ تم ابھی بولی ہو۔ ہم سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ نہیں رکھنا چاہتیں۔ کوئی بات نہیں۔ فون پر تو رابطہ رکھو گی؟"

"ہاں مما! میں فون پر آپ سے باتیں کرتی رہوں گی۔"

فرہاد نے اس سے فون چھین کر اپنے کان سے لگایا۔ پھر کہا۔ "ہیلو۔ سونیا! میرا دیا ہوا زخم کیسا ہے؟"

سونیا نے کہا۔ "بہت اچھا ہے۔ پہلی بار زخم کھانے کا مزہ آ رہا ہے۔ میرا وعدہ ہے' میں تمہیں بھی ایسے مزے لوٹنے کے بہت سے مواقع دوں گی۔ اتنے زخم کھاؤ گے کہ مزہ ہی مزہ آتا رہے گا۔"

"بہت بولتی ہو۔ کیا تم نے اپنے فرہاد کی خبر لی؟ وہ شیر بننے والا بکرے کی طرح کسی اسپتال میں پڑا ہوگا۔"

"تم نے اس کے لیے چیلنج بن کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اب خود ہی اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھ لو کہ وہ اسپتال میں پڑا ہوا ہے یا سائے کی طرح تمہارے ساتھ ساتھ لگا ہوا ہے؟"

"میں نہیں مانتا کہ وہ اتنی جلدی اسپتال سے اٹھ کر میرے پیچھے چلا آئے گا۔ وہ بری طرح زخمی ہوا تھا۔ اور ابھی کئی دنوں تک یا کئی گھنٹوں تک خیال خوانی کے قابل نہیں رہے گا۔"

"پھر تو تمہارے لیے یہ سنہری موقع ہے۔ وہ دماغی طور پر کمزور ہے۔ فوراً جاؤ اور اس کے دماغ پر قبضہ جما لو۔ اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لو۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ "میں ایسا نادان نہیں ہوں۔ یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ اب تک تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج اس کے دماغ میں پہنچ گئی ہو گی۔ اور اسے ہر طرح کا تحفظ دے رہی ہو گی۔"

وہ ہنسنے لگی۔ اس نے کہا۔ "تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے' میں جمائکہ کا یہ فون بند کر رہا ہوں۔ اب اس فون پر تم اس سے کبھی بات نہیں کر سکو گی۔"

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ جمائکہ نے چونک کر اسے دیکھا پھر پوچھا۔ "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم فون پر مجھے کسی سے باتیں نہیں کرنے دو گے؟"

"میں جو کر رہا ہوں' تمہاری بھلائی کے لیے کر رہا ہوں۔ ابھی میری یہ حرکت تمہیں اچھی نہیں لگے گی۔ بعد میں خود ہی قائل ہو جاؤ گی۔"

اس نے سر جھکا لیا۔ اس وقت وہ دوراہے پر تھی۔ بابا صاحب کے ادارے کے اتنے قریب آنے کے بعد دل ادھر کھنچا جا رہا تھا لیکن دوسری طرف خود کو ابوالہول کا غلام کہنے والا اس کے بہت ہی قریب تھا۔ دل اس کی طرف بھی مائل تھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اسے ان حالات میں کیا کرنا چاہیے؟

جب کچھ سمجھ میں نہ آئے تو انسان حالات کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔ اس نے بھی سر کو جھکا لیا تھا۔

☆☆☆

اعلیٰ بی بی میرے پاس تھی اور کبریا اپنی ماں سونیا کے پاس تھا۔ ہم دونوں ہی زخمی تھے۔ مرہم پٹی ہو چکی تھی لیکن جب تک دماغی توانائی حاصل نہ ہوتی تب تک ہمارے خیال خوانی کرنے والوں میں سے کوئی نہ کوئی ہمارے پاس ضرور موجود رہتا۔

الپا نے کہا۔ "پاپا! میں اسرائیلی اور امریکی اکابرین کا محاسبہ کرنے جا رہی ہوں۔ ہمیں جلد سے جلد معلوم کرنا چاہیے کہ یہ آپ کا نام لے کر واردات کرنے والا کون پیدا ہو گیا ہے؟"

میں نے کہا۔ "بے شک۔ تم جاؤ۔ اعلیٰ بی بی اور کبریا چار گھنٹوں تک ہمارے پاس رہیں گے۔ ان کے بعد تم اور کرونا ہمارے پاس آ کر رہو گی۔ ان چار گھنٹوں میں تم اُن دشمنوں کا محاسبہ کرو۔"

کرونا نے کہا۔ "پاپا! اگر الپا مناسب سمجھے تو میں اس کے ساتھ رہ کر ان دشمنوں کا محاسبہ کرنا چاہتی ہوں۔"

میں نے پوچھا۔ "کیوں الپا! تمہارا کیا خیال ہے؟"

وہ بولی۔ "میں کرونا کو ویلکم کرتی ہوں۔ اس نے ہماری مما کا اس وقت ساتھ دیا ہے، جب ہم ان سے غافل تھے اُن کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ میں کرونا کی بہت عزت کرتی ہوں۔ اور کرتی رہوں گی۔"

کرونا نے کہا۔ "شکریہ الپا! میں تمہارے دماغ میں آ رہی ہوں۔ تم مجھے اُن اکابرین تک پہنچاتی رہو۔ میں سنتی رہوں گی کہ تم ان سے کیا کہہ رہی ہو اور کیا چاہتی ہو؟ پھر اسی کے مطابق میں بھی اُن کے ساتھ وہی سلوک کرتی رہوں گی۔"

وہ الپا کے اندر آ گئی۔ وہ اسے لے کر آرمی افسر کے دماغ میں پہنچی۔ اس نے یہودی اکابرین کو وارننگ دی تھی کہ جو اپنے عہدوں سے استعفیٰ نہیں دے گا، اقتدار کی کرسی نہیں چھوڑے گا یا یہ ملک چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ وہ اس کا کام تمام کر دے گی۔

وہ دونوں جس اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچیں۔ وہ الپا کا دشمن تھا۔ اس کے علاوہ اور چھ اکابرین ایسے تھے جو الپا کے چیلنج کو خاطر میں نہ لا کر وہیں رُکے ہوئے تھے۔ وہ تمام اکابرین پھر سے اس کے خلاف محاذ آرائی کر رہے تھے، وہاں کی عوام کو اس کے خلاف بھڑکا رہے تھے۔

ایک وسیع و عریض میدان میں لوگ لاکھوں کی تعداد میں جمع ہو رہے تھے۔ اُن اکابرین نے ریڈیو، ٹی وی اور میڈیا کے مختلف ذرائع سے عوام سے التماس کی تھی کہ وہ آج شام چار بجے اس میدان میں جمع ہو جائیں۔ وہ ان کے سامنے ایسے ملکی حالات پیش کرنا چاہتے ہیں جن کے بارے میں عام افراد نہیں جانتے۔ کیونکہ ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا درپردہ اپنے وطن اور اپنی یہودی قوم کو بہت زبردست نقصان پہنچا رہی ہے۔

اسرائیلی اکابرین میں سے چھ حکمران اور تین آرمی کے افسران الپا کی شدید مخالفت کرتے آ رہے تھے۔ انہوں نے بہت بڑے جلسے کا انتظام کیا تھا۔ اور اس وقت وہ سب وہاں ایک اونچے اسٹیج پر آ کر بیٹھے ہوئے تھے۔

ایک آرمی افسر مائیک کے ذریعے کہہ رہا تھا۔ "یہ ہم مانتے ہیں اور ہماری پوری قوم مانتی ہے کہ الپا نے کئی برسوں تک خیال خوانی کے ذریعے اپنے ملک و قوم کی بہت خدمت کی لیکن پھر اچانک ہی اس کے مزاج میں تبدیلی آ گئی۔ وہ مسلمانوں کی حمایت کرنے لگی۔ بلکہ ان سے رشتہ داری بھی کی۔ ایک مسلم سے شادی کر کے اس کی بیٹی پیدا کی۔ تب سے وہ یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان الجھ گئی۔ دوہری پالیسیوں پر عمل کرنے لگی ہے۔"

عوام بڑی توجہ سے سن رہی تھی۔ وہ بولا۔ "جب ہم نے الپا کا محاسبہ کیا تو وہ ہماری دشمن بن گئی۔ ہمیں درپردہ نقصان پہنچانے لگی۔ عوام یہ نہیں جانتی کہ ہم نے اس کے کتنے مظالم برداشت کیے ہیں' آج بھی کر رہے ہیں اور اپنی قوم کی خاطر آیندہ بھی جان پر کھیلتے رہیں گے۔"

تھینکس گاڈ کہ ہم نے ایک برس پہلے اسے یہاں سے فرار ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ مسلمانوں کی گود میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔ ہم سے دشمنی کرتی آ رہی تھی اور ہم جواباً اس کا مقابلہ کر رہے تھے۔ وہ اسرائیل کو دو حصّوں میں تقسیم کر دینا چاہتی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ یہاں ایک حصّے میں ہم یہودی حکمران رہیں گے اور دوسرے حصّے میں فلسطینی مسلمانوں کی حکومت رہے گی۔ یہ ہم نے نہ پہلے کبھی تسلیم کیا اور نہ ہی آیندہ کبھی تسلیم کریں گے۔"

اس بات پر لوگ تالیاں بجانے لگے اور الپا کے لیے "شیم.... شیم...." کہنے لگے۔

ان مخالف اکابرین نے یہ طے کیا تھا کہ وہ امریکی خیال خوانی کرنے والے سلومن وکٹر کا ذکر نہیں کریں گے، اپنی قوم کو یہ نہیں بتائیں گے کہ وہ الپا کے مقابلے میں ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو یہاں لائے ہوئے تھے۔

اگر وہ ایسا کہتے تو پوری قوم اعتراض کرتی کہ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کو ہٹا کر ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو کیوں لایا گیا ہے؟ وہاں کے دانشور' دوسرے سیاستداں اور اپوزیشن میں رہنے والے سب ہی اعتراض کرتے۔ یہ کہتے کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا یہاں آ کر ہمارے اہم راز چرا کر امریکا پہنچا سکتا ہے۔

وہ آرمی افسر مائیک کے سامنے کہہ رہا تھا۔ "یہ ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کسی کے بھی دماغ میں گھس کر اسے ہلاک کر دیتی ہے۔ اس کے باوجود یہ ہمارا ہی حوصلہ ہے کہ اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ خیال خوانی نہ جانتے ہوئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر آپ کی خاطر، اپنے ملک کی خاطر اس کا مقابلہ کر رہے ہیں۔"

ایسے وقت الپا نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق کہنے لگا۔ "آخر ہم کب تک ٹیلی پیتھی کے بغیر الپا کا مقابلہ کر سکتے تھے؟ ہم نے مجبور ہو کر امریکی ٹیلی پیتھی

جاننے والوں کی مدد حاصل کی۔ پھر وہاں سے ایک خیال خوانی کرنے والے سلومن وکٹر کو یہاں بلایا۔"

اس کی یہ بات سنتے ہی اسٹیج پر بیٹھے ہوئے تمام دشمن اکابرین چونک گئے۔ پریشان ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے، آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ ایک نے کہا۔ "یہ کیا بکواس کر رہا ہے؟ اسے ایسا کہنے سے روکا جائے۔"

ادھر وہ مائیک کے سامنے کہہ رہا تھا۔ "ہم یہ جانتے ہیں کہ امریکا ہمارا دوست ہے، ہمارا سرپرست ہے، ہماری بہت بڑی طاقت ہے۔ اس کے باوجود آج تک ہم نے اپنی کوئی کمزوری امریکی حکمرانوں کے ہاتھوں میں نہیں دی لیکن اب مجبور ہو کر ہم نے وہاں کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو یہاں بلایا ہے۔"

مجمع میں بیٹھے ہوئے ایک سیاستدان نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یہ تو آپ لوگوں نے بہت بڑی حماقت کی ہے۔ وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا یہاں پہنچتے ہی اعلیٰ عہدیداروں کے دماغوں میں جائے گا۔ اور اُن کے ذریعے ریکارڈ روم میں گھسے گا۔ وہاں سے ہمارے بہت سے راز چرا کر لے جائے گا۔"

دوسری طرف سے ایک اور شخص نے اٹھ کر چیختے ہوئے کہا۔ "اور اس طرح ہماری بہت سی کمزوریاں امریکی حکام کے ہاتھوں میں چلی جائیں گی۔"

کرونا اس بولنے والے کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بولنے لگا۔ "یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ الپا ہماری یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والی تھی۔ تم لوگوں نے اس پر بھروسا نہیں کیا اور ایک دوسرے ملک کے ٹیلی پیتھی جاننے والے پر ایسے بھروسا کر لیا جیسے وہ تمہارا باپ ہو۔"

اس بھرے مجمع سے کتنے ہی افراد اس شخص کی حمایت میں بولنے لگے۔ ہوٹنگ ہونے لگی۔ اسٹیج پر بیٹھے ہوئے یہودی اکابرین پریشان ہو گئے۔ آرمی کے مسلح جوان دور دور تک کھڑے ہوئے تھے۔ لوگوں کو خاموش رہنے کی تلقین کر رہے تھے۔ ایک حاکم نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مائیک کے پاس آتے ہوئے کہا۔ "میں بہنوں اور بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو جائیں۔ میری بات سنیں۔"

الپا اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے خیالات پڑھنے لگی کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ جب لوگ خاموش ہوئے تو وہ الپا کی مرضی کے مطابق کہنے لگا۔ "آپ نے ہمارے اس آرمی افسر کی پوری بات نہیں سنی۔ دراصل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم نے ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو یہاں ضرور بلایا تھا اور وہ یہاں رہ کر الپا کا مقابلہ کرتا رہا تھا لیکن جب ہمیں پتا چلا کہ وہ یہاں سے ہمارے کئی اہم راز چرا رہا ہے تو ہم نے اسے واپس جانے کا حکم دے دیا۔"

الپا اس کے دماغ میں تھی۔ کرونا اس کے ساتھ کھڑے ہوئے آرمی افسر کے اندر پہنچ گئی۔ وہ بولا۔ "آپ عوام کو کیسی باتیں سنا رہے ہیں؟ قوم اتنی نادان نہیں ہے۔ یہ تو سمجھ گئی ہوگی کہ ہماری بے وقوفی سے ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا یہاں کے اہم راز چرا کر لے گیا ہے۔"

وہ حاکم الپا کی مرضی کے مطابق بولا۔ "جو سچ ہے، وہی میں سب کے سامنے کہہ رہا ہوں۔ ہم نے اپنی محب وطن الپا پر بھروسا نہیں کیا، وہ ہماری یہودی قوم سے تھی اور اپنی قوم سے محبت کرتی تھی۔ جب ہم نے اس سے دشمنی کی اور اسے یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا تو اس کے بعد دوسرے یہاں آ کر یقیناً قبضہ جمائیں گے۔ جیسا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا آ گیا تھا اور یہاں سے بہت کچھ لے گیا ہے۔"

جو اکابرین اسٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک اعلیٰ حاکم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ غصے سے چلتا ہوا مائیک کے پاس آیا۔ پھر ان دونوں کو ہٹاتے ہوئے بولا۔ یعنی وہی بولنے لگا جو الپا چاہتی تھی۔

اس نے کہا۔ "میرے معزز سامعین! میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس وقت الپا نے ان دونوں کے دماغوں پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔ اس لیے یہ الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہیں۔ میں آپ سے سیدھی باتیں کرنے آیا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ الپا ہمیں یہاں سے بھگا دینا چاہتی ہے۔ وہ نہیں چاہتی کہ ہم یہاں حکمران بن کر رہیں لیکن ہم نے اس کا چیلنج قبول کیا ہے۔ ہم یہاں رہیں گے اور یہیں حکومت کرتے رہیں گے۔ اس ٹیلی پیتھی جاننے والی کے خلاف محاذ بناتے رہیں گے۔ اسے یہاں آ کر کبھی اپنے ملک و قوم کی خدمت کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔"

وہ بڑے جوشیلے انداز میں دونوں ہاتھ فضا میں لہراتے ہوئے بولا۔ "اگر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے راز چرا کر لے گیا ہے تو ہماری بلا سے.... چرا کر لے جائے لیکن یہ ہم مردوں کے لیے کتنے شان کی اور آن کی بات ہے کہ ہم ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت کو اپنے اوپر مسلط نہیں ہونے دے رہے ہیں۔ وہ چاہے جتنی بھی دیانتداری سے یہاں خدمت کرتی رہے لیکن عورت پھر عورت ہے، پاؤں کی جوتی ہے اور ہم اسے جوتی بنا کر پہنتے رہیں گے۔"

ایسی باتیں سنتے ہی عوام غصے سے بھڑک گئی۔ شور مچانے لگی۔ پتھر مارنے لگی۔ کتنے ہی افراد چیخ چیخ کر کہنے لگے۔ "الپا کو بلاؤ.... الپا کو بلاؤ... وہ ہماری آئیڈیل ہے تم سیاستدانوں نے ملک و قوم کی خدمت کرنے والی ایک دیانتدار خاتون کو یہاں سے بھاگنے پر مجبور کیا ہے۔ ہم تمہیں یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔"

لوگ چیخ رہے تھے اور پتھر پھینک پھینک کر مار رہے تھے۔ آرمی کے جوان انہیں روکنے کی کوششیں کر رہے تھے۔ لوگ ان پر بھی پل پڑے، ان سے ہتھیار چھیننے لگے۔ کتنی ہی جگہ سے فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں۔ ایک افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ لوگ مر رہے تھے اور جان بچانے کے لیے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

وہاں بڑی دیر تک ہنگامہ برپا رہا۔ بپھری ہوئی عوام فوج کے قابو میں نہیں آ رہی تھی۔ الپا اور کرونا ان اکابرین کے دماغوں میں پہنچ کر کہہ رہی تھیں۔ "تمہیں وارننگ دی گئی تھی یا تو اپنے عہدوں سے استعفیٰ دے دو سیاست چھوڑ دو یا اس ملک سے چلے جاؤ لیکن تم نے یہ بات نہیں مانی۔ اب تم سب سزا کے مستحق ہو گئے ہو۔"

وہ دونوں ان کے دماغوں میں زلزلے پیدا کرنے لگیں وہ چیخیں مار مار کر اسٹیج کے فرش پر گرنے لگے، تڑپنے لگے۔

وہاں بڑی دیر تک قیامت کا منظر رہا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ ان اکابرین میں سے کتنے ہی مر چکے ہیں اور جو بچے ہیں، وہ قریب المرگ ہیں تو سب وہاں سے جاتے ہوئے نعرے لگانے لگے۔ "الپا آئے گی ضرور آئے گی۔ نئے الیکشن ہوں گے۔ نئی حکومت بنے گی۔ اور ہماری الپا آئے گی۔ ضرور آئے گی....."

کرونا نے کہا۔ "الپا! تمہارے مخالفین عوام کے دلوں میں نفرت پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اس کے برعکس ہو رہا ہے۔ یہاں تمہارے لیے اور زیادہ محبتیں پیدا ہو گئی ہیں۔"

الپا نے کہا۔ "اللہ کا شکر ہے۔ اب یہاں ایسی حکومت قائم ہوگی جو فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرے گی۔"

وہ بولی۔ "یہ تو گزشتہ نصف صدی سے دیکھا جا رہا ہے کہ فلسطینیوں کے ساتھ کبھی انصاف نہیں ہوا۔ امریکی سیاست بڑی مستحکم ہے۔ اسرائیل میں فلسطین کو اور پاکستان میں کشمیر کو مسئلہ بنا کر رکھنا اس کی سیاست کا ایک بہت بڑا اور اہم حصہ ہے۔"

الپا نے قائل ہو کر کہا۔ "ہاں۔ یہ تو ساری دنیا دیکھتی آ رہی ہے اور ہم چند ٹیلی پیتھی جاننے والے تمام بڑے ممالک کی سیاست کا رُخ نہیں پھیر سکتے۔ وہ سب امریکا کے حمایتی ہیں۔ بہرحال دیکھا جائے گا کہ آئندہ ہم کیا کر سکیں گے؟"

کرونا نے پوچھا۔ "اب کیا ارادہ ہے؟"

"امریکی اکابرین کے اندر پہنچنا ہے اور ان کا محاسبہ کرنا ہے۔"

وہ بہروپیا فرہاد ہم سب کو کھٹک رہا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کوئی ہے جو اپنی اصلیت چھپا کر فرہاد علی تیمور بننے کا ڈراما پلے کر رہا ہے۔

کئی اکابرین ایک بڑے سے کمرے میں حساس کمپیوٹر کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے جو امریکی جاسوس اور نمائندے اسرائیل میں تھے، ان میں سے ایک وہاں کی رپورٹ پیش کر رہا تھا۔

تمام امریکی اکابرین کو یہ امید تھی کہ اس جلسے میں الپا کے مخالف عوام کے دلوں میں بھی الپا کے خلاف نفرتیں پیدا کر دیں گے۔ پھر وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی اسرائیل کی زمین پر کبھی قدم نہیں رکھ سکے گی۔

اس طرح امریکی اکابرین کو فائدہ پہنچتا۔ وہ یہودی اکابرین اپنے اہم معاملات میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے محتاج ہو کر رہ جاتے لیکن بڑے سے مانیٹر پر تل ابیب کے جلسے کی رپورٹ پڑھتے جا رہے تھے اور مایوس ہوتے جا رہے تھے۔

آخر انہوں نے کمپیوٹر کو آف کر دیا۔ ایک حاکم نے کہا۔ "سوچا تھا کیا اور کیا ہو گیا؟ وہ کم بخت اسرائیلی اکابرین الپا کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ انہوں نے بڑے بڑے دعوے کیے تھے کہ عوام کے دلوں میں اس کے خلاف نفرتیں بھر دیں گے لیکن اس کے برعکس ہو رہا ہے۔ عوام الپا کی حمایت میں نعرے لگا رہے ہیں۔ اور اسے واپس بلانا چاہتے ہیں۔"

الپا اور کرونا وہاں بیٹھے ہوئے دو افراد کے دماغوں میں پہنچی ہوئی تھیں۔ جب الپا نے انہیں مخاطب کیا تو وہ سب چونک کر اس شخص کو دیکھنے لگے۔ وہ اپنی زبان سے الپا کی بولی بول رہا تھا۔ "میں بول رہی ہوں۔ تمہاری سیاسی چالیں بڑی زبردست ہوا کرتی ہیں۔ بظاہر خاموش رہتے ہو لیکن در پردہ ہماری جڑیں کاٹتے رہتے ہو۔"

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ہم نے تمہارے خلاف کچھ نہیں کیا ہے۔ ہم تو صرف یہ رپورٹ پڑھ رہے تھے کہ اسرائیل میں تمہارے خلاف کیا ہو رہا ہے؟"

"تم لوگ میرے مخالف نہیں ہو، تب ہی اپنے اس

باپ سلومن وکٹر کو میرے مقابلے میں وہاں بھیجا تھا تاکہ وہ مجھے وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دے۔"

ایک افسر نے کہا۔ "ہماری اپنی کوئی مرضی نہیں تھی۔ تمہارے یہودی اکابرین نے ہم سے درخواست کی کہ انہیں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کی ضرورت ہے۔ اس لیے ہم نے دوستانہ انداز میں ان کی مدد کرنے کے لیے اپنا ایک خیال خوانی کرنے والا وہاں بھیج دیا۔"

"تم نے اُن یہودی اکابرین کی حمایت میں اسے بھیجا جو میرے مخالف تھے۔ تم اپنی سازشوں سے انہیں میری دشمنی پر اُکسا رہے ہو۔ انہیں میرا دشمن بنا رہے ہو۔ ایک برس پہلے تم لوگوں نے مجھے اپنا ملک چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور اب بھی یہی کرتے آ رہے ہو۔"

کروناں نے دوسرے شخص کے ذریعے کہا۔ "تم ایک الپا کو وہاں سے بھگانا چاہتے تھے، اب ایک نہیں' دو الپا آگئی ہیں۔ اور یہ دونوں صرف اسرائیل میں ہی نہیں' تمہارے امریکا میں بھی تمہارے اندر آتی رہیں گی۔ اور جوابی کارروائیاں کرتی رہیں گی۔"

ایک حاکم نے پریشان ہو کر کہا۔ "یہ تو سراسر دشمنی ہوگی۔ ہم نے تم سے کوئی دشمنی نہیں کی ہے۔ تم ثابت نہیں کر سکتیں کہ اسرائیل میں اب تک تمہارے خلاف جو کچھ ہوتا رہا ہے، اس میں ہمارا بھی ہاتھ ہے۔"

الپا نے کہا۔ "مجھے یہ ثابت کر کے کسی عدالت میں نہیں جانا ہے۔ میری عدالت کا فیصلہ یہ ہے کہ تم سب میرے مجرم ہو۔"

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "دیکھو الپا! تم جب سے فرہاد علی تیمور کی فیملی میں گئی ہو، تب سے ہماری دشمن بن گئی ہو۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ فرہاد کے بہکانے سے تم یہاں ہماری دشمن بن کر آئی ہو۔"

"یہ بتاؤ کہ میرے پاپا فرہاد علی تیمور تم سے کیوں دشمنی کریں گے؟ ساری دنیا جانتی ہے، دوست، دشمن سب ہی جانتے ہیں کہ جب تک کوئی انہیں چھیڑتا نہیں ہے، اس وقت تک وہ کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "ہم نے کوئی چھیڑ خانی نہیں کی ہے برسوں سے خاموش ہیں۔ اس کے خلاف کسی طرح کی محاذ آرائی نہیں کرتے ہیں۔"

"تم سب جھوٹے اور فریبی ہو۔ میں نے ابھی کہا تھا کہ تم لوگ بڑی خاموشی سے چھپکے چھپکے ہماری جڑیں کاٹتے ہو۔"

کروناں نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے کہا۔ "اس روز بھی تمہارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا واکس مین انڈیا میں موجود ہے۔ اور وہ میرے پاپا فرہاد علی تیمور کی فیملی کے لیے پرابلم ہوا ہے۔ اس مسئلہ بننے والے کو تو ہم چٹکیوں میں مسل گے لیکن تم لوگوں کا کیا بنے گا؟"

"دیکھو الپا! تم ہمارے چور خیالات پڑھ کر معلوم کر ہو کہ ہم نے جن امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہائر کیا ان میں سے کوئی ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ان کا انچارج آرمی کے چند اعلیٰ افسران ہیں۔ جو یوگا کے ماہر اور وہی جانتے ہیں کہ کون ٹیلی پیتھی جاننے والا ایسا ہے جس کا نام واکس مین ہے۔ اور وہ انڈیا میں فرہاد کے خلاف محاذ آرائی کر رہا ہے۔ ہم اس سلسلے میں بالکل ہی انجان ہیں۔ یوں چاہیے کہ ہم فرہاد سے کوئی دشمنی نہیں کر رہے ہیں۔"

"تو تم لوگ دشمنی کرنے کا ایک الگ شعبہ بنا کر سے لاتعلق ہو گئے ہو۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمار دشمن نہیں ہو۔ یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ ہمارے خلاف کیا ہو رہا ہے؟ لیکن معصوم بن رہے ہو۔"

کروناں نے کہا۔ "بہر حال ہم یہ نہیں جانتے کہ تمہارے وہ چند یوگا جاننے والے اعلیٰ افسران کون ہیں اور کس طرح اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہمارے خلاف استعمال کر رہے ہیں؟ مگر یہ بات راز نہیں رہی ہے کہ تم سب پھر ایک ہمارے پاپا کے خلاف محاذ آرائی کرنے لگے ہو۔"

الپا نے کہا۔ "انتظار کرو اور دیکھو کہ ہم کیا کرنے والے رہے ہیں؟ تم لوگوں سے پھر کسی وقت رابطہ کیا جائے گا۔"

وہ دونوں خاموش ہو گئیں۔ وہ سب انتظار کرنے لگے۔ پھر ایک نے کہا۔ "وہ جا چکی ہیں۔"

دوسرے نے کہا۔ "نہیں۔ وہ موجود ہیں۔ چپ ہماری باتیں سن رہی ہوں گی۔"

تیسرے نے کہا۔ "سنتی ہیں تو سننے دو۔ ہم ان کے خلاف کچھ نہیں بول رہے ہیں لیکن ایک بات ہے کہ وہ خیال خوانی کرنے والی ایک نہیں... دو تھیں۔ ان میں سے ایک الپا ہی تھی۔ دوسری کون ہے؟"

ایک آرمی افسر نے کہا۔ "میں کروناں کی آواز اور لہجہ اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ ابھی وہی بول رہی تھی۔"

"لیکن کروناں تو سیون بلڈرز کے لیے کام کر رہی تھی اور اس نے ہم سے بھی رابطہ کیا تھا۔ ہمارے لیے بہت فرائض انجام دے کر ہماری پناہ میں آنے والی تھی اچانک ہی کہیں گم ہو گئی۔"

اس آرمی افسر نے کہا۔ "اب وہ الپا کے ساتھ آئی ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ فرہاد کی پناہ میں پہنچ چکی ہے وہ بھی اسے پاپا کہہ رہی تھی۔"

ایک نے کہا۔ "فرہاد ان ٹیلی پیتھی جاننے والیوں کو بیٹیاں بنا کر خوب فائدے اٹھا رہا ہے اور ان سے ہمارے خلاف کام لے رہا ہے۔"

الپا ایک اعلیٰ حکام کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق سوچنے لگا۔ "الپا اور کروناں ہمارے اندر سٹر تک بناتی ہوئی ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے کے دماغ میں گھستی ہوئی ریکارڈ روم تک پہنچ سکتی ہیں اور ہمارے بہت سے راز چرا سکتی ہیں۔ ریکارڈ روم کے اعلیٰ عہدیداروں کو پہلے سے محتاط کر دینا چاہیے۔"

اس نے یہ بات دوسرے اکابرین سے کہی۔ سب نے ہی اس بات کی تائید کی۔ آرمی کے ایک افسر نے فوراً ہی ریسیور اٹھا کر ریکارڈ روم کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا۔ پھر کہا۔ "میں آرمی کا میجر لیکی آرتھر بول رہا ہوں۔ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔ آپ تمام ذمے دار عہدیداروں کو بالکل الرٹ رہنا چاہیے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا۔ "آل رائٹ سر! ہم سب محتاط رہیں گے۔"

اس نے کہا۔ "ریکارڈ روم کے اندر ہمارے دو یوگا جاننے والے عہدیدار ہیں جو وہاں باری باری ڈیوٹی پر آتے ہیں۔ انہیں بھی محتاط رہنے کی تاکید کی جائے۔ ہم کبھی کبھی وزٹ کے لیے آتے جاتے رہیں گے۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ الپا اور کروناں اس عہدیدار کے دماغ میں پہنچ گئیں۔ چند منٹوں میں ہی انہوں نے ریکارڈ روم میں پہنچنے کا راستہ ہموار کر لیا۔ وہاں کے مین دروازے پر ایک یوگا جاننے والے عہدیدار کی ڈیوٹی ہوا کرتی تھی۔ اس وقت بھی وہ وہاں ڈیوٹی پر موجود تھا۔

کروناں نے کہا۔ "الپا! ہمیں باری باری یہاں موجود رہنا ہوگا۔ موقع دیکھ کر اس یوگا جاننے والے عہدیدار کو اعصابی طور پر کمزور بنانا ہوگا۔ اس کے بعد ہی ہم اندر پہنچ سکیں گے۔"

وہ وہاں پہنچ کر ٹیلی پیتھی جاننے والے سلومن وکٹر اور انڈیا میں ہمارے خلاف محاذ بنانے والے واکس مین کے ریکارڈز سے ان کے فون نمبرز اور ایڈریس وغیرہ معلوم کرنا چاہتی تھیں۔ وہ اسی طرح ان دشمن خیال خوانی کرنے والوں کی شہ رگ تک پہنچ سکتی تھیں۔

وہ تمام امریکی اکابرین اسی بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا۔ "اب ہمیں صرف الپا اور کروناں سے ہی نہیں، فرہاد علی تیمور کی طرف سے بھی بہت محتاط رہنا ہوگا۔"

ایک آرمی افسر نے کہا۔ "جب ہم نے سلومن وکٹر کو الپا کے خلاف محاذ بنانے کے لیے اسرائیل بھیجا اور واکس مین کو فرہاد کے خلاف محاذ آرائی کے لیے انڈیا روانہ کیا تب ہی ہمیں سمجھ لینا چاہیے تھا کہ یہ بھید کھل سکتا ہے۔ فرہاد کو ہماری سازشوں کا علم ہو سکتا ہے۔"

ایک اور افسر نے کہا۔ "ہم نے بڑے عرصے کے بعد ان پر یہ... حملہ کیا تھا۔ ہمارا یہ راز آخر راز نہ رہ سکا۔"

آرمی کے اعلیٰ افسر کے سامنے رکھے ہوئے فون کا بزر بولنے لگا۔ اس نے اٹھا کر نمبر پڑھے پھر کہا۔ "کوئی نیا نمبر ہے پتا نہیں کون ہے؟"

اس نے فون کو آن کر کے کان سے لگاتے ہوئے پوچھا۔ "ہیلو کون...؟"

"میں بول رہا ہوں۔"

میری آواز اور لب و لہجہ سنتے ہی اس کے ہوش اڑ گئے۔ اس نے دیدے پھاڑ پھاڑ کر آس پاس بیٹھے ہوئے اکابرین کو دیکھا۔ ایک نے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟ کون ہے؟"

اس نے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "فرہاد علی تیمور ہے۔"

دوسری طرف سے فرہاد نے کہا۔ "ہاں۔ میں ہی ہوں۔ تم لوگوں پر میری اتنی دہشت طاری رہتی ہے کہ مجھے میری آواز اور لب و لہجے سے پہچان لیتے ہو۔"

اس اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ابھی تھوڑی دیر پہلے الپا اور کروناں آئی تھیں۔ تمہارے سلسلے میں بھی یہی توقع تھی کہ تم بھی آ کر ہمیں چیلنج کرو گے۔"

"کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہر بات تمہاری توقع کے مطابق ہی ہو۔ میں چیلنج نہیں کروں گا۔"

"کیا یہ حیرانی کی بات نہیں ہے؟ تم فون پر بات کر رہے ہو، جبکہ ہم میں سے کسی کے بھی دماغ میں آ کر بول سکتے ہو۔"

"ہاں۔ میں تم سب کے دماغوں میں آ سکتا ہوں اور آؤں گا لیکن اس سے پہلے یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں نے تمہارے لیے ایک سی ڈی روانہ کی ہے۔ میرا ایک آلۂ کار اس عمارت کے باہر سُرخ رنگ کی شرٹ پہنے کھڑا ہوا ہے۔

اس کے ہاتھ میں وہ سی ڈی ہے۔"
اس نے کہا۔ "یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ دماغ میں آنے کے بجائے فون پر مخاطب کر رہے ہو، پھر یہ کہ کوئی سی ڈی بھیج رہے ہو۔ آخر بات کیا ہے؟"
"سی ڈی دیکھ لو ساری بات سمجھ میں آ جائے گی۔"
اس افسر نے فوراً ہی انٹر کام کے ذریعے کہا۔ "اس عمارت کے باہر گیٹ کے سامنے ایک شخص سُرخ شرٹ پہنے ہوئے کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک سی ڈی ہے اسے فوراً لے آؤ۔"
حکم کی تعمیل کی گئی۔ پانچ منٹ کے بعد ہی ایک مسلح گارڈ وہ سی ڈی لے کر اس کمرے میں آ گیا۔ ان سب کو یہ دیکھنے کی بے چینی تھی کہ آخر اس سی ڈی میں کیا ہے؟
ایک منٹ کے بعد ہی مانیٹر پر فرہاد علی تیمور دکھائی دینے لگا۔ سب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ "کیا خیال ہے؟ میں فرہاد علی تیمور ہوں ناں.....؟"
وہ کبھی اپنے کلوز اپ میں دکھائی دے رہا تھا۔ یعنی کبھی بالکل قریب سے اور کبھی ذرا دور سے زاویے بدل بدل کر کہہ رہا تھا۔ "مجھے ہر پہلو سے 'ہر زاویے سے دیکھو۔ وہی قد ہے' وہی جسامت ہے' وہی آواز اور لب و لہجہ ہے۔"
اس نے ایکدم سے اچھل کر فضا میں قلابازی کھائی۔ پھر زمین پر آ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا۔ "میرے اندر وہی پھرتی اور چالاکی ہے جو جوانی میں فرہاد علی تیمور کے اندر تھی۔ کیا یقین کرو گے کہ میں وہ فرہاد علی تیمور نہیں ہوں؟"
وہ سب حیرانی اور بے یقینی سے کمپیوٹر کے مانیٹر کو دیکھ رہے تھے۔ ایک حاکم نے دوسرے آرمی افسر سے کہا۔ "یہ کیا کہہ رہا ہے کہ یہ فرہاد نہیں ہے جبکہ سر سے پاؤں تک فرہاد ہے۔"
وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "میں جانتا ہوں۔ تم لوگوں کو یقین نہیں آئے گا۔ جب میں فرہاد کی ہو بہو تصویر ہوں تو پھر یقین کیسے آئے گا؟ لیکن میں حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اسی لیے یہ سی ڈی بھیجی ہے۔ تاکہ مجھے سر سے پاؤں تک اچھی طرح دیکھا جائے اور میں یہ سچائی بیان کرتا رہوں کہ میں فرہاد کا ہمزاد ہوں۔
"یہ ساری دنیا جانتی ہے کہ میں اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ نہ میری کوئی سگی بہن تھی، نہ کوئی سگا بھائی تھا۔ میری پیدائش کے بعد ہی میری والدہ چل بسی تھیں۔ اس کے بعد میرے والد بھی زیادہ عرصے تک جی نہ سکے۔ اگر زندگی ہوتی تو شاید دوسری شادی کرتے اور دوسری اولادیں پیدا ہوتی لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔"
وہ فرہاد کہہ رہا تھا۔ "کوئی مانے یا نہ مانے۔ میں ہمز ہوں۔ فرہاد کے ساتھ ہی پیدا ہوا تھا۔ میری پیدائش کے ب ایسے حالات پیش آئے تھے کہ میں بھائی سے جدا ہو گیا۔"
وہ ایک بڑی سی البم کھول کر دکھاتے ہوئے بولا۔ " میری پھوپھی ہیں۔ بے اولاد تھیں۔ مجھے اپنے ساتھ پا کر سے دور لندن لے گئیں۔ اور وہیں میری پرورش کر رہیں۔"
وہ دوسری تصویر دکھاتے ہوئے بولا۔ "یہ میرے وا ہیں۔ آج جو فرہاد علی تیمور کہلا رہا ہے، اس کے پاس بھی وا صاحب کی یہ تصویر نہیں ہوگی لیکن میں نے سنبھال کر ر ہے۔ میرے والد اور میری پھوپھی کے درمیان شد اختلافات تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ میرے حصے کی دولہ جائیداد مجھے ملے۔ اور وہ سب پھوپھی کے پاس چلی جائے اس لیے انہوں نے شروع ہی سے یہ ظاہر کیا کہ ان کا ایک بیٹا ہے۔ انہوں نے مجھے ہمیشہ کے لیے نظر انداز کر دیا۔ آ کے جھگڑوں میں دو سگے بھائیوں کو ایک دوسرے کا دشمن دیا۔"
وہ تصویر دکھاتے ہوئے بولا۔ "یہ میری پھوپھی لیکن ماں سے بڑھ کر ہیں۔ انہوں نے مجھے بے انتہا دی ہیں۔ بے حساب ممتا دی ہے۔ میں نے ان سے وعد ہے کہ جو نفرتیں ان سے کی گئی ہیں، جو دشمنی کی گئی ہے میں کا انتقام ضرور لوں گا۔"
وہ البم کو بند کرتے ہوئے بولا۔ "آپ لوگ م باتیں سن رہے ہیں لیکن یقین نہیں ہو رہا ہوگا۔ میں چاہتا ہ یقین نہ ہونے کے باوجود اس پہلو پر غور کریں کہ جو کچھ کہہ رہا ہوں، وہ سچ ہو سکتا ہے۔ اور میں ثابت کر کے رہ گا۔"
وہ ایک طرف سے دوسری طرف جاتے ہوئے بولا "فی الحال تو اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ اس فرہاد علی تیمور نے لائف ہسٹری غلط پیش کی ہے۔ اس نے دنیا والوں کو جو وہی اس کے ریکارڈ میں درج ہے لیکن جلد ہی یہ ریکارڈ تبدی ہو جائے گا۔"
کمپیوٹر کے مانیٹر پر منظر بدل گیا۔ ایک چھوٹا سا پنجاب دیہاتی علاقہ دکھائی دے رہا تھا۔ فرہاد کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ "یہ شاہ کوٹ ہے۔ پہلے یہ لاہور اور فیصل آباد درمیان ایک چھوٹا سا پنڈ تھا۔ اب اچھا خاصا شہر بن

ہے۔"
ایک بڑی سی حویلی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "میں اسی حویلی میں پیدا ہوا تھا۔ میرے چچا اپنی فیملی کے ساتھ شہری زندگی گزارتے تھے۔ میری دوسری پھوپھی دریائے راوی کے اُس پار شاہدرہ میں رہتی تھیں۔ فرہاد نے اس پھوپھی کے پاس بھی پرورش پائی ہے لیکن وہ لندن میں رہنے والی پھوپھی کے پاس نہ کبھی آیا اور نہ کبھی مجھ سے ملاقات کی۔ والد صاحب نے بچپن ہی سے اس کے دماغ میں ہمارے خلاف زہر بھر دیا تھا۔"
وہ ایک ایزی چیئر پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "یہ زہر پچھلے پچپن برس سے پھیل رہا ہے۔ اب میں اس قدر زہریلا ہو چکا ہوں کہ اسے کبھی ایک سگے بھائی کی محبتیں نہیں دے سکوں گا۔ البتہ نفرتیں ہی نفرتیں دیتا رہوں گا۔ میرے ساتھ اور میری ماں جیسی پھوپھی کے ساتھ جو ناانصافیاں ہوئی ہیں، اس کا انتقام ضرور لوں گا۔ اسی لیے میں اس کے خلاف منظرِ عام پر آ چکا ہوں۔"
وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔ "آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اگر میں فرہاد کا ہمزاد ہوں تو میرا اپنا نام کیا ہے؟"
وہ ایک ذرا توقف سے بولا۔ "میرا بھی یہی نام ہے۔ آپ رفتہ رفتہ تسلیم کر لیں گے کہ اصل میں فرہاد علی تیمور میرا نام رکھا گیا تھا لیکن پیدائش کی رات ہی میری پھوپھی مجھے اس حویلی سے چپ چاپ اٹھا کر لے گئیں تو میرے والد نے کہا، میرا جو بچہ مجھے واپس نہیں ملے گا، وہ پھر میرا نہیں ہوگا۔ میں ہمیشہ کے لیے فرہاد سے دستبردار ہوتا ہوں۔ اور اپنے اس بیٹے کا نام فرہاد رکھتا ہوں۔ آج فرہاد علی تیمور کہلانے والا میرا نام چرا کر اپنا نام کر رہا ہے۔"
وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔ "فی الحال میں اتنا ہی بتا رہا ہوں۔ اگرچہ میری یہ بات بچگانہ لگ رہی ہوگی لیکن جلد ہی یہ معاملہ نہایت ہی سنجیدہ اور بہت ہی گمبھیر ہونے والا ہے۔ جس دن آپ مجھے اس سی ڈی کے ذریعے دیکھیں گے اور میری باتیں سنیں گے تو اس کے بعد میں فون کے ذریعے آپ سے رابطہ کروں گا۔ یا آپ کے کسی آدمی کو آلۂ کار بنا کر تفصیلی گفتگو کروں گا۔"
وہ سی ڈی ختم ہو گئی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ایک نے کہا۔ "فرہاد کوئی نیا ڈراما پلے کر رہا ہے۔ خوامخواہ اپنا کوئی ہمزاد پیدا کر رہا ہے۔"
ایک آرمی افسر نے کہا۔ "اس کی مکاری صاف ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ اپنا ہی ہمزاد بن کر ہماری مخالفت کرتے ہوئے یہ یقین دلانا چاہتا ہے کہ یہ واقعی اس کا ہمزاد ہے۔ اس کا دشمن ہے لہٰذا ہم اُس دشمن کے خلاف اِس فرہاد کی حمایت کریں۔"
دوسرے نے کہا۔ "یعنی فرہاد علی تیمور کے دشمن ہو کر انجانے میں فرہاد کی ہی حمایت کریں۔ اور اسے اپنا دوست مان کر دھوکا کھاتے رہیں۔"
ایک نے پوچھا۔ "کیا فرہاد علی تیمور اتنا نادان ہے کہ ایسا بچگانہ کھیل کھیل رہا ہے اور سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کے اس گیم پر یقین کر لیں گے؟"
ایسے وقت ذرا فاصلے پر کھڑے ہوئے ایک مسلح گارڈ نے کہا۔ "ہائے ایوری باڈی.....! میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔"
سب نے چونک کر اس گارڈ کو دیکھا۔ وہ بولا۔ "میں وہ فرہاد نہیں ہوں جو ابتدا ہی سے آپ لوگوں کا دشمن رہا ہے۔ آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا۔"
اس گارڈ نے آگے بڑھ کر اپنی گن ان کے درمیان ایک سینٹر ٹیبل پر رکھ دی۔ پھر کہا۔ "میں آپ کا دشمن نہیں ہوں۔ اس لیے یہ ہتھیار رکھ رہا ہوں۔ اس طرح میں اس گارڈ کو آلۂ کار بنا کر آپ میں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکوں گا۔"
وہ پیچھے ہٹ کر اپنی جگہ کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔ "جو سی ڈی آپ نے ابھی دیکھی ہے، وہ میں نے بہت پہلے تیار کی تھی۔ لیکن اسے آج اس لیے بھیجا ہے، کہ آج میں نے سونیا اور فرہاد پر بہت زبردست حملے کیے ہیں۔ جس کے نتیجے میں فرہاد اسپتال میں پڑا ہوا ہے۔ اور سونیا اپنے کاٹیج میں زخمی پڑی ہوئی ہے۔"
یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی۔ سب اسے بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔ اس نے کہا۔ "آپ کو ابھی اپنے جاسوسوں کے ذریعے اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے معلوم کرنا چاہیے کہ میری یہ باتیں کہاں تک درست ہیں۔ سونیا اور فرہاد پیرس میں ہیں۔ ان کے بارے میں بڑی آسانی سے اور بڑی جلدی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔"
وہ سب اپنے اپنے موبائل فون کے ذریعے ان جاسوسوں سے رابطہ کرنے لگے جو پیرس میں تھے۔ وہ اپنے یوگا جاننے والے اعلیٰ افسران سے بھی رابطہ کرنے لگے جو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے براہِ راست رابطہ رکھتے تھے۔ ان سے بھی کہا گیا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے سونیا اور فرہاد کی موجودہ پوزیشن معلوم کریں۔ اور انہیں جلد سے جلد

رپورٹ پیش کریں۔

ایک آرمی افسر نے پوچھا۔ ”مسٹر فرہاد! اگر آپ سچ بول رہے ہیں کہ ان کے ہمزاد ہیں تو پھر اتنے طویل عرصے تک کہاں گم رہے تھے؟“

اس نے کہا۔ ”ابھی آپ سی ڈی کے ذریعے میری باتیں سن چکے ہیں۔ خاندانی دشمنی کے باعث ہم دونوں ایک دوسرے سے بچھڑے رہے۔ وہ فرہاد جو شہرت کی بلندیوں پر پہنچا ہوا ہے۔ اس نے بڑی جلدی ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا اور رفتہ رفتہ اونچے مقام تک پہنچ گیا۔ مجھے ٹیلی پیتھی سیکھنے کے علاوہ دوسری کئی طرح کی تربیت حاصل کرنے میں بہت وقت لگ گیا۔ اس دوران میں بڑی خاموشی سے، بڑی رازداری سے فرہاد کی ایک ایک ناکامی اور ایک ایک کامیابی پر گہری نظر رکھتا رہا۔ اس کے اندر کی تمام باتیں معلوم کرنے کے لیے اس کی جڑوں تک پہنچنے کی کوشش کرتا رہا۔ کبھی ناکام ہوتا رہا اور کبھی کامیاب ہوتا رہا۔“

”تم پاکستان کے ایک چھوٹے سے ٹاؤن شاہ کوٹ میں پیدا ہوئے تھے۔ کیا اب وہاں کوئی ایسا رشتہ دار، دوست یا کوئی ایسا شناسا ہے جو یہ گواہی دے سکے کہ فرہاد تنہا نہیں بلکہ تمہارے ساتھ پیدا ہوا تھا؟“

”فی الحال شاہ کوٹ میں کوئی نہیں ہے۔ لاہور میں ہماری ایک پھوپھی اور ایک چچا تھے۔ ان سب کا انتقال ہو چکا ہے۔ بزرگوں میں کوئی نہیں ہے۔ ان کی نوجوان نسل ہمارے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتی ہے۔“

آدھے گھنٹے کے اندر رپورٹ آگئی۔ ایک جاسوس نے پیرس سے فون پر کہا۔ ”فرہاد علی تیمور واقعی اسپتال میں تھا اور سونیا اپنے کاٹیج میں زخمی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ان دونوں کو گاڑی میں بابا صاحب کے ادارے کی طرف لے جایا گیا ہے۔“

اس سے پوچھا گیا۔ ”کیا یہ معلوم ہو سکا کہ وہ دونوں کس طرح زخمی ہوئے تھے؟“

”جی ہاں۔ فرہاد کی کار کا بریک فیل ہو گیا تھا۔ اس طرح وہ حادثے سے دوچار ہو کر اسپتال پہنچا۔ سونیا کے بازو پر کسی دشمن نے گولی ماری، وہ زخمی ہو گئی۔ یہ پتا نہ چل سکا کہ وہ دشمن کون تھا؟“

فرہاد نے کہا۔ ”وہ دشمن میں تھا۔ اور میں نے ہی فرہاد کی کار کے بریک کو ناکارہ بنایا تھا۔ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہدایات دیں۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے یہ حقیقت معلوم کر لیں گے۔“

مزید آدھے گھنٹے بعد اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بہروپیا خود کو فرہاد کا ہمزاد کہہ رہا ہے۔ اس نے فرہاد کو حادثے سے دوچار کرایا تھا اور سونیا کے بازو میں گولی مار کر اس کے ساتھ آنے والی ایک لڑکی جمائلہ کو اپنے ساتھ لے گیا ہے۔

آرمی کے ایک افسر نے کہا۔ ”مسٹر فرہاد! یہ ثابت ہو رہا ہے کہ تم نے سونیا اور فرہاد پر زبردست حملے کیے ہیں۔ یہ بات بڑی حیران کن اور ناقابلِ یقین ہے۔ جبکہ گواہ اور ثبوت مل رہے ہیں۔“

ایک حاکم نے کہا۔ ”ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی رپورٹ کے مطابق وہ لوگ تمہیں بہروپیا کہہ رہے ہیں۔ فرہاد کا ہمزاد تسلیم نہیں کر رہے ہیں۔“

فرہاد نے کہا۔ ”وہ کبھی تسلیم نہیں کریں گے۔ میں یہ بات ان سے منوا کر رہوں گا۔ اس میں کچھ وقت لگے گا لیکن جو سچ ہے وہی سامنے آئے گا۔ فرہاد علی تیمور کو دنیا والوں کے سامنے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ میں اس کا ہمزاد ہوں۔“

ایک حاکم نے کہا۔ ”ابھی ہم آپ کے متعلق غور کریں گے۔ ہر پہلو سے آپ کو جانچنا چاہیں گے۔ یہ بتائیں‘ آپ ہم سے کیا توقع رکھتے ہیں؟“

”دوستی کی توقع رکھتا ہوں۔ اور ایسی دوستی جو ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچائے۔ میں نہیں چاہوں گا کہ آپ آنکھیں بند کر کے مجھ پر بھروسا کریں۔ میرا صرف ایک مطالبہ ہوگا۔“

”وہ مطالبہ کیا ہے؟“

”یہ کہ پہلے مرحلے پر میں نے یہ ثبوت پیش کیے ہیں کہ میں نے سونیا اور فرہاد پر حملے کیے ہیں اور ان سے یہ بات منوا رہا ہوں کہ فرہاد کا ہمزاد ہوں۔ آپ صرف میری حمایت کرتے رہیں۔ فرہاد کی صحیح ہسٹری معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ اور موجودہ ہسٹری کو بالکل تبدیل کر دیں۔ دنیا والوں کو یہ باور کرائیں کہ فرہاد جھوٹا اور فریبی ہے۔ وہ صرف آپ لوگوں سے ہی نہیں بلکہ اپنے سگے بھائی سے بھی دشمنی کر رہا ہے۔“

”یہ مطالبہ ہمارے حق میں ہے۔ ہم اس سلسلے میں تمہارا بھرپور ساتھ دیں گے۔“

”بس۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتا۔ آئندہ بھی اپنی کارکردگی سے یہ ثابت کروں گا کہ وہ فرہاد سیر ہے تو یہ فرہاد سوا سیر ہے۔ اب میں جا رہا ہوں۔ پھر کسی وقت رابطہ کروں گا۔ او کے سو فار......“

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر اس سکیورٹی گارڈ سے پوچھا گیا۔ ”کیا مسٹر فرہاد جا چکے ہیں؟“

وہ بولا۔ ”میرا خیال ہے وہ جا چکے ہیں کیونکہ میں اپنے اندر ان کی آواز نہیں سن رہا ہوں۔“

وہ واقعی جا چکا تھا۔ ایک افسر نے اپنے یوگا جاننے والے ایک آرمی افسر سے رابطہ کیا۔ پھر کہا۔ ”آپ فوراً انڈیا میں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین سے رابطہ کریں اور اسے خطرے سے آگاہ کریں۔ فرہاد اور اس کے تمام فیملی ممبرز وائس مین کی موجودگی سے آگاہ ہو چکے ہیں۔“

یوگا جاننے والے اس افسر نے کہا۔ ”پتا نہیں فرہاد وغیرہ کو وائس مین کی موجودگی کا علم کیسے ہو گیا؟ وہ تو بڑی رازداری سے کام کر رہا تھا۔ میں ابھی اسے خطرے سے آگاہ کرتا ہوں۔“

اس نے فون کے ذریعے سلومن وکٹر سے رابطہ کیا پھر کہا۔ ”یہ تم نے اچھا ہی کیا کہ فوراً ہی تل ابیب سے واپس آگئے۔ وہاں الپا اور فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہیں تلاش کر رہے ہیں اور صرف تمہیں ہی نہیں، انڈیا میں ہمارا ٹیلی پیتھی جاننے والا وائس مین ہے۔ اسے بھی تلاش کیا جا رہا ہے۔“

سلومن وکٹر نے کہا۔ ”میں نے تو سنا تھا کہ وائس مین بڑی رازداری سے انڈیا میں ان لوگوں کے خلاف محاذ آرائی کر رہا ہے۔“

”بے شک۔ وہ ایسا کر رہا ہے لیکن پتا نہیں فرہاد وغیرہ کی معلومات کے ذرائع کیا ہیں؟ گہرے رازوں تک بھی وہ لوگ بڑی آسانی سے پہنچ جاتے ہیں۔ بہرحال تم خیال خوانی کے ذریعے وائس مین کے پاس جاؤ۔ اسے اس خطرے سے آگاہ کرو۔“

اس نے فون کا رابطہ ختم ہونے پر خیال خوانی کی پرواز کی پھر وائس مین کے اندر پہنچتے ہی کہا۔ ”میں سلومن وکٹر ہوں۔ سانس نہ روکنا۔“

اس نے کہا۔ ”ہیلو وکٹر...! کیسے آنا ہوا؟“

”تمہیں خطرے سے آگاہ کرنے آیا ہوں۔ تم وہاں بڑی رازداری سے کام کر رہے ہو۔ اس کے باوجود فرہاد اور اس کی فیملی کو تمہاری موجودگی کا علم ہو چکا ہے۔“

”تم درست کہہ رہے ہو۔ ابھی میں اسی بات پر غور کر رہا تھا۔ میں نے پارس کے پیچھے جاسوس لگائے۔ وہ انہیں ڈاج دے کر کہیں گم ہو گیا۔ میں اعلیٰ بی بی کو ایک نوجوان مُراد علی باجا کے ذریعے ٹریپ کرنا چاہتا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے وہ لڑکی اچانک ہی ہوٹل کے کمرے سے کہیں چلی گئی ہے۔ ان بہن بھائی کا اچانک کہیں گم ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ میری طرف سے محتاط ہو گئے ہیں۔ بہرحال تمہاری انفارمیشن کا شکریہ... میں بھی بہت محتاط ہو گیا ہوں۔“

”اچھی بات ہے۔ میں جا رہا ہوں۔“

سلومن وکٹر وہاں سے چلا گیا۔ وائس مین کا یہ خیال تھا کہ وہ اپنے طور پر بہت محتاط ہو گیا ہے۔ جبکہ شامت آتی ہے تو ساری احتیاط دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ اس کی شامت اس طرح آنے والی تھی کہ اس نے دہلی میں اعلیٰ بی بی کو دیکھا تھا اور دیکھتے ہی اس پر ہزار جان سے مرمٹا تھا۔

وہ ایسے وقت عاشق ہوا تھا جب اعلیٰ بی بی دہلی سے ممبئی جا رہی تھی۔ وائس مین نے مُراد علی باجا کو اس کے قریب لا کر معلوم کرنا چاہا کہ وہ لڑکی کون ہے؟

اسے جلد ہی پتا چل گیا کہ لڑکی غیر معمولی ہے۔ یوگا میں مہارت رکھتی ہے۔ پھر وہ مُراد علی کے ساتھ ممبئی تک سفر کرنے کے دوران اس کے اندر آتی رہی، اس کے خیالات پڑھتی رہی۔ اس طرح وائس مین کو معلوم ہو گیا کہ وہ خیال خوانی کرتی ہے اور یقیناً اس کا تعلق فرہاد علی تیمور کی فیملی سے ہوگا۔

جلد ہی اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ وہ میری بیٹی ہے پہلے تو وہ گھبرایا کہ دل بھی کہاں جا کر اٹکا ہے اور وہ دل تھا کہ بے ایمان ہو گیا تھا۔ اس کی مرضی کے خلاف دھڑک رہا تھا۔ اسی کو مانگ رہا تھا۔ اعلیٰ بی بی کے لیے ایسی بے چینی‘ ایسی تڑپ پیدا ہو گئی تھی کہ وہ بھی دوسری فلائٹ سے ممبئی پہنچ گیا۔ جس ہوٹل میں عالی اور مُراد علی نے قیام کیا تھا اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں اس نے بھی قیام کیا۔

کبھی خیال خوانی کے ذریعے مُراد علی کے اندر رہ کر اعلیٰ بی بی کو بالکل قریب سے دیکھتا رہا، اس کی باتیں سنتا رہا اور کبھی ڈائننگ ہال میں، کبھی وزیٹرز لابی میں اسے آتے جاتے دیکھ کر آہیں بھرتا رہا۔

وہ مُراد علی کے ذریعے عالی کو بڑی آسانی سے ٹریپ کر سکتا تھا۔ اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر سکتا تھا۔ اس سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا عالی دو چار گھنٹے اس طرح گزارتی ہے کہ اس کے دماغ میں ہم میں سے کوئی نہ آتا ہو؟ اگر ہم میں سے کوئی اس [illegible] اندر آئے گا تو پتا چل جائے گا کہ کسی نے اسے اعصابی کمزوری [illegible] مبتلا کیا ہے۔ اور اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا رہا ہے۔

واشنگٹن میں وائس مین کے ماں باپ اور بہن بھائی تھے۔ بیوی نہیں تھی۔ اس نے اب تک شادی نہیں کی تھی۔ اس

کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ جب ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایک سے بڑھ کر ایک حسینہ کو حاصل کرسکتا ہے، اوران سے دل بھر جانے کے بعد رُخ پھیر سکتا ہے تو کسی کو بیوی بنا کر اسے گلے میں ڈھول کی طرح لٹکانے کی کیا ضرورت ہے؟

والدین سمجھاتے تھے کہ اپنے لیے نہ سہی، خاندان کا وارث پیدا کرنے کے لیے ہی شادی کرلے لیکن وہ یہ کہہ کر ٹال دیتا تھا۔ ''اتنی جلدی بھی کیا ہے؟ دو چار برس کے بعد شادی کروں گا، تب بھی ایک بیوی سے وارثوں کی لائن لگادوں گا۔''

وہ دل پھینک تھا۔ اس بار اس نے اپنا دل عالی کے قدموں میں پھینک دیا تھا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اونچے محل کی کسی شہزادی کو حاصل کرنا بھی اس کے لیے ناممکن نہیں تھا لیکن یہاں عالی کے معاملے میں اٹک گیا تھا۔ میری طرف سے خوفزدہ تھا کہ عالی کو ٹریپ کرنے میں ذرا سی بھی غلطی کرے گا تو بری طرح پھنسے گا۔

ایک طرح سے یہ اس کے لیے چیلنج بھی تھا کہ عالی کو آخر ٹریپ کیوں نہیں کرسکتا؟ یہ ضروری نہیں ہے کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے چوبیس گھنٹے اس کے اندر موجود رہتے ہوں۔ اسے اپنا مقدر آزمانا چاہیے۔ دیکھنا چاہیے کہ اسے ٹریپ کرنے کے دوران میں ہوتا کیا ہے؟

وہ اس وقت ہوٹل کی وزیٹرز لابی میں تھا اور دور ہی دور سے مُراد علی کو دیکھ رہا تھا۔ عالی نے اس سے کہا تھا کہ وہ نیچے کسی دکان میں جا کر اس کے لیے ایک شیمپو خرید لائے۔

وائس مین مُراد کے اندر رہ کر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

مُراد علی اس کے لیے شیمپو خرید کر واپس اپنے کمرے کی طرف جارہا تھا۔ وائس مین نے طے کرلیا کہ اسی وقت مُراد علی کے ذریعے عالی پر حملہ کرے گا۔ اسے زخمی کرے گا اور اس کے اندر پہنچ جائے گا۔

وہ لفٹ کے ذریعے دسویں فلور پر جارہا تھا۔ وائس مین ایک گوشے میں ایک صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔ تاکہ وہاں تنہائی میں آرام سے خیال خوانی کے ذریعے اپنا کام کرسکے۔ مُراد دسویں فلور پر پہنچ کر اپنے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔ ''میں تمہارے لیے شیمپو لے آیا ہوں۔''

اس نے اندر آکر دیکھا تو وہ کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔ اس نے واش روم کی طرف دیکھا۔ وہاں کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ میں نے تھوڑی دیر پہلے ہی خیال خوانی کے ذریعے اپنی بیٹی کو خطرے سے آگاہ کیا تھا۔ اور وہ اسی وقت ہوٹل کی سیڑھیاں اترتی ہوئی پچھلے دروازے سے باہر

چلی گئی تھی۔ ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے چہرے پر تھ
بہت تبدیلی کی گئی تھی۔ ہوٹل کے پچھلے حصے میں انڈین ا
جنس کا کوئی آدمی اسے پہچان نہ سکا۔ وہ احاطے سے باہر
ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے دور ہوتی چلی گئی۔

وائس مین اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ مراد علی
ذریعے یہ پتا چل گیا تھا چڑیا وہاں سے اڑ چکی ہے۔ اس
فوراً ہی تمام جاسوسوں سے رابطہ کرتے ہوئے کہا۔ ''وہ
سے فرار ہورہی ہے۔ ہر لڑکی کو توجہ سے دیکھو۔ اور چیک
وہ بھیس بدل کر یہاں سے گئی ہوگی۔ اسے فرار ہونے کا
نہ دو۔''

پھر وہ مراد علی کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے ہوٹل
باہر لے آیا۔ مراد اس کی مرضی کے مطابق کار اسٹیرنگ
بیٹھ گیا۔ پچھلی سیٹ پر وائس مین آکر بیٹھ گیا تھا۔ وہ زبان
کچھ نہیں بول رہا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے مُراد علی کو کن
کر رہا تھا۔ اسے کہہ رہا تھا کہ وہ ہوٹل سے باہر جائے او
کو تلاش کرے۔ وائس مین ابھی یہ نہیں جانتا تھا ک
خطرے سے آگاہ ہونے کے بعد ہوٹل سے باہر گئی ہ
کا اپنا خیال یہ تھا کہ شاید کسی کام سے گئی ہے۔ یا پھر کسی
بنیاد پر وقتی طور پر مُراد سے دور ہوگئی ہے۔ یا تو واپس
گی۔ یا پھر مُراد کو اپنے پاس کہیں بلائے گی۔

وہ اس کی مرضی کے مطابق کار ڈرائیو کر رہا تھا
مین کا ایک خیال یہ بھی تھا کہ راستے میں کہیں عالی مُراد کو
گی تو اس کے پاس دوڑی چلی آئے گی۔ پھر وہ ایک
ضائع نہیں کرے گا۔ فوراً ہی اسے زخمی کرکے دماغ پ
جمالے گا۔

عالی ایک مندر کے سامنے پہنچ کر ٹیکسی سے اتر گئی
وہاں بھگوان کی ایک مورتی سے کچھ فاصلے پر جا کر بیٹھ گئ
وہاں چند عورتیں دور دور بیٹھی ہوئی پوجا پاٹ میں مص
تھیں۔ وہ بھی دوزانو ہوکر یوں سر جھکا کر بیٹھ گئی جیسے د
گیان میں مصروف ہوگئی ہو۔ اس طرح وہ بڑی خاموش
مُراد علی کے دماغ میں پہنچ گئی۔

اس نے دیکھا، وہ ایک کار ڈرائیو کر رہا ہے۔
پچھلی سیٹ پر کوئی اجنبی بیٹھا ہوا ہے۔ مُراد سر گھما کر
چاہتا ہے مگر دیکھ نہیں پارہا ہے۔ اس سے کچھ کہنا چاہتا
کہہ نہیں پارہا ہے۔ اس کے اندر یہ سوچ پیدا ہورہی تھی
دیکھنا چاہیے، نہ بولنا چاہیے۔ چپ چاپ کار ڈرائیو
ہوئے عالی کو تلاش کرنا چاہیے۔

وائس مین کے اس طریقہ کار سے عالی نے فوراً

لیا کہ پیچھے بیٹھنے والا شخص یا تو ٹیلی پیتھی جانتا ہے یا ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کا آلۂ کار بنا بیٹھا ہے۔

عالی نے مُراد کے اندر جھنجلاہٹ پیدا کی۔ وہ سوچنے لگا۔ ”کیا مشکل ہے؟ نہ میں کچھ بول پا رہا ہوں اور نہ ہی پیچھے مڑ کر دیکھ پا رہا ہوں۔ پتا نہیں یہ کون پیچھے آ کر بیٹھ گیا ہے؟“

وائس مین نے اس کے اندر سوچ پیدا کی کہ اُسے یہ سب کچھ نہیں سوچنا چاہیے۔ ڈرائیونگ کی طرف دھیان رکھنا چاہیے اور عالی کو تلاش کرتے رہنا چاہیے۔

وہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص بہت اہم ہے۔ اسے کسی بھی طرح بے نقاب کرنا ہوگا۔

وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی۔ پھر اس نے مُراد کو اپنے دائیں طرف دیکھنے پر مجبور کیا۔ ادھر سے ایک کار تیزی سے گزر رہی تھی۔ وہ چونک کر بولا۔ ”عالی....!“

وائس مین نے اس کی بات سنتے ہی پاس سے گزرنے والی تیز رفتار کار کو دیکھا پھر مُراد کے خیالات پڑھے تو پتا چلا‘ اس نے اُس گاڑی میں اعلیٰ بی بی کو دیکھا ہے۔

اس نے فوراً ہی مُراد کو اپنی گاڑی کی رفتار تیز کر کے اس کار تک پہنچنے کا حکم دیا۔

وہ رفتار بڑھانے لگا۔ وائس مین پچھلی سیٹ پر آگے کی طرف کھسک آیا تھا۔ جوشیلے انداز میں دور جاتی ہوئی گاڑی کو دیکھ رہا تھا۔ اور خیال خوانی کے ذریعے مُراد کو مجبور کر رہا تھا کہ وہ رفتار بڑھاتا جائے۔ اس وقت وہ بے چارہ دو پاٹن کے بیچ تھا۔ ایک طرف وائس مین اسے مجبور کر رہا تھا دوسری طرف عالی اسے ضرورت کے وقت استعمال کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر تک یہی ہوتا رہا۔ وہ کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اگلی گاڑی تک پہنچ رہی تھی۔ ایسے ہی وقت عالی نے مُراد کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمایا اور اسے بریک لگانے پر مجبور کیا۔ اس نے فوراً ہی بریک لگائی تو کار ایک جھٹکے سے رُک گئی۔ پچھلی سیٹ پر آگے کی طرف کھسک آنے والا وائس مین اس بات کے لیے تیار نہیں تھا۔ کار کے رکتے ہی وہ اچھل کر آگے کی طرف آتے ہوئے ڈیش بورڈ سے ٹکرا گیا۔

کار کی رفتار معمولی نہیں تھی۔ ایک جھٹکے سے رُکنے کے باعث وہ بری طرح ڈیش بورڈ سے ٹکرایا تھا۔ ایسی سخت چوٹ آئی تھی‘ جیسے کاسہ سر ٹوٹ رہا ہو۔ پیشانی سے خون بہنے لگا تھا۔ سر بری طرح چکرا رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک تو اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟

عالی کی سمجھ میں آ گیا۔ اس نے اس کے اندر پہنچتے ہی مختصر سے خیالات پڑھے تو فوراً ہی یہ معلوم ہو گیا کہ وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا وائس مین ہے۔

مُراد علی ایسے وقت اس کے سحر سے نکل چکا تھا۔ اس نے غصے سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”او ئے خانہ خراب! تو ہے کون؟ کتنی دیر سے میرے پیچھے چپ چاپ بیٹھا ہے؟ نہیں کیا جادو کر رہا تھا؟ نہ مجھے اپنی طرف دیکھنے دے رہا تھا، نہ کچھ بولنے دے رہا تھا۔ دیکھا میرا کمال! ایک بریک لگانے ہی پیچھے سے اچھل کر آگے پہنچ گیا۔“

وائس مین کا سر پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ ایسی چوٹ آئی تھی کہ تکلیف ناقابلِ برداشت تھی۔ پھر بھی وہ برداشت کر رہا تھا۔ اس وقت اس کے دل و دماغ پر ایک ہی خوف طاری تھا کہ ایسے وقت کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ اب وہ سانس روکنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

وہ بڑی تکلیف سے کراہتے ہوئے سیٹ پر لیٹ گیا پھر بولا۔ ”مجھے جلد سے جلد کسی ڈاکٹر کے پاس پہنچاؤ۔ میرا سر چکرا رہا ہے۔ میں بے ہوش ہو سکتا ہوں۔“

مراد اب عالی کے زیرِ اثر تھا۔ اس کی مرضی کے مطابق کار ڈرائیو کرتے ہوئے ایک قریبی کلینک میں پہنچ گیا۔ وہاں پہنچتے ہی وائس مین پر نیم بے ہوشی طاری ہو گئی۔ عالی خاموش تھی۔ اس کے اندر خود کو ظاہر نہیں کر رہی تھی۔ اسے اپنا معمول اور تابعدار بنانے کی اتنی جلدی نہیں تھی۔ آرام سے سب کچھ ہو سکتا تھا۔

وائس مین کے دو باڈی گارڈز دور ہی دور سے اس کی نگرانی کرتے رہتے تھے۔ انڈین انٹیلی جنس والوں نے ان باڈی گارڈز کو وائس مین کے خدمات کے لیے مامور کیا تھا۔ انہوں نے اپنے اعلیٰ افسران کو اطلاع دی کہ وہ ایک حادثے سے دوچار ہو کر کلینک میں پہنچا ہوا ہے۔

انٹیلی جنس کے دو افسران اپنے ماتحتوں کے ساتھ فوراً ہی اس کلینک میں پہنچ گئے۔ بڑی توجہ سے اس کا علاج کرانے لگے۔ وہ جلد ہی ہوش میں آ گیا۔ مُراد علی کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ الزام یہ تھا کہ اس کی غلط ڈرائیونگ کی وجہ سے وائس مین پر یہ مصیبت آئی ہے۔

وائس مین نے عالی کی مرضی کے مطابق کہا۔ ”اسے گرفتار نہ کیا جائے۔ قصور میرا ہے۔ میں نے اسے فاسٹ ڈرائیونگ کا حکم دیا تھا۔ ایک جگہ اس نے حادثے سے بچنے کے لیے اچانک بریک لگائی تھی۔ تو میں اچھل کر آگے ڈیش بورڈ سے ٹکرا گیا تھا۔“

ایک یوگا جاننے والے افسر کو یہ معلوم تھا کہ وائس مین نے مُراد علی کو اپنا تابعدار بنایا ہوا ہے۔ اس نے مُراد کو رہا تو

کر دیا لیکن اس کے پیچھے جاسوس لگا دیے۔ تاکہ وہ اسے اپنی نگرانی میں رکھے۔ یہ امید تھی کہ عالی کسی وقت بھی آ کر مُراد سے ضرور ملے گی۔

عالی نے میرے پاس آ کر کہا۔ ”پاپا! ایک خوشخبری ہے۔ میں نے وائس مین کو ٹریپ کر لیا ہے۔ ابھی وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ جلد ہی ہوش میں آنے والا ہے۔“

میں نے خوش ہو کر کہا۔ ”شاباش! تم نے تو بہت اچھا کام کیا ہے۔ وہ انڈین انٹیلی جنس والے تمہارے، پارس اور پورس کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ بڑی رازداری سے تم تینوں کو اپنی گرفت میں لینا چاہتے تھے۔ اب وہ کمزور پڑ جائیں گے۔ تمہارے خلاف کچھ نہیں کر سکیں گے۔“

”پاپا! مشورہ دیں، مجھے وائس مین کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے؟“

”ظاہر ہے، پہلی فرصت میں اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا جائے لیکن اس پر یہ ظاہر نہ ہو کہ وہ تمہاری گرفت میں آ چکا ہے۔ اسے خوش فہمی میں مبتلا رکھو۔ اور دیکھو کہ وہ آئندہ دماغی توانائی حاصل کرنے تک کیسے اپنا بچاؤ کرتا ہے؟“

”بے شک.. جب تک اسے دماغی توانائی حاصل نہیں ہو گی تب تک وہ اسی خوف میں مبتلا رہے گا کہ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر آ کر اسے اپنا غلام بنا سکتا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ تم اپنے طور پر اس سے نمٹتی رہو۔ میں تو دماغی کمزوری میں مبتلا ہوں۔ ابھی خیال خوانی کے ذریعے کچھ نہیں کر سکوں گا۔“

عالی نے پوچھا۔ ”ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ کے اور مما کے دماغ میں موجود رہتے ہیں ناں.؟“

”ہاں۔ یہ تو بہت ضروری ہے۔ ہمیشہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے اور تمہاری مما کے دماغ میں موجود رہتے ہیں۔ ہر چار گھنٹے بعد ان کی ڈیوٹی بدلتی رہتی ہے۔ خدا کرے جلد ہم دونوں دماغی توانائی حاصل کر لیں۔“

”اس وقت ہم بابا صاحب کے ادارے میں جا رہے ہیں۔ جب تک دماغی توانائی حاصل نہیں ہو گی، وہاں کوئی دشمن ہمارے دماغ میں نہیں آ سکے گا۔ اور نہ ہی ہمارے کسی خیال خوانی کرنے والے کو ہماری نگرانی کرنی پڑے گی۔“

”یہ اچھا ہے پاپا! آپ دونوں کو ادارے میں جا کر کچھ روز آرام کرنا چاہیے۔“

وہ میرے دماغ سے چلی گئی۔ ہم سب اپنے طور پر زیادہ محتاط تھے۔ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ دشمن بہروپیا فرہاد بننے والا کسی وقت بھی ہمارے دماغوں میں آ کر ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتا ہے۔

اور وہ کوشش کر رہا تھا۔ اس وقت بھی میرے دماغ میں خاموشی سے موجود تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ ایک سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے اندر موجود ہیں۔ اور انہوں نے بڑی مضبوطی سے میرے دماغ کو اپنی گرفت میں لیا ہوا ہے۔

اگر وہ میرے اندر زلزلہ پیدا کرنا چاہتا تو ناکام رہتا۔ ٹیلی پیتھی کا یہ حملہ بے اثر رہتا۔ اس لیے وہ ایسا کوئی قدم نہیں اٹھا رہا تھا۔ اس کے باوجود دوسرے پہلوؤں سے فائدہ اٹھا رہا تھا۔

وہ دوسرا پہلو یہ تھا کہ وہ میرے چور خیالات پڑھ سکتا تھا۔ ایسے وقت میرے اندر نگرانی کرنے والوں کو بھی خبر نہ ہوتی کہ کوئی چپکے چپکے میرے چور خیالات پڑھ رہا ہے۔ اسے روکنے کا بس ایک ہی راستہ تھا اور وہ یہ کہ میں اور سونیا جلد سے جلد بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ جائیں۔ پھر جس طرح ادارے کا صدر دروازہ دشمنوں کے لیے بند رہتا ہے اسی طرح ہمارے دماغوں کے دروازے بھی اس کے لیے بند ہو جاتے۔

لیکن جس وقت اعلیٰ بی بی میرے پاس آ کر اپنی کامیابی کا مژدہ سنا رہی تھی، اس وقت وہ کم بخت میرے اندر موجود تھا اور سب کچھ سن رہا تھا۔

اس وقت میں اور سونیا ایک گاڑی میں بیٹھ کر بابا صاحب کے ادارے کی طرف جا رہے تھے۔ آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچنے والے تھے۔ اس کے بعد پھر وہ بہروپیا فرہاد ہمارے اندر نہیں آ سکتا تھا لیکن آدھا گھنٹا بھی بہت ہوتا ہے۔ وہ اس وقت میرے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ اور یہ معلوم کر رہا تھا کہ اس وقت اعلیٰ بی بی‘ پارس اور پورس کہاں ہیں؟ ان کا فون نمبر اور پتا ٹھکانا کیا ہے؟ وہ یہ سب کچھ بڑی آسانی سے معلوم کر رہا تھا۔

پھر معلومات کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ میں اور سونیا بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ گئے [illegible] وہ بہروپیا ہی نہیں، ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے [illegible] لے بھی ہمارے دماغوں سے نکل گئے تھے۔ اس ادارے [illegible] اندر دوست ہو یا دشمن کوئی بھی کسی کے دماغ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اگر کبھی ضروری ہوتا تو ایک دوسرے کی اجازت سے خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کی جا سکتی تھی۔

مجھ جیسے زمانہ شناس اور تجربہ کار ٹیلی پیتھی جاننے والے

کو یہ سوچنا اور سمجھنا چاہیے تھا کہ دشمن خاموشی سے دماغ میں آ کر چور خیالات پڑھ سکتا ہے۔ میری نگرانی کرنے والے میرے دماغ پر قبضہ جمائے ہوئے تھے۔ اس کے باوجود کسی بھی دشمن کے لیے چور خیالات پڑھنے کی گنجائش رہتی ہے۔ یہ میں نے اس وقت نہیں سوچا۔ بعد میں سوچا۔ ''کیا وہ میرے دماغ میں آیا ہوگا؟ کیا اس نے میرے اندر سے اہم معلومات حاصل کی ہوں گی؟''

جب ہم ذہنی کمزوری میں مبتلا رہتے ہیں، پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر پاتے تو یہ سوچ سوچ کر ذہنی کرب میں مبتلا رہتے ہیں کہ نہ جانے کون کون ہمارے دماغ میں آیا ہوگا اور کیا کچھ معلوم کر کے گیا ہوگا؟

میں نے سوچا۔ ''اب اس فکر میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ کون آیا ہوگا اور کون گیا ہوگا؟ جب کوئی نئی مصیبت آئے گی تو اس سے نمٹ لیا جائے گا۔''

اس فرہاد کی مصروفیات بڑھ گئی تھیں۔ اب وہ جلد سے جلد معلوم کرنا چاہتا تھا کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی آواز اور لب و لہجہ کیسا ہے؟ یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ دماغی کمزوری میں مبتلا ہے اور اس کے دماغ میں بڑی آسانی سے جگہ مل سکتی ہے۔

وہ میرے اور میری فیملی کے بارے میں وسیع معلومات رکھنے کے لیے انڈیا میں بھی رہ چکا تھا۔ اور وہاں کے حکمرانوں، فوجی افسروں، پولیس اور انٹیلی جنس والوں کے اندر پہنچتا رہا تھا۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے ایک اسے اعلیٰ افسر کے دماغ میں جگہ بنائی جو یوگا کا ماہر نہیں تھا لیکن اسے اس حد تک معلومات حاصل تھیں کہ انٹیلی جنس کے دو یوگا جاننے والے اپنے چند ماتحتوں کے ساتھ ممبئی میں ہیں اور وہ ایک امریکی مہمان کے علاج میں مصروف ہیں۔

اس فرہاد نے اپنے آلۂ کار افسر کو مجبور کیا کہ وہ فون کے ذریعے ممبئی والے ماتحت افسر سے رابطہ کرے۔ وہ ماتحت افسر رشتے میں اس کا سالا لگتا تھا۔ رابطہ ہونے پر انہوں نے ایک دوسرے کی خیریت معلوم کی، کچھ اِدھر اُدھر کی باتیں ہوئیں پھر رابطہ ختم ہو گیا۔

وہ فرہاد اس ماتحت افسر کے ذریعے اس اسپیشل کمرے میں پہنچا جہاں وائس مین زیر علاج تھا۔ اس کے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ وہ بستر کے سرہانے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اور ایک اعلیٰ افسر سے باتیں کر رہا تھا۔

فرہاد نے اس ماتحت افسر کے ذریعے اس کی آواز اور لب و لہجے کو سنا پھر دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر پہنچ گیا۔

ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں پہنچ جانا بہت بڑی کامیابی تھی۔ وہ اسے تابعدار بنا کر، امریکی اکابرین کے اندر بہت دور تک جگہ بنا سکتا تھا۔ اور ان کے بہت سے منصوبوں کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ اعلیٰ بی بی کسی وقت بھی اس کے اندر آ کر اس پر تنویمی عمل کرے گی۔ اور اسے اپنا تابعدار بنائے گی۔ ایسے وقت وہاں اس کی موجودگی ضروری تھی۔ وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر نومی کرسٹل کے پاس آ گیا۔

وہ اس کی معمولہ اور تابعدار بنی ہوئی تھی۔ اس نے اسے مخاطب کیا تو وہ چونک کر بولی۔ ''تم اب تک کہاں تھے اور اب تک کیا کرتے رہے تھے؟''

''یہ نہ پوچھو۔ میں بہت مصروف ہوں۔ مجھے ایک کے بعد دوسری تیسری کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ ابھی مجھے تمہاری ضرورت ہے۔''

''میں تو تنہا بور ہو رہی تھی۔ کوئی مصروفیت نہیں تھی۔ بولو مجھے کیا کرنا ہے؟''

اس نے کہا۔ ''ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا دماغی طور پر کمزور ہو گیا ہے۔ اور اعلیٰ بی بی نے اسے کمزور بنایا ہے میں بھی اس کے اندر پہنچ چکا ہوں۔''

''یہ تو واقعی بہت بڑی کامیابی ہے۔ سب سے پہلی اور اہم کامیابی تمہاری یہ رہی کہ سونیا جیسی مکارِ زمانہ عورت کو اور پہاڑ جیسے فرہاد کو زخمی کر دیا۔ انہیں بے دست و پا بنا دیا۔ اور اب ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے اندر پہنچ گئے ہو۔

''صرف اتنا ہی نہیں۔ میں یہ بھی معلوم کر چکا ہوں کہ اعلیٰ بی بی، پارس اور پورس انڈیا کے کس شہر اور کس علاقے میں رہتے ہیں؟ مجھے ان کے فون نمبر بھی معلوم ہو چکے ہیں۔''

وہ حیرانی سے اور خوشی سے بولی۔ ''او مائی گاڈ! تم تو آندھی طوفان کی رفتار سے کامیابیاں حاصل کر رہے ہو۔ مجھے یہ فخر حاصل ہو رہا ہے کہ تم میرے آئیڈیل فرہاد علی تیمور ہو۔''

''ابھی تم میرے دماغ میں آؤ۔ میں تمہیں اس امریکی خیال خوانی کرنے والے وائس مین کے اندر پہنچا رہا ہوں۔ تمہیں مستقل وہاں رہنا ہے۔ اعلیٰ بی بی کسی وقت بھی آ کر اس پر تنویمی عمل کرے گی۔ تم خاموشی سے یہ معلوم کرتی رہو گی کہ اس نے کس آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے؟''

''میں یہی کروں گی۔ اسے یہ معلوم نہیں ہونے دوں گی کہ اس کے دماغ میں چھپی ہوئی ہوں۔ اور اس کے تنویمی عمل

کو ناکام بنانے والی ہوں۔''

وہ بولا۔ ''عالی کے تنویمی عمل کو ناکام نہیں بنانا ہے۔ اسے اس خوش فہمی میں مبتلا رکھنا ہے کہ وائس مین اس کا تابعدار بن چکا ہے۔ ہم خاموشی سے اس کے اندر جاتے رہیں گے۔ اور یہ دیکھتے رہیں گے کہ اعلیٰ بی بی اسے اپنے طور پر کس طرح استعمال کرنے والی ہے؟''

نومی اس کے دماغ میں آ کر بولی۔ ''ٹھیک ہے۔ تم جیسا کہہ رہے ہو، میں ویسا ہی کرتی رہوں گی۔ مجھے وائس مین کے اندر لے چلو۔''

اس نے نومی کو وائس مین کے اندر پہنچا دیا۔ پھر کہا۔ ''پیرس میں شام ہونے والی ہے۔ تھوڑی دیر بعد اندھیرا چھا جائے گا تو جمائلہ تبدیل ہو گی۔ مجھے اس کے پاس موجود رہنا ہے۔''

''ذرا ایک منٹ رُک جاؤ۔ تم نے ابھی کہا ہے کہ تمہیں عالی، پارس اور پورس کے ایڈریس اور فون نمبر معلوم ہو چکے ہیں؟''

''ہاں۔ یہ سب کچھ مجھے معلوم ہے۔''

وہ بولی۔ ''پورس کے ساتھ اس کا بیٹا عدنان ضرور ہو گا۔ شاید تم اس کے بارے میں نہیں جانتے؟ وہ بہت ہی عجیب و غریب بچہ ہے۔ میں نے اور وروان نے اسے قابو میں کرنے کی بہت کوششیں کیں لیکن ناکام رہے۔ تم ضرور اسے اپنے قابو میں کر لو گے۔ اگر اس بچے کو اغوا کر کے ہم اپنے پاس لے آئیں تو فرہاد علی تیمور کی ایک بہت بڑی کمزوری ہمارے ہاتھ آ جائے گی۔''

''بے شک۔ ہم ایسا کریں گے۔ میں تمہیں پورس کا فون نمبر اور ایڈریس بتاتا ہوں۔ تم وائس مین کے دماغ میں بھی رہو اور دو چار آلۂ کار بنا کر انہیں پورس کے پتے پر پہنچاؤ اور ان کی نگرانی کرو۔ مجھ سے رابطہ کرتی رہو۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ کس کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے؟''

وہ دماغی طور پر اس بنگلے میں حاضر ہو گیا جہاں اس نے جمائلہ کو چھپا کر رکھا تھا۔ اس کی مصروفیات کے دوران جمائلہ لنچ کے بعد سو گئی تھی۔

تین گھنٹے کی نیند کے بعد بیدار ہوئی تو اس کے موبائل فون کا بزر بول رہا تھا۔ فرہاد نے اس کا موبائل فون اپنے پاس رکھا تھا۔ تاکہ ہم میں سے کوئی اس کے فون پر رابطہ نہ کرے۔ جمائلہ بھول چُوک سے یہ کہہ سکتی تھی کہ اس وقت وہ بابا صاحب کے ادارے کے سامنے ایک بنگلے میں موجود ہے۔

جمائلہ نے کہا۔ ''میں نے اب تک سیون بلڈرز سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ وہ میرے سلسلے میں پریشان ہوں گے۔ شاید ان ہی کا فون ہے۔''

فرہاد نے فون کو کان سے لگا کر پوچھا۔ ''ہیلو کون.....؟''

دوسری طرف سے ایک بلڈر کی آواز سنائی دی۔ ''یہ مس جمائلہ کا فون ہے۔ آپ کون بول رہے ہیں؟''

فرہاد نے جمائلہ کو دیکھتے ہوئے فون پر کہا۔ ''میں ابوالہول کا غلام ہوں۔ اور جمائلہ کی مدد کے لیے یہاں آیا ہوں۔ یہ لو۔ اس سے باتیں کرو۔''

اس نے فون جمائلہ کی طرف بڑھا دیا۔ وہ اسے کان سے لگا کر بولی۔ ''ہیلو۔ میں جمائلہ بول رہی ہوں۔''

بلڈر نے پوچھا۔ ''تم خیریت سے ہو ناں....؟ تم نے کہا تھا، پیرس پہنچ کر ہمیں فون کرو گی۔ ہم نے تمہارے اس فون پر رابطہ کرنا چاہا تو یہ بند پڑا تھا۔''

وہ بولی۔ ''بات اصل میں یہ ہے کہ پیرس پہنچتے ہی حالات بدل گئے ہیں۔ آپ تمام بلڈرز کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابوالہول کے غلام کا نام بھی فرہاد علی تیمور ہے۔ یہ فرہاد کا ہمزاد ہے۔''

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ فرہاد کا کوئی ہمزاد کہاں سے آ گیا؟ تم کس چکر میں پڑ گئی ہو؟''

''میں کسی چکر میں نہیں ہوں۔ یہ ابوالہول کا غلام ہے۔ مجھے بابا صاحب کے ادارے میں جانے سے روک رہا ہے۔ اسی لیے میں اب تک وہاں نہ جا سکی۔ اس نے سونیا اور فرہاد کو بری طرح زخمی کیا ہے۔''

دوسری طرف سے حیرانی سے پوچھا گیا۔ ''یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ یہ شخص کون ہے جس نے سونیا اور فرہاد پر ہاتھ ڈالا ہے؟ یہ یقین کرنے والی بات نہیں ہے۔''

وہ بولی۔ ''پھر بھی آپ یقین کر لیں۔ اس لیے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے میڈم سونیا کو زخمی ہوتے دیکھا ہے۔ اور یہ سنا ہے کہ فرہاد اسپتال میں زخمی پڑا ہے۔''

''پھر تو وہ کوئی غیر معمولی شخص ہی ہے جو خود کو فرہاد کا ہمزاد کہہ رہا ہے۔ اس سے ہماری بات کراؤ۔''

جمائلہ نے فون اس کی طرف بڑھا دیا۔ وہ اسے کان سے لگاتے ہوئے بولا۔ ''ہیلو۔ میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔ یہ تو سن ہی چکے ہو کہ میں اس کا ہمزاد ہوں۔''

''دنیا کے تمام بڑے ممالک میں اور خطرناک تنظیموں کے ریکارڈز میں فرہاد کی جو لائف ہسٹری ہے، اس میں کہیں

اس کے ہمزاد کا ذکر نہیں ہے۔ کیا تم اپنی سچائی ثابت کر سکتے ہو؟"

"بے شک۔ میں رفتہ رفتہ ثابت کر دوں گا۔ جب میں اس کے ساتھ ایک ہی دن، ایک ہی وقت پیدا ہوا تو ان دنوں ہمارے خاندانی جھگڑے چل رہے تھے۔ میری پھوپھی مجھے وہاں سے لے آئی تھیں۔ یہ باتیں میں بار بار اس لیے دہراتا رہتا ہوں کہ آپ سب فرہاد کی لائف ہسٹری کو ایک نئے سرے سے ترتیب دیں۔ بہت جلد یہ ثابت ہو جائے گا کہ میں اس کا ہمزاد ہوں۔ اور وہ اب تک دنیا والوں سے مجھ جیسے بھائی کے وجود کو چھپاتا رہا ہے۔"

"اگر تم اس کے بھائی ہو تو تمہارا نام بھی فرہاد کیوں ہے؟ دو سگے بھائیوں کے ایک جیسے نام نہیں ہوتے۔"

"میری پرورش میری پھوپھی نے کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ فرہاد علی تیمور میرا نام رکھا گیا تھا۔ اس کا کوئی اور نام تھا۔ میں پیدائش کے دوسرے ہی دن اس سے جدا ہو گیا تھا۔ میری پھوپھی مجھے لندن لے آئی تھیں۔ انہیں بعد میں پتا چلا کہ میرا بھائی بھی خود کو فرہاد علی تیمور کہنے لگا ہے۔ اور اسی نام سے پہچانا جا رہا ہے۔"

"مسٹر فرہاد! فی الحال تو ہم آپ کو فرہاد ٹو کہیں گے۔ آپ کی باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ کو فرہاد وَن سے بڑی شکایتیں ہیں۔ اور شاید عداوتیں بھی ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟"

وہ بولا۔ "بالکل درست ہے۔ اسی لیے تو میں نے آج اسے پہلی بار اسپتال پہنچایا ہے۔ آیندہ آپ سب ہی دیکھیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں؟"

بلڈر نے کہا۔ "اسے صرف اسپتال کیوں پہنچایا؟ جب زخمی کیا تھا تو گولی بھی مار سکتے تھے۔"

"نہیں۔ میں کبھی اسے جان سے نہیں ماروں گا۔ اور نہ ہی کبھی اس کے بچوں کو جانی نقصان پہنچاؤں گا۔ میں تو اسے ایسی مار مارتا رہوں گا، ہر مرحلے پر ایسی مات دیتا رہوں گا کہ وہ شرم سے ڈوب مرے گا۔ اس کے بچے بھی دنیا والوں کو منہ نہیں دکھا سکیں گے۔ انہوں نے جتنا عروج حاصل کیا ہے اُتنی ہی پستی میں جا کر بے موت مریں گے۔"

"اگر تم ان کے دشمن ہو تو پھر ہمارے دوست ہو۔ ہم تم سے دوستی کرنا چاہیں گے۔ کیا ہماری روبرو ملاقات ہو سکتی ہے؟"

"خیال خوانی کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ تم کسی فون پر کسی کی آواز سناؤ گے تو میں اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے ذریعے تم لوگوں سے تفصیلی گفتگو کر سکوں گا لیکن ابھی نہیں۔ یہاں شام کا اندھیرا پھیلنے والا ہے۔ آج رات کو یا کل کسی وقت ہماری گفتگو ہو سکتی ہے۔"

"ٹھیک ہے لیکن ایک کام تم ہماری پلاننگ کے خلاف کر رہے ہو۔"

"وہ کیا...؟"

"ہم چاہتے ہیں، جمائلہ بابا صاحب کے ادارے کے اندر جائے اور وہاں سے بہت اہم راز اڑا کر لے آئے۔"

اس نے پوچھا۔ "وہاں ان کے ایسے کیا راز ہوں گے جن سے ہمیں فائدہ پہنچے گا؟"

"بہت سے فائدے پہنچ سکتے ہیں۔ ایک تو ان کی کمزوریاں معلوم ہوں گی۔ اس ادارے میں داخل ہونے کے خفیہ راستے معلوم ہو سکیں گے۔ یہ بھی معلوم ہو گا کہ ان کے روحانی علوم میں کتنی سچائی ہے؟ کیا واقعی کوئی روحانیت ہے یا ڈھونگ رچایا جا رہا ہے؟ پسِ پردہ ایسی کیا جادوگری ہو رہی ہے کہ بڑے سے بڑا ملک بھی اپنی فوجی قوت کے ساتھ اس ادارے میں داخل نہیں ہو سکتا۔ سب ہی ناکام ہو جاتے ہیں۔ آخر کوئی تو راز ہو گا۔ ان کے پاس ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ اور فارمولا ہے۔ ایک ایسی دوا کا فارمولا بھی ہے جسے اسپرے کرنے سے مصنوعی ٹیلی پیتھی کرنے والے خیال خوانی کی صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔"

فرہاد نے سوچنے کے انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "ہاں۔ میں نے ان باتوں پر توجہ نہیں دی تھی۔ واقعی بابا صاحب کے ادارے سے بہت ہی اہم چیزیں حاصل ہو سکتی ہیں لیکن ہمیں اس کے تاریک پہلو کو بھی سوچنا چاہیے۔"

"تم یہ سوچ رہے ہو کہ جمائلہ وہاں جا کر تبدیل ہو جائے گی۔ اس پر روحانی عمل کیا جائے گا تو ہمیں یقین نہیں ہے ہم کسی روحانی عمل کو نہیں مانتے۔ وہ رات ہوتے ہی پُر اَسرار قوتوں کی مالک بن جاتی ہے۔ وہ ہمارے لیے بہت بڑے کارنامے انجام دے کر آئے گی۔"

"تم اسے بابا صاحب کے ادارے میں بھیجنے کا خطرہ مول لینا چاہتے ہو۔"

"میں نے کہا نا۔ ہم سب نے بڑی مغز ماری کی ہے۔ اس بات کو ہر پہلو سے سوچا ہے، سمجھا ہے۔ پھر اسے اس ادارے میں پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تم خود ہی غور کرو، جمائلہ کے ذریعے ہم اس ادارے میں سُرنگ بنا سکتے ہیں اور داخلے کا راستہ نکال سکتے ہیں، جہاں آج تک کوئی نہیں پہنچ پایا ہے۔"

فرہاد نے کھڑکی کے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔ "شام کے سائے گہرے ہو رہے ہیں۔ مجھے فون بند کرنا چاہیے۔ میں ان پہلوؤں پر غور کروں گا۔ پھر جمائلہ کو اس ادارے میں جانے دوں گا۔ فی الحال گڈ بائے....."

اس نے فون بند کیا پھر دوسرے کمرے میں آ کر دیکھا۔ جمائلہ دروازہ کھول کر کھڑی ہوئی تھی۔ باہر شام کے سائے کو تاریکی میں تبدیل ہوتے دیکھ رہی تھی۔ آہستہ آہستہ ادھر سے ادھر جھوم رہی تھی۔ سائے لحہ بہ لحہ گہرے ہوتے جا رہے تھے۔

☆☆☆

نومی کرسٹل بہت پہلے ہی سونیا بن کر میری داستان میں آ چکی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ سونیا کی طرح ذہانت، دلیری اور مکاری دکھانے کے باوجود اس کی جگہ نہ لے سکی۔

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ کوشش کرنے والوں کے لیے ایک راستہ بند ہوتا ہے تو دوسرے کئی راستے کھلتے رہتے ہیں۔ نومی کے لیے بھی ایک نیا راستہ کھل گیا۔

یہ معلوم کر کے اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ وہ میرا ہمزاد کہلانے والا بڑی کامیابی کے ساتھ مجھ سے ٹکرا رہا ہے۔ اور اس نے پہلی بار جو حملے کیے تو ایک ہی حملے میں ایک طرف مجھے اسپتال پہنچایا، دوسری طرف سونیا کو زخمی کر دیا۔

یہ بہت بڑی بات تھی۔ بہت بڑا کارنامہ تھا۔ صرف نومی کرسٹل ہی نہیں، امریکی اکابرین بھی اس کے اس کارنامے پر انگشت بہ دنداں تھے۔

میرے ہمزاد نے آتے ہی ایسا بڑا کام کیا تھا کہ اب وہ دیکھتے ہی دیکھتے تمام چھوٹے بڑے ممالک میں مشہور و معروف ہونے والا تھا۔ سب کے لیے سوالیہ نشان بننے والا تھا کہ وہ کون ہے؟ کیا ہے اور آیندہ کیا کرنے والا ہے؟

نومی کی یہ بڑی خواہش تھی کہ میرے ساتھ رہ کر ایکشن سے بھرپور سونیا کی طرح زندگی گزارے۔ اب وہ خواہش میرے ہمزاد کہلانے والے فرہاد کے ساتھ پوری ہونے والی تھی۔ صرف ایک بات اس کے مزاج کے خلاف ہونے والی تھی اور وہ یہ کہ اس بہروپیے فرہاد نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا۔ مجھے اور سونیا کو نیچا دکھانے اور ہزاروں فائدے اٹھانے کے لیے وہ یہ ایک نقصان برداشت کر رہی تھی۔

اس کے دماغ میں یہ بات تھی کہ موقع ملے گا تو اس کے تنویمی عمل سے نجات حاصل کر لے گی۔ لیکن اس کی دوست بن کر رہے گی۔ اس کی دوستی اسے ہم سے برتر بنانے والی تھی۔

فی الحال وہ اس کی تابعدار تھی۔ اس نے حکم دیا تھا یا محبت سے ہدایت دی تھی کہ اسے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کے دماغ میں مسلسل موجود رہنا چاہیے۔ کیونکہ اعلیٰ بی بی نے اسے دماغی طور پر کمزور بنایا ہے۔ اور وہ کسی وقت بھی مناسب موقع دیکھ کر اس پر ضرور تنویمی عمل کرے گی۔

وہ اس کے حکم کے مطابق وائس مین کے اندر موجود رہی۔ جب وہ ہوش میں آ گیا تو اس کے دو گھنٹے بعد ہی اس نے اعلیٰ بی بی کی آواز سنی۔ وہ وائس مین کے اندر آ کر کہہ رہی تھی۔ "بہت اونچا اڑنے کے لیے ہندوستان آئے تھے۔ بڑی خاموشی سے، بڑی راز داری سے ہمارے خلاف محاذ آرائی کر رہے تھے۔"

وائس مین نے پریشان ہو کر اپنی عادت کے مطابق سانس روکنے اور پرائی سوچ کی لہروں کو بھگانے کی کوشش کی۔ مگر ایسا نہ کر سکا۔ اسے تسلیم کرنا پڑا کہ وہ دماغی طور پر کمزور ہو چکا ہے۔ اس نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"میں وہی ہوں۔ جسے تم مُراد علی کے ذریعے ٹریپ کرنا چاہتے تھے لیکن بازی پلٹ گئی۔ اسی مُراد علی کے ذریعے میں نے تمہیں ٹریپ کر لیا ہے۔"

"او گاڈ! تم فرہاد علی تیمور کی بیٹی اعلیٰ بی بی ہو؟"

"ہاں۔ اب تم کوئی سوال نہ کرو۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میں جلد سے جلد تمہیں اپنا تابعدار بنا لینا چاہتی ہوں۔ آنکھیں بند کرو اور سو جاؤ۔"

اس نے فوراً ہی آنکھیں بند کر لیں۔ عالی نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ کو تھپک تھپک کر سُلا دیا۔ پھر اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔

نومی خاموش تھی۔ میرے ہمزاد نے اسے تاکید کی تھی کہ وہ عالی کے تنویمی عمل کے دوران میں مداخلت نہ کرے۔ اسے اپنا کام کرنے دے۔ وہ بڑی خاموشی سے تنویمی عمل کا تماشا دیکھ رہی تھی۔

عالی نے وائس مین کے دماغ میں چند ضروری باتیں نقش کیں پھر ایک مخصوص آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دیا اور حکم دیا کہ وہ صرف اس مخصوص لب و لہجے کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرے گا۔ باقی جو بھی سوچ کی لہر آئے گی اسے سانس روک کر بھگا دیا کرے گا۔

اس نے اپنا عمل مکمل کرنے کے بعد اسے تنویمی نیند سونے کا حکم دیا۔ پھر وہاں سے چلی گئی۔ اس کے ساتھ نومی

بھی وائس مین کے دماغ سے نکل آئی۔ پھر اس مخصوص آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اس کے اندر پہنچی تو وائس مین نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ تنویمی نیند سوتا رہا۔

نومی مطمئن ہو کر اس کے دماغ سے نکل آئی۔ یہ اطمینان ہو گیا کہ آیندہ اسی طرح اس کے اندر آتی جاتی رہے گی۔ اور عالی کو خوش فہمی میں مبتلا رکھے گی کہ اس نے وائس مین کے دماغ کو لاک کر رکھا ہے۔ وہ فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے میرے بارے میں سوچنے لگی۔

اس وقت میں ایک گاڑی میں سونیا کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے کی طرف جا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ میرا دماغ کمزور ہو چکا ہے۔ اور میں پرائی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکوں گا۔ وہ میرے اندر آ کر بولی۔ "ہائے فرہاد.....!"

اس نے اپنی آواز اور لب و لہجہ بدل لیا تھا۔ اس کے بعد بھی میرے پاس آئی تو لہجے کو مزید تبدیل کر لیا تھا۔ میں پہچان نہ سکا۔ وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "تم سمجھ سکتے ہو، میں کون ہوں؟"

میں نے کہا۔ "ایک ہی خیال خوانی کرنے والی ایسی ہے جو مجھ سے کبھی رہتی ہے۔ اس نے اپنا لب و لہجہ بھی بدل لیا ہے تم وہی ہو۔ نومی کرسٹل....."

وہ پھر ہنستے ہوئے بولی۔ "اس وقت تم کتنے مجبور اور بے بس ہو، مجھے اپنے دماغ سے نہیں بھگا سکو گے۔ آج یہ بات مان لو کہ بڑے سے بڑے شہ زور کو بھی شکست کا مزہ چکھنا پڑتا ہے۔"

"موت کا مزہ ہو یا شکست کا مزہ.. ہر انسان کو چکھنا پڑتا ہے۔ اور میں یہ شروع سے مانتا آیا ہوں، تم مجھے کیا منوانے آئی ہو؟ کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات یہ ہے کہ ابھی میں زلزلہ پیدا کر کے تمہیں اپنا تابعدار بنا لوں تو کیسا رہے گا؟"

"تم سے پہلے بھی ایک دشمن میرے اندر آ چکا ہے۔ وہ ذرا سمجھدار ہے۔ یہ سمجھ گیا کہ میرے اندر زلزلہ پیدا نہیں کیا جا سکے گا۔ اور نہ ہی مجھے کوئی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ تم چاہو تو اپنی حسرت پوری کر کے دیکھ لو۔"

"نہیں۔ میں تو یوں ہی کہہ رہی تھی۔ اب ایسی نادان بھی نہیں ہوں۔ یہ سمجھتی ہوں کہ اس وقت کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے دماغ پر قبضہ جمائے بیٹھے ہوں گے اور ہماری ایک نہیں چلنے دیں گے۔"

"پھر کس بات پر ہنس رہی ہو اور خوش ہو رہی ہو؟"

اس بات پر کہ تمہارے ہمزاد نے تمہیں بے دست و پا بنا دیا ہے۔ تم مجھے ٹھکرا رہے تھے۔ سونیا کی جگہ نہیں دے رہے تھے۔ اب دیکھو کہ میں کس طرح تمہارے ہمزاد فرہاد کی سونیا بن کر ساری دنیا کے سامنے وہی اونچا مقام حاصل کروں گی جو تمہاری سونیا نے کیا ہے۔"

"ماں کی گود میں کھیلنے والا بچہ بھی آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور کھیلنے کے لیے چاند مانگتا ہے۔ جب تم چاند تک پہنچ جاؤ تو میرے دماغ میں آنا۔ میں تمہیں ویلکم کہوں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "تم ویلکم کہو یا نہ کہو۔ میں تو تمہارے دماغ میں پہنچی ہوئی ہوں۔"

اس وقت ہماری گاڑی ادارے کے صدر دروازے کے سامنے پہنچی ہوئی تھی۔ وہ بڑا سا آہنی گیٹ کھل رہا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں سانس نہیں روکوں گا لیکن تم ابھی خود بہ خود میرے اندر سے نکل جاؤ گی۔ ذرا تماشا دیکھو۔"

ہماری گاڑی اپنی مخصوص رفتار سے چلتی ہوئی صدر دروازے سے اندر داخل ہوئی تو یکبارگی اس کی سوچ کی لہریں میرے دماغ سے نکل گئیں۔ وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر حیرانی سے سوچنے لگی۔ "یہ کیا ہو گیا...؟"

وہ غور کرنے لگی کہ اچانک ہی میرے دماغ کے دروازے کیسے بند ہو گئے اور وہ کیسے باہر نکل آئی؟ پھر اس کی سمجھ میں آیا کہ ان لمحات میں گاڑی بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہو رہی تھی۔ جیسے ہی وہ اندر گئی، ویسے ہی دشمن سوچ کی لہریں باہر نکل گئیں۔ اس ادارے میں دشمنوں کو خیال خوانی کے ذریعے بھی داخل ہونے کا کوئی راستہ نہیں ملتا تھا۔

وہ زیر لب بڑبڑانے لگی۔ "عجیب لوگ ہیں' کسی طرح قابو میں ہی نہیں آتے۔ اس ہمزاد نے فرہاد کو اور سونیا کو زخمی کیا مگر مکمل کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ انہیں اپنا معمول اور تابعدار نہ بنا سکا۔"

اس نے میرے ہمزاد کو مخاطب کیا۔ اس وقت وہ سیون بلڈرز سے گفتگو کرنے کے بعد جمائکہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس نے ان بلڈرز سے مختصر سی گفتگو کی تھی۔ کیونکہ شام ہو رہی تھی۔ نومی نے اسے مخاطب کیا تو اس نے کہا۔ "جو کہنا ہے، جلدی کہو۔ تھوڑی دیر بعد جمائکہ تبدیل ہونے والی ہے۔ میں اس کے ساتھ مصروف رہوں گا۔"

وہ بولی۔ "میں انفارم کرنے آئی ہوں۔ عالی نے وائس مین کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔ ایک مخصوص آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ وہ لب و لہجہ مجھے معلوم ہے۔ اور میں اس کے ذریعے وائس مین کے اندر پہنچ چکی ہوں۔ اب ہم جب چاہیں، اس کے اندر جا سکیں گے۔ اور اسے اپنے طور پر استعمال کر سکیں گے۔"

وہ بولا۔ "ٹھیک ہے۔ وائس مین آیندہ ہماری گرفت میں بھی رہے گا۔ میں نے تمہیں پارس اور پورس کے ایڈریس اور فون نمبرز بتائے ہیں۔ وہاں اپنے آلۂ کار بناؤ اور ان کے ذریعے حالات کا جائزہ لو۔ اگر انہیں کامیابی سے ٹریپ کرنے کا موقع مل رہا ہو تو مجھے فوراً اطلاع دینا۔ میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ ایسے وقت کیا کرنا چاہیے؟"

وہ حکم کی تعمیل کرنے لگی۔ وائس مین کے آس پاس رہنے والے انڈین انٹیلی جنس کے کارندوں کے اندر پہنچنے لگی۔ اس نے دو آلۂ کار بنائے۔ وہ دونوں ممبئی کے تمام علاقوں کے بارے میں اچھی معلومات رکھتے تھے۔ اس نے ایک آلۂ کار کو کلابہ کی ایک گلی میں جانے پر مجبور کیا۔ وہاں پورس نے شیوانی اور عدنان کے ساتھ عارضی طور پر رہائش اختیار کی تھی۔

وہ آلۂ کار محلے پڑوس والوں سے ملنے لگا۔ ان سے باتوں ہی باتوں میں یہ معلوم کرنے لگا کہ اس مکان میں کتنے افراد رہتے ہیں اور کب سے رہتے ہیں؟

یہ معلوم ہوا کہ اس مکان میں ایک بوڑھے میاں بیوی رہتے تھے۔ پھر پچھلے دو ہفتوں سے ان کا بیٹا اور بہو وہاں آ کر رہنے لگے ہیں۔ ان کا ایک پانچ برس کا بچہ بھی ہے۔

نومی سمجھ گئی کہ ہمارے خیال خوانی کرنے والوں نے ان بوڑھے میاں بیوی پر تنویمی عمل کیا ہے اور ان کے دماغوں میں یہ بات نقش کر دی ہے کہ ان کا ایک بیٹا، بہو اور پوتا بھی ہے۔ ان دونوں نے محلے والوں کو یہ یقین دلایا تھا کہ بیٹا بہت عرصہ پہلے ناراض ہو کر چلا گیا تھا۔ اب پھر راضی ہو کر واپس آ گیا ہے۔ آیندہ ان کے ساتھ رہا کرے گا۔

نومی نے میرے ہمزاد کو بتایا۔ "پورس اور شیوانی عدنان کے ساتھ ایک بوڑھے میاں بیوی کے گھر میں رہتے ہیں۔ ان کے رشتہ دار بنے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ میں بتا چکی ہوں۔ عدنان ایک غیر معمولی بچہ ہے۔ اور فرہاد کی فیملی میں سب ہی کی آنکھوں کا تارا ہے۔ اگر میں اسے اغوا کرا لوں تو فرہاد کی بہت بڑی کمزوری ہمارے ہاتھ میں آ جائے گی۔"

"ہاں۔ اس بچے کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے وہاں سے نکالا جا سکتا ہے۔ اور کسی خفیہ اڈے میں پہنچایا جا سکتا ہے۔"

وہ ذرا مایوس ہو کر بولی۔ "یہ مشکل ہے۔ اس کے دماغ پر قبضہ نہیں جمایا جا سکتا۔ میں نے بتایا نا کہ وہ غیر معمولی ذہن رکھتا ہے۔ کوئی خیال خوانی کرنے والا اپنی مرضی سے اس کے اندر نہیں جا سکتا۔ کوئی جاتا ہے تو اس کے خیالات آپس میں گڈمڈ ہو جاتے ہیں۔ کسی ایک سوچ کی لہریں اس کے دماغ میں مرکوز نہیں رہتیں۔ اس لیے اس کے خیالات پڑھے نہیں جا سکتے۔"

"اور جب پڑھے نہیں جا سکتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے دماغ پر قبضہ بھی نہیں جمایا جا سکتا۔ پھر تو وہ واقعی عجیب و غریب بچہ ہے۔ اسے اغوا کرانے میں بڑی دشواریاں پیش آئیں گی۔"

وہ بولی۔ "جتنی بھی دشواریاں پیش آئیں۔ ہمیں اسے ضرور حاصل کرنا ہے۔"

وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا، پھر بولا۔ "تم شیوانی کو ٹریپ کرو، اسے اپنی تابعدار بناؤ۔ ماں ہمارے قابو میں رہے گی تو بچہ بھی قابو میں آ جائے گا۔ ہم شیوانی کو اغوا کریں گے تو وہ اپنے بچے کو ساتھ لے کر آئے گی۔"

"واقعی ہم ماں کو ٹریپ کریں گے تو بیٹا اس کے ساتھ چلا آئے گا۔ میں ابھی یہی کرتی ہوں۔"

"ایسا کرنے سے پہلے اچھی طرح تصدیق کر لینا کہ وہی پورس، شیوانی اور عدنان ہیں۔"

وہ بولی۔ "جب شیوانی کا دماغ میرے قابو میں آ جائے گا تو اس کے چور خیالات سے ساری باتیں معلوم ہو جائیں گی۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے پھر اپنے آلۂ کار کے پاس پہنچ گئی۔ شیوانی تک پہنچنے کے لیے مناسب موقع کا انتظار کرنے لگی یہ معلوم ہوا کہ وہ پورس کے ساتھ زندگی گزارنے کے باوجود اپنے ہندو دھرم پر قائم رہتی ہے اور پوجا پاٹ کے لیے مندر جایا کرتی ہے۔

اس علاقے میں ایک چھوٹا سا مندر تھا۔ نومی نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے اس مندر کے پجاری تک پہنچ کر اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ پھر اس کے پاس اعصابی کمزوری کی دوا پہنچا دی۔

جب وہ پوجا کے لیے مندر گئی تو پجاری نے نومی کی مرضی کے مطابق پرساد کا وہ حصہ کھانے کے لیے دیا جس میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائی گئی تھی۔ اسے کھانے کے بعد وہ رفتہ رفتہ کمزوری محسوس کرنے لگی۔ دوا بہت کم مقدار میں ملائی گئی تھی۔ نومی نہیں چاہتی تھی کہ وہ گھر پہنچ کر کمزوری کا اظہار کرے۔ اور بیڈ پر لیٹ جائے تو پورس کو شبہ ہو۔ ایسے میں ہمارے خیال خوانی کرنے والے شیوانی کے اندر پہنچ کر معلوم

کر لیتے کہ اسے اعصابی کمزوری کی دوا کھلائی گئی ہے۔

وہ کمزوری محسوس کرتے ہی تیزی سے چلتی ہوئی اپنے گھر آ گئی۔ ہم نے تنویمی عمل کرنے کے بعد اس کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ کوئی اس کے اندر نہیں پہنچ سکتا تھا لیکن اب نومی پہنچ چکی تھی۔

وہ شیوانی کو کمزوری ظاہر کرنے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔ پورس بھی اس پر شبہ نہیں کر رہا تھا۔ اس نے رات کو کھانے کے بعد کہا۔ ''شام سے میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔ میں تھوڑی دیر لیٹنا چاہتی ہوں۔ نیند آئے گی تو سو جاؤں گی۔ ورنہ اپنے بیٹے کے ساتھ باتیں کرتی رہوں گی۔''

وہ اپنے کمرے میں آ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔ نومی بڑی خاموشی سے اور توجہ سے یہ معلوم کر رہی تھی کہ اس کے اندر کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا موجود ہے یا نہیں؟

جب اسے یقین ہو گیا کہ میدان خالی ہے، کوئی اسے روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے تو اس نے فوراً ہی اس پر تنویمی عمل کیا۔ مختصر سے عمل کے ذریعے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا پھر ایک گھنٹے تک اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد بھی وہ اس کے اندر موجود رہی۔ اور اس کے چور خیالات پڑھتی رہی۔

نومی کو دو حیرت انگیز باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ وہ جسمانی طور پر شیوانی نہیں ہے۔ جسم کسی الکا اگنی ہوتری نامی لڑکی کا ہے اور روح شیوانی کی ہے۔ وہ اب تک اپنے بیٹے عدنان سے ملنے کے لیے تڑپتی رہی تھی۔ ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتی رہی تھی۔

جناب علی اسدُاللہ تبریزی نے کہا تھا کہ موت کے بعد انسان کی روح عالمِ برزخ میں پہنچتی ہے۔ جہاں وہ قیامت تک رہتی ہے۔ شیوانی کی روح اپنے بیٹے سے ملنے کے لیے بے چین ہے۔ اس لیے اس دنیا میں ایک جسم سے دوسرے جسم تک بھٹک رہی ہے اگر عدنان اپنی ماں سے ملے گا تو اس ملاپ کے چالیس دن بعد شیوانی کی موت واقع ہو جائے گی۔

شیوانی کی آتما کو شانتی پہنچانے کے لیے اور اسے اس کے اصل مقام تک پہنچانے کے لیے بیٹے کو ماں سے ملا دیا گیا تھا۔ جس روز ماں بیٹے کی ملاقات ہوئی تھی، اس دن سے اب تک شیوانی کی زندگی چالیس دنوں پر محیط ہو گئی تھی۔ اس کے بعد وہ اپنے بیٹے سے جدا ہو کر اس دنیا سے جانے والی تھی۔

نومی نے معلوم کیا۔ ماں بیٹے کی ملاقات کے بعد دس دن گزر چکے ہیں۔ اب شیوانی کی زندگی کے صرف تیس دن رہ گئے ہیں۔ اس مختصر سی زندگی نے ماں بیٹے کی محبت میں شدت پیدا کر دی تھی۔ دن ہو یا رات وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ صرف پوجا کے وقت وہ الگ ہو جاتی تھی۔ پورس اپنے بیٹے عدنان کو اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ ماں کے ساتھ مندر جائے۔

پچھلے دنوں عدنان ہم سب سے جدا ہو کر ہمیں پریشان کرتا رہا تھا۔ سب ہی اس کی تلاش میں بھٹکتے رہے تھے۔ یہ بات ہماری سمجھ میں آ گئی تھی کہ عدنان سے ایک لمحے کے لیے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ اور نہ ہی اسے گھر سے باہر جانے کی اجازت دینی چاہیے۔ ایک تو وہ اچانک ہی کہیں گم ہو جاتا تھا، دوسرا یہ کہ دشمن اس کی تاک میں رہتے تھے۔ اسی لیے پورس اسے نہ تو اپنے ساتھ کہیں لے جاتا تھا اور نہ ہی شیوانی کے ساتھ کہیں جانے دیتا تھا۔

نومی نے میرے ہمزاد سے کہا۔ ''میں شیوانی کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا چکی ہوں۔ اور اس کے ذہن سے عجیب و غریب معلومات حاصل کر رہی ہوں۔''

اس نے پوچھا۔ ''وہ عجیب و غریب معلومات کیا ہیں؟''

وہ بولی۔ ''شیوانی تو بہت پہلے ہی مر چکی ہے۔ اس کی آتما بھٹک رہی ہے۔ اس وقت وہ الکا اگنی ہوتری نامی لڑکی کے جسم میں سمائی ہوئی ہے۔''

''یہ تو واقعی بہت ہی عجیب اور ناقابلِ یقین بات ہے۔''

''یہ حقیقت ہے۔ عدنان کی پیدائش کے بعد ہی شیوانی مر گئی تھی۔ تب سے وہ بیٹے کے پاس آنے اور اسے کلیجے سے لگائے رکھنے کے لیے تڑپ رہی ہے۔ ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتی رہی ہے۔ اب اسے الکا اگنی ہوتری کے جسم میں سمانے کے بعد بیٹا مل گیا ہے۔''

''پھر تو میں اس عجیب و غریب عورت کو ضرور دیکھوں گا۔ جو جسمانی طور پر کوئی اور ہے اور آتما کے حوالے سے پورس کی سابقہ بیوی شیوانی ہے۔''

نومی نے کہا۔ ''بابا صاحب کے ادارے کے پیشوا اور عالمِ دین جناب علی اسداللہ تبریزی نے پیش گوئی کی ہے کہ جب وہ ماں بیٹے ایک دوسرے سے ملیں گے تو اس کے ٹھیک چالیس دن بعد شیوانی کی موت واقع ہو گی۔ پھر اس کی آتما کبھی نہیں بھٹکے گی۔ اسے ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے گی۔''

وہ بولا۔ ''یہ تمام باتیں ایسی ناقابلِ یقین ہیں کہ میں خود شیوانی کے چور خیالات پڑھنا چاہوں گا۔ ذرا فرصت مل جائے تو میں ضرور اس کے اندر جا کر حقیقت معلوم کروں گا۔

چالیس دن گزرنے کے بعد یہ حقیقت خود بہ خود بابائی دادے سامنے آ جائے گی کہ ان بزرگ کی پیش گوئی درست ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر درست ہو گی تو شیوانی مر جائے گی۔''

نومی نے کہا۔ ''ان کی پیش گوئی کے مطابق دس دن گزر چکے ہیں۔ اب شیوانی کی زندگی کے صرف تیس دن باقی رہ گئے ہیں۔''

''اگلے تیس دن بھی دیکھتے ہی دیکھتے گزر جائیں گے اگر واقعی اسے موت آئے گی تو وہ ہمارے لیے زیادہ اہم نہیں ہو گی۔ ہم اس کے بیٹے عدنان کے ذریعے ہی انہیں کمزور بنا سکیں گے۔ وہ بچہ بہت اہم ہے۔''

''یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں، عدنان بہت اہم ہے جب تم اسے اپنے قبضے میں رکھو گے تب تمہیں اس کی اہمیت کا اور زیادہ اندازہ ہو گا۔''

''شیوانی تمہاری معمولہ اور تابعدار بن چکی ہے۔ اب اسے اغوا کرنا آسان ہو گا۔ اس سلسلے میں ہمیں غنڈوں اور... بدمعاشوں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تم خود ہی اسے گھر سے نکل جانے پر مائل کرو گی تو وہ عدنان کے ساتھ باہر آ جائے گی۔ اس کے لیے گاڑی کا انتظام کیا جائے گا۔ وہ راضی خوشی اس گاڑی میں بیٹھ کر جہاں ہم چاہیں گے، وہیں پہنچ جائے گی۔''

وہ جمائمہ کے سلسلے میں مصروف تھا۔ اس نے کہا۔ ''میں تمہارے پاس آتا جاتا رہوں گا۔ تم شیوانی کو اس بات پر مائل کرو کہ وہ پورس سے دور چلی جائے۔ اور عدنان کو بھی اپنے ساتھ لے جائے۔''

نومی اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے لیے شیوانی کے پاس آ گئی۔ اس کے اندر یہ سوچ پیدا کرنے لگی۔ ''کیا مجھے جناب تبریزی کی پیش گوئی پر یقین کرنا چاہیے؟ کیا میں واقعی آج سے تیس دنوں کے بعد مر جاؤں گی؟''

شیوانی کی سوچ نے کہا۔ ''جناب اسدُاللہ تبریزی بہت پہنچے ہوئے بزرگ ہیں۔ ان کی پیش گوئی ہمیشہ درست ثابت ہوتی ہے۔ لیکن.....''

نومی نے سوال پیدا کیا۔ ''لیکن کیا؟''

''جب سے میرا بیٹا مجھے ملا ہے، اور میں کلیجے سے لگا کر اسے پیار کرتی ہوں، تو یقین نہیں ہوتا کہ اتنی جلدی مر جاؤں گی اور ان کی پیش گوئی درست ثابت ہو گی۔''

نومی نے یہ خیال پیدا کیا۔ ''تم درست سوچ رہی ہو۔ خواہ مخواہ ایک مسلمان بزرگ کی پیش گوئی پر بھروسا کر رہی ہو۔ کیا تمہارا دھرم کمزور ہے؟ تمہیں اپنے بھگوان پر بھروسا نہیں ہے؟ کیا تمہارا بھگوان تمہیں لمبی عمر نہیں دے سکتا؟''

''مجھے اپنے بھگوان پر بھروسا ہے۔ اسی لیے میں روز مندر جاتی ہوں۔ اور اپنے بیٹے کے ساتھ ایک لمبی عمر جینے کی پرارتھنا کرتی ہوں۔''

نومی نے کہا۔ ''صرف پرارتھنا کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ بھگوان پر جو تمہارا بھروسا ہے۔ وہ کمزور ہے اور اگر کمزور نہیں ہے تو تمہیں اپنے بیٹے کو مسلمان نہیں، ہندو بنانا چاہیے۔''

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ ''اب سے پہلے جب میں انا میریا کے جسم میں تھی تو یہی کوشش کرتی رہی تھی کہ میرا بیٹا بابا صاحب کے ادارے میں نہ جائے۔ میرے پاس چلا آئے۔ میں اپنے دھرم کے مطابق اس کی پرورش کرنا چاہتی تھی لیکن اس مقصد میں ہمیشہ ہی ناکام رہی۔''

''اس بار تم ناکام نہیں رہو گی۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم اپنے بیٹے کے ساتھ ایک لمبی عمر گزارنا چاہتی ہو تو اسے یہاں سے کہیں دور لے چلو۔ میں تمہارا ساتھ دیتی رہوں گی۔ اگر تم نے ایسا کیا تو وہ بزرگ صاحب اپنی پیش گوئی درست کرنے کے لیے جبراً تمہیں ہلاک کر دیں گے اور یہ ثابت کریں گے کہ جو وہ کہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ اس طرح تم اپنی زندگی بھی ہار جاؤ گی اور اپنے بچے سے بھی محروم رہو گی۔''

شیوانی کے لاشعور میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ اسے اپنے دھرم کے مطابق اپنے بیٹے اور شوہر کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے لیکن وہ پورس اور عدنان کی محبتوں سے مجبور ہو کر ان کی مرضی کے مطابق زندگی گزار رہی تھی۔ وہ باتیں جو اس کے اندر چھپی ہوئی تھیں، نومی انہیں کرید کرید کر ایسے بھڑکا رہی تھی۔ جیسے چنگاری کو شعلہ بنا رہی ہو۔

اور وہ اس کی مرضی کے مطابق بھڑک رہی تھی۔ اس کی معمولہ اور تابعدار تھی۔ وہ جیسا چاہ رہی تھی، ویسا ہی سوچ رہی تھی اور فیصلہ کر رہی تھی کہ میرے بیٹے کو میرے دھرم کے مطابق پرورش پانی چاہیے۔

نومی نے کہا۔ ''تم ان کے بزرگ کی پیش گوئی پر نہ جاؤ۔ وہ سراسر جھوٹ بول رہے ہیں۔ تم نہیں مرو گی۔ میں اس بات کی ضمانت دیتی ہوں۔ تم اپنے بیٹے کو لے کر یہاں سے دور چلی جاؤ گی تو میں تمہیں تحفظ دوں گی۔''

وہ پریشان ہو کر بولی۔ ''مجھے وردان سے بہت ڈر لگتا ہے۔ وہ صرف میرا ہی نہیں، میرے بیٹے کا بھی دشمن ہے۔''

''تم ایک ایسے شخص سے ڈر رہی ہو، جو اب اس دنیا میں

نہیں ہے۔ یقین کرو، میں اسے نرگ میں پہنچا چکی ہوں۔"

وہ ایک گھنٹے کی تنویمی نیند کے بعد بیدار ہوگئی۔ عدنان پاس ہی بیٹھا ہوا اس کے سر کو سہلا رہا تھا۔ شیوانی نے پورس سے جھوٹ کہا تھا کہ اس کے سر میں درد ہو رہا ہے۔ وہ تھوڑی دیر کے لیے سونا چاہتی ہے۔ پھر جب وہ سوتی رہی تو بیٹا اس کے پاس بیٹھ کر کبھی سر دابتا رہا اور کبھی بالوں میں انگلیاں پھیرتا رہا۔

وہ ابھی ننھا سا تھا لیکن یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ماں جلد ہی اس سے جدا ہونے والی ہے۔ پھر کبھی نہ وہ اس کی خدمت کر سکے گا، نہ اس کے سینے سے لگ سکے گا، نہ اسے چھو سکے گا اور نہ ہی کبھی اسے دیکھ سکے گا۔

یہ ایسی باتیں تھیں جو اسے ماں کی طرف کھینچتی رہتی تھیں اور وہ دن رات اس سے لگا رہتا تھا۔ اس وقت رات کے گیارہ بجے تھے۔ پورس اس کے جاگنے کا انتظار کرتے کرتے سو گیا تھا۔

شیوانی بیڈ سے اتر کر کمرے سے باہر آگئی۔ برابر والے کمرے میں جھانک کر دیکھا وہاں پورس گہری نیند میں تھا۔ وہ واپس اپنے کمرے آکر عدنان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔ "بیٹے! تم اپنی ماں کو کتنا چاہتے ہو؟"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی گود میں بیٹھتے ہوئے بولا۔ "دنیا میں سب سے زیادہ آپ کو چاہتا ہوں۔"

"بیٹے! میری تھوڑی سی زندگی رہ گئی ہے۔ میں چاہتی ہوں، ساری دنیا کی سیر کروں۔ ہم دونوں ماں بیٹے جگہ جگہ گھومتے پھرتے رہیں۔ اور کوئی ہمیں روکنے ٹوکنے والا نہ ہو۔"

"ممی! پھر تو مزہ آجائے گا لیکن ہمیں روکنے ٹوکنے والا کون ہے؟"

"تمہارے پاپا نے بڑی پابندیاں لگائی ہوئی ہیں۔ تمہیں تو گھر سے نکلنے بھی نہیں دیتے۔ اور مجھے بھی صرف مندر تک جانے کی اجازت دیتے ہیں۔ اب میں ان سے آزادی چاہوں گی، گھومنا پھرنا چاہوں گی تو وہ خواہ مخواہ لڑائی جھگڑا کریں گے۔"

وہ بڑی معصومیت سے بولا۔ "ممی! ہم چپ چاپ یہاں سے نکل کر کہیں گھومنے پھرنے جائیں گے۔ پھر صبح اسی طرح آجائیں گے۔ پاپا کو پتا بھی نہیں چلے گا۔ وہ تو سوتے رہیں گے۔"

وہ اسے چومتے ہوئے بولی۔ "تم میرے بہت اچھے بیٹے ہو۔ میری ہر بات مانتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ ہم ابھی باہر چلیں گے اور ساری رات ممبئی کی سیر کرتے رہیں گے۔"

پورس نے اپنے بیٹے کو سمجھایا تھا۔ "تمہاری ممی کی زندگی چند روزہ ہے۔ اسے کسی طرح کا صدمہ نہ پہنچانا۔ وہ جو کہے، مان لیا کرنا۔ خواہ وہ بات تمہارے مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔"

باپ یہ باتیں نہ سمجھاتا تب بھی بیٹا ماں کو اتنی شدت سے چاہتا تھا کہ اس کی کسی بات سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ایک بیگ میں اپنے اور عدنان کے جوڑے اور کچھ ضروری سامان رکھنے لگی تو بیٹے نے یہ نہیں پوچھا کہ اتنا سامان کیوں رکھا جا رہا ہے؟

وہ ماں کے ساتھ دبے قدموں چلتا ہوا اس مکان سے باہر آ گیا۔ نومی نے شیوانی کے اندر کہا۔ "میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جیسے ہی اس گلی سے نکلو گی تمہیں ایک گاڑی دکھائی دے گی۔ اس کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ جانا۔ تمہیں ایک محفوظ پناہ گاہ میں پہنچا دیا جائے گا۔"

شیوانی نے کہا۔ "میں تمہارے بھروسے پر گھر سے نکل آئی ہوں۔ تمہاری اس بات نے مجھے حوصلہ دیا ہے کہ میرا سب سے بدترین دشمن مر گیا ہے۔"

"ہاں۔ تم اس کی طرف سے بے فکر رہو۔ اور بیٹے کے ساتھ اپنے دھرم کے مطابق ایک نئی زندگی شروع کرو۔"

وہ گلی کے نکڑ پر آئے تو وہاں ایک خوبصورت سی کار کھڑی ہوئی تھی۔ نومی نے ڈرائیور کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ "وہ جو عورت اپنے بچے کے ساتھ آرہی ہے، اسی کو اپنے ساتھ لے جانا ہے۔"

ڈرائیور نے فوراً ہی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کہا۔ "دیدی! میں آپ کا نوکر ہوں۔"

وہ عدنان کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ گاڑی اسٹارٹ ہو کر وہاں سے جانے لگی۔ نومی فاتحانہ انداز میں مسکرا رہی تھی۔

ان کی پہلی کامیابی یہ تھی کہ مجھے اور سونیا کو زخمی کیا گیا تھا دوسری کامیابی یہ تھی کہ جس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے وکس مین کو ہم نے ٹریپ کیا تھا۔ اسے انہوں نے ٹریپ کرلیا تھا۔ تیسری سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ وہ میرے بیٹے عدنان کو اغوا کر رہے تھے۔

ایسی بڑی بڑی شاندار کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد وہ فاتحانہ انداز میں مسکرانے کا حق رکھتی تھی۔

☆☆☆

شام کے گہرے سائے تاریکی میں تبدیل ہو گئے تھے۔

جمائلہ اس تاریکی میں تبدیل ہو رہی تھی۔ اور بے چین ہو کر ادھر سے اُدھر جھومتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "ابوالہول! تم کہاں ہو؟ نہ تم ہو۔ نہ تمہارا بت میرے پاس ہے۔ میں کیا کروں؟ تمہیں ایک نظر دیکھنے کے لیے تڑپنے لگتی ہوں۔ تڑپنے لگتی ہوں۔"

فرہاد نے کہا۔ "جمائلہ! میں تمہیں تڑپنے نہیں دوں گا۔ ادھر دیکھو......"

اس نے سر گھما کر دیکھا۔ وہاں ایک بڑا سا بیگ رکھا ہوا تھا۔ فرہاد نے اس بیگ کو کھول کر ابوالہول کا ایک چھوٹا سا بت نکالا۔ اسے دیکھتے ہی جمائلہ خوشی سے کھل گئی۔ دوڑتی ہوئی آکر اس بت کو اس سے چھین کر سینے سے لگانے لگی۔ اسے چومنے لگی۔ پھر اس نے فرہاد سے کہا۔ "تم بہت اچھے۔ یہ بت لا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم ابوالہول کے غلام ہو۔ اور میرے سچے دوست ہو۔"

وہ اس بت کو اونچی جگہ رکھ کر اس کی پرستش کرنے لگی۔ فرہاد خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "جمائلہ! تم سونیا کو بھول رہی ہو۔"

جمائلہ نے ایکدم سے چونک کر سر اٹھایا۔ وہ اس بت کے سامنے وقتی طور پر سب کو بھول گئی تھی۔ وہ دونوں مٹھیاں بھینچ کر دانت پیستے ہوئے بولی۔ "سونیا...!"

اس نے پلٹ کر فرہاد کو دیکھا پھر کہا۔ "کل آگہی ملی تھی کہ سونیا مجھے ایک طیارے میں سوار کرائے گی اور اس ادارے میں لے جائے گی۔ میں نے بابا صاحب کے ادارے کو دیکھا تھا۔ وہاں ایک بزرگ میرے سر پر ہاتھ رکھ کر مجھے دعائیں دے رہے تھے۔"

اس نے بت کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے ابوالہول! مجھے ملنے والی آگہی ہمیشہ درست ہوتی ہے۔ میں سمجھ رہی تھی کہ یہ بھی درست ہوگی۔ سونیا مجھے یہاں لائے گی اور لے آئی تھی لیکن....."

وہ بت کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولی۔ "تیری دی ہوئی... پُراسرار طاقت اس کے سامنے کم کیوں پڑ گئی؟ میں نے اس پر جب بھی حملہ کیا تو اس کے بجائے مجھے نقصان پہنچتا رہا۔"

پھر وہ غصے سے پاؤں پٹخ کر ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔ "میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ کل رات تمام بلڈرز نے اسے بچا لیا تھا۔ وہ سب مجھ سے اس کی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے۔ میں نے بھیک دے کر بہت بڑی غلطی کی۔"

وہ پلٹ کر فرہاد سے بولی۔ "وہ ایک بار مجھ سے بچ گئی دوسری بار نہیں بچ سکے گی۔ میں ابھی اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گی۔"

اتنا کہتے ہی وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر خلا میں تکنے لگی۔ سونیا کو تلاش کرنے لگی۔ اسے پیرس شہر میں نظر آنا چاہیے تھا لیکن وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

اس نے اس بت کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں تو اپنے دشمنوں کو دور تک دیکھ لیتی ہوں۔ پھر وہ اسی ملک میں ہونے کے باوجود مجھے نظر کیوں نہیں آرہی ہے؟"

فرہاد نے کہا۔ "بابا صاحب کا ادارہ ایک طلسم کدہ ہے۔ وہ اس ادارے کے اندر گئی۔ ہے۔ اس لیے تمہیں دکھائی نہیں دے رہی ہے۔"

یہ سنتے ہی وہ تیر کی طرح دوڑتی ہوئی اس بنگلے سے باہر آئی پھر وہاں سے دوڑتی ہوئی بابا صاحب کے ادارے کی طرف جانے لگی۔ فرہاد نے اسے پکارا۔ "جمائلہ! رُک جاؤ..."

وہ جیسے بہری ہو گئی تھی۔ دور تک دوڑتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اس کے پیچھے جانے لگا کار یا ہوائی جہاز کی رفتار کیا ہو گی جو اس کی تیزی اور طراری تھی۔ اس کے بنگلے سے بابا صاحب کے ادارے کا فاصلہ کچھ زیادہ نہیں تھا۔ پندرہ منٹ میں وہاں پہنچا جا سکتا تھا لیکن وہ پندرہ سیکنڈ میں پہنچ گئی تھی۔

اس ادارے کا وسیع و عریض آہنی دروازہ بند تھا۔ باہر کوئی مسلح گارڈ وغیرہ موجود نہیں رہتا تھا۔ کسی کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ دنیا کے بڑے بڑے شہزور اور بڑی بڑی فوجیں بھی بغیر اجازت اس دروازے کو کھول کر اندر نہیں جا سکتی تھیں۔

وہ وہاں پہنچتے ہی چیخ چیخ کر کہنے لگی۔ "او سونیا! چڑیل کی بچی! اندر جا کر کہاں چھپی ہوئی ہے؟ باہر نکل ... میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گی۔"

اس نے تیزی سے دوڑتے ہوئے آکر اس دروازے کو ایک زوردار دھکا دیا۔ دروازے کا تو کچھ نہیں بگڑا البتہ وہ اچھل کر پیچھے گری۔ پھر اٹھ کر چیختے ہوئے بولی۔ "تو مجھے دھوکے سے یہاں لائی ہے۔ میں تجھے یہاں سے جہنم میں پہنچا دوں گی۔"

وہ دونوں ہاتھ اس وسیع و عریض دروازے پر رکھ کر اسے جھنجوڑنے لگی لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔ ایک ذرا سا بھی نہیں ہل رہا تھا۔ اس کے برعکس جمائلہ ہلتی اور لرزتی جا رہی تھی۔ ایسا پہلی بار ہو رہا تھا۔ اپنی پُراسرار قوتوں کے

ذریعے دروازے کو توڑنا تو دور کی بات ہے۔ وہ اسے ایک ذرا ہلا نہیں پا رہی تھی۔

وہ ذرا دور ہٹ کر اس دروازے کو غصے سے گھورنے لگی۔ دانت پیسنے لگی۔ فرہاد اپنی کار میں وہاں پہنچ گیا تھا۔ دور اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ ایسے وقت اسے سمجھانا مناسب نہیں تھا۔ وہ کسی کی بات ماننے والی نہیں تھی۔ وہاں سے دوڑتی ہوئی اونچی دیواروں کی طرف جانے لگی۔ وہ سست رفتاری سے کار ڈرائیو کرتا ہوا اس کے پیچھے چلتا رہا۔

وہ دوڑتی جا رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اس اونچی اور مضبوط دیوار کے ساتھ کوئی دوسرا ذیلی دروازہ ہوگا لیکن کہیں کوئی روشندان بھی نہیں تھا۔ وہ دیوار پر گھونسے مارتی جا رہی تھی اور آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

اس پر ایسا جنون سوار تھا کہ اس وقت سونیا اس کے سامنے ہوتی تو وہ اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیتی۔ وہ اس کے سامنے پہنچنے کے لیے ہی غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔ کسی بھی طرح اندر پہنچنا چاہتی تھی۔

اس نے پیچھے ہٹ کر سر اٹھاتے ہوئے دیوار کی بلندی کو دیکھا۔ وہ پندرہ فٹ اونچی تھی۔ اس کی بلندی پر ننگے تار بچھے ہوئے تھے۔ وہاں تک پہنچنے والوں کو ایسے جھٹکے لگتے کہ نیچے گرنے کے بعد وہ اٹھنے کے قابل نہیں رہتے۔

فرہاد اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولی۔ ”کون ہے؟“

”میں ہوں، ابوالہول کا غلام... تمہارا دوست۔ میں تمہیں ابوالہول کا واسطہ دیتا ہوں، کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس کے نتیجے میں تمہاری جان چلی جائے۔“

وہ تن کر بولی۔ ”میں موت ہوں۔ صبح تک مجھے کوئی نہیں مار سکتا۔“

”ایسا نہ کہو۔ دیوار کی اونچائی کو دیکھ رہی ہو؟ اگر وہاں چڑھو گی تو بجلی کے جھٹکے لگیں گے۔ نیچے آ کر گرو گی تو بے دست و پا ہو جاؤ گی۔ دشمن آ کر تمہیں اپنے شکنجے میں لے لیں گے۔ میں آ رہا ہوں۔ تم میرے ساتھ یہاں سے چلو۔“

وہ غصے سے بولی۔ ”تم جہاں ہو، وہیں رہو۔ خبردار! میرے قریب نہ آنا۔ میں تمہیں دکھاتی ہوں کہ کیسی قوتوں کی مالکہ ہوں؟“

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر، سر جھکا کر ابوالہول کا تصور کرنے لگی۔ اسے بادل گرجتے ہوئے اور بجلیاں کڑکتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھیں۔ جبکہ حقیقتاً ایسا کچھ نہیں ہو رہا تھا۔ وہ اپنے ابوالہول سے مزید پُر اسرار قوتیں طلب کر رہی تھی۔ ”اے ابوالہول! مجھے اتنی قوت اور اتنی صلاحیتیں دے کہ میں یہ
سے چھلانگ لگا کر اس دیوار کی اونچائی سے بھی زیادہ او
ہوئی اس ادارے کے اندر پہنچ جاؤں۔“

اس نے پُر اسرار قوتیں طلب کرتے کرتے سر اٹھا
دیوار کی بلندی کو دیکھا۔ پھر یا ابوالہول کہتے ہوئے ایک او
چھلانگ لگائی۔ اس کی جست اس دیوار کی بلندی سے زیا
نہیں تھی۔ وہ نیچے آنے سے پہلے ہی اس کی اونچائی پر
لپک کر لٹک گئی۔ میلوں دور تک اس دیوار پر تار لگائے
ہوئے تھے اور ان تاروں میں بجلی کی رو دوڑتی رہتی تھی۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو حیران رہ گئی۔ وہ تار کا
پھر اتنی ہی بلندی پر چلے گئے تھے۔ دیوار اور پندرہ فٹ او
دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا کہ ج
دیوار اچانک ہی مزید پندرہ فٹ اونچی ہو گئی ہے یا یہ فر
نظر ہے؟

وہ غصے سے بلندی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔
ابوالہول! یہ کیا ماجرا ہے؟ اگر یہ دیوار سچ مچ اتنی اونچی ہو
ہے تو مجھے اتنی ہی اونچی چھلانگ لگانے دے۔ میں ابھی ا
پہنچنا چاہتی ہوں۔“

یہ کہتے ہی اس نے یا ابوالہول کا نعرہ لگایا۔ اور دو
ایک چھلانگ لگائی۔ پھر پندرہ فٹ کی بلندی پر پہنچ کر دی
کے سرے پر لٹک گئی۔ سر اٹھا کر دیکھا تو آنکھیں حیرانی
پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ دیوار مزید پندرہ فٹ اونچی ہو
تھی۔

بہت دور فرہاد اپنی کار سے باہر آ کر اسے دیکھ رہا
اسے مزید اونچی ہونے والی دیواریں دکھائی نہیں دے
تھیں۔ وہ پندرہ فٹ والی بلندی سے ہی لٹکی ہوئی تھی۔ ک
وہاں سے چھلانگ لگاتی تھی۔ پھر واپس اسی بلندی پر آ کر
جاتی تھی۔ یہ بات سمجھنے والوں کی سمجھ میں آ سکتی تھی کہ ا
سے وہ شیطانی قوتوں کا سہارا لے رہی تھی، اُدھر سے اس
قوتیں ان کا توڑ کر رہی تھیں۔

اس نے پھر یا ابوالہول کہتے ہوئے اونچی چھلانگ لگا
اور مزید پندرہ فٹ کی بلندی پر پہنچ کر دیوار سے لٹک گئی۔
اٹھا کر دیکھا تو دیوار پھر اتنی ہی بلند دکھائی دے رہی تھی۔

اس بار اس نے سر جھکا کر نیچے دیکھا تو حیران رہ
اب تک وہ جتنی بار اچھلتی ہوئی اوپر گئی تھی، اس حساب
اسے ساٹھ فٹ کی بلندی پر پہنچنا چاہیے تھا لیکن نیچے دیکھ
چلا کہ وہ اسی طرح پندرہ فٹ کی بلندی پر ہی لٹک رہی ہے
وہ تھک ہار کر زمین پر آ گئی۔ فرہاد اپنی کار ڈرائیو کر

اس سے بہت دور چلا گیا تھا۔ اب اس کے دماغ میں آ کر کہہ رہا تھا۔ ”میں صبح تک تمہارے قریب نہیں آؤں گا۔ دور ہی دور سے تمہاری نگرانی کرتا رہوں گا۔ یہ اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ بابا صاحب کے ادارے والے اس وقت تمہاری نگرانی کر رہے ہوں گے۔“

وہ اِدھر اُدھر دور تک دیکھتے ہوئے بولی۔ ”مجھ سے دور نہ جاؤ گاڑی لے کر آؤ۔ میں ایئرپورٹ جاؤں گی۔ وہ چوہیا اپنے بل میں جا کر چھپ گئی ہے۔ باہر نہیں نکلے گی۔ مجھے سیون بلڈرز کے پاس واپس جانا ہوگا۔“

”تم کوئی بھی فیصلہ کرو، کہیں بھی جاؤ۔ میں تمہارے قریب آؤں گا تو بے موت مارا جاؤں گا۔ فی الحال سونیا اور فرہاد کے لیے تم سے زیادہ ضروری میں ہوں۔ وہ مجھے گھیرنے کی کوششیں کریں گے۔ یہ جانتے ہیں کہ تمہارے آس پاس ہی کہیں مل سکتا ہوں۔“

وہ اس شاہراہ کے فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے بولی۔ ”یہاں سے اکا دکا گاڑیاں گزر رہی ہیں۔ میں ایئرپورٹ جانے کے لیے کسی سے بھی لفٹ لے لوں گی۔“

”کوئی تمہیں لفٹ دینے سے انکار بھی کر سکتا ہے۔ لہٰذا ابھی مجھے اپنے دماغ میں رہنے دو۔ میں تمہارے ذریعے کسی گاڑی والے کے اندر پہنچ کر اسے مجبور کروں گا۔ تو وہ تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا۔“

”تم بہت دیر سے میرے دماغ میں ہو۔ میں بے چینی اور ناگواری سی محسوس کر رہی ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ کوئی میرے اندر گھسا چلا آئے۔ تمہیں جبراً برداشت کر رہی ہوں ایسا کرو دس منٹ بعد آ کر پھر معلوم کرو۔ مجھے لفٹ مل چکی ہے یا نہیں؟“

اس نے کوئی جواب سنے بغیر سانس روک لی۔ وہ اس کے دماغ سے نکل گیا۔ وہ تیزی سے قدم بڑھاتی ہوئی فٹ پاتھ پر چل رہی تھی۔ آس پاس شبنمی دھند اس طرح چھائی ہوئی تھی کہ دور تک کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ آگے بڑھتے رہنے سے راستہ سجھائی دے رہا تھا۔ موڑ پر پہنچ کر ایک کار کھڑی ہوئی دکھائی دی۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی۔

کار کے شیشوں پر شبنمی کہر پھیلا ہوا تھا۔ اندر کا ماحول دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے ہتھیلی سے ایک شیشے کو پونچھتے ہوئے دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ اگنیشن کی میں چابی لگی ہوئی تھی۔ کار کا مالک شاید کسی کام سے گیا ہوا تھا۔

وہ فوراً ہی دروازہ کھول کر اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ پھر اسے اسٹارٹ کر کے تیزی سے آگے بڑھانے لگی۔ ونڈ اسکرین کا وائپر اِدھر سے اُدھر ہو رہا تھا۔ اور شیشے پر چھائی ہوئی دھند کو صاف کرتا جا رہا تھا۔ اس کے باوجود ہیڈ لائٹس کی تیز روشنی میں صرف چند گز کے فاصلے تک ہی راستہ دکھائی دے رہا تھا۔ باقی ہر طرف سفید دھند چھائی ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اسے اپنے اندر سوچ کی لہریں محسوس ہونے لگیں۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ”میں ہوں ابوالہول کا غلام.... میں دیکھ رہا ہوں، تم کار چلا رہی ہو۔ آخر یہ کس کی ہے؟“

”میں نہیں جانتی۔ یہ سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی تھی۔ چابی لگی ہوئی تھی۔ بس میں اسے استعمال کر رہی ہوں۔“

”تمہیں اچھی طرح سوچ سمجھ کر اس کار میں بیٹھنا چاہیے تھا۔ سونیا کی کوئی سازش ہو سکتی ہے۔ اس کار میں دھماکا ہو سکتا ہے، تمہیں جانی نقصان پہنچ سکتا ہے۔“

”میں اسے اندر اور باہر سے چیک کرتی رہتی تو کار کا مالک پہنچ جاتا۔ میرے پاس وقت نہیں تھا۔ اس لیے میں اسے چیک کیے بغیر لے اڑی ہوں۔“

”تم کس راستے پر جا رہی ہو؟“

”میں پیرس کی طرف جا رہی ہوں۔ وہاں سے ایئرپورٹ جاؤں گی۔“

”تم پہلی بار اس ملک میں آئی ہو۔ یہاں کے راستوں سے ناواقف ہو۔ پھر یہ کیسے کہہ رہی ہو کہ پیرس کی طرف جا رہی ہو؟“

”یہ وہی راستہ ہے، جہاں سے تم مجھے لائے تھے۔“

”کیا تم آس پاس دیکھ کر راستے کی نشاندہی کر سکتی ہو؟ یہ یقین سے کہہ سکتی ہو کہ یہ وہی راستہ ہے؟“

”دھند اس قدر چھائی ہوئی ہے کہ آس پاس کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ ہیڈ لائٹس کی روشنی میں سامنے سڑک بھی کچھ دور تک ہی نظر آ رہی ہے۔“

”جمائلہ! میری بات سمجھو۔ پہلے تمہیں یہ یقین ہونا چاہیے کہ یہ وہی راستہ ہے۔ اور تم سیدھی پیرس پہنچ رہی ہو۔“

اس نے ایک ذرا آگے جا کر کار کو یو ٹرن دیا پھر ہیڈ لائٹس کی روشنی میں دائیں طرف کے علاقے کو دور تک دیکھنے لگی۔ کچھ فاصلے پر دھندلا دھندلا سا ایک چرچ دکھائی دے رہا تھا۔ فرہاد نے کہا۔ ”تمہارے دائیں طرف دور تک اس ادارے کی دیوار کو نظر آنا چاہیے۔ اِدھر چرچ کیوں نظر آ رہا ہے؟ اب کار کو گھماؤ اور بائیں طرف دیکھو...“

اس نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ کار کو بائیں طرف

گھمایا۔ تو ہیڈ لائٹس کی روشنی میں بابا صاحب کے ادارے کی بلند و بالا دیوار دکھائی دینے لگی۔

وہ بولا۔ ”جمائلہ! تم بھٹک رہی ہو۔ پیرس کی طرف جانے کے بجائے اس کے مخالف سمت جا رہی ہو۔“

وہ واپسی کے لیے گاڑی موڑتے ہوئے بولی۔ ”کیا مصیبت ہے؟ دھند میں راستہ صاف طور پر دکھائی نہیں دیتا۔ یہ نہ ہو کہ آگے جا کر پھر بھٹک جاؤں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم آگے آگے اپنی کار ڈرائیو کرتے چلو اور میں تمہارے پیچھے پیچھے آتی رہوں؟“

”نہیں جمائلہ! تم نہیں جانتیں۔ یہ سونیا بہت مکار ہے۔ فرہاد بھی انگارے چبا رہا ہوگا۔ مجھ سے انتقام لینے کے لیے نہ جانے کیسی پلاننگ کر رہا ہوگا؟ مجھے محتاط رہنا ہوگا۔ اسی لیے میں تم سے بہت دور چلا آیا ہوں۔ اب اس راستے پر نہیں ہوں۔“

”اچھی بات ہے۔ تم جاؤ۔ پھر دس پندرہ منٹ کے بعد آ کر دیکھو کہ میں صحیح راستے پر جا رہی ہوں یا نہیں؟“

اس نے سانس روک لی۔ کار ڈرائیو کرتی ہوئی آگے جانے لگی۔ سامنے بس دور تک راستہ دکھائی دے رہا تھا۔ باقی آس پاس ایسی دھند جیسے وہ کسی نامعلوم دنیا میں پہنچ گئی ہو۔ جہاں کے راستے اس سے آنکھ مچولی کھیل رہے ہوں اور اسے درست راستے سے بھٹکا رہے ہوں۔

فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے اسے آن کر کے کان سے لگاتے ہوئے پوچھا۔ ”ہیلو۔ کون...؟“

ایک بلڈر کی آواز سنائی دی۔ ”پیرس کے وقت کے مطابق رات ہو چکی ہے۔ کیا تم تبدیل ہو گئی ہو؟“

”ہاں۔ میں تم لوگوں سے بعد میں رابطہ کرنے والی تھی۔ ابھی بابا صاحب کے ادارے میں گھسنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن کوئی راستہ نہیں مل رہا ہے۔“

”جمائلہ! ذرا سمجھنے کی کوشش کرو۔ دشمن بن کر جاؤ گی تو تمہیں کبھی راستہ نہیں ملے گا۔ تم خواہ مخواہ سونیا کو چھوڑ کر فرہاد کے اس ہمزاد کے پاس چلی گئیں۔ سونیا کے ساتھ ہوتیں تو اس وقت اس ادارے کے اندر ہوتیں۔“

وہ غصے سے بولی۔ ”اس چڑیل کا نام نہ لو۔ میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گی۔“

”کیسے کرو گی؟ جبکہ یہ دیکھ رہی ہو کہ دشمنی سے بات نہیں بن رہی ہے۔ تمہیں محبت اور دوستی سے بات بنانی چاہیے۔ سونیا سے آج نہیں تو دو چار دن بعد بھی انتقام لے سکتی ہو۔ ابھی سونیا سے محبت کر کے، بڑی مصلحت اندیشی سے اس ادارے کے اندر پہنچ سکتی ہو۔“

”مجھے اس ادارے کے اندر نہیں جانا ہے۔ وہاں بزرگ روحانیت کے حامل ہیں۔ وہ ابوالہول کی اس پجارن کو ہمیشہ کے لیے مار ڈالیں گے۔“

”تمہارا ابوالہول بہت پُراسرار، بہت طاقتور ہے۔ تمہیں کوئی نہیں مار سکے گا۔ تم ہر رات پجارن کی حیثیت سے زندہ رہو گی۔ کوئی روحانیت کے عمل سے تمہیں مار نہیں سکتا۔“

”دیکھو مسٹر بلڈر! مجھے ایک بار آگہی مل چکی ہے کہ سونیا مجھے اس ادارے میں لے گئی ہے اور وہاں ایک بزرگ میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دے رہے ہیں۔ اس آگہی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے۔ سونیا مجھے اس ادارے میں لے جانے کے لیے یہاں تک لے آئی ہے۔ اس سے پہلے کہ آگہی کا دوسرا حصہ پورا ہو۔ میں فوراً یہاں سے کسی فلائٹ کے ذریعے پرتگال واپس آ جاؤں گی۔ مجھے واپس آنے سے منع کرو گے تو میں تمہارا ساتھ چھوڑ کر کسی دوسرے ملک کی طرف نکل جاؤں گی۔“

”ہم تمہیں واپس آنے سے کبھی نہیں روکیں گے۔ تم جانتی ہو ہم تمہاری مرضی کے خلاف نہ کچھ بولتے ہیں نہ کرتے ہیں۔ بس تم چلی آؤ۔“

وہ ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھالے ڈرائیو کر رہی تھی اور دوسرے ہاتھ سے فون پکڑے ہوئے تھی۔ رابطہ ختم ہونے کے بعد اس نے فون کو بند کیا پھر آگے کی طرف دیکھتے ہی کار روک دیا۔ وہ اس بڑی شاہراہ پر نہیں تھی جس پر اب تک چلتی آئی تھی۔ وہ کوئی چھوٹا سا تنگ راستہ تھا۔ فوراً ہی یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ بے دھیانی میں کسی دوسرے راستے پر چلی آئی ہے۔

اس نے گاڑی کو واپسی کے لیے موڑا تو دائیں طرف بہت ہی بلند و بالا دیوار دکھائی دی۔ ہیڈ لائٹس کی روشنی اوپر تک نہیں جا سکتی تھی۔ یہ دکھائی نہیں دے رہا تھا کہ وہ دیوار کس بلندی تک گئی ہے؟

وہ راستہ تنگ تھا۔ اسے واپسی کے لیے کبھی دائیں اور کبھی بائیں کار کو موڑنا پڑا تھا۔ جب بائیں طرف ہیڈ لائٹس کی روشنی گئی تو وہاں بھی بہت ہی بلند و بالا دیوار دکھائی دی۔ اس نے حیرانی سے سوچا۔ ”یہ کہاں چلی آئی ہوں؟ ادھر بھی دیوار ہے، اُدھر بھی دیوار ہے۔“

ایسے ہی وقت فرہاد نے آ کر پوچھا۔ ”یہ تم کہاں پہنچ گئی ہو؟ میں یہاں کے کئی راستوں سے گزر چکا ہوں لیکن ایسا کوئی تنگ راستہ نہیں دیکھا جس کے دائیں بائیں بلند و بالا دیواریں ہوں۔ تم گاڑی کو واپس نہ موڑو۔ آگے بڑھتی رہو۔ شاید اسی شاہراہ پر پہنچ جاؤ۔“

وہ گاڑی کو آگے بڑھانے لگی۔ اس کے ڈیش بورڈ میں گھڑی بتا رہی تھی کہ رات کے دس بجنے والے ہیں۔ وہ جھنجلا کر بولی۔ ”جب سے تبدیل ہوئی ہوں، اس ادارے میں جانے کے لیے بھٹک رہی ہوں۔“

فرہاد نے کہا۔ ”تین گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا ہے نہ تم ادارے کے اندر جا پا رہی ہو اور نہ ہی پیرس کی طرف واپس جا رہی ہو۔“

اس نے اچانک ہی کار روک دی۔ فرہاد نے پوچھا۔ ”کیا ہوا؟“

”تم تھوڑی دیر کے لیے میرے دماغ سے جاؤ۔ میں پرستش کروں گی۔ ابوالہول سے پوچھوں گی کہ کیوں بھٹک رہی ہوں اور کب تک بھٹکتی رہوں گی؟“

اتنا کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ وہ چلا گیا۔ جمائلہ نے آنکھیں بند کر کے ابوالہول کا تصور کرتے ہوئے کہا۔ ”اے ہول پیدا کرنے والوں کے باپ ابوالہول! یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ میں کیوں بھٹک رہی ہوں؟“

ایسی پرستش کے وقت اس کے دماغ میں بادل گرجنے لگتے تھے، بجلیاں کڑکنے لگتی تھیں اور ہوا کے تیز جھونکے چلنے لگتے تھے۔ اس وقت ایسا کچھ نہیں ہو رہا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولی۔ ”اے ابوالہول! مجھے آگہی دے۔ منزل کا پتا دے کہ میں کہاں پہنچنے والی ہوں؟“

وہ انتظار کرنے لگی۔ پھر اسے دکھائی دیا کہ وہ ایک مسجد کے سامنے ہے۔ اس کے دوسری طرف دارالعلوم ہے اور ایسی ہی کتنی خوبصورت عمارتیں ہیں، بہت صاف ستھرا ماحول ہے اور ایسے میں ایک بزرگ اس کے سامنے پہنچ گئے ہیں، اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دے رہے ہیں۔

اس نے ایکدم سے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ وہی مسجد تھی، وہی دارالعلوم تھا لیکن اب وہ بزرگ نہیں تھے۔ وہ گھبرا کر سوچنے لگی۔ ”ابھی تو میں کار کے اندر بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر اس ماحول میں کیسے پہنچ گئی؟“

ایسے ہی وقت اسے اپنے اندر فرہاد کی آواز سنائی دی۔ وہ پوچھ رہا تھا۔ ”یہ تم کیا سوچ رہی ہو؟ کار کے اندر ہو اور تمہارے خیالات کہہ رہے ہیں کہ تم کسی پاکیزہ ماحول میں پہنچی ہوئی ہو۔“

اپنے اندر فرہاد کی آواز سنتے ہی آگہی کا منظر بدل گیا۔ وہ خود کو کار کی محدود فضا میں دیکھنے لگی۔ ونڈ اسکرین کے باہر ہیڈ لائٹس کی روشنی میں دور تک راستہ دکھائی دے رہا تھا۔

فرہاد نے پوچھا۔ ”تم کچھ الجھی ہوئی سی ہو۔ بات کیا ہے؟“

”میں نے ابھی دیکھا ہے کہ اس ادارے کے اندر پہنچ گئی ہوں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ میں وہاں کبھی نہیں جاؤں گی۔“

”ٹھیک ہے۔ وہاں نہ جاؤ لیکن گاڑی تو آگے بڑھاؤ۔ آگے نہیں بڑھو گی تو پیرس کے ایئرپورٹ تک کیسے پہنچو گی؟“

اس نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔ ونڈ اسکرین کے پار آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی۔ ہر طرف سفید دھند ہی دھند دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے رفتار بڑھا دی تھی لیکن راستہ تھا کہ ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔ دونوں طرف وہی اونچی اونچی دیواریں دکھائی دے رہی تھیں۔

وہ پریشان ہو کر بولی۔ ”آخر یہ کتنا لمبا راستہ ہے؟ ختم کیوں نہیں ہو رہا ہے؟“

وہ بولا۔ ”میں بھی حیران ہوں کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ میں نے ایسا تنگ راستہ کبھی نہیں دیکھا۔“

وہ تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کرتی ہوئی آخر ایک شاہراہ پر پہنچ گئی۔ گہری سانس لیتے ہوئے بولی۔ ”تھینکس ابوالہول! میں پھر اسی شاہراہ پر آ گئی ہوں لیکن مجھے دائیں طرف مڑنا چاہیے یا بائیں طرف...؟ پیرس کس سمت میں ہے؟“

فرہاد نے کہا۔ ”دائیں طرف مڑ جاؤ۔ آگے جا کر دائیں بائیں ہیڈ لائٹس کی روشنی میں دیکھو۔ شاید کسی عمارت کو دیکھنے سے یا کسی دکان کا سائن بورڈ پڑھنے سے معلوم ہو کہ تم کہاں ہو اور کس سمت جا رہی ہو؟“

وہ دائیں طرف مڑ گئی۔ آگے کچھ دور جانے کے بعد اس نے کار کو ایک طرف گھمایا، ہیڈ لائٹس کی روشنی میں دیکھا تو بابا صاحب کے ادارے کی دیوار دکھائی دے رہی تھی۔ پھر اس نے کار کو دوسری طرف گھمایا تو وہ علاقہ دکھائی دیا جہاں وہ شام سے پہلے فرہاد کے ساتھ ایک بنگلے میں آئی تھی۔

فرہاد نے کہا۔ ”اب راستہ سمجھ میں آ گیا ہے۔ جب ہم پیرس سے آ رہے تھے تو ادارے کی دیوار بائیں طرف تھی۔ اس وقت دائیں طرف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سیدھی پیرس کی طرف جا رہی ہو۔ بس آگے بڑھو اور جلد سے جلد پیرس پہنچنے کی کوشش کرو۔“

وہ گاڑی کی رفتار بڑھاتے ہوئے بولی۔ ”اب تم جاؤ۔ پرائی سوچ کی لہروں سے مجھے کوفت ہوتی ہے۔“

”ایک ذرا صبر کرو۔ جب بابا صاحب کے ادارے کی

کتابیات پبلی کیشنز

دیواریں ختم ہو جائیں گی تو میں مطمئن ہو کر خود ہی چلا جاؤں گا۔"

وہ رفتار بڑھاتی جا رہی تھی۔ دائیں طرف ادارے کی دیوار بھی ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ آگے جا کر گاڑی ہلکے ہلکے جھٹکے کھانے لگی۔ ایندھن کا کانٹا بتا رہا تھا کہ پٹرول ختم ہو چکا ہے۔

اس کے راستے میں جو بھی رکاوٹیں آتیں۔ انہیں توڑ کر آگے بڑھتی چلی جاتی لیکن یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ پٹرول ختم ہو جائے گا۔ وہ ایسی رکاوٹ کو توڑ کر کیسے آگے جا سکتی تھی؟

اس نے گاڑی کے رکتے رکتے اسے دائیں طرف موڑا تا کہ ہیڈ لائٹس کی روشنی میں یہ معلوم کر سکے کہ کتنی دور نکل آئی ہے؟

گاڑی کے مڑتے ہی ہیڈ لائٹس کی روشنی نے بتایا کہ وہ ٹھیک ادارے کے صدر دروازے کے سامنے پہنچی ہوئی ہے۔

وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ونڈ اسکرین کے پار اس وسیع و عریض دروازے کو دیکھنے لگی۔ دل گھبرانے لگا۔ آگہی پہلے ہی بتا چکی تھی کہ وہ اس ادارے کے اندر پہنچنے والی ہے۔ اور کئی گھنٹوں تک بھٹکتے رہنے کے بعد صدر دروازے کے سامنے آ کر رک گئی تھی۔

پٹرول وہیں ختم ہو گیا تھا۔ راستہ وہیں رک گیا تھا۔ اب یہ اسے فیصلہ کرنا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کے اندر جائے گی یا واپسی کے لیے مڑ جائے گی؟

لیکن کیسے مڑے گی؟ پٹرول تو ختم ہو چکا تھا۔ تب اس نے دیکھا، وہ بڑا سا فولادی دروازہ آہستہ آہستہ کھل رہا تھا۔ اس کے دونوں پٹ ایسے کھل رہے تھے، جیسے ماں اپنی بانہیں پھیلا کر کہہ رہی ہو۔ "آؤ بیٹی! آ جاؤ۔ یہ تمہاری جائے پناہ ہے....."

اس کی طرح فرہاد بھی حیران اور پریشان تھا۔ اس نے کہا۔ "جمائلہ! خبردار۔ اندر نہ جانا۔ واپس چلو۔"

اس نے گاڑی اسٹارٹ کی، انجن بیدار ہوا پھر آہستگی سے سو گیا۔ وہ بولی۔ "یہ گاڑی تو نہ آگے بڑھے گی، نہ پیچھے ہٹے گی۔"

"وقت ضائع نہ کرو۔ گاڑی سے اترو اور اس شاہراہ کے فٹ پاتھ پر دور چلتی چلی جاؤ۔ اس دروازے سے جتنی جلدی ہو سکے دور چلی جاؤ۔ آگے کسی نہ کسی گاڑی میں تمہیں لفٹ مل جائے گی۔"

وہ جھنجلا کر بولی۔ "اس گاڑی میں مجھے لفٹ ملی تھی لیکن یہ مجھے گھنٹوں بھٹکاتی ہوئی اسی دروازے کے سامنے لے آئی میں باہر نکل کر سیدھی دروازے کے اندر جاؤں گی۔ جہاں انتقام لینے کا راستہ مل رہا ہے تو میں سونیا کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

وہ بولا۔ "ایسی غلطی نہ کرنا۔ تمہیں پھانسنے کے لیے جال بچھایا جا رہا ہے۔ اس گاڑی میں یہاں تک پہنچایا گیا ہے۔ دروازہ خود بہ خود کھل چکا ہے، اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ تمہیں ٹریپ کیا جا رہا ہے۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔"

وہ سوچنے لگی۔ سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ فرہاد کی بات دل کو لگ رہی تھی۔ دماغ سمجھا رہا تھا کہ اس ادارے کے اندر نہیں جانا چاہیے۔ پہلے تو وہ دیوار کود کر اندر جانا چاہتی تھی۔ اب اتنی آسانی سے دروازہ کھل گیا تھا، اندر جانے کا راستہ مل رہا تھا۔

اس نے ارادہ کیا۔ "نہیں۔ مجھے نہیں جانا چاہیے۔ میرے ابوالہول سے مجھے چھیننے کی سازشیں کی جا رہی ہیں۔"

ایسے ہی وقت اس نے غور سے دیکھا کھلے ہوئے دروازے کے اندر بھی بابا صاحب کا ادارہ واضح طور پر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ سفید تجنبی دھند چھائی ہوئی تھی۔ اس دھند میں سونیا پہلے ایک سائے کی طرح دکھائی دی پھر قدم قدم آگے بڑھتی ہوئی دروازے کے قریب آئی تو واضح طور پر دکھائی دینے لگی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ ایک ہاتھ کے اشارے سے اپنی طرف بلا رہی تھی۔

یہ جمائلہ کے لیے ایک چیلنج تھا۔ جسے جان سے مار ڈالنے کے لیے وہ اب تک بھٹک رہی تھی اور اس ادارے کے اندر گھسنا چاہتی تھی۔ اب وہ بالکل نگاہوں کے سامنے آ گئی تھی۔ اور اسے چیلنج کے انداز میں اپنی طرف بلا رہی تھی۔

وہ ایکدم غصے سے بھر گئی، دروازے کو ایک جھٹکے سے کھولنا چاہا تو پتا چلا، وہ مقفل ہے۔ اس نے کھڑکی کے شیشے پر ایک زوردار گھونسا مارا۔ اس کے ایک گھونسے سے دیواریں تڑخ جاتی تھیں لیکن کھڑکی کے شیشے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ یہ ایسی ناکامی تھی کہ وہ جنون میں مبتلا ہو گئی۔

اس نے ونڈ اسکرین کے شیشے کو ایک گھونسا مارا، دوسرا مارا پھر تیسرا مارا لیکن اسے بھی کوئی نقصان نہ پہنچا۔ وہ ہذیانی انداز میں چیخنے، چلانے لگی۔ سر سے گاڑی کی چھت کو ٹکریں مارنے لگی۔

نہ شیشے ٹوٹ رہے تھے، نہ گاڑی کی چھت کو کوئی نقصان پہنچ رہا تھا۔ وہ جھنجلا رہی تھی، غصے سے چیخ رہی تھی۔ اگلی سیٹ سے پچھلی سیٹ کی طرف آ رہی تھی۔ وہاں دروازوں کو لاتیں مار رہی تھی۔ حلق پھاڑ پھاڑ کر کہہ رہی تھی۔ "اے ابوالہول! میری پُر اسرار قوتوں کو کیا ہوا؟ مجھے قوت دے، غیر معمولی قوت دے.....میں اس گاڑی کو توڑ کر باہر نکل کر سونیا کی ہڈیاں پسلیاں توڑ دینا چاہتی ہوں۔"

سونیا کو موت کے گھاٹ اتار دینے کی بس ایک ہی حسرت تھی جو پوری نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے اس ادارے میں داخل ہونے کے لیے سو جتن کیے تھے اور ناکام ہوتی رہی تھی۔ اب دروازہ اس کے لیے کھل گیا تھا، وہ آسانی سے جا سکتی تھی لیکن اس گاڑی کے اندر بے دست و پا ہو گئی تھی۔ باہر نکل کر سونیا تک پہنچ نہیں سکتی تھی۔

ایسے وقت قدرتی حالات سمجھاتے ہیں کہ انسان کچھ بھی نہیں ہے۔ ابھی شہ زور ہے تو پلک جھپکتے میں ہی کمزور ہو جائے گا لیکن آدمی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ طاقت کے گھمنڈ میں چیختا چلاتا ہے۔ اپنے سے بڑی قوتوں سے ٹکراتا ہے اور خود ٹوٹتا، بکھرتا چلا جاتا ہے۔

اس کی بھی یہی حالت ہو رہی تھی۔ وہ کار کی محدود چار دیواری سے ٹکریں مارتے ہوئے زخمی ہو رہی تھی۔ فرہاد کہہ رہا تھا۔ "رُک جاؤ جمائلہ! سمجھنے کی کوشش کرو تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ یوں جنون میں مبتلا ہو کر تم اپنا نقصان کرو گی۔"

وہ چیخ کر بولی۔ "بکواس نہ کرو۔ دور ہی دور سے مشورے دے رہے ہو۔ کیا یہاں آ کر میری مدد نہیں کر سکتے؟ کیا باہر سے دروازہ نہیں کھول سکتے؟"

"تم سمجھ نہیں رہی ہو، یہ تمہیں اور مجھے پھانسنے کی سازش ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں تمہاری مدد کے لیے وہاں آؤں اور ان کا شکار ہو جاؤں۔"

وہ غصے سے بولی۔ "لعنت ہے تم پر.. تمہیں اپنی پڑی ہے، میرے بچاؤ کی فکر نہیں کر رہے ہو۔ کیسے مددگار ہو؟ کیسے ابوالہول کے غلام ہو؟"

"مجھ سے کیا پوچھ رہی ہو؟ اپنے ابوالہول سے پوچھو۔ ایسے وقت تمہاری پُر اسرار قوتیں کیا ہوئیں؟ ابھی تم ابوالہول کی پرستش کر رہی تھیں۔ وہ تمہارا ساتھ کیوں نہیں دے رہا ہے؟ اس کار کے اندر وہ بھی کیوں بے بس ہو گیا ہے؟"

"بکواس نہ کرو۔ میرا ابوالہول کبھی بے بس نہیں ہو سکتا۔ وہ مجھے قوت دے گا، مجھے یہاں سے اپنے پاس بلائے گا۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے یا ابوالہول کا نعرہ لگایا پھر دروازے پر ایک لات ماری، مگر اس دروازے کا کچھ نہیں بگڑا۔ فرہاد نے کہا۔ "میں نے ایسے ہی وقت کے لیے تمہیں سونیا سے دور کیا تھا، ادارے میں جانے سے روک رہا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ وہ روحانی قوتوں کے مالک ہیں۔ تمہاری شیطانی قوتوں کو فنا کر دیں گے۔ اور دیکھ لو۔ یہی ہو رہا ہے۔"

وہ پچھلی سیٹ سے اگلی سیٹ پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگی۔ صدر دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس دہلیز کے پیچھے سونیا اب تک اس کا انتظار کر رہی تھی۔ جمائلہ کا انتقامی جنون ختم نہیں ہوا تھا۔ وہ دل ہی دل میں ابوالہول سے کہہ رہی تھی۔ "ایک بار یہ دروازہ کھول دے۔ مجھے اس چڑیل تک پہنچنے دے، پھر میں اس کے چیتھڑے اڑا دوں گی۔"

وہ ایک بار پھر شیشوں پر گھونسے مارنے لگی، دروازے کو کھولنے کی کوشش کرنے لگی لیکن باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔

فرہاد نے کہا۔ "مان جاؤ۔ تمہارا ابوالہول بے بس ہو چکا ہے۔ جب تک تم انتقامی جنون میں مبتلا رہو گی، تب تک کار کا کوئی دروازہ نہیں کھلے گا۔"

وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر ونڈ اسکرین کے پار سونیا کو دیکھ رہی تھی۔

وہ اُدھر تھی۔ یہ اِدھر تھی۔ ان کے درمیان وقت گزر رہا تھا۔ گھڑی کا کانٹا تیزی سے سرکتا جا رہا تھا۔

ونڈ اسکرین کے پار سونیا دکھائی دے رہی تھی اور وہ شیشے پر یوں گھونسے مار رہی تھی، جیسے سونیا کا منہ توڑ رہی ہو۔

وہ ادارے کی دہلیز پر کھڑی ہنس رہی تھی پھر پانچ بج گئے، آدھے گھنٹے بعد جیسے ہی فجر کی اذان گونجنے لگی تو جمائلہ کے جسم کو ایک جھٹکا سا پہنچا۔ وہ ایسے وقت دوڑتی ہوئی مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچ جاتی تھی۔ اس کے راستے میں کوئی بھی رکاوٹ نہیں آتی تھی۔

پھر اس کار کے دروازے کیسے رکاوٹ بن جاتے؟

جمائلہ کے ذہن سے غصہ اور جنون اتر چکا تھا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر دروازے کو کھولا تو بڑی آسانی سے کھلتا چلا گیا۔

وہ فوراً ہی باہر آئی۔ دور سونیا کو دیکھتے ہی دونوں بانہیں پھیلا کر چیختی ہوئی، دوڑتی ہوئی اس کی طرف جانے لگی۔ "مما.....! مما.....! مجھے اپنی آغوش میں چھپا لو....."

وہ دوڑتی ہوئی ادارے کی دہلیز کو پھلانگتی ہوئی سونیا کے پاس پہنچ گئی۔ اس کے قدموں میں گرنا چاہتی تھی، سونیا نے اس کے بازو کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا پھر اسے سینے سے لگا لیا۔

اس فولادی دروازے کے دونوں پٹ آہستہ آہستہ بند ہو رہے تھے

❄
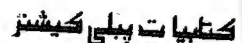
بابا صاحب کے ادارے کا وہ فولادی دروازہ جسے دنیا کی کوئی طاقت کھول نہیں سکتی تھی۔ وہ جمائلہ کے لیے کھل گیا تھا۔

جمائلہ نے پچھلی رات اپنی شیطانی طاقتوں کے ساتھ اس ادارے میں داخل ہونا چاہا تھا لیکن اندر جانے کا کوئی راستہ نہ ملا۔ وہ غصے کی شدت سے تلملاتی رہی' چیخ چیخ کر سونیا کو جان سے مار ڈالنے کی دھمکیاں دیتی رہی۔ ایسے وقت ابوالہول کی شیطانی قوت بھی اسے سونیا تک پہنچانے میں ناکام رہی تھی۔

بچپن سے اب تک یہی ہوتا آیا تھا کہ وہ ہر رات شیطانی قوتوں کے زیر اثر رہتی تھی۔ دشمن اس سے پناہ مانگتے تھے اور دوست دور دور رہتے تھے پھر صبح اذان کے وقت اچانک ہی اس کا دل' اس کا دماغ اور اس کا مزاج بدل جاتا تھا۔ پھر وہ کسی نہ کسی مسجد کی سیڑھی پر پہنچ کر اپنے معبود کے سامنے سر جھکا دیتی تھی۔

زندگی میں پہلی بار وہ کسی مسجد کی سیڑھی پر نہیں بابا صاحب کے ادارے کی دہلیز پر آ گئی تھی۔ اذان کی آواز بلند ہوتے ہی اس کا دل' دماغ اور مزاج بدل گیا تھا۔ وہ فولادی دروازہ کھل گیا تھا۔ اس دروازے کے پیچھے سونیا دونوں بازو پھیلائے کھڑی ہوئی تھی۔ وہ دوڑتی ہوئی جا کر اس سے لپٹ گئی۔ اس دروازے کو نہ کوئی کھولنے والا تھا' نہ بند کرنے والا تھا۔ وہ خود بخود بند ہو گیا۔

فرہاد دور ہی دور رہ کر اس کی نگرانی کر رہا تھا۔ اسے یہ اندیشہ تھا کہ قریب رہے گا تو بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے جاسوس اسے گھیر لیں گے۔

پھر اس کی عقل کہہ رہی تھی کہ صبح ہونے والی ہے۔ جمائلہ تبدیل ہو گی۔ اس کا مزاج بدل جائے گا تو پھر وہ سونیا سے دشمنی بھول جائے گی۔ اس سے پہلے ہی اسے بابا صاحب کے ادارے سے دور پہنچا دینا چاہیے۔

اس نے جمائلہ کو خیال خوانی کے ذریعے مشورہ دیا کہ وہاں اس کے لیے خطرہ ہے۔ اسے پیرس واپس جانا چاہیے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس کی شیطانی قوتوں پر روحانی قوتیں حاوی ہو گئی تھیں۔ اسے واپس جانے کا بھی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ وہ بھٹکتی رہی تھی اور صبح ہونے سے کچھ دیر پہلے بابا صاحب کے ادارے کے سامنے پہنچ گئی تھی۔

فرہاد تو اسے خیال خوانی کے ذریعے دیکھ رہا تھا کہ کس طرح اذان ہوتے ہی وہ دروازہ کھل گیا تھا اور وہ دوڑتی ہوئی سونیا کے پاس جا رہی تھی پھر جیسے ہی اس نے دروازے کے اندر قدم رکھا فرہاد تو کے ذہن کو ایک جھٹکا لگا۔ اس کی خیال خوانی کی لہریں جمائلہ کے دماغ سے واپس آ گئیں۔ وہ فولادی دروازہ دھیرے دھیرے بند ہو گیا۔ اس دروازے کے ساتھ ہی جمائلہ کے دماغ کے دروازے بھی دنیا کے تمام خیال خوانی کرنے والوں کے لیے بند ہو گئے تھے۔

وہ سونیا سے لپٹ کر رو رہی تھی۔ اس نے تھپکتے ہوئے پوچھا۔ ''کیوں رو رہی ہو؟''

وہ سسکتے ہوئے بولی۔ ''میں بہت ذلیل ہوں۔ بابا! آپ کو گالیاں دے رہی تھی۔ آپ کو مار ڈالنا چاہتی تھی۔''

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''کوئی بات نہیں۔ جو غلط باتیں کہیں۔ انہیں بھول جاؤ۔ آج سے تم میرے خلاف کبھی کچھ نہ بولو گی۔ اس ادارے کے پاکیزہ ماحول میں رہو گی تو شیطان تم پر حاوی نہیں ہو سکے گا۔''

اس نے جمائلہ کو اپنے سے الگ کیا پھر اس کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ ''آؤ! اس موٹر ٹرالی میں بیٹھو۔ میرے کوارٹر چلو۔''

اس ادارے کے ہر حصے میں ٹو سیٹر اور فور سیٹر ٹرالیاں تھیں جو گیس یا پیٹرول کے ذریعے چلتی تھیں۔ میلوں دور تک پھیلے ہوئے اس ادارے میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک آنے جانے کے لیے یا کسی بھی حصے میں' کسی بھی شعبے میں پہنچنے کے لیے یہی ٹرالیاں استعمال ہوتی تھیں۔

وہ دونوں بھی ایک ٹو سیٹر ٹرالی میں بیٹھ گئیں۔ سونیا نے اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''پہلے میرے کوارٹر میں چل کر غسل کرو گی۔ لباس تبدیل کرو گی پھر میں تمہیں جناب تبریزی کے سامنے پیش کروں گی۔''

جمائلہ اس کی باتیں سن رہی تھی اور دائیں بائیں آگے پیچھے حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ وہاں پختہ راستوں کے اطراف ہریالی تھی۔ رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ ایک بہت ہی وسیع و عریض جدید طرز کی مسجد تھی۔ اس کا تعمیری حسن اس قدر جاذب نظر تھا کہ باہر سے دیکھ کر اندر جانے کو جی چاہتا تھا۔

ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر بنی ہوئی خوبصورت عمارتیں دکھائی دے رہی تھیں۔ سونیا ادھر سے گزرتے ہوئے اسے بتا رہی تھی۔ ''یہ اسکول ہے' یہ کالج ہے۔ وہ لائبریری ہے۔ ادھر سائنس روم ہے۔''

اس نے ایک طرف ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''اس وسیع و عریض عمارت میں ریسلنگ' جوڈو کراٹے'

رائفل شوٹنگ' ہپناٹزم' یوگا کی مشقیں' ٹیلی پیتھی اور حاضر دماغی کی مشقیں کرائی جاتی ہیں۔''

وہ ٹرالی کو دوسرے راستے پر موڑتے ہوئے بولی۔ ''اب ہم رہائشی علاقے کی طرف جا رہے ہیں۔ تم یہاں رہ کر پورے ادارے کو رفتہ رفتہ دیکھتی رہو گی۔ یہاں ہر طرح کا ہنر سکھایا جاتا ہے۔ ہر طرح کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں کے طلبہ اور طالبات بہترین مکینک' انجینئر' ڈاکٹر اور سائنسداں بن کر دنیا کے تمام ممالک میں جاتے ہیں اور دوسروں کے مقابلے میں نمایاں کامیابی حاصل کرتے رہتے ہیں اور ہمارے ادارے کے لیے جاسوس کی حیثیت سے بھی فرائض انجام دیتے رہتے ہیں۔''

راستوں کے کنارے اور مختلف عمارتوں کے اطراف کتنے ہی باوردی افراد دکھائی دے رہے تھے۔ جو کسی نہ کسی کام میں مصروف تھے۔

جمائلہ نے پوچھا۔ ''یہ کون لوگ ہیں؟''

سونیا نے کہا۔ ''اس ادارے میں نہ پولیس' آرمی اور نہ ہی باڈی گارڈز ہیں۔ تم دیکھ رہی ہو کہ یہاں کسی کے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ یہ افراد جو باوردی ہیں۔ یہاں رضا کار کہلاتے ہیں۔ یہ اس ادارے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ یہاں کسی کو کسی وقت بھی کوئی ضرورت پیش آئے تو یہ فوراً اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے وہاں پہنچ جاتے ہیں۔''

جمائلہ نے کہا۔ ''تعجب ہے۔ یہاں کسی کے پاس اسلحہ نہیں ہے اگر اچانک دشمنوں نے حملہ کیا تو کیا ہو گا؟''

''باہر سے اندر کوئی نہیں آ سکتا۔ سپر پاور اور دنیا کے دوسرے ممالک نے سیٹلائٹ کے ذریعے جاسوسی کرنے کی کوشش کی' ہوائی حملے کرنے کی دھمکیاں دیں لیکن ہمیشہ ناکام رہے۔''

''یہاں دفاعی انتظامات ہوں گے۔ تب ہی تو وہ ناکام ہوتے رہتے ہیں؟''

''ہمارے پاس سب سے بڑی روحانی قوت ہے۔ ''جناب اسد اللہ تبریزی'' اور ان جیسے روحانی علوم کے حامل کئی بزرگ یہاں ہیں۔ یہ تمام بزرگ روحانی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ ان کے علاوہ اس ادارے کے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے دنیا کے تمام ممالک اور تمام شہروں میں موجود ہیں۔ وہ دوست اور دشمن ملکوں کے حکمرانوں اور فوجی افسران کے دماغوں میں پہنچتے رہتے ہیں۔ وہاں سے کوئی بھی سازش ابھرتی ہے تو انہیں فوراً پتا چل جاتا ہے پھر اس سے پہلے کہ کوئی ہمارے خلاف عملی قدم اٹھائے وہ اسے وہیں ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ خیال خوانی کے ذریعے انہیں ان کے بہت سے معاملات میں الجھا دیتے ہیں۔ انہیں آپس میں لڑنے مرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اب یہ باتیں ان کی سمجھ میں بھی آ گئی ہیں کہ وہ جب بھی ہمارے خلاف قدم اٹھانا چاہیں گے تو اپنے ہی مسائل میں مبتلا ہو کر نقصانات اٹھاتے رہیں گے۔''

سونیا نے ایک رہائشی علاقے کے سامنے ٹرالی روک دی پھر کہا۔ ''میں یہاں رہتی ہوں۔ آؤ! اندر چلیں۔''

وہ دونوں ٹرالی سے اتر کر اس چھوٹے سے مکان کے برآمدے میں آئیں۔ سونیا نے دروازہ کھولا۔ جمائلہ نے کہا۔ ''آپ نے اسے لاک نہیں کیا تھا؟ یوں ہی کھلا چھوڑ دیا تھا؟''

''یہاں کوئی دروازہ لاک نہیں کیا جاتا کیونکہ آج تک نہ یہاں کوئی مجرمانہ واردات ہوئی ہے اور نہ ہی آئندہ ہو سکتی ہے۔''

وہ متاثر ہو کر بولی۔ ''واقعی! یہ عجیب و غریب ادارہ ہے۔ اچھے برے انسان تو دنیا کے ہر حصے میں' ہر گھر میں موجود ہوتے ہیں۔ یہ قدرتی بات ہے۔ یہاں بھی اچھے کے ساتھ برے کو ہونا چاہیے اور ضرور ہوں گے لیکن وہ یہاں کوئی برائی نہیں کر سکتے۔ کوئی سازش نہیں کر سکتے۔ اس سے پہلے ہی ان کے چور خیالات پڑھ لیے جاتے ہوں گے۔ یہی بات ہے ناں؟''

سونیا نے مسکرا کر کہا۔ ''ہاں۔ یہی بات ہے۔ سب کے دلوں میں یہ خوف رہتا ہے کہ وہ اگر کوئی غلط بات سوچیں گے یا جان بوجھ کر کوئی غلطی کریں گے تو روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے ان کی ایک چھوٹی اور معمولی سی غلطی بھی چھپی نہیں رہے گی۔ وہ فوراً ہی گرفت میں آ جائیں گے۔''

''اوہ! ونڈر فل۔ میں تو یہاں ساری عمر رہنا چاہوں گی۔''

''انشاء اللہ' رہو گی۔ جاؤ اس الماری کو کھولو۔ اس میں تمہارے بہت سے ملبوسات ہیں۔ دوسری ضرورت کی چیزیں بھی ہیں۔ کسی چیز کی کمی ہو گی تو فوراً مہیا کر دی جائے گی۔''

اس نے آگے بڑھ کر الماری کو کھولا تو اس میں طرح طرح کے ملبوسات تھے۔ اس نے ایک لباس کو نکال کر اپنے بدن سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''یہ تو بالکل میرے ناپ کا لگ رہا ہے۔''

''ہاں' تمہارے ناپ سے ہی سلوائے گئے ہیں۔ ہم

جانتے تھے کہ تم نے ایک دن یہاں آنا ہے۔ اس لیے تمہاری ضرورت کی تمام چیزیں یہاں لاکر رکھ دی گئی ہیں۔"

وہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں جا کر اس مکان کو دیکھنے لگی۔ صرف ایک ہی بیڈ روم تھا اور دوسرا اسٹڈی روم تھا جہاں ٹی وی کمپیوٹر اور ٹیلی فون وغیرہ تھے۔

اس نے پوچھا۔ "بس یہی دو کمرے ہیں؟ کیا انکل فرہاد یہاں نہیں رہتے؟"

"ان کا دوسرا کوارٹر ہے۔ یہاں میاں بیوی کو بھی ایک ساتھ رہنے کی اجازت نہیں ہے۔ تم جاؤ پہلے غسل کرو اور فریش ہو جاؤ۔"

وہ اپنا لباس لے کر باتھ روم میں چلی گئی۔ دروازے کو بند کرلیا۔ سونیا اس بند دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ بڑی ممتا سے اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ ایک ذرا سی فکر لاحق تھی کہ آج شام کو جب دن ڈھل جائے گا اور رات ہوگی تو کیا یہ یہاں بھی تبدیل ہو جائے گی؟ کیا شیطانی قوتیں یہاں بھی اس پر حاوی ہو سکیں گی؟

☆☆☆

فرہاد تو فکر میں مبتلا ہو گیا تھا۔ پہلے تو میں اور سونیا بابا صاحب کے ادارے میں چلے گئے تھے۔ اس کے بعد جمائلہ بھی پہنچ گئی تھی۔ اب وہ ہم میں سے کسی کے اندر بھی خیال خوانی کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ہمیں نقصان پہنچانے کے تمام راستے بند ہو چکے تھے۔

اس نے امریکی اکابرین کے سامنے بڑی ڈینگیں ماری تھیں کہ وہ آیندہ بھی مجھے زبردست نقصان پہنچاتا رہے گا اور مجھ سے یہ قبول کرائے گا کہ میں اصلی فرہاد علی تیمور نہیں ہوں۔ بلکہ اصلی وہ ہے۔ چونکہ اصلی ہے اور ناقابل شکست ہے اس لیے مجھ جیسے جھوٹے اور فریبی فرہاد پر حاوی ہو چکا ہے۔

یہ ثابت کرنے کے لیے لازمی تھا کہ وہ مجھے ایک کے بعد دوسرا' دوسرے کے بعد تیسرا نقصان پہنچاتا۔ سپر پاور اور دوسرے بڑے ممالک کے سامنے یہ ثبوت پیش کرتا رہتا کہ میں اس سے شکست کھاتا جا رہا ہوں اور رفتہ رفتہ اس کے آگے گھٹنے ٹیک رہا ہوں لیکن مجھ پر اور سونیا پر اب اسے حملہ کرنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایک ہی صورت رہ گئی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ سونیا اور فرہاد جس پناہ گاہ میں پہنچ چکے ہیں۔ وہاں سے انہیں کسی بھی طرح باہر نکالنا ہی ہوگا۔

نومی کرسٹل نے اس کے اندر آ کر کہا۔ "کیا ہو رہا ہے؟ پیرس میں تو صبح ہو چکی ہوگی۔ جمائلہ بھی تبدیل ہو چکی ہو گی۔ کیا ابھی وہ تمہارے ساتھ ہے؟"

وہ بولا۔ "تم چلو۔ میں آ رہا ہوں۔"

وہ واپس چلی گئی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کرسٹل نے بھی سونیا بننے کی کوشش کی تھی۔ اس کی جگہ کے لیے اسے بڑے بڑے مصائب میں مبتلا کیا تھا پھر ہو کر وہ گوشہ گم نامی میں رہنا چاہتی تھی۔ ایسے ہی وقت اس کی زندگی میں فرہاد ٹو آ گیا۔ وہ میرے ساتھ سونیا بن کر زندگی گزارنے کے لیے دیوانی ہو رہی تھی۔ ایسے میں فرہاد ٹو ملا تو اس نے سوچا کہ فرہاد نہ سہی اس کا سایہ ہی سہی۔ کچھ رہا ہے۔ لہٰذا وہ راضی خوشی اس کی معمولہ اور تابعدار بن گئی۔

نومی نے اپنی کارکردگی سے ثابت کیا تھا کہ وہ سونیا کی طرح ذہین اور تیز طرار ہے۔ ادھر فرہاد ٹو نے بھی منظر عام پر آتے ہی سونیا کو زخمی کیا۔ مجھے ایک حادثے سے دوچار کیا اور اسپتال پہنچا دیا۔ جمائلہ کو ہم سے چھین لیا۔ یہ اس کے کارنامے تھے' جنہیں دیکھ کر امریکی اکابرین نے میرے مقابلے میں اسے زبردست فرہاد علی تیمور تسلیم کر لیا۔

فرہاد ٹو کا ساتھ ملتے ہی نومی کی ذہانت اور تکمر گئی تھی۔ قسمت بھی ساتھ دے رہی تھی۔ ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا وائس مین انڈیا آیا ہوا تھا۔ وہاں انٹیلی جنس والوں کے ساتھ مل کر پارس' پورس' شیوانی' عدنان اور عالی وغیرہ کا سراغ لگا رہا تھا اور ان سب کا پتا ٹھکانا معلوم کر چکا تھا۔

ایسے ہی وقت عالی نے وائس مین کو ٹریپ کر لیا تو اس کے دماغ میں گھس کر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔ اسے نومی کرسٹل کی خوش قسمتی کہنا چاہیے کہ وہ بھی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کے دماغ میں پہنچی تھی۔ عالی نے جب اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تو اس کے بعد اس نے بھی اس پر عمل کیا اور اسے اپنا تابعدار بنا لیا۔

فرہاد ٹو نے خوش ہو کر کہا۔ "تم نے بہت زبردست کام کیا ہے۔ اب تم چپ چاپ وائس مین کے دماغ میں رہو گی اور یہ دیکھتی رہو گی کہ عالی اور فرہاد اس کے ذریعے انڈیا میں کیا کرتے پھر رہے ہیں؟"

نومی نے اپنے اس معمول وائس مین کے ذریعے معلوم کیا کہ پورس' شیوانی اور عدنان ممبئی کے کس علاقے میں رہتے ہیں؟ یہ پچھلے باب میں بیان ہو چکا ہے کہ نومی نے کس طرح شیوانی کو ٹریپ کیا تھا؟ اسے یقین دلایا تھا کہ وہ بابا صاحب کی پیش گوئی کے مطابق آیندہ تین دنوں میں مر جائے گی۔ اگر وہ اپنے بیٹے کے ساتھ لمبی زندگی گزارنا چاہتی ہے تو فوراً ہی پورس کو چھوڑ کر اس کی پناہ میں آ جائے۔

پورس کو چھوڑ کر کبھی کہیں نہ جاتا لیکن عدنان اپنے باپ کو سمجھاتا تھا کہ ماں کی عمر بہت مختصر سی رہ گئی ہے اور پورس نے بھی سمجھایا تھا کہ ماں کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچانا۔ اس کی ہر بات مانتے رہنا۔ لہٰذا اس نے ماں کی بات مانتے ہوئے باپ کو چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ اس گھر سے نکل آیا۔ نومی کے آلۂ کار گھر سے کچھ فاصلے پر ایک گاڑی لیے کھڑے تھے۔ شیوانی' عدنان کے ساتھ کار میں بیٹھ کر چلی گئی۔

وہ بیٹے کے ساتھ کہاں گئی؟ نومی نے انہیں کہاں پہنچایا؟ آگے چل کر اسی باب میں ان کا ذکر بھی کروں گا۔ فی الحال فرہاد ٹو کی پریشانیوں اور اس کے مسائل کا ذکر کر رہا ہوں۔

ابھی نومی کرسٹل نے اس کے دماغ میں آ کر اس کے اور جمائلہ کے متعلق سوالات کیے تھے اور اس نے کہا تھا کہ تم چلو میں آ رہا ہوں۔ وہ چلی گئی تھی۔

دراصل وہ نہیں چاہتا تھا کہ نومی اس کی معمولہ اور تابعدار ہونے کے باوجود اس کے دماغ میں آئے۔ وہ بہت محتاط رہنے کا عادی تھا۔ کسی کو اپنے دماغ میں آنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے نومی کے پاس پہنچ کر کہا۔ "کچھ الجھنیں بڑھ گئی ہیں۔ سونیا اور فرہاد کی طرح جمائلہ بھی بابا صاحب کے ادارے کے اندر چلی گئی ہے۔ جیسے ہی وہ اس ادارے کے اندر پہنچی میری سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے نکل آئیں۔ میں نے دوسری بار پھر کوشش کی۔ اس کے اندر پہنچنا چاہا لیکن اس کا دماغ مجھے نہ مل سکا۔"

وہ بولی۔ "بابا صاحب کے ادارے والے بہت بڑے جادوگر ہیں۔ پتا نہیں یہ لوگ کون سی تکنیک استعمال کرتے ہیں کہ ہم باہر والے نہ تو اس ادارے میں قدم رکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ہماری خیال خوانی کی لہریں وہاں تک پہنچ پاتی ہیں۔ بائی دا وے۔ تم کہاں ہو؟"

"میں اب یہاں اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔ وہ جمائلہ کو بابا صاحب کے ادارے کے اندر بلا کر قیدی بنا لینے کے بعد مجھے بھی اپنی گرفت میں لے سکتے ہیں۔ میں اس سے پہلے ہی پیرس چھوڑ دینا چاہتا ہوں۔"

"واقعی۔ تمہارے لیے اب خطرہ ہے۔ تمہیں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر وہاں سے نکل جانا چاہیے۔ تم ابھی کہاں ہو؟"

"میں ایئرپورٹ میں ہوں۔ ابھی ایک طیارے میں

بیٹھنے جا رہا ہوں۔ تم استنبول میں ہو۔ ایک گھنٹے کے بعد ایئرپورٹ پہنچو۔ میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔"

اس نے خوشی سے چہک کر کہا۔ "کیا سچ کہہ رہے ہو؟ میرے پاس آ رہے ہو؟ تم اتنی بڑی خوشی مجھے دے رہے ہو تو میں بھی تمہیں ایک خوشخبری سناؤں گی۔ میں نے شیوانی کو عدنان کے ساتھ اغوا کیا ہے اور ان ماں بیٹے کو ایک خفیہ پناہ گاہ میں پہنچا دیا ہے۔"

"کیا ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی کے ذریعے ان تک نہیں پہنچ سکیں گے؟"

"میں نے شیوانی کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ تنویمی عمل کے ذریعے عدنان کے دماغ کو بھی لاک کیا تھا لیکن وہ بچہ ناقابل فہم ہے۔ پتا نہیں کیسے دماغ کا مالک ہے۔ میرے تنویمی عمل کا اثر ایک گھنٹے تک ہی رہا اس کے بعد وہ میرے اثر سے نکل گیا۔"

"وہ بچہ ہمارے لیے بڑے مصائب پیدا کرے گا۔ اسے ایسی جگہ قیدی بنا کر رکھو کہ وہ اس بند کمرے کے باہر نہ کچھ دیکھ سکے اور نہ ہی باہر والوں کی آواز سن سکے۔ ورنہ ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسروں کی آواز سن کر اس کے دماغ میں پہنچ سکتے ہیں۔ یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ہم نے انہیں کہاں چھپا کر رکھا ہے؟"

"میں بھی محتاط ہوں۔ فی الحال اس طرف سے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ میں اس کے دماغ میں گئی تھی۔ مختلف خیالات گڈمڈ ہو رہے ہیں۔ وہ کسی بھی ایک خیال پر مرکوز نہیں ہے۔ دوست ہو یا دشمن، کوئی بھی اس کے خیالات نہ تو پڑھ سکتا ہے نہ یہ معلوم کر سکتا ہے کہ اسے کہاں قیدی بنا کر رکھا گیا ہے؟"

"اس بچے کے دماغ میں آتی جاتی رہو۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ اس کا دماغ ایسا کیوں ہے؟ کیا وہ کبھی کسی ایک خیال پر مرکوز نہیں رہتا؟"

"وہ کبھی کبھی ایک خیال پر مرکوز رہتا ہے تب ہی تو میں نے اس پر تنویمی عمل کیا تھا لیکن پھر ناکام ہو گئی تھی۔"

"اس کا مطلب ہے کہ اس کا دماغ پھر کسی ایک خیال پر مرکوز رہے گا تو ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے ذریعے بہت کچھ معلوم کر سکیں گے۔"

"ایسے وقت میں اس کے دماغ پر قبضہ جمائے رہوں گی اور سمجھنے کی کوشش کروں گی کہ کس طرح اسے اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے؟"

"تم کوشش کرو، تدبیر کرو اب میں وہاں پہنچ کر ہی تم سے بات کروں گا۔ فی الحال مجھے دوسری جگہ مصروف ہے۔"

وہ اس کے دماغ سے واپس آ گیا۔ طیارے سے سفر ہونے سے پہلے جب وہ ایئرپورٹ پر تھا تو سیون بلڈرز ایک بلڈر نے اس سے رابطہ کیا تھا۔ اس نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا تھا کہ وہ تھوڑی دیر بعد خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرے گا۔

اس بلڈر نے پوچھا۔ "تم فون کے ذریعے بات کیوں نہیں کر رہے ہو؟"

"اس لیے کہ میں ایک طیارے میں سوار ہونے والا ہوں۔ یہ تو جانتے ہی ہو کہ طیارے میں سفر کرنے کے دوران موبائل فون استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ تم جانتے ہو کہ میں سیون بلڈرز میں سے کسی کے بھی دماغ میں نہ آؤں تو اپنا ایک آلۂ کار مقرر کرو۔ مجھے اس کی آواز سناؤ۔ میں اس کے ذریعے ہی بات کروں گا۔"

انہوں نے اپنے ایک ماتحت کی آواز سنانے کے بعد فون بند کر دیا تھا۔ اس نے سفر کے دوران میں خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس آلۂ کار کے اندر پہنچ کر کہا۔ "اپنے آقاؤں سے کہو کہ میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ ایک بلڈر کے بنگلے کے باہر ڈیوٹی پر تھا۔ وہاں سے چلتا ہوا اندر آیا۔ تمام بلڈرز ایک ہال نما کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جمائمہ کے سلسلے میں بات کر رہے تھے۔ ماتحت ان کے پاس آ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ انہوں نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ فرہاد لو نے کہا۔ "میں اس کے ذریعے بول رہا ہوں۔"

ایک بلڈر نے کہا۔ "شکریہ مسٹر فرہاد لو! ہم جمائمہ کے سلسلے میں بہت پریشان ہیں۔ اس کا موبائل فون بھی بند ہے۔ کوئی رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ پچھلی رات وہ تمہارے ساتھ تھی۔ کیا اب بھی تمہارے ساتھ ہی ہے؟"

"افسوس... ہمارا ساتھ چھوٹ گیا ہے۔ وہ میرے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔"

دوسرے بلڈر نے کہا۔ "ہم جانتے تھے کہ رات ہونے کے بعد تبدیل ہونے کے بعد وہ کسی کے قابو میں نہیں رہتی۔ آخر تمہارے ہاتھ سے بھی نکل گئی۔"

ایک اور بلڈر نے کہا۔ "تم تو خیال خوانی کے ذریعے اس سے رابطہ کر سکتے ہو؟ معلوم کر سکتے ہو کہ وہ کہاں ہے؟"

ایک اور بلڈر نے کہا۔ "بے شک... وہاں دن نکل چکا ہوگا۔ وہ نارمل... ہو رہی ہوگی... دماغ میں آنے سے تمہیں نہیں روکے گی۔"

فرہاد لو نے کہا۔ "پہلے آپ میری پوری بات سن لیں۔ وہ ایسی جگہ پہنچ گئی ہے جہاں نہ ہم پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہماری خیال خوانی کی لہریں اس تک پہنچ سکتی ہیں۔"

سب نے چونک کر، پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک نے پوچھا۔ "کیا....؟ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ مر چکی ہے؟"

"فی الحال تو وہ ہمارے لیے مر ہی چکی ہے۔ کیونکہ وہ بابا صاحب کے ادارے کے اندر ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا، وہ کیا طلسم کدہ ہے؟ نہ تو ہم وہاں قدم رکھ سکتے ہیں، نہ ہی خیال خوانی کی لہریں وہاں پہنچتی ہیں۔ پتا نہیں وہ کب باہر آ سکے گی اور کب اس سے رابطہ ہو سکے گا؟"

تمام بلڈرز ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے پھر ایک نے کہا۔ "یہی تو ہم چاہتے تھے کہ وہ کسی طرح بابا صاحب کے ادارے کے اندر جائے اور ہمارے لیے جاسوسی کرے۔ وہاں سے وہ بہت کچھ حاصل کر کے واپس آ سکتی ہے۔"

فرہاد لو نے کہا۔ "اگر اسے وہاں قیدی بنا لیا جائے گا تو وہ کیسے واپس آ سکے گی؟"

ایک اور بلڈر نے کہا۔ "رات کے وقت وہ کسی کے قابو میں نہیں آتی۔ تمام رکاوٹوں کو پھلانگ کر جہاں چاہتی ہے، وہاں پہنچ جاتی ہے۔"

"بے شک، وہ ایسا کر سکتی ہے لیکن اب یہ خوش فہمی ختم ہو جانی چاہیے۔ پچھلی رات میں نے جو تماشا دیکھا۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اس کی شیطانی قوتیں روحانی قوتوں پر حاوی نہیں ہو سکتیں۔ کل رات اس نے کتنے ہی طریقوں سے اس ادارے کے اندر جانے کی کوششیں کیں لیکن کوئی راستہ نہ ملا۔"

وہ سب حیرانی اور بے یقینی سے اپنے ماتحت کا منہ تکنے لگے۔ جیسے فرہاد لو کا منہ تک رہے ہوں۔ وہ بولا۔ "جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے، وہ دیواروں اور دروازوں کو توڑ کر اندر گھس آتی ہے۔ اپنے کسی انجانے دشمن تک بھی پُراسرار قوتوں کے ذریعے پہنچ جاتی ہے لیکن وہ کل رات سونیا تک نہ پہنچ سکی۔ جب بھی اس کی طرف جاتی تھی تو راستے سے ہی پلٹ آتی تھی۔ ایسی ایسی جگہ پہنچ جاتی تھی کہ اسے وہاں سے نکلنے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ملتا تھا لیکن جب صبح اذان کا وقت ہونے لگا تو وہ اچانک ہی بابا صاحب کے ادارے کے دروازے پر پہنچ گئی۔ اذان کی آواز بلند ہوتے ہی وہ دروازہ کھل گیا۔ اس کا مزاج بھی بدل گیا۔ وہ دوڑتی ہوئی اس ادارے کے اندر چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی میری خیال خوانی کی لہریں اس کے دماغ سے واپس آ گئیں۔ اس کے بعد میں نے بہت کوشش کی لیکن اس کے دماغ تک پہنچنے میں ناکام ہوتا رہا۔"

وہ سب فکر میں مبتلا ہو گئے۔ ایک نے کہا۔ "یہ باتیں سن کر اندازہ ہوتا ہے کہ روحانی قوتیں اس پر حاوی ہو جاتی ہیں۔ کیا اس ادارے کے اندر جانے کے بعد وہ اپنی مرضی سے باہر نہیں آ سکے گی؟"

دوسرے بلڈر نے کہا۔ "جو اپنی مرضی سے اندر نہ جا سکی۔ وہ باہر کیسے آئے گی؟"

"مسٹر فرہاد لو! تمہارا کیا خیال ہے؟"

اس نے کہا۔ "اگرچہ انہوں نے جمائمہ پر قابو پا لیا ہے۔ تاہم وہ اس سے خوفزدہ بھی ہیں۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟ خوفزدہ رہنے والوں نے اسے قیدی کیسے بنا لیا؟"

"شیر کا شکار کرنے والے شکاری اس درندے سے ڈرتے بھی ہیں اور بڑی تدبیر سے اُسے گھیر کر آہنی سلاخوں والے پنجرے میں بھی لے آتے ہیں۔ پچھلی رات جب تک جمائمہ ابوالہول کے زیر اثر رہی اور اسے پراسرار قوت حاصل رہی۔ تب تک بابا صاحب کے ادارے کا کوئی آدمی اس کے روبرو نہیں آیا۔ سونیا بھی ادارے کے اندر چھپی رہی۔ صبح جیسے ہی وہ تبدیل ہوئی۔ شیرنی اپنے خونخوار دانتوں اور نوکیلے پنجوں سے محروم ہو گئی تو فوراً ہی اس ادارے کا دروازہ کھل گیا۔ وہ بے ضرر ہو چکی تھی۔ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ اس لیے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی گئی۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اندر پہنچتے ہی اسے زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہوگا یا پھر آہنی سلاخوں کے پیچھے قیدی بنا لیا گیا ہوگا۔"

ایک بلڈر نے اس کی تائید میں کہا۔ "یہی ہو رہا ہوگا۔ بس آج کا ایک دن ہے۔ جب یہ دن ڈھلے گا اور رات ہوگی تو وہ زنجیریں توڑ ڈالے گی۔ آہنی سلاخوں سے باہر نکل آئے گی۔ کوئی اس پر قابو نہیں پا سکے گا۔"

فرہاد لو نے کہا۔ "میں اس پہلو سے سوچتا ہوں تو یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ کل رات اسے پراسرار قوت حاصل تھی تو کسی نے اس کا سامنا نہیں کیا۔ اب ادارے میں جب وہ رات کو پراسرار قوت حاصل کرے گی تو وہاں بھی کوئی اس کا سامنا نہیں کر سکے گا۔ وہ باہر سے اندر نہیں جا سکی تھی۔ کیونکہ اندر سے دروازہ بند تھا۔ اب وہ دروازہ کھول کر باہر آ سکے گی۔"

''واقعی۔اس پہلو سے سوچا جائے تو ہمیں اپنی کامیابی نظر آرہی ہے اور ہم یہ غلط سوچ رہے ہیں کہ اسے زنجیروں میں جکڑا گیا ہوگا۔دن میں تو وہ نارمل رہتی ہے۔کسی کو نقصان نہیں پہنچاتی۔سونیا کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے۔اس لیے اسے قیدی نہیں بنایا جائے گا۔جب وہ وہاں آزاد گھومتی پھرے گی تو بہت سی معلومات حاصل کر کے ہی یہاں آئے گی۔''

فرہاد ٹو نے کہا۔''میں بھی یہی کہنے آیا ہوں' ہمیں آج کی رات کا انتظار کرنا چاہیے۔مجھے پوری امید ہے کہ جس طرح وہ صبح نارمل ہو کر ادارے کے اندر گئی ہے۔اسی طرح رات ہوتے ہی ابنارمل ہو کر وہاں سے باہر آئے گی۔''

ایک بلڈر نے کہا۔''ہمیں دوسرے پہلوؤں سے بھی سوچنا چاہیے اگر وہ کسی وجہ سے باہر نہ آسکی، ان کی گرفت سے نہ نکل سکی' تب کیا ہوگا؟''

''تب یہ ہمارے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہوگا کہ پھر ہم اسے کس طرح باہر لاسکتے ہیں اور ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں؟''

دوسرے بلڈر نے کہا۔''تم نے منظر عام پر آتے ہی بہت بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔سونیا جیسی شیرنی کو زخمی کیا تھا۔ناقابل شکست کہلانے والے فرہاد کو اسپتال پہنچایا تھا۔سونیا کے کاٹیج کے اندر جا کر جمائلہ کو اس سے چھین لیا تھا۔تمہیں پھر ایک بار اسی طرح کا کارنامہ انجام دینا ہوگا۔ہماری جمائلہ کو کسی بھی طرح وہاں سے نکال لانا ہوگا۔''

فرہاد ٹو نے کہا۔''میں ابھی سوچ رہا ہوں کہ آیندہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟فی الحال تو رات ہونے تک انتظار کرنا ہے۔یہ دیکھنا ہے کہ اس کے تبدیل ہونے کے بعد کیا ہونے والا ہے؟''

ان کا وہ ماتحت اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔فرہاد ٹو کی مرضی کے مطابق بولا۔''اب میں جارہا ہوں۔جب رات ہوگی تو جمائلہ سے رابطہ کرنے کی کوشش کروں گا۔پھر اس سلسلے میں تم لوگوں سے بھی رابطہ کروں گا۔''

وہ ماتحت یہ کہہ کر وہاں سے پلٹ گیا۔پھر اپنی ڈیوٹی پر حاضر رہنے کے لیے کوٹھی سے باہر چلا گیا۔فرہاد ٹو اس کے دماغ سے نکل کر ذہنی طور پر طیارے میں حاضر ہوگیا۔

طیارے کا ماحول بہت ہی پرسکون تھا۔مسافر اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے یا تو خاموش تھے یا ایک دوسرے سے دھیمی آواز میں باتیں کررہے تھے۔

وہ سوچنے لگا کہ سونیا اور فرہاد کو کس طرح اس ادارے سے باہر آنے پر مجبور کیا جائے؟

وہ چاہتا تھا کہ ان کے باہر آتے ہی وہ ان پر ایسا حملہ کرے' کوئی ایسا نقصان پہنچائے کہ امریکا اور دوسرے تمام بڑے ممالک اس کی ذہانت اور شہزوری کے اور زیادہ قائل ہوجائیں اور اس کی واہ واہ کرنے لگیں۔

وہ عہد کرچکا تھا کہ مجھے ہر معاملے اور ہر میدان میں بری طرح شکست دیتا رہے گا۔میری توہین کرتا رہے گا۔میرے خلاف ایسا کر کے ہی وہ برتری حاصل کرسکتا تھا اور دنیا والوں سے یہ منوا سکتا تھا کہ وہی اصلی فرہاد علی تیمور ہے۔

اس کے ذہن میں ایک ہی بات تھی کہ وہ مجھے اور سونیا کو کمزور' مجبور اور بے بس بنا کر ہی جمائلہ کو بابا صاحب کے ادارے سے باہر لاسکے گا۔

ایسے وقت اس نے اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر ایک دم سے محتاط ہو کر پوچھا۔''کون ہے؟''
کسی نے کہا۔''کرنل جان بروس آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔''

اس نے سانس روک لی۔وہ آنے والا واپس چلا گیا۔کرنل جان بروس امریکی آرمی میں کرنل تھا۔اس کا شمار امریکی اکابرین میں ہوتا تھا۔وہ اس کے اندر پہنچ کر بولا۔
''ہیلو کرنل! مجھے کیسے یاد کیا؟''

''مسٹر فرہاد! تم نے ویڈیو کیسٹ کے ذریعے اپنا تعارف کرایا لیکن ہم سے ٹیلی فون یا ای میل کے ذریعے رابطہ نہیں کیا؟''

''میں نے آپ حضرات سے کہا تھا کہ پہلے میرے بارے میں معلومات حاصل کرلیں۔میں سونیا' فرہاد پر حاوی ہورہا ہوں یا نہیں؟ جب اس بات کا ثبوت مل جائے گا تو پھر میں آپ لوگوں سے رابطہ کروں گا۔''

کرنل نے کہا۔''ہم نے اچھی طرح معلومات حاصل کی ہیں۔واقعی تم نے سونیا کو زخمی کیا ہے اور فرہاد کو اسپتال پہنچا دیا ہے۔ہمارے ایک جاسوس نے اطلاع دی ہے کہ تم سونیا کے کوارٹر سے کسی لڑکی کو اپنے ساتھ لے گئے ہو اور وہ کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے۔پُراسرار قوتوں کی حامل جمائلہ ہے۔کیا ہماری یہ معلومات درست ہیں؟''

اس نے کہا۔''بالکل درست ہیں۔اب یہ بتائیں' میرے بارے میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟''

جان بروس نے کہا۔''تم نے تو ہم سب کو حیران کردیا ہے۔فرہاد ہمیشہ سے ناقابل شکست تسلیم کیا گیا ہے لیکن تم نے اسے بری طرح شکست دی ہے۔ہم نے اسے کبھی میدان چھوڑ کر بھاگتے نہیں دیکھا لیکن وہ بھاگ کر بابا صاحب کے

ادارے میں چھپ گیا ہے۔سونیا نے بھی وہیں جا کر پناہ لی ہے مگر ایک بات ہے.....''
''ہاں۔بولو کیا بات ہے؟''

''ہم تمام اکابرین کا کہنا ہے کہ دو شہزوروں کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے تو کبھی ایک بھاری پڑتا ہے تو کبھی دوسرا بازی جیت لیتا ہے۔آیندہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ سونیا اور فرہاد تمہارے خلاف کیسی جوابی کارروائی کریں گے؟''

''انہیں جوابی کارروائی کرنے کے لیے بابا صاحب کے ادارے سے باہر آنا ہوگا یا پھر وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے میرے خلاف کوئی کارروائی کریں گے۔یہ ان کی بزدلی ہوگی۔میں انہیں چیلنج کروں گا کہ وہ چوہے کے بل سے نکل کر مجھ سے مقابلہ کریں۔''

''تم پر صرف ہماری ہی نہیں۔دنیا کے تمام بڑے ممالک کی نظریں ہیں۔جرائم کی دنیا سے تعلق رکھنے والی خطرناک تنظیمیں بھی تم میں دلچسپی لے رہی ہیں اگر آیندہ بھی سونیا اور فرہاد کو اسی طرح سے شکست دیتے رہے تو ساری دنیا تمہارا لوہا مان لے گی۔تم سے ایک عرض کرنا چاہتا ہوں؟''

''کچھ کہنے کے لیے رسمی انداز اختیار نہ کرو۔کھل کر کہو۔''

''کیا تم جمائلہ کو ہمارے حوالے کرسکتے ہو؟''

''جمائلہ میرے ہاتھوں سے پھسل چکی ہے۔بابا صاحب کے ادارے کے اندر چلی گئی ہے۔اب اس سے خیال خوانی کے ذریعے بھی رابطہ نہیں ہورہا ہے۔''

جان بروس نے کہا۔''ہم نے اس کے متعلق بہت کچھ سنا ہے۔تم تو اسے قریب سے جانتے ہو۔کیا وہ واقعی پراسرار قوتوں کی مالکہ ہے؟ کیا یہ بھی سچ ہے کہ وہ دن کو ایک نارمل اور سیدھی سادی سی لڑکی ہوتی ہے اور رات کو اچانک ہی ابنارمل ہوجاتی ہے؟ اس قدر شہزور ہوجاتی ہے کہ مضبوط دروازے بھی توڑ دیتی ہے' دیواروں میں شگاف ڈال دیتی ہے؟ ہمیں تو یہ سب کچھ ایک من گھڑت کہانی لگتی ہے۔''

''یہ کوئی من گھڑت کہانی نہیں ہے۔واقعی وہ ایسی ہی ہے بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہی ہے۔''

''پھر تو وہ لڑکی ہمارے بہت کام آسکتی ہے۔کیا تم اسے کسی طرح بھی بابا صاحب کے ادارے سے باہر نہیں لاسکتے؟''

''وہ لڑکی صرف آپ کے لیے ہی نہیں' میرے لیے بھی بہت اہم ہے۔وہ میری طاقت بن کر رہ سکتی ہے لیکن میں آپ لوگوں سے دوستی کرنے کے لیے اسے آپ کے حوالے کرسکتا ہوں۔''

''مسٹر فرہاد ٹو! یہ کہہ کر تو تم نے ہمیں جیت لیا۔تم ہماری یہ مراد پوری کرو گے تو ہم تمہاری ہزاروں مرادیں پوری کرتے رہیں گے۔ایسے مخلص دوست ثابت ہوں گے کہ دنیا ہماری دوستی پر رشک کرے گی اور ہم سے خوفزدہ بھی رہے گی۔''

''میں جمائلہ کو اس ادارے سے باہر نکال لانے کی تدبیر سوچ رہا ہوں۔اسے جب بھی باہر لاؤں گا تو وہ آپ کے لیے ہی ہوگی۔''

''میں تمہاری یہ باتیں اپنے تمام اکابرین تک بھی پہنچا رہا ہوں۔وہ سب خوش ہورہے ہیں۔تمہاری اتنی تعریفیں کررہے ہیں کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔یوں سمجھو کہ جیسے ہی تم نے جمائلہ کو ہمارے حوالے کیا اور فرہاد کو بدترین شکست دی تو ہم سب تمہارا کلمہ پڑھنے لگیں گے۔''

وہ تھوڑی دیر اور باتیں کرتے رہے پھر فرہاد ٹو نے کہا۔''اب میں اجازت چاہتا ہوں۔اپنی جگہ بہت مصروف ہوں۔''

وہ دماغی طور پر پھر طیارے میں حاضر ہوگیا۔زیرلب مسکرانے لگا۔دل ہی دل میں کہنے لگا۔''اب میں ایسا احمق تو نہیں ہوں کہ جمائلہ جیسی پُراسرار قوتوں کی مالکہ کو ان کے حوالے کردوں گا؟ بے شک' اسے ان کے سامنے ضرور پیش کروں گا لیکن اس طرح کہ وہ میری تابعدار بن کر رہے گی۔جب بھی چاہوں گا۔وہ انہیں ٹھوکر مار کر میرے پاس چلی آئے گی۔''

پھر اس نے ایک سرد آہ بھر کر سوچا۔''آہ.....! میں اس کی نگرانی کرتا ہی رہ گیا اور وہ میرے ہاتھوں سے نکل کر اس ادارے میں چلی گئی۔اب اسے وہاں سے باہر نکال لانا میرا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔اب دیکھنا یہ ہے کہ میں اس سلسلے میں کیا کرسکوں گا؟''

☆☆☆

جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ شیوانی کے دو روپ تھے۔ایک تو یہ کہ وہ محض ایک آتما تھی۔تقریباً پانچ برس پہلے اس کا جسم مرچکا تھا۔فنا ہوچکا تھا۔وہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتی ہوئی اب ایک نوجوان حسین دوشیزہ الکا اگنی ہوتری کے جسم میں پہنچی ہوئی تھی۔

صورت حال یہ تھی کہ الکا کا جسم تھا مگر آتما نہیں تھی اور شیوانی کی آتما تھی' جسم نہیں تھا۔آتما کے بغیر جسم زندہ نہیں رہتا اور جسم کے بغیر آتما دنیا میں نہیں رہتی۔عالم ارواح کی

طرف چلی جاتی ہے لیکن کالے عمل کے ذریعے شیوانی اور اکا اگنی ہوتری ایک ہوگئی تھیں اور ایک دوسرے کے تعاون سے زندگی گزار رہی تھیں۔

اکا اگنی ہوتری شیوانی کی احسان مند تھی۔ وہ بھری جوانی میں مرچکی تھی۔ شیوانی کی آتما نے اس کے اندر سما کر اسے ایک نئی زندگی دی تھی۔ وہ پھر سے اپنے حسن وشباب کے ساتھ اس دنیا میں ایک طویل عرصے تک رہ سکتی تھی۔

اور شیوانی اکا اگنی ہوتری کی احسان مند تھی۔ وہ اس کے خوبصورت جسم میں رہ کر اپنے شوہر پورس کو خوش کر رہی تھی اور اپنے بیٹے عدنان کو بھرپور ممتا دے رہی تھی۔

اکا اگنی ہوتری نے کسی بچے کو جنم نہیں دیا تھا۔ وہ ماں کی ممتا کو کبھی اہمیت نہ دیتی لیکن شیوانی کی آتما اور اس کے اندر کی ممتا نے اکا کو مجبور کیا تھا کہ وہ بھی اس کے بیٹے کو ایک ماں کا بھرپور پیار دیتی رہے۔

پھر جناب تبریزی کی پیش گوئی نے انہیں فکر اور پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ عدنان کے روبرو آتے ہی شیوانی صرف چالیس دن تک بیٹے کو ماں کا پیار دیتی رہے گی۔ اس کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو جائے گی۔

اس پیش گوئی کے مطابق شیوانی کے ساتھ ساتھ اکا کا جسم بھی مردہ ہونے والا تھا۔ وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہونے والی تھی۔

اس پیش گوئی نے دونوں کو ہی پریشان کر دیا تھا۔ اکا پہلی بار ایک بیوی کی حیثیت سے پورس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزار رہی تھی۔ اسے جوانی کی نئی نئی خوشیاں مل رہی تھیں۔ وہ اتنی جلدی پورس کو چھوڑ کر اس دنیا سے نہیں جانا چاہتی تھی۔

اس نے شیوانی سے کہا۔ ''مجھے یقین نہیں آتا کہ جناب تبریزی کی پیش گوئی درست ثابت ہوگی۔ میں جسمانی طور پر پوری طرح صحت مند ہوں۔ مجھے کوئی بیماری بھی نہیں ہے اور تم تو آتما ہو۔ آتما کبھی بیمار نہیں ہوتی پھر ہمیں موت کیسے آئے گی؟''

شیوانی نے کہا۔ ''تم جناب تبریزی کو نہیں جانتیں۔ وہ ہمیشہ سچی پیش گوئی کرتے ہیں۔ بہت پہنچے ہوئے بزرگ ہیں لیکن میرا دل کہتا ہے ایک بار ہی سہی ان کی یہ پیش گوئی غلط ہو جائے۔ میں اپنے عدنان کے ساتھ ایک لمبی عمر جینا چاہتی ہوں۔''

لوی کرشل ایسے وقت شیوانی اور اکا کے دماغ میں مشترکہ جگہ بنا چکی تھی۔ ان کی باتیں سن رہی تھی پھر اس نے اپنے مقصد کے لیے انہیں بہکانا شروع کیا۔ وہ دونوں ہی ہندو تھیں۔ شیوانی بہت پہلے سے ہی اپنے دھرم کی طرف اکی مائل تھی کہ پورس سے شادی کرنے کے بعد بھی اپنے ہندو دھرم پر ہی قائم رہی تھی۔ اس معاملے میں وہ دونوں ہم خیال تھیں۔

اکا نے لوی کی مرضی کے مطابق کہا۔ ''شیوانی! میں تمہاری وجہ سے پورس کی پتنی بن گئی ہوں۔ اس کے ساتھ ازدواجی رشتہ قائم کر چکی ہوں لیکن میں نے اپنا دھرم نہ بدلا ہے نہ بدلوں گی۔''

شیوانی نے کہا۔ ''میں بھی یہی کہنے والی تھی کہ ہم جناب تبریزی جیسے مسلمان روحانی عامل کی بات کا یقین کیوں کریں؟ اگر وہ اپنے علم کے مطابق درست کہہ رہے ہیں تو ہمارے دھرم میں کتنے ہی اور تانترک مہاراج ہیں وہ جناب تبریزی کی پیش گوئی کا توڑ کر سکتے ہیں۔''

اکا نے کہا۔ ''بے شک' ہمیں اپنے دھرم کے کسی بہت بڑے گرو دیو کے چرنوں میں جانا چاہیے اور اپنی بپتا سنانی چاہیے۔''

شیوانی نے بھی کہا۔ ''بے شک' ایسے گیانی مہاراج ہی ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ جس طرح کالا علم کرنے والوں نے مجھے مرنے نہیں دیا۔ میری آتما کو ایک شریر سے دوسرے شریر تک پہنچاتے رہے اور مجھے اب تک زندہ رکھا۔ اسی طرح کوئی نہ کوئی گیانی مہاراج ہمیں لمبی عمر گزارنے کی راہ پر لے جا سکتے ہیں۔''

لوی کرشل نے انہیں جناب تبریزی کے خلاف بہکانے کے بعد ان کے مشترکہ دماغ پر تنویمی عمل کیا۔ شیوانی کو اپنی تابعدار بنالیا۔ اس کے ذہن میں یہ باتیں نقش کیں کہ اسے پورس کو چھوڑ کر کسی دوسری پناہ گاہ میں جانا چاہیے اور اس پر عمل کرنے والی لوی کرشل اسے ایک محفوظ پناہ گاہ تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پورس کے ساتھ رہے گی تو وہ اسے جناب تبریزی کی پیش گوئی کے خلاف کچھ کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔

شیوانی نے تنویمی نیند سے..... بیدار ہونے کے بعد فیصلہ کرلیا کہ وہ پورس کو چھوڑ کر وہاں سے چلی جائے گی اور جب ایک لمبی عمر حاصل کرلے گی تو اسے یہ خوش خبری سنانے کے لیے واپس آجائے گی۔

اس نے یہی بات اپنے بیٹے عدنان کو بھی سمجھائی ''بیٹے! کیا تم اپنی ماں کی خاطر کچھ دنوں کے لیے اپنے پاپا کو چھوڑ سکتے ہو؟''

اس نے پوچھا۔ ''آپ میرے پاپا کو کیوں چھوڑنا چاہتی ہیں؟''

''ہم ایک بہت بڑے گیانی مہاراج کے پاس جائیں گے۔ وہ مجھے بہت لمبی عمر دیں گے۔ اس کے بعد جناب تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق مجھے موت نہیں آئے گی۔ میں تمہارے ساتھ لمبی زندگی گزاروں گی۔ کیا تم ایسا نہیں چاہتے ہو؟''

اس نے اپنی بانہیں ماں کے گلے میں ڈالتے ہوئے کہا۔ ''میں یہ چاہتا ہوں' آپ کو کبھی موت نہ آئے۔ اگر کوئی لمبی عمر دے سکتا ہے تو میں آپ کی ہر بات مانوں گا۔''

''شاباش بیٹے! ہم یہاں سے کچھ عرصے کے لیے جائیں گے پھر تمہارے پاپا کے پاس لوٹ آئیں گے۔''

پورس نے عدنان کو سمجھایا تھا کہ اپنی ماں سے بے جا ضد نہ کیا کرو۔ ہمیشہ اسے خوش رکھو۔ اس کی ہر بات مانتے رہو۔ وہ بے چاری کچھ دنوں کی مہمان ہے۔

عدنان نے شیوانی کی بات اس لیے بھی مانی تھی کہ وہ اپنے باپ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ماں کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا۔

بہرحال آدھی رات کے بعد وہ ماں کے ساتھ گھر سے نکل آیا۔ اس گلی کے موڑ پر ان دونوں کے لیے ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اس میں بیٹھ گئے۔ ایک ڈومیسٹک فلائٹ میں دو سیٹیں ادھر کرائی گئی تھیں۔ وہ دونوں اس فلائٹ میں کلکتہ پہنچ گئے۔ وہاں بھی لوی کے آلۂ کار ایک گاڑی لے کر موجود تھے۔ وہ اس گاڑی میں بیٹھ کر کلکتہ شہر سے کچھ دور ایک چھوٹے سے گاؤں ستروگاچی پہنچ گئے۔

لوی نے شیوانی کے دماغ کو لاک کر دیا تھا۔ اس بات کا اندیشہ نہیں رہا تھا کہ ہم میں سے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر پہنچ کر لوی کی سازش کو سمجھ سکتا ہے۔ اس نے عدنان پر بھی تنویمی عمل کیا تھا لیکن یہ دیکھ کر پریشان ہوگئی تھی کہ ایک گھنٹے بعد ہی وہ اس کے اثر سے نکل چکا تھا۔

اس نے سفر کے دوران عدنان کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمائے رکھا۔ عارضی طور پر غائب دماغ بنائے رکھا تاکہ اسے یہ یاد نہ رہے کہ اس نے کسی طیارے میں سفر کیا ہے اور کسی بڑے شہر میں پہنچنے کے بعد وہاں سے گاڑی میں بیٹھ کر ستروگاچی نامی ایک چھوٹے سے ٹاؤن میں پہنچا ہوا ہے۔

وہاں ان کی رہائش کے لیے انتظامات کیے گئے تھے۔ ان کی حفاظت اور نگرانی کے لیے کتنے ہی مسلح گارڈز اس چھوٹی سی کوٹھی کے اندر اور باہر موجود تھے۔

لوی نے شیوانی کو حکم دیا تھا کہ جب تک کسی بہت بڑے گیانی مہاراج سے ملاقات نہ ہو' اور ان سے لمبی عمر حاصل ہونے کی خوشخبری نہ ملے تب تک وہ اس کوٹھی سے باہر نہیں نکلے گی اور عدنان کو بھی باہر نہیں جانے دے گی۔ اسے اپنے قابو میں رکھے گی۔

لوی نے وہاں پہنچ کر عدنان پر پھر تنویمی عمل کرنا چاہا۔ ایسے ہی وقت اس کے دماغ میں کتنے ہی خیالات گڈمڈ ہو گئے۔ اس کے ساتھ ایسا قدرتی طور پر ہوتا تھا۔ وہ کسی ایک خیال پر مرکوز نہیں رہتا تھا۔ کتنے ہی خیالات گڈمڈ ہو کر خیال خوانی کرنے والوں کو چیلنج کرتے تھے کہ کوئی آئے اور اس کے دماغ کو پڑھے۔

اس کے دماغ میں سب ہی آتے تھے لیکن کوئی بھی اس کے کسی ایک خیال کو پڑھ نہیں پاتا تھا۔ یہ معلوم نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کہاں ہے اور کن حالات سے گزر رہا ہے؟

لوی زندگی میں پہلی بار ایسے بچے کو دیکھ رہی تھی جو دماغی طور پر عجوبہ تھا اور خیال خوانی کی گرفت میں نہیں آرہا تھا۔ اس نے دوسری صبح فرہاد ٹو سے رابطہ کیا۔ اسے بتایا کہ عدنان ان کے لیے بہت بڑا مسئلہ بن سکتا ہے۔ اس پر تنویمی عمل بے اثر ہو چکا ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ آئندہ اسے کس طرح قابو میں رکھا جائے گا؟

فرہاد ٹو استنبول پہنچ گیا تھا۔ لوی اس کے استقبال کے لیے ایئرپورٹ آئی تھی۔ اسے دور سے دیکھتے ہی پہچان گئی۔ کیونکہ وہ ہوبہو میرا ہم شکل تھا۔ میرے ہی جیسا قد آور اور صحت مند بوڑھا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی آکر اس سے لپٹ گئی پھر بولی۔ ''ہائے فرہاد! آج تم سے مل کر فرہاد علی تیمور کے ساتھ رہنے کا خواب پورا ہو رہا ہے۔''

فرہاد ٹو نے اسے تھپکتے ہوئے کہا۔ ''تم دھوکا کھا رہی ہو۔ میں فرہاد ٹو ایک ڈی ہوں۔ اس کا آلۂ کار ہوں۔''

وہ فوراً ہی الگ ہو کر اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی پھر انکار میں سر ہلا کر بولی۔ ''تم مذاق کر رہے ہو!''

وہ سامان کی ٹرالی آگے بڑھاتے ہوئے بولا۔ ''باس کو تم سے رابطہ کرنا چاہیے تھا۔ یہ بتانا چاہیے تھا کہ میں درست کہہ رہا ہوں۔''

وہ ایسا کہتے ہی خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ کر بولا۔ ''میں تمہارا فرہاد بول رہا ہوں۔ یہ اس وقت جو تمہارے ساتھ ہے۔ میرا ایک بہت ہی قابل آلۂ کار ہے۔ میں نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے اسے اپنا ہم شکل بنایا

ہے۔ یہ بہت بڑا اتفاق ہے۔ ذہین بھی ہے اور ایک بہترین فائٹر بھی ہے۔"

نومی اس کے ساتھ پارکنگ ایریا کی طرف جا رہی تھی۔ سر گھما کر اسے دیکھنا چاہتی تھی۔ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ واقعی فرہاد لُو اس سے کہیں بہت دور ہے اور یہ جو ساتھ چل رہا ہے۔ خیال خوانی نہیں کر رہا ہے۔

فرہاد لُو نے اسے سر گھما کر اپنی طرف دیکھنے کا موقع نہیں دیا۔ وہ اس کی معمولہ اور تابعدار بھی تھی۔ اس کی مرضی کے مطابق سامنے کی طرف دیکھتی ہوئی چلتی رہی۔ کار کے پاس پہنچ کر سامان ڈگی میں رکھا گیا پھر وہ دونوں اگلی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئے۔

وہ کار اسٹارٹ کر کے خیال خوانی کے ذریعے بولی۔ "فرہاد! تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔ میں کتنی محبت اور بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی تھی مگر تم نے اپنے اس آلۂ کار کو بھیج دیا۔ کیا مجھ سے کسی طرح کا اندیشہ ہے؟ کیا میں بھروسے کے قابل نہیں ہوں؟"

وہ بولا۔ "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں محتاط رہنے کا عادی ہوں۔ استنبول میں فرہاد کے کتنے ہی دشمن ہوں گے۔ وہ تمہارے ساتھ اس کے ہم شکل کو دیکھ کر دھوکا کھائیں گے۔ اس پر قاتلانہ حملہ کریں گے تو میں ان حملہ کرنے والوں کو اچھی طرح پہچان سکوں گا پھر ان کے ذریعے ان دشمنوں تک پہنچ سکوں گا۔ وہ آئندہ مجھے فرہاد علی تیمور سمجھ کر نقصان پہنچانا چاہیں گے۔"

"بے شک، تمہیں محتاط ہی رہنا چاہیے۔ میں بھی تمہارے دشمنوں پر نظر رکھوں گی۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں استنبول چھوڑ کر تمہارے پاس چلی آؤں؟"

"تم ابھی اپنے بنگلے میں پہنچو۔ وہاں ہم عدنان اور شیوانی کے بارے میں بات کریں گے۔ میں بھی جا رہا ہوں۔ اس وقت تک تم میرے اس آلۂ کار سے گفتگو کرتی رہو۔ اسے بور نہ ہونے دو۔"

نومی کے دماغ میں خاموشی چھا گئی۔ وہ کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھانے لگی پھر سر گھما کر اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے اس آلۂ کار کو دیکھا۔ ایسے وقت وہ بھی اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے پوچھا۔ "مجھے کیا دیکھ رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "یہاں دیکھنے کے لیے تم ہی ہو۔ باہر جو حسینائیں دکھائی دے رہی ہیں۔ وہ تمہاری کار کی تیز رفتاری کے باعث تیزی سے گزر جاتی ہیں۔"

"کوئی ضروری ہے کہ تم حسین عورتوں کو ہی دیکھو؟ فرصت کے وقت کام کی بات نہیں سوچ سکتے؟"

"میں کام کے وقت کام کی بات سوچتا بھی ہوں اور جو کرنا ہوتا ہے وہ کرتا بھی ہوں لیکن آرام کے وقت صرف حسین نظاروں میں گم رہتا ہوں۔ دراصل حسن و شباب میری کمزوری ہے۔"

"پھر تو تم حسین عورتوں کو دوست بھی بناتے ہو گے؟"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "دوست سے بھی آگے بہت کچھ بنا لیتا ہوں۔ کل سے خالی پھر رہا ہوں۔ باس نے اس قدر مصروف رکھا ہے کہ کسی سے دوستی کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ تھینکس گاڈ! صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ تم مجھے مل رہی ہو۔"

اس نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا پھر ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے کہا۔ "اپنی اوقات میں رہو۔ میں کوئی ایسی ویسی نہیں ہوں۔"

"پہلی ملاقات میں ہر لڑکی یہی کہتی ہے کہ وہ ایسی ویسی نہیں ہے پھر ویسی بن جاتی ہے۔ جیسی ہم چاہتے ہیں۔"

اس نے ناگواری سے پوچھا۔ "کیا تمہارے باس نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ میں کون ہوں اور کتنی خطرناک ہوں؟"

"تمہارے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے لیکن مجھے بھی خطرات سے کھیلنے کی عادت ہے۔ تم زبردست ہو۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عورت خواہ کتنی ہی خونخوار ہو ذہین ہو اور اونچے سے اونچے مقام پر شاہانہ انداز میں رہتی ہو۔ اس سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اندر جھانک کر دیکھا جائے تو وہ صرف ایک عورت ہی نکلتی ہے۔"

نومی نے اسے حقارت سے دیکھا پھر کہا "اگر تم میرے فرہاد کے آلۂ کار نہ ہوتے تو ابھی تمہارا منہ توڑ کر کار سے باہر پھینک دیتی۔"

پھر اس نے جھنجلا کر خیال خوانی کے ذریعے فرہاد لُو کو مخاطب کیا۔ وہ بولا۔ "میرے دماغ سے فوراً جاؤ، میں اس وقت بہت مصروف ہوں۔"

"تمہارا یہ آلۂ کار میرے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ تم دشمنوں کو برداشت کر لیتی ہو اور میرے آلۂ کار کو برداشت نہیں کر سکتیں؟ صرف آدھے گھنٹے کی تو بات ہے۔ میں تم سے ابھی رابطہ کروں گا۔ فی الحال یہاں سے جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ نومی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس نے فرہاد لُو سے رابطہ کرنے کے لیے کار کو روک دیا تھا پھر اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھانے لگی۔

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "میں سب سمجھ رہا ہوں۔ اس وقت تم نے میرے باس سے رابطہ کیا ہوگا؟ میری شکایت کی ہوگی؟ شاید تم نہیں جانتیں کہ میں باس کے لیے کس قدر اہم ہوں۔ ان کا رائٹ ہینڈ ہوں۔ اگر تم مجھے نقصان پہنچاؤ گی تو سمجھ لو ان کا دایاں ہاتھ بیکار ہو جائے گا اور وہ ایک ہاتھ سے محروم ہو جائیں گے۔"

وہ خاموش رہی۔ اس کے منہ لگنا نہیں چاہتی تھی۔ یہ سمجھ گئی تھی کہ اس سے جتنی بحث کرے گی وہ اسے اتنا ہی غصہ دلائے گا۔ اس نے بنگلے کے سامنے پہنچ کر کار روک دی پھر اترتے ہوئے کہا۔ "وہ.... ادھر گیسٹ ہاؤس ہے۔ اپنا سامان لے جا کر وہیں رہو۔ جب تک تمہارے باس میرے قریب آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ تب تک تم مجھ سے دور رہو گے۔"

وہ پلٹ کر جانے لگی۔ اس نے کہا۔ "لیکن باس نے مجھے ایسی کوئی ہدایت نہیں کی ہے۔"

اس نے غصے سے کہا۔ "وہ اس وقت بہت مصروف ہیں۔ جب مجھ سے رابطہ نہیں کر رہے ہیں تو تم سے کیسے کریں گے؟ اب زیادہ بکواس نہ کرو۔ گیسٹ ہاؤس میں جاؤ۔"

وہ پلٹ کر تیزی سے چلتی ہوئی بیرونی دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔ کچن کے اندر فریج سے جوس نکال کر پینے لگی۔ وہ ہمیشہ اپنے دماغ کو ٹھنڈا رکھتی تھی لیکن پتا نہیں کیوں اس آلۂ کار کی باتوں سے غصے میں آ گئی تھی۔ ٹھنڈا جوس پیتے ہوئے اسے یوں لگا جیسے ابھی کوئی اس کے پیچھے سے گزر کر گیا ہو۔

اس نے فوراً ہی پلٹ کر دیکھا۔ آس پاس کوئی نہیں تھا۔ نہ اس لاؤنج کا کوئی دروازہ کھلا تھا، نہ ہی بند ہوا تھا۔ وہ پھر سے جوس پینے لگی۔

آخری گھونٹ میں ایک زوردار ٹھسکا سا لگا۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر کھانسنے لگی۔ گلاس کو ایک طرف رکھ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ کھانسی تھی کہ رُکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ کھانستے کھانستے اس کا برا حال ہو گیا تھا۔ بڑی دیر کے بعد کچھ آرام ملا تو وہ گہری گہری سانسیں لے کر سوچنے لگی۔ "یہ اچانک میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

اسے یاد آیا کہ آخری گھونٹ پیتے وقت اس نے ایک لمبی سانس کھینچی تھی۔ جس کی وجہ سے ٹھسکا لگا تھا۔ اس نے انکار میں سر ہلا کر سوچا "نہیں، میں نے کبھی ایسی احمقانہ حرکت نہیں کی۔ مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور صرف فرہاد ہی مجھے مجبور کر سکتا ہے۔ وہی میرے دماغ پر قبضہ جما کر جو کام لینا چاہے لے سکتا ہے۔"

اس نے سوچ کے ذریعے فرہاد لُو کو مخاطب کیا۔ "فرہاد! کیا تم میرے اندر موجود ہو؟ کیا یہ شرارت تم نے کی ہے؟ بولو.... تم ہی ہو ناں؟ بے شک، تمہارے سوا کوئی اور میرے اندر نہیں آ سکتا۔"

اسے اپنے اندر دھیمی دھیمی بھاری بھرکم ہنسی سنائی دی پھر خاموشی چھا گئی۔ وہ انتظار کرنے لگی کہ ہنسنے کے بعد وہ کچھ بولے گا لیکن وہ اس کے اندر آ کر پھر کہیں گم ہو گیا تھا۔

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "دیکھو! میں بری طرح الجھ رہی ہوں کیونکہ اب سے پہلے تم نے ایسا مذاق کبھی نہیں کیا ہے۔ مجھ سے بات کرو یا پھر مجھے اپنے پاس آنے دو۔"

اس نے پھر انتظار کیا لیکن خاموشی رہی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے فرہاد لُو تک جانے کی کوشش کی لیکن پرواز نہ کر سکی۔ یہ بات سمجھ میں آنے لگی کہ اس کا دماغ پرائی گرفت میں ہے اور وہی اسے خیال خوانی کی پرواز کرنے سے روک رہا ہے۔

اسے خطرہ محسوس ہونے لگا اگر اس کے اندر فرہاد لُو ہوتا تو ایسا سنگین مذاق نہ کرتا۔ وہ کوئی اور تھا جو اس کے اندر گھس آیا تھا۔ یہ حیرانی کی بات تھی کہ کوئی دوسرا اس کے اندر کیسے چلا آیا؟ جبکہ فرہاد لُو نے اس کے دماغ کو لاک کیا ہوا تھا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر موبائل فون نکال کر فرہاد لُو سے رابطہ کرنا چاہتی تھی لیکن اسے جو نمبر پنچ کرنے چاہیے تھے وہ کر نہیں پا رہی تھی۔ بار بار غلطیاں کر رہی تھی۔ تب اسے ماننا پڑا کہ فرہاد لُو نے جس لب و لہجے میں اس کے دماغ کو لاک کیا ہے۔ کوئی دوسرا ابھی اسی لب و لہجے کو اختیار کر کے اس کے اندر چلا آیا ہے۔

اگر ایسا ہے تو اس آنے والے کو فاتحانہ انداز میں اسے چیلنج کرنا چاہیے تھا۔ اپنا نام بتانا چاہیے تھا اور فخر سے کہنا چاہیے تھا کہ اب وہ اسے اپنی تابعدار اور معمولہ بنا چکا ہے لیکن ایسا کچھ نہیں ہو رہا تھا۔ وہ آنے والا کہیں گم ہو گیا تھا۔

اس کے ذہن میں بات آئی کہ گیسٹ ہاؤس میں اس آلۂ کار کے پاس جائے، اسے بتائے کہ کوئی دشمن اس کے دماغ میں چلا آیا ہے۔ فوراً ہی یہ اطلاع فرہاد لُو تک پہنچائی جائے۔

وہ اس آلۂ کار سے ملنے کے لیے بنگلے سے باہر گیسٹ ہاؤس کی طرف جانا چاہتی تھی لیکن یہ دیکھ کر پریشان ہو رہی تھی کہ با[illegible]نے کے بجائے وہ اپنے گھر کے بیڈ روم کی طرف جا رہی تھی۔

اس نے رکنا چاہا۔ وہاں سے پلٹ کر پھر باہر کی طرف جانا چاہا لیکن وہ اپنے اختیار میں نہیں تھی۔ وہ بے اختیار بیڈ روم کا دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔ اندر وہ کھڑا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی وہ دوڑتی ہوئی آ کر اس سے لپٹ گئی پھر کہنے لگی۔ ''میں سمجھ گئی تھی کہ تم ہی میرے اندر ہو اور مجھ سے ایسا سنگین مذاق کر رہے ہو۔ جاؤ..... میں تم سے نہیں بولوں گی۔''

اس نے پوچھا۔ ''کس سے نہیں بولو گی؟ مجھ سے یا اپنے بہروپیے فرہاد سے.....؟''

وہ ایک دم سے چونک گئی۔ اس سے الگ ہو گئی اسے ٹٹولتی نظروں سے دیکھ کر بولی۔ ''کیا تم میرے فرہاد نہیں ہو؟ کیا... کیا تم اس کے آلۂ کار ہو؟ لیکن... تم تو گیسٹ ہاؤس میں تھے' یہاں کیسے آئے؟ میں نے بیرونی دروازے کو اندر سے بند کیا تھا۔''

اس نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ ''اس وقت میں تمہارے اندر ہی تھا۔ تم نے میری مرضی کے مطابق دروازے کو اندر سے بند نہیں کیا تھا پھر جوس پیتے ہوئے تمہیں محسوس ہوا کہ تمہارے پیچھے سے کوئی گزر گیا ہے۔ وہ بھی میں ہی تھا۔''

وہ خوش ہو کر اس سے بولی۔ ''اس کا مطلب... تم ہی میرے دل و دماغ پر حکومت کرنے والے فرہاد ہو؟''

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ''نہیں' اپنی اس خوش فہمی کو ختم کر دو۔ میں بہروپیا نہیں ہوں۔''

وہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر حیرانی اور پریشانی سے بولی۔ ''تم اس کے آلۂ کار ہو اور اگر ہو تو ٹیلی پیتھی کیسے جانتے ہو؟''

''نہ تو میں بہروپیا فرہاد ہوں اور نہ ہی اس کا آلۂ کار ہوں۔ ایئر پورٹ سے یہاں تک تمہارے اندر وہ بہروپیا فرہاد نہیں بول رہا تھا۔ یہاں بھی میں نے تمہارے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔ میری ہی وجہ سے تمہیں ٹھوکا لگا تھا۔ مجھے غور سے دیکھو اور سمجھو.....، اگر میں تمہارا بہروپیا فرہاد دوست نہیں ہوں تو پھر کون ہوں؟''

وہ پریشان ہو کر پوری ذہانت سے سوچ رہی تھی کہ وہ کون ہو سکتا ہے؟ اس کا ذہن چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ اصلی فرہاد اس کی گردن دبوچنے آ پہنچا ہے۔

وہ بولا۔ ''تم بالکل درست سوچ رہی ہو۔ جب تم سونیا بن کر مجھے دھوکا دینے میری تنہائی میں آ سکتی ہو' میرے ساتھ رنگین اور سنگین لمحات گزار کر جا سکتی ہو تو کیا میں تمہیں دھوکا دے کر تمہاری تنہائی میں نہیں آ سکتا؟''

یہ سن کر ہی وہ خوف سے لرز گئی۔ اسے پوری طرح یقین ہو گیا کہ وہ اصل فرہاد کے شکنجے میں آ چکی ہے۔ یقین ہو جانے کے باوجود اس نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''مجھے یقین نہیں ہو رہا ہے۔ اس نے میرے دماغ کو لاک کیا تھا پھر تم میرے اندر کیسے چلے آئے؟''

''سیدھی سی سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ میں نے تمہارے بہروپیے فرہاد کو اپاہج بنا دیا ہے۔ اب وہ خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں رہا ہے۔ نہ وہ چل پھر سکتا ہے' نہ خیال خوانی کے ذریعے کہیں پہنچ سکتا ہے۔ میں چاہتا تو اسے جان سے مار ڈالتا لیکن میں نے اسے ایک اپاہج کی زندگی گزارنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔''

وہ اس کے قریب آ کر اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے بولا۔ ''اب تمہاری سمجھ میں آیا کہ میں اس کے خیالات پڑھ کر وہ مخصوص لب و لہجہ معلوم کرنے کے بعد تمہارے دماغ کا حکمران بن گیا ہوں۔''

وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولی۔ ''پلیز۔ میرے بالوں کو چھوڑ دو۔ تم تو روز اول سے ہی میرے دل و دماغ پر حکومت کرتے آ رہے ہو۔ تمہیں حاصل کرنے کے لیے میں نے طرح طرح کی چالیں چلیں لیکن تم ہی مجھے ٹھکراتے رہے۔''

''تم نے جتنی بھی چالیں چلیں' مجھے جو بھی نقصان پہنچایا۔ اس کے لیے میں تمہیں معاف کر سکتا ہوں لیکن سونیا کو جن مصیبتوں میں مبتلا کرتی رہیں۔ اس کی معافی نہیں ملے گی۔ تمہاری وجہ سے وہ بے چاری اپنی یادداشت کھو بیٹھی تھی۔ ہم سب سے بچھڑ کر دربدر کی ہو گئی تھی۔ اب تم بھی اسی طرح دربدر ہو جاؤ گی۔ مصیبتیں جھیلتی رہو گی اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بدترین آلۂ کار بنتی رہو گی۔ جہاں بھی جاؤ گی وہاں تمہاری عزت کی دھجیاں اڑائی جائیں گی۔''

''میں ہمیشہ اسی اندیشے میں رہی کہ جب بھی تمہاری گرفت میں آؤں گی۔ تم بری طرح انتقام لو گے۔ اب تو میں تمہارے رحم و کرم پر ہوں۔ چاہے سزا دے کر چھوڑ دو یا مار ڈالو۔ کیا تم مجھے اپنی اور سونیا کی کنیز بنا کر نہیں رکھ سکتے؟''

''میں پہلے تمہارا برین واش کروں گا۔ تمہارے دماغ سے ٹیلی پیتھی کی صلاحیت مٹا دوں گا۔ تم بالکل ناکارہ ہو جاؤ گی۔ کسی کے بھی کام کی نہیں رہو گی۔ جہاں جاؤ گی۔ ٹھکرائی جاؤ گی۔''

وہ اس سے لپٹ کر اپنے بدن کی گرمی پہنچاتے ہوئے بولی۔ ''مجھ سے بڑی سے بڑی شرط منوا لو لیکن مجھے ٹیلی پیتھی

سے محروم نہ کرو۔ تم جو کہو گے' میں کروں گی۔"

"تمہارا وہ بہروپیا فرہاد بھی غبارے کی طرح پھول رہا تھا۔ میں نے اس کی ساری ہوا نکال دی۔ اسے بے دست و پا بنا کر چھوڑ دیا۔ جانتی ہو کیوں؟"

اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ بولا۔ "میں نے اس بہروپیے سے کہا ہے کہ وہ اسی طرح بے یار و مددگار رہے گا اور جس نومی کرسٹل کے ذریعے اس نے میرے پوتے اور شیوانی کو اغوا کروایا ہے۔ وہی نومی اسے موت کے گھاٹ اتارے گی۔"

"تم جو حکم دو گے۔ میں اس کی تعمیل کروں گی لیکن مجھے معاف کر دو۔ اپنی کنیز بنا کر رکھو۔ میں ساری عمر تمہارے پاؤں کی جوتی بن کر رہوں گی۔"

"ٹھیک ہے' میں اسی شرط پر معاف کروں گا کہ تم اس بہروپیے فرہاد کے پاس جاؤ گی۔ اس کے منہ پر تھوک کر اسے ٹھوکر مار کر ذلیل کرو گی پھر گولی مار کر ہلاک کر دو گی۔"

"مجھے ابھی وہاں لے چلو۔ میں ابھی تمہاری یہ شرط پوری کروں گی۔"

"وہاں اس کی حالت دیکھ کر تمہیں ترس آئے گا کیونکہ تم اسے اپنا فرہاد علی تیمور بنا کر ساری زندگی اس کے ساتھ گزارنا چاہتی تھیں۔"

وہ حقارت سے بولی۔ "اونہہ..... مجھے اور اس پر ترس آئے گا؟ وہ میرا سگا نہیں ہے۔ اس سے کوئی خون کا رشتہ نہیں ہے۔ نہ ہی اس کے لیے میرے دل میں کوئی عاشقانہ جذبات ہیں۔"

"کیا تم اسے دل و جان سے نہیں چاہتی ہو؟"

"ہرگز نہیں۔ اس نے مجھے دھوکے سے ٹریپ کیا تھا۔ میں اپنے چہرے کی پلاسٹک سرجری کرا رہی تھی۔ اس دوران میں ذرا کمزور ہو گئی تھی۔ اس نے میری اسی کمزوری کا فائدہ اٹھایا ہے۔ مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے۔ تم تو اچھی طرح جانتے ہو کہ میں شروع سے ہی تمہارے لیے دیوانی ہو رہی ہوں۔ تمہیں حاصل کرنے کے لیے کیسی کیسی سازشیں کرتی رہی تھی؟ کیسے کیسے خطرات سے کھیلتی رہی تھی؟ میں نے سونیا جیسی ناقابل شکست عورت کو تمہاری زندگی سے نکال دیا تھا۔ کیا تم اس سے میری دیوانگی اور محبت کا اندازہ نہیں کر سکتے؟"

"ہاں' یہ تو میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم میرے لیے پاگل ہوتی رہتی ہو اگر میں تمہیں سونیا کی جگہ نہ دوں صرف دوست بنا کر رکھوں تو کیا میری وفادار بن کر رہو گی؟"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "تھینکس گاڈ! تم اس حد تک [illegible] بھروسا کرتے ہو۔ میں بھی تمہیں یقین دلاتی ہوں۔ [illegible] بار مجھے اپنی زندگی میں آنے اور خدمت کرنے کا موقع [illegible] دیکھو کہ میں تم سے کتنی محبت کرنے والی وفادار دوست [illegible] ہوتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں آزماؤں گا مگر ایک بار [illegible] سے کہہ دو کہ ابھی میرے ساتھ اس بہروپیے فرہاد کے [illegible] جاؤ گی۔ اس کے منہ پر تھوکو گی اور اسے ٹھوکریں مارو گی۔"

"تم جو کہو گے' میں وہ کروں گی۔ تمہارے سامنے [illegible] ہاتھوں سے اسے گولی ماروں گی۔"

"تم اسے گالیاں بھی دو گی۔"

"ہاں' دوں گی۔ بہت ساری گالیاں دوں گی۔"

"مثلاً کیسی گالیاں دو گی؟ مجھے کوئی گالی سناؤ۔"

وہ اسے ماں بہنوں کی شرمناک گالیاں [illegible] لگی۔ ایسے ہی وقت منہ پر ایک زوردار طمانچہ پڑا۔ اس [illegible] گھوم گیا۔ وہ لڑکھڑا کر ذرا دور گئی۔ پھر حیرانی اور پریشانی [illegible] سامنے کھڑے ہوئے فرہاد کو دیکھنے لگی۔ وہ آگے بڑھ کر [illegible] طمانچہ رسید کرتے ہوئے بولا۔ "کتے کی بچی.....! یہ ثابت [illegible] گیا کہ میرا وہ دشمن فرہاد علی تیمور تجھے جب بھی ٹریپ کرے گا۔ تو اسے خوش کرنے کے لیے مجھے گولی مار دے گی اور [illegible] مارنے سے پہلے مجھ پر تھوکے گی اور ایسی شرمناک گالیاں [illegible] دے گی۔ ذلیل عورت! تُو تو بازاری عورتوں سے بھی [illegible] ہے۔"

وہ بولتا جا رہا تھا اور اس کی پٹائی کرتا جا رہا تھا۔ [illegible] سمجھ میں آ گئی تھی کہ اس وقت اپنے عامل فرہاد ٹو کے [illegible] ہے اور وہ اب تک اُسے اُلّو بناتا رہا تھا۔

وہ بھی بہترین فائٹر تھی۔ اپنا بچاؤ کرنا جانتی تھی۔ [illegible] دماغ تو اس عامل کے قبضے میں تھا اور وہ اس کی مرضی [illegible] اپنے بچاؤ کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے بری [illegible] مار کھا رہی تھی۔

فرہاد ٹو نے پٹائی کرتے ہوئے اسے اٹھا کر بیڈ [illegible] پھینک دیا۔ اس کے بدن سے کپڑے نوچنے لگا۔ وہ [illegible] کہہ رہی تھی۔ "مجھے مار ڈالو مگر میری بات کا یقین کرو [illegible] اس کے سامنے تمہیں گالیاں دے کر تمہارے پاس [illegible] صورت نکال رہی تھی۔ میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ سچ کیا [illegible] جھوٹ کیا ہے؟ مجھے یقین نہیں تھا کہ فرہاد تمہارے جیسے [illegible] اتنی جلدی بے دست و پا بنا کر چھوڑ دے گا۔ میں پہلے [illegible] کرنا چاہتی تھی۔ تمہارے پاس پہنچنا میرے لیے [illegible]

تھا۔"

وہ اس کے بدن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔ "پہلے تو میں تمہارے پاس ہی پہنچ رہا ہوں۔ کئی دنوں کا بھوکا پیاسا ہوں' پیٹ بھرنے اور سیراب ہونے کے بعد تم پر پھر ایک بار تنویمی عمل کروں گا اور بڑی پختگی سے عمل کروں گا۔ یہ بات تو اچھی طرح سمجھ میں آ گئی ہے کہ تو کسی وقت بھی مجھے دھوکا دے سکتی ہے۔ بے وفائی کر سکتی ہے۔ لہٰذا میں جلد سے جلد تجھ سے اپنے اہم کام کرا لوں گا۔"

اس نے اس کی بری طرح پٹائی کر کے اس لیے زخمی کیا تھا کہ وہ عارضی طور پر خیال خوانی کے قابل ہی نہ رہے۔ کیونکہ جب مرد شیر بن کر جھنجھوڑتا ہے تو جذبات کے آخری لمحات میں اس حد تک ڈھیلا اور کمزور ہو جاتا ہے کہ یوگا کی مہارت کے مطابق سانس روکنے کے قابل نہیں رہتا۔ ایسے وقت وہ اس کے دماغ میں آ سکتی تھی۔ اس پر حاوی ہو سکتی تھی۔ اسے زیر کر سکتی تھی، اسی لیے اس نے نومی کو خیال خوانی کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

☆☆☆

جمائلہ غسل سے فارغ ہو کر بالکل فریش ہو گئی۔ لباس تبدیل کر کے سونیا کے سامنے آئی تو اس نے آگے بڑھ کر اسے چومتے ہوئے کہا۔ "تم تو میری بہت پیاری بیٹی ہو۔ میرے ساتھ ہمیشہ رہو گی ناں؟"

وہ اس سے لپٹ کر بولی۔ "ہاں مما! آپ سے اتنا پیار مل رہا ہے کہ میں آپ کو کبھی چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔"

پھر اس نے الگ ہو کر کہا۔ "یہ جگہ بہت اچھی ہے۔ میں پورے ادارے کو گھوم گھوم کر دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"تم جہاں چاہو گی' وہاں جا سکو گی۔ کوئی تمہیں نہیں روکے گا۔ فی الحال ابھی ہم جناب تمریزی سے ملاقات کرنے جا رہے ہیں۔"

سونیا نے فون اٹھا کر دو نمبر پنچ کیے پھر کان سے لگا کر کہا۔ "ایک تھری سیٹر لے آؤ۔ ہمیں اعلیٰ حضرت (جناب تمریزی) کے حجرے میں جانا ہے۔"

اس نے دوسری طرف کی بات سنی پھر ریسیور رکھ دیا۔ پانچ منٹ کے اندر ہی ایک کارندہ تھری سیٹر ٹرالی لے کر دروازے پر آ گیا۔ وہ دونوں پچھلی دو سیٹوں پر بیٹھ گئیں۔ وہ کارندہ اسے ڈرائیو کرتا ہوا جناب تمریزی کے حجرے کی طرف جانے لگا۔

جمائلہ نے پوچھا۔ "مما! آپ کے دوسرے تمام بچے کہاں ہیں؟"

"تقریباً سب ہی ادارے کے باہر ہیں۔ پارس' پورس' اعلیٰ بی بی' میرا پوتا عدنان اور میری بہو شیوانی انڈیا میں ہیں۔ میری ایک پوتی انوشے یہاں تعلیم و تربیت حاصل کر رہی ہے۔ انتہائی ذہین لڑکی ہے۔ وہ ابھی آٹھ برس کی ہے اور اسے روحانیت کے ابتدائی مراحل میں روحانی ٹیلی پیتھی سکھائی گئی ہے۔ آج اس سے بھی تمہاری ملاقات ہو گی۔"

دوسری طرف سے میں ایک ٹرالی ڈرائیو کرتا ہوا آ رہا تھا۔ میں نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو کارندے نے ٹرالی روک دی۔

وہ دونوں سیٹوں سے اتر گئیں۔ سونیا نے کہا۔ "یہ تمہارے پاپا فرہاد علی تیمور ہیں۔"

اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔ میں اس ادارے میں اصلی چہرے کے ساتھ تھا۔ وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر پیشانی کو چومتے ہوئے کہا۔ "خوش آمدید۔ یہاں تم ایک نئی زندگی شروع کرنے والی ہو۔"

سونیا نے پوچھا۔ "تم کہاں جا رہے ہو؟"

"میں تمہاری ہی طرف آ رہا تھا۔ ایک بہت ہی بری خبر ہے۔"

سونیا نے فکرمندی سے مجھے دیکھا پھر کہا۔ "اللہ خیر کرے....."

"پچھلی رات سے عدنان اور شیوانی غائب ہیں۔"

"یا خدا! کیا پورس ان کے ساتھ نہیں تھا؟"

"وہ رات کو گہری نیند میں تھا۔ صبح اٹھ کر دیکھا تو وہ ماں بیٹا گھر میں نہیں تھے۔ اس نے سوچا' شاید شیوانی پوجا پاٹ کے لیے گئی ہے۔ ایک گھنٹا انتظار کرنے کے بعد اس نے اعلیٰ بی بی سے کہا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے شیوانی اور عدنان سے رابطہ کرے' معلوم کرے کہ وہ کہاں ہیں؟"

سونیا نے کہا۔ "کیا عالی بھی خیال خوانی کے ذریعے معلوم نہ کر سکی کہ وہ دونوں کہاں ہیں؟"

"ہاں' یہی بات ہے۔ وہ کئی بار شیوانی کے دماغ میں جانے کی کوششیں کرتی رہی اور وہ ہر بار سانس روکتی رہی۔ عدنان کے دماغ میں مختلف خیالات گڈمڈ ہو رہے تھے۔ لہٰذا اس کے ذریعے بھی کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ پتا نہیں وہ دونوں کہاں ہیں؟"

سونیا نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "شیوانی اپنی مرضی سے نہیں گئی ہو گی۔ کیونکہ وہ عدنان اور پورس کو پا کر

بہت خوش تھی۔ ایسے کچھ کہے سنے بغیر اپنے بیٹے کے باپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گی۔“

”فی الحال تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان دونوں کو اغوا کیا گیا۔ بہرحال تم کہاں جا رہی ہو؟“

”ہم جناب تمریزی کی قدم بوسی کے لیے جا رہے ہیں۔“

”مجھے بھی وہاں جانا چاہیے۔ ان سے عدنان اور شیوانی کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔“

میں نے ڈرائیور سے کہا کہ وہ میری ٹرالی لے جائے پھر ہم تینوں تھری سیٹر پر آ کر بیٹھ گئے۔ میں نے اسے ڈرائیو کرتے ہوئے کہا۔ ”ہمارے پوتے کو تو ادارے سے باہر جانا ہی نہیں چاہیے۔ یہ باہر جاتے ہی طرح طرح کے مسائل پیدا کرنے لگتا ہے۔“

سونیا نے کہا۔ ”ہمارا پوتا جان بوجھ کر تو ایسا نہیں کرتا ہے۔ نجانے اس کے دشمن کہاں سے پیدا ہو جاتے ہیں؟“

میں نے کہا۔ ”شیوانی کو بھی اس ادارے میں آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ورنہ ہم ماں بیٹے کو باہر نہیں رہنے دیتے۔ فوراً یہاں لے آتے۔“

”میرا پوتا اپنی ماں کی محبت میں مجھ سے دور چلا گیا ہے۔ پتا نہیں، اب کیسی کیسی مصیبتوں سے گزرنے والا ہے؟“

”اعلیٰ حضرت کی پیش گوئی کے مطابق شیوانی چالیس دنوں کے بعد مرنے والی ہے۔ اکیس دن تو گزر چکے ہیں۔ اب انیس دن رہ گئے ہیں۔ عدنان باقی کے یہ دن بھی ہر حال میں اپنی ماں کے ساتھ گزارے گا۔ ہم اسے واپس بھی لانا چاہیں گے تو کبھی نہیں آئے گا۔“

جمائلہ نے حیرانی سے پوچھا۔ ”کیا واقعی کوئی ایسی بات ہونے والی ہے؟ آپ کے پوتے کی ماں یعنی آپ کی بہو انیس دنوں کے بعد مر جائے گی؟“

پھر سونیا اسے شیوانی کے بارے میں بتانے لگی کہ کس طرح اس کی آتما ایک دوسری لڑکی الکا اگنی ہوتری کے اندر سمائی ہوئی ہے۔ وہ آتما کئی جسموں میں بھٹکتی رہی ہے۔ اس بار انیس دنوں کے بعد اسے ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے گی پھر وہ اس دنیا سے نکل کر عالمِ ارواح میں پہنچ جائے گی۔

وہ جناب تمریزی کے حجرے کے سامنے پہنچ گئے۔ اس حجرے کے اندر یا باہر کوئی موجود نہیں رہتا تھا۔ وہ اپنی خدمت کے لیے کسی کو بھی نہیں بلاتے تھے۔ اپنا جو بھی کام ہوتا تھا، خود ہی کیا کرتے تھے۔

وہ تینوں ٹرالی سے اتر کر دروازے پر آئے، جب دروازہ بند ہوتا تھا تو پھر وہاں آنے والے واپس چلے جاتے تھے۔ اس کا مطلب یہی ہوتا تھا کہ وہ عبادت میں مصروف ہیں۔ اس وقت دروازہ کھلا ہوا تھا۔

ان تینوں نے اندر آ کر انہیں سلام کیا۔ ان کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ جمائلہ نے جھکی جھکی نظروں سے انہیں دیکھا۔ سفید داڑھی، سر کے سفید بال سفید ہی لباس اور اس پر پُر نور چہرہ ایسا لگ رہا تھا، جیسے کوئی فرشتہ آسمان سے اتر کر یہاں بیٹھ گیا ہو۔

وہ انہیں دیکھتے ہی متاثر ہو گئی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ایک ننھے سے ذرّے کی مانند ہے۔ پہاڑ کے قدموں میں پہنچتے ہی گم ہو گئی ہے، اپنی ہستی کو بھول چکی ہے۔

ان کی نہایت ہی شیریں اور نرم آواز دل میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔ ”جمائلہ! تم اب تک دوہری زندگی گزار رہی ہو۔ دن کو مثبت اور رات کو منفی اعمال کی حامل ہو جاتی ہو۔ ایسے افراد کی کمی نہیں ہے جو اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ خیر کی طرف بھی آتے ہیں اور شر کی طرف بھی بھٹکتے ہیں لیکن شر تم پر شدت سے حاوی ہو جاتا ہے۔ شیطانی قوت تمہیں حصار میں لے لیتی ہیں۔ اس لیے تم عجیب غریب اور خطرناک لڑکی کہلانے لگی ہو۔“

وہ ذرا چپ ہوئے۔ جمائلہ کا سر جھکا ہوا تھا۔ وہ دھیمی آواز میں بولی۔ ”میں شام کے بعد بھی ایک مسلمان عبادت گزار لڑکی بن کر رہنا چاہتی ہوں۔ اسی لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔“

انہوں نے کہا۔ ”یہ کہاوت بہت مشہور ہے کہ صبح کا بھولا شام کو گھر آتا ہے۔ یعنی صبح سے بھٹکنے والا شام کو صحیح راہ پر آتا ہے لیکن تم شام کو بھٹکتی ہو اور صبح صحیح راہ پر آتی ہو۔ اب شام کو دیکھنا ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟“

ہم سب نے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ آنکھیں بند کر کے زیرِ لب کچھ پڑھنے لگے تھے پھر انہوں نے کہا۔ ”تم اپنے موڈ اور مزاج کے مطابق کبھی فجر کی، کبھی ظہر کی اور عصر کی نمازیں پڑھتی ہو لیکن کبھی مغرب اور عشا کی نمازیں نہیں پڑھ سکیں کیونکہ مغرب کے وقت سے ہی تمہارے اندر ہلچل سی پیدا ہونے لگتی ہے۔ جیسے جیسے رات کی تاریکی پھیلتی ہے۔ تم اپنی نیکی، شرافت، اپنی تہذیب، اپنا دین سب کچھ بھول جاتی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تم نے آج تک کبھی مغرب اور عشا کی نماز ادا نہیں کی۔“

اس نے کہا۔ ”آپ نے درست فرمایا۔ میں بہت بدنصیب ہوں۔ آج تک پورے پانچ وقت کی نمازیں ادا نہیں کر سکی۔“

”اللہ نے چاہا تو کر سکو گی۔ آج عصر کے بعد میرے ساتھ حجرے میں آ جاؤ۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا رہوں گا۔ اگر اس معبود کو منظور ہوا تو تم میرے ساتھ ہی مغرب اور عشا کی نماز ادا کر سکو گی۔“

میں نے اور سونیا نے مطمئن ہو کر جمائلہ کو دیکھا۔ سونیا نے جناب تمریزی سے کہا۔ ”اعلیٰ حضرت! یہ شام سے پہلے آپ کے پاس آ جائے گی تو ہمیں امید قوی ہے کہ مثبت نتائج ہی سامنے آئیں گے۔ اللہ نے چاہا تو اس کی زندگی میں مثبت تبدیلیاں آئیں گی۔“

میں نے کہا۔ ”یہ اچھی تعلیم یافتہ لڑکی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ ادارے کے مطابق تعلیم و تربیت حاصل کرے۔“

”بے شک، یہ کل سے لڑکیوں کے ہوسٹل میں رہے گی اور اسے تمہاری پوتی آونشے کے ساتھ رکھا جائے گا۔“

سونیا نے کہا۔ ”اعلیٰ حضرت! جو بھی اطلاع ہمیں ملتی ہے۔ اس کی خبر آپ کو تو بہت پہلے سے ہو جاتی ہے۔ آپ تو جانتے ہی ہوں گے کہ عدنان اور شیوانی کہیں گم ہو گئے ہیں۔“

”اور ہماری دنیا میں ہوتا ہی کیا ہے؟ کوئی پاتا ہے، کوئی کھوتا ہے۔ کوئی ملتا ہے، کوئی بچھڑتا ہے اور کوئی بچھڑ کر پھر مل جاتا ہے۔ جب تک یہ دنیا قائم ہے۔ یہی تماشے ہوتے رہیں گے۔“

میں نے پوچھا۔ ”کیا انہیں اغوا کیا گیا ہے؟“

”ہاں، کہہ سکتے ہیں لیکن اغوا ہونے میں ماں بیٹے کی مرضی شامل ہے۔“

میں نے اور سونیا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے ان کی طرف دیکھا، وہ بولے۔ ”وہ نہیں چاہتی کہ آج سے انیس دن کے بعد اسے موت آئے۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی گئی ہے کہ میری پیش گوئی کے خلاف اسے لمبی زندگی مل سکتی ہے۔ اب سے پہلے وہ عدنان کو اس ادارے میں آنے سے روکتی رہی تھی۔ اس بار بھی وہ یہی کر رہی ہے۔ عدنان کو لے کر پورس کو چھوڑ کر دشمنوں کی پناہ میں چلی گئی ہے۔ اس سے آگے کچھ نہ پوچھو۔“

سونیا نے کہا۔ ”ہم جانتے ہیں، قدرت کے راز جس حد تک آپ جانتے ہیں۔ اسے دوسروں کو بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم کچھ نہیں پوچھیں گے لیکن میں اسے تلاش کرنے اور اس کی حفاظت کے لیے انڈیا جانا چاہتی ہوں۔“

وہ خاموش رہے، اس نے کہا۔ ”اب سے پہلے وہ جب بھی بھٹکتا رہا، دشمنوں کے ہاتھ لگتا رہا۔ میں ہی ان تمام دشمنوں سے نمٹتی رہی۔ اس کی حفاظت کرتی رہی۔ اس بار بھی یہی کرنا چاہتی ہوں۔“

انہوں نے کہا۔ ”تم بھول رہی ہو۔ تمہارے علاوہ ایک اور ہستی بھی اس کی حفاظت کرتی رہی ہے اور وہ ہستی اس ادارے میں موجود ہے۔“

میں نے چونک کر کہا۔ ”ہاں سونیا! تم تو بھول ہی گئیں۔ ہمارا پوتا اس ادارے سے باہر گیا تو تاشہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے ساتھ رہا کرتی تھی۔“

انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا۔ ”وہ بہروپیا فرہاد تمہارے اور سونیا کے لیے بہت بڑا چیلنج بنا ہوا ہے۔ تم دونوں کو اس کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ میں ابھی تاشہ سے کہوں گا۔ وہ فوراً ہی عدنان سے رابطہ کرے گی اور ان ماں بیٹے کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکے گی۔“

پھر انہوں نے سونیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”صرف انیس دنوں کی بات ہے۔ تمہیں اپنے پوتے کے لیے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اب جاؤ۔ میں تنہائی چاہتا ہوں۔“

ہم تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہیں سلام کرتے ہوئے تعظیماً الٹے قدموں چلتے ہوئے حجرے سے باہر آ گئے۔

☆☆☆

لومی کرسٹل گہری تنویمی نیند سو رہی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر میں بیدار ہونے والی تھی۔ فرہاد نے احتیاطاً نئے سرے سے اس پر بہت ہی مستحکم تنویمی عمل کیا تھا اور یہ طے کر لیا تھا کہ ہر دو چار روز میں اس پر اسی طرح عمل کرتا رہے گا تاکہ وہ پوری طرح اس کے شکنجے میں رہا کرے۔

ویسے تو وہ اس کے چور خیالات پڑھتا رہتا تھا اور یہ سمجھتا رہتا تھا کہ وہ آزاد رہ کر ٹیلی پیتھی کے ذریعے سب پر حکومت کرنا چاہتی ہے۔ کبھی کسی کے زیرِ اثر رہنا نہیں چاہتی۔ اگر وہ کبھی اس کے عمل سے نجات حاصل کرے گی تو اس سے بھی انتقام لے گی یا تو اسے اپنا غلام بنا لے گی یا پھر مار ڈالے گی۔

اگر وہ یہ باتیں اس سے کہتا تو وہ کبھی یقین نہ کرتی۔ یہی کہتی کہ تم خواہ مخواہ مجھ پر شبہ کر رہے ہو۔

اسے یقین دلانے کے لیے ہی وہ اصل فرہاد بن کر اس کے پاس آیا تھا پھر جو ڈراما اس نے پلے کیا اس کے نتیجے میں وہ بے نقاب ہو گئی تھی۔ اصلی چہرہ سامنے آ گیا تھا۔ اب وہ پھر کبھی اپنی وفاداری کی قسمیں نہیں کھا سکتی تھی۔

تنویمی نیند پوری ہوگئی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ چھت کو تکنے لگی پھر اپنے آس پاس دیکھا۔ وہ موجود نہیں تھا۔ اس کے دماغ میں بول رہا تھا۔ ''چلو اٹھو! غسل کرو اور لباس پہن کر ڈائننگ روم میں آجاؤ۔''

اس نے بستر سے اٹھ کر الماری کو کھولا۔ ایک لباس کا انتخاب کیا پھر اسے بیڈ پر بچھا کر باتھ روم میں چلی گئی۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر ڈائننگ روم میں آئی تو وہ میز پر کھانے کی چیزیں رکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ''میں نے اپنے ہاتھوں سے ہی پکایا ہے' کھا کر دیکھو۔''

وہ دونوں میز کے اطراف بیٹھ کر کھانے لگے۔ وہ ایک لقمہ چباتے ہوئے بولی۔ ''ٹھیک ہے۔ کھانے کے قابل ہے لیکن میرے ہاتھ کا کھاؤ گے تو اپنی انگلیاں کھا جاؤ گے۔''

اس نے سخت لہجے میں کہا۔ ''میں نے اپنے ہاتھ سے اس لیے ہی پکایا ہے کہ تمہارے ہاتھ کا کبھی نہیں کھاؤں گا۔ تم مجھے کسی وقت بھی زہر کھلا سکتی ہو۔''

وہ ندامت سے سر جھکا کر بولی۔ ''کیا تم میری ایک غلطی معاف نہیں کرو گے؟''

''معاف کیا ہے۔ تب ہی یہاں بیٹھی سانس لے رہی ہو۔ آئندہ تم میرے کام آتی رہو گی۔ میں تمہارے کام آتا رہوں گا لیکن تم پر کبھی بھروسا نہیں کروں گا۔''

اس نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔ ''تم مجھ پر اعتماد نہ کرو کوئی بات نہیں مگر میں تمہارے کام آتی رہوں گی اور اپنی وفاداری کا ثبوت دیتی رہوں گی۔''

''تمہاری سلامتی بھی اسی میں ہے۔ اب کام کی بات کرو۔ شیوانی اور عدنان کہاں ہیں؟''

''وہ انڈیا کے ایک شہر کلکتہ کے قریب سترہ گاچی نامی ایک چھوٹے سے گاؤں میں ہیں۔ وہاں میں نے دس اہم افراد پر تنویمی عمل کر کے انہیں اپنا تابعدار بنایا ہے۔ ان کے علاوہ اور ایسے افراد بھی ہیں جنہیں میں جس وقت بھی چاہوں آلۂ کار کے طور پر استعمال کر سکتی ہوں۔''

''تم نے کہا تھا' اس بچے کا دماغ تمہاری گرفت میں نہیں آرہا ہے' مسئلہ کیا ہے؟''

''وہ پیدائشی طور پر ہی عجیب و غریب ہے۔ اس کے ماں باپ' دادا دادی سب ہی اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس کا دماغ اچانک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی گرفت سے نکل جاتا ہے۔ اس کے اندر کئی طرح کے خیالات گڈ مڈ ہو جاتے ہیں اور ہم اس کا کوئی ایک خیال بھی پڑھنے کے قابل نہیں رہتے۔ نہ ہی یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہے؟ کس حال میں ہے اور کس طرح اس کا سراغ لگایا جا سکتا ہے؟''

''اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ گم ہو جائے تو ہم خیال خوانی کے ذریعے اسے ڈھونڈ نہیں سکیں گے؟''

''ہاں' وہ ہاتھ سے نکل جائے گا تو ہمیں اپنے پیچھے دوڑاتا رہے گا۔''

''تم نے کہا تھا' اس پر تنویمی عمل کا اثر دیر پا نہیں رہتا۔''

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''بار میں نے جو عمل کیا تھا' وہ ایک گھنٹے بعد ہی ضائع ہو گیا ہے۔''

''اس طرح تو فرہاد علی تیمور کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں آکر معلوم کر سکتے ہیں کہ اس نے شیوانی کو کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے؟''

وہ تائید میں سر ہلانے لگی۔ وہ بولا۔ ''شیوانی سے زیادہ وہ بچہ اہم ہے۔ ہم اسی کے ذریعے فرہاد اور سونیا کو بلیک میل کر سکتے ہیں اور اپنی بڑی بڑی شرطیں منوا سکتے ہیں۔''

وہ بولی۔ ''عدنان کو شیوانی سے دور کہیں کال کوٹھری میں چھپا کر رکھا جا سکتا ہے پھر جو بھی اس کے دماغ میں آئے گا۔ یہ معلوم نہیں کر سکے گا کہ وہ تاریک کوٹھری کس شہر اور کس علاقے میں ہے؟''

''پہلے اس پہلو سے بات کرو کہ شیوانی سے ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟ اگر خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہو رہا ہو گا تو اسے دودھ کی مکھی کی طرح اپنے منصوبے سے نکال کر پھینک دیا جائے گا۔''

''پہلے کسی بہت بڑے اور اچھے ڈاکٹر سے شیوانی کا طبی معائنہ کرایا جائے اگر میڈیکل رپورٹ کے مطابق وہ پوری طرح صحت مند ہو گی اور ابھی اس کے مرنے کے آثار نہیں ہوں گے تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ جناب تبریزی کی پیش گوئی درست ثابت نہیں ہو گی پھر یہ کہ ہم اپنے کسی تانترک مہاراج کے ذریعے ان مسلمانوں کے روحانی عمل کا توڑ کر سکتے ہیں۔ جناب تبریزی کی پیش گوئی کو بھی غلط ثابت کر سکتے ہیں۔''

وہ ایک ذرا توقف سے بولی۔ ''اگر وہ آج سے انیس دن کے بعد نہیں مرے گی تو ہماری احسان مند ہو گی اور ہم اس سے یہی کہیں گے کہ جب تک وہ ہماری وفادار رہے گی اپنے بیٹے کو بھی ہمارا وفادار بنا کر رکھے گی تب تک اسے لمبی عمر ملتی رہے گی۔ ورنہ اسے کسی وقت بھی موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے۔ اس کے بیٹے کو ماں کی ممتا سے محروم کیا جا سکتا ہے۔''

وہ تائید میں سر ہلا کر بولا۔ ''ہوں! اس طرح وہ ہماری احسان مند اور تابعدار بن کر رہ سکتی ہے۔''

''ویسے بھی شیوانی جسمانی تعلقات رکھنے کے لیے پورس کے ساتھ رہتی آئی ہے۔ ورنہ وہ مسلمانوں کے خلاف ہے۔ اپنے بیٹے کو بابا صاحب کے ادارے میں بھیجنا نہیں چاہتی تھی۔ بعد میں مجبور ہو گئی تھی۔ اب پھر اسے ہمارا سہارا اور طاقت ملے گی تو عدنان کو اس ادارے میں نہیں جانے دے گی۔''

فرہاد لقمہ چباتا رہا اور سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔ ''وہ بچہ فرہاد سے بھی زیادہ اہم ہے۔ وہ ہماری گرفت میں رہے گا تو سونیا اور فرہاد اسے ڈھونڈنے اور حاصل کرنے کے لیے بابا صاحب کے ادارے سے باہر ضرور آئیں گے۔ میں انہیں باہر آنے پر مجبور کر دینا چاہتا ہوں..... مجھے شیوانی کے اندر پہنچاؤ۔''

وہ اس کے اندر آیا۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی شیوانی کے اندر پہنچ گئی پھر بولی۔ ''ہیلو شیوانی! کیا کر رہی ہو؟''

''تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ مجھے بتاؤ' میری لمبی عمر کے لیے تم کیا کر رہی ہو؟''

''ابھی ہم تمہیں ایک اسپتال میں پہنچائیں گے۔ وہاں تمہارا پوری طرح چیک اپ کیا جائے گا۔ میڈیکل رپورٹ حاصل کی جائے گی۔ یہ دیکھا جائے گا کہ تمہیں ایسی کوئی تشویش ناک بیماری ہے یا نہیں کہ تم ان انیس دنوں کے بعد مر جاؤ گی۔ جب میڈیکل کی رپورٹ درست ہو گی تو ہم جناب تبریزی کے روحانی عمل کا توڑ کریں گے۔ تمہیں ایک بہت بڑے تانترک مہاراج کی چھتر چھایا میں رکھیں گے۔ وہاں تم اپنے بیٹے کے ساتھ ایک لمبی زندگی گزار سکو گی۔''

''جو کرنا ہے بھگوان کے لیے جلدی کرو۔ یہ تھوڑے سے دن تو دیکھتے ہی دیکھتے گزر جائیں گے۔ میں اپنے بیٹے کو چھوڑ کر اس دنیا سے جانا نہیں چاہتی۔''

''ہم بہت کچھ کر رہے ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ فرہاد علی تیمور جو عدنان کا دادا کہلاتا ہے وہ اصلی نہیں ہے۔ اصلی فرہاد علی تیمور صاحب ابھی تمہارے دماغ میں آئے ہوئے ہیں۔ ان سے بات کرو۔''

فرہاد ٹو نے کہا۔ ''ہیلو شیوانی! میں اصلی ہوں یا نہیں۔ اس معاملے سے ابھی تمہیں کوئی دلچسپی نہیں ہو گی۔ ابھی تمہارا سارا دھیان اپنے بیٹے کی طرف ہے۔ تم اس کے ساتھ ایک لمبی عمر گزارنا چاہتی ہو لیکن وہ تمہارا بیٹا ہمارے لیے پرابلم بن رہا ہے۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر آکر یہ معلوم کرنے کی کوشش کر سکتا ہے کہ ہم نے اسے کہاں چھپا کر رکھا ہوا ہے؟ تم سمجھ سکتی ہو' اس طرح تمہارا نقصان ہو گا۔ تم لمبی عمر حاصل نہیں کر سکو گی۔''

اس نے پریشان ہو کر کہا۔ ''کیا کروں؟ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا۔ میرا بیٹا اپنے دادا' دادی کے قابو میں بھی نہیں رہتا ہے۔''

''اگر تم اپنی بہتری چاہتی ہو تو ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ عدنان کو کچھ دنوں کے لیے تم سے دور کر دیا جائے۔''

وہ تڑپ کر بولی۔ ''نہیں۔ نہیں۔ میں اپنے بیٹے سے الگ نہیں رہوں گی۔ جب تک لمبی عمر کا یقین نہیں ہو گا۔ میں اس مختصر سی زندگی کا ہر لمحہ اپنے بیٹے کے ساتھ گزارتی رہوں گی۔''

''ایک لمبی عمر گزارنے کے لیے تمہیں اپنے جذبات کی قربانی دینی ہو گی۔ بیٹے سے کچھ روز کے لیے دور رہنا ہو گا یا پھر دوسری صورت بھی ہے۔''

''ہاں' کوئی دوسری صورت نکالو۔''

''تمہارے بیٹے کو ایک تاریک کمرے میں رکھا جائے گا۔ تم بھی اسی مکان میں رہو گی اور اپنے بیٹے کو اس کمرے سے نکلنے نہیں دو گی۔ جب چاہو گی اس کے پاس اس کمرے میں جایا کرو گی۔ اس طرح عدنان نہ باہر دیکھ سکے گا اور نہ ہی باہر سے آنے والی آواز سن سکے گا۔''

''مجھے یہ منظور ہے۔ میں اپنے بیٹے کے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے رہوں گی۔ جب بھی چاہوں گی اس کے تاریک کمرے میں جا سکوں گی۔''

ٹو نے پوچھا۔ ''عدنان کہاں ہے؟''

''وہ ساتھ والے کمرے میں کھیل رہا ہے۔''

''اس کے پاس جاؤ' اسے سمجھاؤ کہ اسے اگر تم سے محبت ہے اور وہ تمہاری لمبی زندگی چاہتا ہے تو اسے ایک بند کمرے میں رہنا ہو گا۔ باہر نہیں نکلنا ہو گا۔ اس کی تفریح کے تمام اِن ڈور گیم اس کے پاس پہنچا دیے جائیں گے۔ وہ بند کمرے میں روشنی کر کے طرح طرح کے گیم کھیلتا رہے گا۔''

فرہاد ٹو نے کہا۔ ''آدھے گھنٹے کے بعد تمہیں یہاں کے سب سے بڑے اسپتال میں پہنچایا جائے گا۔ وہاں تمہارا پوری طرح معائنہ ہو گا اور میڈیکل رپورٹ حاصل کی جائے گی۔''

وہ دونوں اس کے دماغ سے چلے گئے۔ وہ اپنے بیٹے کے پاس آکر اسے بڑی محبت سے دیکھنے لگی۔ وہ فرش پر بیٹھا

مختلف پرزے جوڑ کر ایک کھلونا جہاز بنا رہا تھا۔ ماں کو دیکھ کر دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا۔ وہ اسے بازوؤں میں بھر کر سینے سے لگاتے ہوئے بولی۔ ''میرا بیٹا یہاں خوش تو ہے ناں؟ پاپا تو یاد نہیں آرہے ہیں؟''

وہ بولا۔ ''یاد تو آتے ہیں۔ میں انہیں مس کر رہا ہوں مگر آپ کو دیکھ کر سب کو بھول جاتا ہوں۔''

وہ اسے چومنے لگی پھر بولی۔ ''میری ایک بات مانو گے؟''

وہ ماں سے الگ ہو کر بولا۔ ''میں آپ کی کون سی بات نہیں مانتا ہوں؟''

''بے شک' میں دن کو رات کہتی ہوں تو تم بھی رات ہی کہتے ہو۔ میری ہر بات مانتے ہو۔ وہ... دراصل... تمہارے دادا اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی وقت بھی تمہارے دماغ میں آکر یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ہمیں کہاں چھپا کر رکھا گیا ہے اور انہیں معلوم ہو جائے گا تو وہ ہمیں پکڑ کر لے جائیں گے پھر میں ایک لمحہ حاصل نہیں کر سکوں گی۔''

''میرے دماغ میں کوئی نہیں آئے گا۔ جب بھی کوئی آتا ہے تو میرے اندر گڑبڑ ہونے لگتی ہے۔''

اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے بیٹے کو دیکھا پھر پوچھا۔ ''تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ کسی کے آنے سے تمہارے اندر گڑبڑ ہونے لگتی ہے؟''

''مجھے صاف پتا چلتا ہے۔ جیسے ہی میرا سر ڈولنے لگتا ہے۔ میں سمجھ جاتا ہوں کہ کوئی آیا ہے پھر میرے اندر روشنی ہوتی ہے۔ مجھے وہ بوڑھے بابا دکھائی دیتے ہیں۔''

وہ جناب اسد اللہ تبریزی کو بوڑھا بابا کہا کرتا تھا۔ اس نے حیرانی سے پوچھا۔ ''کیا جناب تبریزی تمہارے دماغ میں آتے ہیں؟''

وہ سر ہلا کر بولا۔ ''بس' اک ذرا سا دکھائی دیتے ہیں پھر گم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد دماغ میں گڑبڑ ہونے لگتی ہے۔ سر کا درد ختم ہونے لگتا ہے پھر میں سمجھ لیتا ہوں کہ میرے اندر جو بھی آیا تھا' وہ واپس چلا گیا ہے۔''

''ٹیلی پیتھی جاننے والے کہتے ہیں کہ تمہارے دماغ میں کئی طرح کے خیالات گڈمڈ ہونے لگتے ہیں۔ جن کی وجہ سے کوئی بھی یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ تم کہاں ہو؟ کیا سوچ رہے ہو؟ کس حال میں ہو؟ کیا تم اسی بات کو گڑبڑ کہہ رہے ہو؟''

''میں نہیں جانتا' بس اتنا معلوم ہے کہ جب گڑبڑ ہوتی ہے تو آنے والا واپس چلا جاتا ہے۔''

شیوانی نے سوچا۔ ''اگر میں نومی اور فرہاد ٹو سے یہ کہتی ہوں کہ میرے بیٹے کے اندر کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا نہیں آسکتا اور نہ ہی اس کے ذریعے ... معلوم کر سکتا ہے تو وہ دونوں میری اس بات کا یقین نہیں کریں گے۔ بہتر ہوگا کہ عدنان کو ایک تاریک کمرے میں بند رکھا جائے۔ کھڑکیاں اور دروازے بھی بند کر دیے جائیں۔''

اس نے کہا۔ ''بیٹے! اگر میں تم سے کہوں کہ اس کمرے میں کچھ دنوں تک بند رہو۔ باہر قدم نہ نکالو تو کیا تم کمرے سے باہر آنے کی ضد کرو گے؟''

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ''بھی نہیں' آپ کو خوش رکھنے کے لیے میں اس کمرے سے باہر جھانک کر بھی نہیں دیکھوں گا۔''

وہ خوش ہو کر اس کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے بولی۔ ''تم بہت اچھے ہو۔ میری ہر بات مانتے ہو۔ یہاں تمہارے لیے بہت سے نئے نئے کھلونے لائے جائیں گے۔ تمہاری ضرورت کا ہر سامان پہنچایا جائے گا۔ بس آج سے یہ کھڑکیاں اور دروازے بند رہیں گے۔ میں تمہارے پاس آتی جاتی رہوں گی۔ تم جب بھی پکارو گے میں دوڑی چلی آؤں گی۔''

وہ پھر اسے گلے لگا کر چومنے لگی۔ آدھے گھنٹے کے بعد ایک کار دروازے پر آئی۔ نومی نے اس کے اندر آکر کہا۔ ''تمہیں ابھی اسپتال جانا ہے۔ عدنان اس کمرے میں رہے گا۔ کھڑکیاں باہر سے بند کر دی گئی ہیں۔ دروازے کو باہر سے لاک کر دیا جائے گا۔''

اس نے کہا۔ ''میں نے عدنان کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے۔ وہ پرابلم نہیں بنے گا۔''

وہ پھر ایک بار عدنان کو سمجھا منا کر اسے کمرے میں چھوڑ کر باہر آگئی پھر دروازے کو لاک کرکے باہر کھڑی کار کی پچھلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ وہ کار اسٹارٹ ہو کر اسپتال کی طرف جانے لگی۔

نومی نے کہا۔ ''ابھی تمہارا مکمل چیک اپ ہوگا۔ اس کے علاوہ ہم نے ایک بہت بڑے تانترک مہاراج سے رابطہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ تمہیں خوامخواہ موت سے ڈرایا جا رہا ہے۔ وہ تمہیں مرنے نہیں دیں گے۔''

شیوانی نے اطمینان کی ایک گہری سانس لی۔ ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا ہی کافی ہوتا ہے۔ تانترک مہاراج کی اتنی یقین دہانی اس کے لیے کافی تھی۔

☆☆☆

عدنان کی گمشدگی نے پھر ایک بار سب کو پریشان کر دیا۔ اعلیٰ بی بی نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کو

اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔ یہ پہلے ہی بیان ہو چکا ہے کہ ایسے وقت نومی نے بھی وائس مین کے دماغ میں پہنچ کر خاموشی اختیار کی تھی۔ چپ چاپ یہ معلوم کرتی رہی تھی کہ عالی کس لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر رہی ہے؟

نومی کے لیے اتنی ہی معلومات کافی تھیں۔ وہ آئندہ جب چاہتی' اس لب و لہجے کے ذریعے وائس مین کے اندر پہنچ کر معلوم کر سکتی تھی کہ عالی اور ہم سب اس امریکی خیال خوانی کرنے والے کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر انڈیا میں کیا کرتے پھر رہے ہیں؟

عالی وائس مین کے اندر آکر یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ عدنان کے اغوا کے سلسلے میں کیا جانتا ہے؟ جب سے وہ امریکی خیال خوانی کرنے والا انڈیا آیا تھا۔ تب سے پارس' پورس' عدنان' شیوانی اور عالی سب ہی کے لیے مسئلہ بنتا رہا تھا۔

عالی نے اس کے اندر پہنچ کر یہ سوال پیدا کیا۔ ''عدنان اور شیوانی اس وقت کہاں ہوں گے؟''

وہ ممبئی کے اس محلے اور گلی کے بارے میں سوچنے لگا۔ جہاں کے ایک مکان میں پورس' شیوانی اور عدنان رہتے تھے۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی کہ وہ تینوں اسی مکان میں ہیں۔

عالی نے اس کے چور خیالات پڑھے۔ تب بھی یہی معلوم ہوا کہ وائس مین ان ماں بیٹے کے اغوا کے سلسلے میں کچھ نہیں جانتا ہے۔ گھوم پھر کر فرہاد ٹو کی طرف دھیان جاتا تھا۔ وہ نیا دشمن تھا اور بڑے ہی کر و فر سے دشمنی کر رہا تھا۔ مجھے اور سونیا کو زخمی کرکے ساری دنیا کو حیران بھی کر رہا تھا اور متاثر بھی کر رہا تھا۔

عالی خیال خوانی کے ذریعے الپا کے پاس آئی پھر بولی۔ ''مسٹر! ایک اجنبی بہروپیے نے مما اور پاپا پر حملہ کرکے ہمیں چیلنج کیا ہے۔ میں پورے یقین سے کہتی ہوں' وہ عدنان کو اغوا کرکے دوسری بار ہمیں چیلنج کر رہا ہے۔''

الپا نے کہا۔ ''وہ بہروپیا بڑی شہرت حاصل کر رہا ہے۔ امریکا' اسرائیل اور دوسرے تمام بڑے ممالک ایک دوسرے سے رابطے کر رہے ہیں۔ فرہاد ٹو کے بارے میں گرما گرم بحث کر رہے ہیں۔ سب ہی یقین کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ فرہاد ٹو بہت زبردست ہے۔ جلد ہی ثابت کر دے گا کہ وہی اصلی فرہاد علی تیمور ہے۔''

یہ بات درست تھی کہ تمام ممالک فرہاد ٹو کی کارکردگی دیکھ کر خوشیاں منا رہے تھے اور اس سے بڑی امیدیں وابستہ کر رہے تھے۔

پہلے میں نے اور الپا نے امریکی اکابرین سے رابطہ کیا تھا۔ ان سے کہا تھا کہ ان کا ٹیلی پیتھی جاننے والا وائس مین انڈیا جا کر ہم سے دشمنی کر رہا ہے۔ پارس' پورس' عدنان' شیوانی اور اعلیٰ بی بی کے خلاف جاسوسی کر رہا ہے اور انڈین انٹیلی جنس والوں کو ان کی خفیہ پناہ گاہ کے بارے میں بتا رہا ہے۔

امریکی اکابرین نے صاف طور سے جھوٹ کہہ دیا کہ ان کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا انڈیا میں نہیں ہے۔

میں نے کہا تھا کہ اگر وہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے تو تم فریاد نہ کرنا کہ ہم نے اسے ٹھکانے لگا دیا ہے۔ کیونکہ وہ تمہارے بیان کے مطابق انڈیا میں نہیں ہے۔

ایسے وقت عالی نے وائس مین کو ٹریپ کر لیا تھا۔ اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔ میں نے ان اکابرین سے کہا۔ ''ہم ابھی اس کے خلاف کچھ نہیں کریں گے لیکن میرے بچوں میں سے کسی کو بھی اس کی طرف سے تکلیف پہنچے گی تو وہ تمہارے پاس زندہ واپس نہیں آئے گا۔''

میرے اس چیلنج کے بعد وہ تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ انہوں نے فرہاد ٹو سے رابطہ کیا اور کہا۔ ''فرہاد اور الپا نے ہمیں چیلنج کیا ہے۔ وہ ہمارے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو جانی نقصان پہنچانے والے ہیں۔ کیا تم فرہاد کو اس سے دور رکھ سکتے ہو؟''

اس نے بڑے غرور سے کہا۔ ''یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ میں تمہارے خیال خوانی کرنے والے کے سامنے ڈھال بن جاؤں گا تو وہ اصل کہلانے والا فرہاد دُم دبا کر بھاگے گا۔ بائی دا وے۔ تمہارا وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا کون ہے اور کہاں ہے؟''

انہوں نے پوچھا۔ ''کیا یہ بتانا ضروری ہے؟''

''بالکل... جب تک مجھے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ تمہارا وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا کون ہے؟ کہاں ہے؟ تب تک میں کس کی حفاظت کروں گا؟ کس طرح تمہارے کام آؤں گا؟''

امریکی اکابرین نے آپس میں مشورے کیے پھر ایک نے کہا۔ ''واقعی ہمیں بتانا ہوگا۔ تب ہی تو تم اس کی حفاظت کر سکو گے۔ اس کا نام وائس مین ہے۔ وہ انڈیا میں ہے۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں بتائیں گے۔''

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''اس سے زیادہ مجھے کچھ جاننے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ بس یوں سمجھو کہ اسی لمحے

سے تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی ڈھال بن چکا ہوں۔ تم ابھی فرہاد کو چیلنج کر سکتے ہو کہ وہ وہاں جائے اور اسے نقصان پہنچا کر دکھائے۔"

"نہیں، ایسا کوئی چیلنج ہمیں فرہاد سے نہیں کرنا چاہیے۔"

ایک فوجی افسر نے کہا۔ "ہماری معلومات کے مطابق سونیا اور فرہاد بابا صاحب کے ادارے میں ہیں۔ اب تم بھی انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ ان کے خلاف کوئی جوابی کارروائی نہیں کر سکو گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "میں آکٹوپس ہوں۔ اپنے بے شمار ہاتھوں اور پیروں سے جب کسی کو جکڑ لیتا ہوں تو موت کے بعد ہی اسے مجھ سے نجات ملتی ہے۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ فرہاد کو بابا صاحب کے ادارے کے اندر بھی نقصان پہنچا سکتے ہو؟"

"پہنچا سکتا ہوں۔ اس کا پوتا عدنان اس کی جان ہے اور اب وہ جان میری مٹھی میں ہے۔ میں نے اس بچے کو اغوا کیا ہے۔ وہ میرا قیدی بنا ہوا ہے۔"

تمام اکابرین نے چونک کر خوش ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک نے کہا۔ "مسٹر فرہاد ٹو! آپ تو واقعی کمال کر رہے ہیں۔"

عالی اور الپا خیال خوانی کے ذریعے ان اکابرین کے اندر پہنچی ہوئی تھیں۔ بڑی خاموشی سے ان سب کی باتیں سن رہی تھیں۔ وہ بھی یہ سن کر چونک گئیں کہ عدنان کو اس کم بخت بہروپیے نے اغوا کیا ہے۔

ان دونوں نے دو امریکی اکابرین کے دماغوں پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک نے الپا کی مرضی کے مطابق پوچھا۔ "مسٹر فرہاد ٹو! ہم حیران ہیں کہ آپ فرہاد کے مقابلے میں اتنے بڑے کارنامے کیسے کر گزرتے ہیں؟ پلیز، ذرا بتائیں.... آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ عدنان انڈیا میں کہاں ہے؟ آپ نے اسے کس طرح اغوا کیا ہے؟"

عالی نے جس عہدے دار کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔ اس نے بھی کہا۔ "پلیز، آپ یہ ضرور بتائیں کہ انڈیا میں آپ کی معلومات کے ذرائع کیا ہیں؟"

وہ بولا۔ "ذرائع پیدا کرتے رہنے سے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ابھی تم نے کہا تھا کہ فرہاد علی تیمور تمہارے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کو انڈیا میں نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ اس نے ایسا دعویٰ کیوں کیا ہے؟"

وہ ذرا چپ ہوا پھر بولا۔ "کیونکہ فرہاد علی تیمور کی بچی عالی نے تمہارے اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔ اسے اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہوا ہے۔"

تمام امریکی اکابرین کو یہ سن کر شاک پہنچا تھا کہ ان کا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اعلیٰ بی بی کا تابعدار بن چکا ہے۔ ایک نے کہا۔ "مسٹر فرہاد ٹو! ہمیں یقین نہیں ہو رہا ہے کہ عالی نے ہمارے وائس مین کو اپنا تابعدار بنایا ہے۔ وہ تو بہت ہی ذہین ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ ایسی گمنامی کی زندگی گزارتا ہے کہ کسی کی نظر میں بھی نہیں آتا۔"

"لیکن انڈیا جانے کے بعد اسے وہاں کے انٹیلی جنس والوں کے درمیان رہنا پڑا اور اعلیٰ بی بی ان انٹیلی جنس والوں کے ذریعے اس کے اندر پہنچ گئی۔"

فوجی افسر نے کہا۔ "اوہ گاڈ! تب ہی الپا اور فرہاد نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ جب چاہیں، ہمارے اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔"

فرہاد ٹو نے بڑے فخر سے کہا۔ "اور میں نے بھی دعویٰ کیا ہے کہ انہیں ایسا موقع نہیں دوں گا۔"

الپا کے آلۂ کار افسر نے پوچھا۔ "تم انہیں کیسے روک سکو گے؟ جبکہ عالی ہمارے اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کے اندر گھسی ہوئی ہے؟"

"یہ تو میرا کمال ہے کہ جہاں فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے پہنچتے ہیں۔ وہاں میں بھی پہنچ جاتا ہوں۔ میں جب چاہوں وائس مین کو ان سے چھین کر تمہارے پاس پہنچا سکتا ہوں۔"

ایک اور اعلیٰ عہدے دار نے کہا۔ "ایسی بات ہے تو تمہیں پہلی فرصت میں وائس مین کو بہ حفاظت یہاں پہنچانا چاہیے اور ان سے نجات دلانا چاہیے۔"

"پہلے فرہاد علی تیمور سے کہو کہ وہ اپنے چیلنج کے مطابق تمہارے وائس مین کو نقصان پہنچائے۔ جب وہ اسے نقصان پہنچانے لگے گا اور ناکام ہوتا رہے گا تو یہ میری سب سے بڑی جیت ہوگی۔ میں ساری دنیا کو دکھانا چاہتا ہوں کہ ہر میدان اور ہر مرحلے پر اسے کس طرح شکست دیتا جا رہا ہوں۔ ساری دنیا کو یہ تماشا دکھانے کے بعد میں وائس مین کو تمہارے پاس پہنچا دوں گا۔"

عالی اور الپا کے لیے یہ بات بھی چونکا دینے والی تھی کہ عالی نے وائس مین کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ اس کے باوجود فرہاد ٹو اس کے اندر پہنچ جاتا ہے۔

الپا نے کہا۔ "عالی! اب یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی ہے کہ فرہاد ٹو نے پہلے وائس مین کے اندر پہنچ کر عدنان اور شیوانی کا پتا ٹھکانا معلوم کیا پھر وہاں سے انہیں اغوا کیا۔ یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی ہے کہ تم خوش فہمی میں مبتلا ہو۔ تم نے اسے اپنا معمول اور تابعدار تو بنایا ہے اس کے باوجود یہ بہروپیا فرہاد اس کے اندر پہنچ جاتا ہے۔"

عالی نے کہا۔ "یہ نقلی فرہاد اس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ہم سے چھین کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ وہ ہر مرحلے پر ہم سے سبقت لے جاتا ہے۔ اس بار میں اسے کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔ میں وائس مین کے پاس جا رہی ہوں۔ اس کے دماغ کو پھر سے لاک کروں گی۔ اس وقت تک تم اس بہروپیے کا خیال رکھو۔ یہ ان سے باتوں میں الجھا رہے تو اچھا ہے۔ یہاں سے جانا چاہے تو تم اسے پھر باتوں میں الجھا دینا۔ تاکہ میں وہاں وائس مین پر مختصر سا تنویمی عمل کر سکوں۔"

"تم جاؤ۔ میں اس سے نمٹ لوں گی۔"

عالی وہاں سے چلی گئی۔ ایک امریکی فوجی افسر نے فرہاد ٹو سے کہا۔ "پتا نہیں فرہاد علی تیمور کب ہمارے وائس مین کو نقصان پہنچانا چاہے گا اور کب تم اسے دوسری بار شکست دو گے؟ اس وقت تک ہمارا ٹیلی پیتھی جاننے والا دو فرہاد کے درمیان سینڈوچ بنا رہے گا۔"

ایک اور فوجی افسر نے الپا کی مرضی کے مطابق کہا۔ "اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ابھی ہم فرہاد علی تیمور سے رابطہ کریں اور اسے چیلنج کریں کہ وہ وائس مین کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ ہم اسے واپس امریکا بلا رہے ہیں اگر وہ روک سکتا ہے تو روک کر دکھائے۔"

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا۔ "ابھی ہمارا وائس مین بخیریت ہے۔ کیا فرہاد کو چیلنج کرنا اور اپنے وائس مین کے لیے خطرہ پیدا کرنا مناسب ہوگا؟"

فرہاد ٹو نے کہا۔ "خطرے کی تو بات ہی نہیں ہے۔ آپ حضرات مجھ پر بھروسا کریں اور ابھی فرہاد کو چیلنج کریں۔"

ایک نے کہا۔ "وہ بابا صاحب کے ادارے میں ہے۔ ہماری اس سے براہ راست بات نہیں ہو سکے گی اور نہ ہی کوئی خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ سکے گا۔"

دوسرے عہدے دار نے کہا۔ "ادارے کے انکوائری آفس والوں سے معلومات حاصل کی جائیں تو فرہاد سے ضرور رابطہ ہوگا۔"

الپا ان سے پہلے ہی بابا صاحب کے ادارے کے ایک انچارج سے رابطہ کر کے یہ کہہ چکی تھی کہ پاپا کو فوراً مجھ سے رابطے کا کہا جائے۔

میں نے اس کے پاس آ کر پوچھا۔ "کیا بات ہے بیٹی...!"

وہ مجھے وہاں کے حالات بتانے لگی۔ میں نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا۔ "ٹھیک ہے، وہ مجھ سے رابطہ کرے گا تو میں اسے باتوں میں الجھاتا رہوں گا۔ وائس مین کی طرف جانے کا موقع ہی نہیں دوں گا۔"

اس نے کہا۔ "پاپا! یہ بہروپیا تو بڑی تیزی سے حملے کر رہا ہے۔"

"اتنی ہی تیزی سے اوندھے منہ گرے گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

"اس کی کچھ تو روک تھام ہونی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ عدنان کو کوئی نقصان پہنچائے۔"

"وہ ایسی جرأت کبھی نہیں کرے گا۔ میں سب سمجھ رہا ہوں۔ وہ میرے پوتے کو اپنی قید میں رکھ کر مجھے بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔ دیکھتا ہوں، وہ مجھ سے کیا کہنے والا ہے؟"

"کیا آپ ادارے میں ہی رہیں گے؟"

"نہیں، جلد ہی باہر آؤں گا۔ اس سے پہلے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟"

"آپ نے کچھ اندازہ تو کیا ہوگا؟"

"یہ کم بخت ایسے اچانک آیا ہے کہ کچھ اندازہ نہیں ہو پا رہا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ بہت کچھ معلوم ہو جائے گا۔"

میں اپنے کوارٹر کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو؟"

دوسری طرف سے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج نے کہا۔ "سر! وہ بہروپیا...... آپ کا نقال.... آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ رابطہ کراؤ۔"

رابطہ ہو گیا پھر اس کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو! میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "وہ تو میں ہوں۔"

"نہیں، میں اصل فرہاد ہوں۔"

"میں فرہاد علی تیمور آدھی صدی سے اس دنیا میں زندگی گزارتا آ رہا ہوں۔ تم چوبیس گھنٹوں میں اچانک ہی فرہاد علی تیمور بن جاؤ گے تو تمہیں پاگل ہی کہا جائے گا۔ یا تو تم پاگل ہو یا پھر یہ رانگ نمبر ہے۔ سوری۔"

یہ کہہ کر میں نے رابطہ ختم کر دیا۔ الپا نے کہا۔ "آپ نے یہ کیا کیا؟ اسے باتوں میں الجھانا تھا۔"

"ابھی دیکھو، وہ پھر فون کرے گا۔"

پھر فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ ''ہیلو! میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔''

اس نے پوچھا۔ ''تم نے رابطہ کیوں ختم کیا تھا؟''

میں نے پوچھا۔ ''تم کون ہو؟''

''میں وہی فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔''

''اس دنیا میں صرف ایک ہی فرہاد علی تیمور ہے اور وہ میں ہوں اگر کوئی دوسرا بول رہا ہے تو گویا میرا وقت ضائع کر رہا ہے۔ میں پھر فون بند کر دوں گا۔''

اس نے دھمکی دی۔ ''فون بند کرنے کے بعد بہت بڑا نقصان اٹھاؤ گے۔''

''پہلے مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میں کس سے بات کر رہا ہوں؟ اس کے بعد نقصان کے بارے میں سوچوں گا۔ اب اگر تم نے درست تعارف نہیں کرایا تو میں فون بند کر دوں گا۔''

''اگر تم ضدی ہو تو میں بھی تم سے کسی طرح کم نہیں ہوں۔ جو میرا نام ہے وہی بتا رہا ہوں اگر تم نہیں مانتے تو کسی بھی نام سے مجھے مخاطب کرو اور بات کرو۔''

میں نے کہا۔ ''ٹھیک ہے' مسٹر تھو! بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟''

اس نے تلملا کر کہا۔ ''یہ تھو کسے کہہ رہے ہو؟''

''ابھی تم نے تو کہا تھا کہ میں تمہیں کسی بھی نام سے مخاطب کر سکتا ہوں۔ تم پر یہی نام جچتا ہے۔ آگے بولو......''

''میں تمہیں تھو کہہ رہا ہوں۔''

''یوں جھنجلا کر تھو کہو گے تو آئینے پر تھوک جائے گا اور آئینے میں بھی تمہارا ہی عکس ہے۔''

وہ ایک دم سے چونک گیا۔ پریشان ہو کر آس پاس دیکھتے ہوئے بولا۔ ''تم کیسے جانتے ہو کہ میں اس وقت آئینے کے سامنے ہوں؟''

''تم اسی طرح بولتے رہو۔ ہمیں تمہارے بارے میں معلومات حاصل ہوتی رہیں گی۔''

اس نے فوراً ہی فون بند کر دیا۔ الپا نے حیرانی سے پوچھا۔ ''پاپا! آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ ابھی آئینے کے سامنے تھا؟''

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''بیٹی! کبھی کبھی کوئی بات یونہی کہہ دی جاتی ہے تو وہ سچ نکل آتی ہے۔ یہی اس بہروپیے کی کم بختی ہے کہ ایسے وقت آئینے کے سامنے کھڑا اپنا چہرہ دیکھ رہا تھا اور خوش فہمی میں مبتلا ہو رہا تھا کہ وہ فرہاد علی تیمور ہے۔''

الپا نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''یہ تو خوب رہی پاپا! وہ تک شبہے میں ہی ہوگا کہ شاید آپ اس کے اندر رہ کر آئینے کے سامنے دیکھ رہے ہیں یا پھر جہاں وہ ہوگا وہاں سے دور تک جا کر دیکھ رہا ہوگا کہ کہیں آپ اسے چھپ کر تو نہیں دیکھ رہے ہیں؟''

''ہاں' ابھی اس کے دماغ میں ہتھوڑے برس رہے ہوں گے۔ طرح طرح کے اندیشے جنم لے رہے ہوں گے۔''

اس وقت وہ استنبول میں نومی کرسٹل کے ساتھ تھا۔ نومی انڈیا جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ وہ استنبول چھوڑنے والا تھا۔ اس سے پہلے آئینے کے سامنے اپنے لباس کا جائزہ لیتے ہوئے فون پر مجھ سے رابطہ کر رہا تھا۔

نومی نے پوچھا۔ ''کیا بات ہے؟ تم کچھ پریشان ہو گئے ہو؟''

وہ کمرے سے باہر جا کر اس بنگلے کے ہر حصے میں گھومتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''کیا باہر کا دروازہ بند ہے؟''

نومی نے کہا۔ ''کھڑکیاں دروازے سب ہی اندر سے بند ہیں۔ آخر بات کیا ہے؟''

''وہ کم بخت ایسے بول رہا تھا جیسے مجھے آئینے کے سامنے بات کرتے دیکھ رہا ہو۔''

نومی نے کہا۔ ''وہ روحانی علوم جاننے والوں کا ادارہ ہے اور وہ وہاں بیٹھ کر بول رہا ہے۔ یقیناً اسے کسی روحانی قوت سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ تم اس وقت کہاں ہو؟''

وہ دونوں پھر کمرے میں آئے اس نے اپنی چھوٹی سی اٹیچی اٹھاتے ہوئے کہا۔ ''ہمیں یہاں سے فوراً نکل جانا چاہیے۔ یوں بھی فلائٹ کا وقت ہو رہا ہے۔''

میں نے ادارے کے انچارج سے کہا۔ ''اس بہروپیے سے رابطہ کراؤ۔''

ایک منٹ کے اندر ہی رابطہ ہو گیا۔ پہلے اس نے بات کی تھی تو اس کے آس پاس گہری خاموشی تھی۔ یعنی وہ کسی مکان کے اندر تھا۔ اب ایسی آواز سنائی دے رہی تھی جیسے تیز ہوا چل رہی ہو۔ یہ سمجھ میں آ گیا کہ وہ کسی گاڑی میں بڑی تیز رفتاری سے کہیں جا رہا ہے۔

میں نے کہا۔ ''ہیلو مسٹر تھو! جتنی بھی قوت سے تھوکا جائے..... تھوک بہت دور تک نہیں جاتا۔ تم کتنی دور بھاگ رہے ہو؟''

اس نے غصے سے کہا۔ ''یو شٹ اپ۔ میں تم سے نمٹنے والا ہوں' ذرا سا انتظار کرو۔''

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ نومی نے کہا۔ ''اسے اس کے پوتے کے سلسلے میں دھمکیاں تو دینی چاہئیں۔''

''دھمکیاں دوں گا۔ اس کے پوتے کو ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا کہ اس کم بخت کا خون خشک ہونے لگے گا لیکن ابھی یہاں سے رابطہ کر کے کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا۔ اس شہر اور اس ملک سے نکل جانے کے بعد ہی اس سے بات کروں گا۔''

میں نے ادارے کے انچارج سے کہا۔ ''اس سے پھر رابطہ کرو۔''

انچارج نے اس سے رابطہ کرتے ہوئے کہا۔ ''ہیلو! پلیز ہولڈ آن' مسٹر فرہاد علی تیمور بات کریں گے۔''

اس نے کہا۔ ''میں ابھی کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ یہ فون آئندہ پانچ گھنٹوں تک بند رہے گا۔''

ادارے کے انچارج نے کہا۔ ''ٹھیک ہے۔ تم پانچ گھنٹے بعد ممبئی پہنچو پھر بات ہوگی۔''

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ فرہاد ٹو نے پریشان ہو کر نومی کو دیکھا۔ اس نے پوچھا۔ ''اب کیا ہوا؟''

''وہ جانتے ہیں کہ ہم ابھی ممبئی جا رہے ہیں۔''

وہ بھی پریشان ہو کر بولی۔ ''مائی گاڈ! یہ روحانی بلائیں کیا ہوتی ہیں؟ انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ ہم ممبئی جا رہے ہیں؟''

اس وقت وہ دونوں اس قدر بوکھلائے ہوئے تھے کہ ایئرپورٹ میں اناؤنس کرنے والی کی آواز پر توجہ نہیں دے رہے تھے۔ ادارے کے انچارج نے فون کے ذریعے اس کی آواز سنی تھی۔

اناؤنسر کہہ رہی تھی کہ ممبئی جانے کے لیے انڈین ایئر لائن کا طیارہ پرواز کے لیے تیار ہے۔ مسافروں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف لے آئیں۔

جس وقت وہ دونوں پریشان ہو رہے تھے۔ اس وقت تک وہ اناؤنسمنٹ ختم ہو چکی تھی۔ اس لیے ان کا دھیان ادھر نہیں جا رہا تھا۔ یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ بابا صاحب کے ادارے میں مجھ سے رابطہ کر کے غلطی کی گئی ہے۔ وہاں کی روحانی قوتیں ان کے پیچھے پڑ گئی ہیں۔

اس نے نومی سے کہا۔ ''تم ممبئی جاؤ۔ میں بعد میں آؤں گا۔''

وہ پریشان ہو کر بولی۔ ''تم پیچھے رہ کر مجھے آگے دھکا دے رہے ہو۔ وہ لوگ ممبئی میں میرے پیچھے پڑ جائیں گے۔''

''میں تمہارے پیچھے رہ کر تمہاری حفاظت کر سکوں گا۔ جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

وہ بے چاری معمول اور تابعدار تھی۔ اس کے حکم کے مطابق تنہا وہاں سے چلی گئی۔ فرہاد ٹو ایک دوسری ایئر لائن کے کاؤنٹر پر چلا گیا۔ نومی بھی بھروسے کے قابل نہیں تھی۔ وہ اس کے ساتھ رہ کر کوئی بھی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے طے کر لیا کہ وہ اس سے دور رہ کر عدنان کے ذریعے مجھے بلیک میل کرتا رہے گا۔

عصر کا وقت گزر چکا تھا۔ مغرب سے پہلے جمائکہ جناب تبریزی کے حجرے میں آ گئی۔ انہیں سلام کر کے دو زانو ہو کر بیٹھ گئی۔ انہوں نے پوچھا۔ ''کیا یہاں تمہارا دل لگ رہا ہے؟''

اس نے سر جھکا کر کہا۔ ''میں یہاں بہت خوش ہوں۔ تمام دن یہاں کے مختلف شعبوں میں جاتی رہی۔ میرا دل چاہتا ہے کہ ہر شعبے میں رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کرتی رہوں۔''

''انشااللہ..... تم تعلیم کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے ہنر بھی حاصل کرتی رہو گی۔''

میں اور سونیا ایک فوارے کے پاس ہرے بھرے پارک میں بیٹھے ہوئے تھے۔ قریب ہی جناب تبریزی کا حجرہ دکھائی دے رہا تھا۔

سونیا نے کہا۔ ''اللہ کرے' آج اس پر کوئی شیطانی قوت حاوی نہ ہو سکے۔''

میں نے کہا۔ ''ایک تو وہ اس ادارے میں ہے پھر جناب تبریزی کے حجرے میں ان کے قریب ہے۔ اللہ نے چاہا تو رات کو بھی نارمل رہے گی۔''

ہم تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر سونیا نے کہا۔ ''وہ بہروپیا تم سے عدنان کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا لیکن تم نے اسے ٹال دیا۔ پتا نہیں کیوں ایک بے چینی اور گھبراہٹ سی ہو رہی ہے۔ وہ کم بخت کہیں اسے نقصان نہ پہنچائے؟''

''اسے ہمارے پوتے سے نہیں... ہم سے دشمنی ہے۔ ایک بچے کو نقصان پہنچا کر اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ اس کی حفاظت کرتا رہے گا اور اس کے ذریعے ہمیں بلیک میل کرتا رہے گا تو ہم سے کچھ فائدے حاصل کر سکے گا۔''

''عالی سے بات کرو' دیکھو وہ کیا کر رہی ہے؟''

میں نے عالی کو مخاطب کیا پھر کہا۔ "میری جان! کہاں ہو؟ کیا کر رہی ہو؟ عدنان کا کوئی سراغ مل رہا ہے؟"

اس نے کہا۔ "یہ تو آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ اسی بہروپیے نے عدنان کو اغوا کیا ہے۔ پتا نہیں ممبئی سے دور اسے کہاں لے گیا ہے؟ مگر انڈیا کے اندر ہی ہے۔ اس رات ممبئی ایئرپورٹ سے ایک فلائٹ دہلی گئی تھی، دوسری بہار کے ایک شہر پٹنہ گئی تھی اور تیسری فلائٹ کلکتہ گئی تھی۔ ان تمام شہروں میں ہمارے جاسوس ہیں۔ وہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ کوئی عورت اپنے پانچ برس کے بیٹے کے ساتھ اس شہر کے کس علاقے میں رہنے آئی ہے؟"

میں نے کہا۔ "کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ اسی شہر میں رہے۔ دشمن چالاک ہے۔ وہ اسے ان شہروں سے دور کسی دوسرے شہر یا گاؤں میں ان ماں بیٹے کو قیدی بنا کر رکھ سکتا ہے۔ میں ابھی چند خیال خوانی کرنے والوں کے ساتھ ان تینوں شہروں کے ایئرپورٹس میں پہنچ رہا ہوں۔ جس رات انہیں اغوا کیا گیا اس رات کی تمام فلائٹس کے مسافروں کو چیک کیا جائے گا۔ جتنی عورتوں کے نام کسی بچے کے ساتھ پائے جائیں گے۔ ہم ان تمام عورتوں تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔"

"یس پاپا! آپ کو چند خیال خوانی کرنے والوں کے ساتھ یہاں رہنا چاہیے۔"

"کیا تم نے وائس مین کے دماغ کو دوبارہ لاک کیا ہے؟"

"جی ہاں! میں نے پھر ایک بار مختصر سا تنویمی عمل کیا تھا۔ اب وہ بہروپیا اس کے اندر پہنچ نہیں سکے گا۔"

مغرب کی اذان ہوگئی۔ اس کے بعد نماز بھی ہوگئی۔ اندھیرا چھانے لگا۔ ہم جناب تبریزی کے حجرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہاں بدستور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسی کوئی ہلچل پیدا نہیں ہو رہی تھی جو پریشانی کا سبب بن جاتی۔

پھر عشا کی نماز کا وقت بھی گزر گیا۔ رات نو بجے وہ حجرے سے باہر آئی تو بہت خوش تھی۔ ہم فوراً ہی اس کے پاس پہنچے وہ دوڑتی ہوئی آکر سونیا سے لپٹ گئی۔ "اوہ مما! میں آج بہت خوش ہوں۔ بتا نہیں سکتی کہ کتنی خوش ہوں۔ میں نے زندگی میں پہلی بار مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھی ہیں اور اتنا بڑا اعزاز حاصل ہوا ہے کہ میں نے اعلیٰ حضرت کے ساتھ عبادت کی ہے۔"

سونیا نے اس کی پیشانی کو چوم کر کہا۔ "اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ تم اس ادارے میں آکر شیطان سے نجات حاصل کرو۔ اللہ نے چاہا تو اب تم راتوں کو یوں ہی نارمل رہو گی۔"

جناب تبریزی حجرے سے باہر آئے۔ ہم سب نے ان کے قریب پہنچ کر انہیں سلام کیا۔ وہ سلام کا جواب دیتے ہوئے بولے۔ "وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ ادارے کے باہر دشمن بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں کہ رات ہوتے ہی جمائلہ اپنی فطرت کے مطابق تبدیل ہو جائے گی اور ادارے سے باہر نکل آئے گی۔ آج کے بعد ان کی یہ خوش فہمی بھی ختم ہو جائے گی۔"

وہ ذرا چپ ہوئے پھر بولے۔ "لیکن ہم انہیں مایوس نہیں کریں گے۔ جلد ہی جمائلہ اس ادارے سے باہر ان کے پاس جائے گی۔"

ہم سب نے چونک کر انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ ہمارے پیچھے دور تک دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا۔ "اس ادارے سے باہر جانے والی جمائلہ آرہی ہے۔"

ہم نے سر گھما کر دیکھا۔ تو ٹیسٹر ٹرالی دور سے چلی آرہی تھی۔ پارس اور الپا کی بیٹی انوشے اسے ڈرائیو کر رہی تھی۔ اس نے قریب آکر ٹرالی سے اتر کر ہم سب کو سلام کیا۔ اس نے آگے بڑھ کر اعلیٰ حضرت کے ہاتھوں کو چوما پھر پیشانی سے لگایا۔ جناب تبریزی اسے دعائیں دے رہے تھے۔ انوشے نو برس کی تھی لیکن اچھا خاصا قد نکال لیا تھا۔ اس کے مقابلے پر جمائلہ درمیانہ قد کی تھی۔ انوشے قد کے لحاظ سے عمر میں بھی جمائلہ کے برابر ہوگئی تھی۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے متعارف کرایا گیا۔

جناب تبریزی نے کہا۔ "جمائلہ آج سے تم انوشے کے ساتھ رہو گی۔ یہ تمہاری اسٹڈی کرتی رہے گی پھر جلد ہی جمائلہ بن کر اس ادارے سے باہر جائے گی۔"

میں اور سونیا سن رہے تھے اور اس پلاننگ پر مسکرا رہے تھے۔ ہماری پوتی انوشے خداداد صلاحیت رکھتی تھی۔ اپنی دادی آمنہ کے ساتھ رہ کر روحانیت کے ابتدائی مراحل سے گزرتی رہی تھی۔ آج کل اپنی دادی سے روحانی ٹیلی پیتھی سیکھ رہی تھی۔

وہ جمائلہ کو اپنے ساتھ ٹرالی میں بٹھا کر لے گئی۔ جناب تبریزی حجرے میں واپس چلے گئے۔ ہم دونوں پھر فوارے کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ میں نے کہا۔ "میں تھوڑی دیر تک خیال خوانی کروں گا۔ تم بور تو نہیں ہو گی؟"

وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی۔ "تم خیال خوانی کرو۔ میں تاشہ کے پاس جا رہی ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے اسے عدنان کے پاس جانے کی اجازت دی ہے۔ میرے ذہن میں کچھ پلاننگ ہے۔ اسی سلسلے میں تاشہ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ میں ایک امریکی فوجی افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ امریکی اکابرین میں سے ایک اعلیٰ عہدے دار کی بیٹی کی شادی ہو رہی تھی۔ تقریب میں تمام اعلیٰ حکام، اعلیٰ فوجی افسران موجود تھے۔

میں نے کہا۔ "ہیلو! میں فرہاد بول رہا ہوں۔"

وہ بہروپیا فرہاد تو بھی میرے ہی لب و لہجے میں بولتا تھا۔ اس فوجی افسر نے خوش ہو کر کہا۔ "ہیلو مسٹر فرہاد تو! ابھی ہم آپ ہی کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔"

میں نے پوچھا۔ "میرے بارے میں کیا باتیں ہو رہی تھیں؟"

"یہی کہ آپ پر ہم اندھا اعتماد کرنے لگے ہیں۔"

"وہ تو کرنا ہی چاہیے۔ میں نے یہاں آتے ہی بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ سونیا اور فرہاد کو چوہوں کی طرح بلوں میں چھپنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس کے پوتے عدنان کو بھی قیدی بنا لیا ہے۔ کیا یہ ثابت نہیں ہو رہا ہے کہ میں اصلی فرہاد ہوں اور اس فرہاد کہلانے والے سے برتر ہوں؟"

"بے شک! آپ اپنی برتری ثابت کر رہے ہیں لیکن کبھی کبھی یہ اندیشہ پیدا ہوتا رہتا ہے کہ اگر فرہاد علی تیمور نے جوابی کارروائی شروع کی تو کیا ہوگا؟ کیونکہ اب تک آپ کا حملہ یک طرفہ ہے۔ دوسری طرف سے کوئی جوابی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔"

"ہاں۔ تمہارے دلوں میں ایسے اندیشے پیدا ہو سکتے ہیں۔ میں بھی انتظار کر رہا ہوں کہ وہ کوئی جوابی کارروائی کرے تو میں اینٹ کا جواب پتھر سے دوں پھر ایک بار ثابت کروں کہ میں اور صرف میں ہی اصل فرہاد علی تیمور ہوں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "جب دو شہ زور مقابلہ کرتے ہیں تو کبھی ایک کا پلڑا بھاری ہوتا ہے اور کبھی دوسرے کا..... اگر عارضی طور پر ہمارے دشمن فرہاد کا پلڑا بھاری ہوگا تو وہ ہم سے انتقام لے گا۔ ہمیں پریشان کرے گا اور نقصان پہنچائے گا۔"

میں نے کہا۔ "ایسا تو ہوتا ہی ہے۔ دو شہ زوروں میں سے جس کا بھی ساتھ دو گے۔ اس کے ساتھ رہ کر کبھی فائدہ اٹھاؤ گے اور کبھی نقصان....."

ایسے ہی وقت فرہاد تو نے ایک آلۂ کار کے ذریعے پوچھا۔ "یہ تم لوگ کس سے بات کر رہے ہو؟ اصل فرہاد علی تیمور تو میں ہوں۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "یہ لو نام لیتے ہی شیطان حاضر ہو گیا۔ تم سب اصل فرہاد علی تیمور سے سہمے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ میں پھر اس سے سبقت لے جاؤں۔"

اس نے جلدی سے کہا۔ "تم سب مجھ سے سہمے ہوئے نہیں تھے۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اصل فرہاد میں ہوں۔ یعنی میں وہ فرہاد ہوں جسے تم سب فرہاد تو کہا کرتے ہو۔"

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا۔ "ہم کیسے مان لیں؟ آپ سے پہلے یہ مسٹر فرہاد تو ہمارے پاس آئے ہیں اور بڑی دیر سے باتیں کر رہے ہیں۔"

"اگر وہ پہلے آیا ہے اور تم سے باتیں کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ فرہاد تو ہے۔"

ایک فوجی افسر نے کہا۔ "تو پھر ثابت کرو کہ تم ہی فرہاد تو ہو۔"

میں نے کہا۔ "میں ثابت کر دوں گا کہ میں فرہاد تو ہوں۔ اب سے پہلے میں نے تمہارے پاس آکر کہا تھا کہ میں تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کے اندر جا سکتا ہوں اور اعلیٰ بی بی کے تنویمی عمل کا توڑ کر سکتا ہوں۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "بے شک! تم نے یہ کہا تھا۔"

میں نے پھر کہا۔ "اگر یہ شخص فرہاد تو ہے تو اس سے کہو کہ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کے پاس جائے اور اس سے کہے کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے تم میں سے کسی کے پاس آکر بات کرے۔"

فرہاد تو نے کہا۔ "میں ابھی جاتا ہوں۔ ابھی ایک منٹ کے اندر وائس مین آپ میں سے کسی کو مخاطب کرے گا۔"

وہ وہاں سے چلا گیا۔ خیال خوانی کے ذریعے وائس مین کے اندر پہنچنا چاہا تو ناکامی ہوئی۔ وہ جس لب و لہجے کے ذریعے اس کے اندر جایا کرتا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے اسے تبدیل کر دیا تھا۔ اب وہ خیال خوانی کے ذریعے اسے ٹریپ نہیں کر سکتا تھا۔

وہ ناکام ہو کر ان اکابرین کے پاس آیا پھر بولا۔ "میں فی الحال خود کو فرہاد تو ثابت نہیں کر سکوں گا۔ میرے دشمن فرہاد نے جوابی کارروائی کی ہے اور تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کو مجھ سے چھین لیا ہے۔"

میں نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ سب خاموشی سے میرے آلۂ کار کو قہقہہ لگاتے ہوئے دیکھتے رہے پھر میں نے کہا۔ "میں آپ تمام اکابرین کو زیادہ دیر تک نہیں الجھاؤں گا۔ یہ درست کہہ رہا ہے۔ یہی بہروپیا فرہاد تو ہے۔ میں نے

خود کو تھوڑی دیر تک فرہاد ثو کہا' تم سب کو الجھاتا رہا۔ اب پوچھتا ہوں' آئندہ کیا کرو گے؟ کیا اسی طرح دو فرہاد کے درمیان الجھتے رہو گے؟"

فرہاد ثو نے کہا۔ "میں ان کو الجھنے نہیں دوں گا۔ یہ مجھ پر بھروسا کر رہے ہیں۔ میں ایسے کوڈ ورڈز یا ایسی شناخت مقرر کروں گا کہ یہ میرے آتے ہی مجھے پہچان لیا کریں گے۔ تم آؤ گے تو تمہارا فراڈ ظاہر ہو جایا کرے گا۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "یہ بھی کر کے دیکھ لو۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے دل میں کوئی حسرت رہ جائے۔ یہ تمام اکابرین اس اندیشے میں مبتلا تھے کہ جب میں جوابی کارروائی شروع کروں گا تو کیا ہوگا؟"

میں نے ایک ذرا چپ رہ کر کہا۔ "اور جوابی کارروائیاں شروع ہو چکی ہیں۔ تم سب اس فرہاد ثو کے ذریعے جمائلہ نامی ایک غیر معمولی اور شیطانی فطرت رکھنے والی لڑکی کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اسے میں نے پاسونیا نے بابا صاحب کے ادارے میں بلا لیا ہے۔ اب وہ کبھی تمہارے ہاتھ نہیں آئے گی۔ یہ تمہاری اور فرہاد ثو کی پہلی ناکامی ہے۔"

میں نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ "میری دوسری کارروائی کے نتیجے میں ٹیلی پیتھی جاننے والا وائس مین فرہاد ثو کے ہاتھوں سے نکل کر میرے ہاتھوں میں آ گیا ہے۔ میری مخالفت اور اس بہروپیے کی حمایت کرنے کے نتیجے میں تم لوگ اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سے محروم ہو چکے ہو۔ آئندہ بھی دیکھتے رہو گے تو طرح طرح کے تماشے دکھائی دیتے رہیں گے۔ ویل..... گڈ بائے سو فار....."

میں خاموش ہو گیا۔ ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا۔ "مسٹر فرہاد علی تیمور! ابھی آپ نہ جائیں' ہم کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں۔"

میں خاموش رہا۔ میری طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ انہیں یقین ہو گیا کہ میں جا چکا ہوں۔ ان میں سے ایک نے فرہاد ثو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "یہی اندیشہ تھا کہ کبھی فرہاد علی تیمور کا پلڑا بھاری ہوگا تو ہمیں نقصان اٹھانا پڑے گا اور ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کا نقصان بہت بڑا ہے۔ ناقابل برداشت ہے۔"

فرہاد ثو نے کہا۔ "کبھی خوشی کبھی غم۔ کبھی جیت کبھی ہار۔ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے اگر تم سب میری ایک ناکامی سے مایوس ہو جاؤ گے تو ہمارا ساتھ دور تک نہیں رہے گا۔"

ایک فوجی افسر نے کہا۔ "ہم تمہارے ساتھ ہی رہیں گے لیکن ایسی پالیسی اختیار کریں گے کہ اس فرہاد کو بھی ناراض نہیں کریں گے۔"

ایک اور اعلیٰ عہدے دار نے کہا۔ "دانش مندی یہ ہے کہ ہم ابھی ایک طویل عرصے تک تم دونوں کا مقابلہ دیکھتے رہیں۔ یہ مانتے ہیں کہ تم زبردست ہو۔ تم دونوں کا ٹکراؤ ایک طویل عرصے تک جاری رہے گا۔ کوئی بات نہیں' ہم فیصلہ کن نتیجے کا انتظار کریں گے۔"

وہ بولا۔ "ٹھیک ہے' میں جا رہا ہوں۔ اب اپنی جوابی کارروائی کا تماشا دکھاؤں گا۔"

وہ وہاں سے خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا نومی کرشل کے پاس چلا آیا۔ وہ ممبئی پہنچ چکی تھی۔ ہمیں بھی یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ کس فلائٹ سے کہاں جا رہی ہے؟ ہمارے جاسوس ممبئی ایئرپورٹ پہنچے ہوئے تھے اور ہمارے خیال خوانی کرنے والے ایئرپورٹ کے متعلقہ افراد کے دماغوں میں پہنچ کر معلوم کر رہے تھے کہ وہاں کون سی ایسی تنہا عورت ہے جو امیگریشن کاؤنٹر سے گزرنے کے بعد باہر جائے گی۔ کسی ٹیکسی یا کار میں بیٹھے گی۔

اس فلائٹ میں کتنی ہی عورتیں تھیں جو اپنے شوہروں اور بچوں کے ساتھ تھیں۔ صرف ایک نوجوان عورت تنہا تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ وہی نومی کرشل تھی۔

وہ جس کاؤنٹر پر پاسپورٹ لے کر آئی۔ وہاں کھڑے ہوئے ایک افسر کے دماغ میں اعلیٰ بی بی پہنچ گئی۔ اس کے ذریعے پتا چلا کہ نومی ایئرپورٹ کے باہر نہیں جائے گی۔ وہیں سے دوسری فلائٹ کے ذریعے کلکتہ جانے والی ہے۔

ایسے وقت فرہاد ثو اس کے اندر پہنچا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "کیا تم سفر کے دوران سوتی رہی تھیں؟ تم نے وائس مین کی طرف توجہ کیوں نہیں دی؟"

"فلائٹ میں سفر کے دوران تم سے دوسرے معاملات پر گفتگو ہوتی رہی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد جب تم میرے پاس سے گئے' تب میں نے وائس مین کی خبر لی تو پتا چلا کہ اس کے دماغ پر دوبارہ تنویمی عمل کیا گیا ہے اور نئے سرے سے اسے لاک کر دیا گیا ہے۔ میں نے یہ بتانے کے لیے تم سے رابطہ کیا تو تم نے سانس روک لی پھر دوسری بار کہا کہ ابھی مجھ سے بات نہیں کر سکو گے۔ بعد میں مجھے خود ہی مخاطب کرو گے۔ میں تو تمہاری تابعدار ہوں۔ تم نے جو کہا' میں نے وہی کیا۔ تمہاری مرضی کے خلاف دوبارہ تمہارے پاس نہیں آ سکتی تھی۔"

وہ ایک ڈومیسٹک فلائٹ کے ذریعے کلکتہ جا رہی تھی۔ انگریزوں کے زمانے سے ہی اس شہر کا نام کلکتہ تھا۔ بنگالی زبان کے تلفظ کے مطابق اب اسے کولکتہ کہا جاتا ہے۔

عالی اور الپا خیال خوانی کے ذریعے اس طیارے کے اسٹاف کے اندر پہنچی ہوئی تھیں اور ان کے ذریعے نومی کی نگرانی کر رہی تھیں۔ میں کلکتہ ایئرپورٹ کے متعلقہ افراد تک پہنچ رہا تھا۔ میرے ساتھ اور چند خیال خوانی کرنے والے بھی تھے۔ وہ ایک شخص سے دوسرے شخص کے اندر پھر دوسرے سے تیسرے کے اندر پہنچتے ہوئے ایئرپورٹ سے باہر ٹریفک پولیس والوں تک پہنچ رہے تھے۔

وہاں نومی نے خیال خوانی کے ذریعے اپنے آلۂ کاروں سے ایک گاڑی منگوائی تھی۔ جب وہ کلکتہ پہنچ کر اس گاڑی میں بیٹھنے لگی تو میں نے ایک ٹریفک پولیس سارجنٹ کے ذریعے اس گاڑی کو روکا پھر ڈانٹتے ہوئے اس کے ڈرائیور سے کہا۔ "یہ کوئی پارکنگ ایریا نہیں ہے۔ تم نے گاڑی یہاں پارک کیوں کی؟"

اس نے کہا۔ "مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔"

میں نے اس کی آواز سنتے ہی کہا۔ "ٹھیک ہے۔ جاؤ یہاں سے۔"

وہ گاڑی کو آگے بڑھا کر لے گیا۔ میں اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ کلکتہ شہر سے دور ایک چھوٹے سے ٹاؤن سترہ گاچی کی طرف جا رہا ہے۔ وہاں کے ایک چھوٹے سے بنگلے میں ایک عورت اور اس کے بچے کو رکھا گیا ہے۔

اس ڈرائیور کی سوچ نے یہ بھی بتایا کہ نومی اس بنگلے میں نہیں جائے گی۔ وہاں سے کچھ فاصلے پر ایک اور چھوٹا سا بنگلا ہے۔ وہ اس بنگلے میں چھپ کر رہے گی اور خیال خوانی کے ذریعے وہیں سے ان دونوں ماں بیٹے کی نگرانی کرے گی۔

نومی کرشل گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ فرہاد ثو اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس سے کہہ رہا تھا۔ "میڈیکل رپورٹ کے مطابق شیوانی بالکل صحت مند ہے اور آئندہ کئی ماہ تک اس کے بیمار ہونے کے آثار نہیں ہیں۔ یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ اب سے انیس دنوں کے بعد مرنے والی ہے۔"

وہ بولی۔ "میڈیکل رپورٹ کے مطابق اطمینان ہے کہ وہ نہیں مرے گی لیکن کوئی حادثہ بھی پیش آ سکتا ہے' کوئی دشمن اسے ہلاک کر سکتا ہے۔"

"تم نے بتایا تھا کہ جناب تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق وہ طبعی موت مرے گی۔ اسے نہ تو حادثہ پیش آئے گا اور نہ کوئی قتل کرے گا۔ تمہیں یہاں کے کسی تانترک مہاراج سے رابطہ کرنا ہوگا۔"

اس نے کہا۔ "ایک بہت ہی گیانی مہاراج ہیں۔ وہ پہلے ممبئی میں تھے اب ادھر کلکتہ آ گئے ہیں۔ ہم ابھی اپنے کسی آلۂ کار کے ذریعے ان کے پاس پہنچ سکتے ہیں۔"

وہ بولا۔ "گاڑی روکو۔ واپس کلکتہ جاؤ اور خود ان گیانی مہاراج سے ملاقات کرو۔"

نومی نے گاڑی روکنے کے لیے کہا۔ ڈرائیور اس کے حکم کے مطابق اس گاڑی کو واپس موڑ کر کلکتہ شہر کی طرف جانے لگا۔ نومی نے اس سے پوچھا۔ "کیا تم گیانی مہاراج گرو دیو پربھو دیال شنکر کو جانتے ہو؟"

ڈرائیور نے بڑی ہی عقیدت سے کہا۔ "وہ تو مہا گیان رکھنے والے مہاراج ہیں۔ انہیں کون نہیں جانتا۔"

"تو پھر ان کے پاس ہی مجھے لے چلو۔"

اس کی گاڑی واپس کلکتہ کی طرف جانے لگی۔ میری داستان میں گرو دیو پربھو دیال شنکر کا ذکر ہو چکا ہے۔ وہ وردان وشوانا تھ جو جڑواں بہنوں کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ وہ انہی گرو دیو کا چیلا تھا۔ ان سے ہی اس نے ٹیلی پیتھی سیکھی تھی۔ گرو دیو نے آخری وقت اسے سمجھایا تھا کہ وہ مجھ سے دشمنی نہ کرے، دوستی کرے یا انڈیا چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلا جائے۔ اس کے ستارے گردش میں ہیں۔ یہاں وہ مارا جائے گا۔

وردان اپنے گرو دیو کی ہدایت کے مطابق پرتگال چلا گیا تھا۔ اسے یہ سمجھایا گیا تھا کہ وہ کہیں بھی جائے لیکن مجھ سے دشمنی نہ کرے مگر پرتگال میں نومی کرشل سے ملنے کے بعد وہ پھر مجھ سے دشمنی کرنے لگا۔ اگرچہ اس کی دشمنی براہ راست نہیں تھی لیکن نومی سے دوستی کا مطلب یہی تھا کہ وہ دشمنی کی راہ پر چل رہا ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ آخر کار وہ مارا گیا تھا۔

گرو دیو صحیح معنوں میں ایک سچے راہ نما تھے۔ وہ مذہب اور دھرم سے بالاتر ہو کر صرف انسانیت کی بھلائی چاہتے تھے اور انسانوں کو سمجھاتے تھے کہ وہ ایک دوسرے سے نفرت نہ کریں۔ دوستی کی راہ ہموار کرتے رہیں۔

نومی نے ان کے چرنوں میں پہنچ کر کہا۔ "گرو دیو! میں آپ کے سامنے ایک عجیب و غریب بات کہنے آئی ہوں۔"

انہوں نے اسے گہری سنجیدگی سے دیکھا پھر کہا۔ "تم یہ کہنے آئی ہو کہ ایک آتما کسی دوسری جوان لڑکی کے شریر میں داخل ہو گئی ہے اور اب جلد ہی وہ آتما اس لڑکی کا جسم چھوڑ کر جانے والی ہے؟"

نومی نے شدید حیرانی سے گرو دیو کو دیکھا پھر دونوں

ہاتھ جوڑ کر ان کے قدموں میں سر جھکا کر کہا۔ ”آپ سچ مچ مہا گیانی ہیں۔“

انہوں نے کہا۔ ”مسلمانوں کے ایک پہنچے ہوئے بزرگ نے پیش گوئی کی ہے اور وہ پیش گوئی بالکل درست ہے۔ کیونکہ اس آتما کے اس دنیا میں رہنے کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اسے ہر حال میں یہاں سے سدھارنا ہے۔“

لومی نے کہا۔ ”گرودیو! آپ چاہیں تو اس آتما کو یہاں روک سکتے ہیں۔ آپ سے پہلے بھی کتنے ہی تانترک مہاراج نے اس کی آتما کو اپنی گرفت میں رکھا تھا اور اسے ایک شریر سے دوسرے شریر میں پہنچاتے رہے تھے۔“

”میں اس بارے میں زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ ایک بات سمجھاتا ہوں۔ کسی بھی دھرم کے پیشوا اور پہنچے ہوئے بزرگ ہوں' ان کے سامنے سر کو جھکانا چاہیے۔ ان کی ہدایت کے خلاف کبھی کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔ میں بھی اپنے دھرم کا ایک پہنچا ہوا مہا گیانی کہلاتا ہوں اور اپنے گیان کے مطابق جناب علی اسد اللہ تبریزی کی عزت کرتا ہوں۔ تمہیں بھی سمجھاتا ہوں کہ ان کے خلاف کسی بھی تانترک مہاراج کی خدمات حاصل نہ کرو۔ ان ماں بیٹے کو ان کے خاندان میں واپس پہنچا دو۔“

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ”بس' اب اس سے آگے کچھ نہ کہنا۔ جاؤ یہاں سے.....“

فرہاد تو ان کے اس رویے سے اپنی انسلٹ محسوس کر رہا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ان کے اندر پہنچ کر کہا۔ ”تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو؟ اگر ابھی میں تمہارے اندر زلزلہ پیدا کروں تو آئندہ کبھی گرودیو کہلانے کے قابل نہیں رہو گے۔“

گرودیو نے پوچھا۔ ”یہ دماغ کے اندر زلزلہ کیسے پیدا کیا جاتا ہے؟“

ان کی بات ختم ہوتے ہی فرہاد تو نے ایک زبردست دماغی جھٹکا پہنچایا۔ وہ خاموش بیٹھے رہے پھر انہوں نے پوچھا۔ ”تم کہاں ہو؟ کیا میرے اندر زلزلہ پیدا نہیں کرو گے؟“

وہ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا کہ اتنا زبردست جھٹکا پہنچانے کے باوجود ان کا دماغ متاثر کیوں نہیں ہوا؟

انہوں نے پھر کہا۔ ”میں چاہوں تو ابھی تمہارے اندر زلزلہ پیدا کر سکتا ہوں لیکن میرا گیان کہتا ہے کہ ابھی تمہارے ستارے عروج پر ہیں۔ تم کچھ عرصے تک بڑا نام پیدا کرو گے۔ اس کے بعد.......“

اس نے پوچھا۔ ”اس کے بعد......؟“

انہوں نے کہا۔ ”اس سے آگے میں کچھ نہیں کہوں گا۔ جو کہنا ہے تمہارا مقدر ہی کہے گا۔ اب جاؤ یہاں سے......“

انہوں نے سانس روکی۔ وہ باہر نکل گیا۔ لومی گرو کے آشرم سے باہر آ کر گاڑی میں بیٹھ رہی تھی۔ وہ اس کے پاس پہنچ کر بولا۔ ”ہمیں فوراً ہی کسی مہان تانترک مہاراج کے پاس جانا چاہیے۔ وہ لوگ آتما کو اپنے قابو میں کر... ہیں اور پھر اسے ایک جسم سے دوسرے جسم میں پہنچا ... ہیں اگر شیوانی کی آتما کو انکا اگنی ہوتری کے جسم سے نکال... کسی دوسرے جسم میں پہنچا دیا جائے تو اسے پھر سے ایک... زندگی مل سکتی ہے اور جناب تبریزی کی پیش گوئی بھی جھوٹی... سکتی ہے۔“

لومی خیال خوانی کے ذریعے اپنے آلۂ کاروں سے پوچھنے لگی۔ ”کیا بنگال کے اطراف میں کوئی زبردست تانترک مہاراج رہتا ہے؟“

ایک آلۂ کار نے کہا۔ ”ہاں' یہاں ایک بہت ہی زبردست تانترک مہاراج ہیں۔ جو سیاہ کو سفید اور سفید کو... بنا دیتے ہیں۔ ناممکن کو ممکن کر دکھاتے ہیں۔ وہ پورے بنگال میں مہا گرو اندھیر مہاراج کے نام سے مشہور ہیں۔“

لومی نے اندھیر مہاراج کا پتا پوچھ کر ڈرائیور کو بتا... ڈرائیور ادھر جانے لگا۔ وہ مہاراج کلکتہ کے ایک علاقے ... بگان میں رہتا تھا۔ ڈرائیور نے لومی کو وہاں پہنچا دیا۔

اندھیر مہاراج اپنے نام کی طرح بالکل اندھیر اندھیر... سا تھا۔ اس کا چہرہ اور سارا جسم ایسا کالا تھا' جیسے جلتے ہوئے توے کو الٹ دیا گیا ہو۔ آنکھیں سرخ انگاروں کی طرح تھیں۔ وہ جسے دیکھتا تھا' وہ سہم جاتا تھا۔ کتنے ہی پراسرار علوم کے ذریعے عجیب و غریب اور حیرت انگیز تماشے دکھا... تھا۔ بعض اوقات ناممکن کو ممکن کر دکھاتا تھا۔ اس پر اس کی غضب ناک آنکھیں ایسی تھیں کہ کوئی عمل کیے بغیر ہی دوا... سامنے والوں کو متاثر بھی کر دیتا تھا اور دہشت زدہ بھی.....

لومی اس کے سامنے پہنچ کر ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گئی پھر ا... شیوانی کے متعلق بتانے لگی۔ وہ تمام باتیں سننے کے بعد بولا۔ ”ہم سن کر بہت خوش ہوئے۔ اس ناری کی آتما سے کھیلنے کا مزہ آئے گا۔ جا' اس کو یہاں لے آ......“

اس نے سر جھکا کر کہا۔ ”میں اسے یہاں نہیں لا سکوں گی۔ ہم نے دشمنوں سے اسے چھپا کر رکھا ہے۔ آپ ... کریں۔ ہمارے ساتھ وہاں چلیں۔ میں آپ کو آرام ... لے جاؤں گی اور آرام سے یہاں واپس پہنچا دوں گی۔“

وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔ ”تو ہم کو کیا سمجھتی ہے؟ ہم کیا نٹ ہاتھ کے جادوگر ہیں' تیرے پیچھے پیچھے چلے جائیں گے؟ ہم بہت مہنگے جادوگر ہیں۔ کیا تو ہمرا مول دے سکے گی؟“

”آپ جو کہیں گے' وہ آپ کے سامنے پیش کروں گی۔“

”کیا ابھی ہم کو دس لاکھ روپے دے سکے گی؟“

”آپ میرے ساتھ سترہ گاچی تک چلیں۔ وہاں پہنچتے ہی میں آپ کی مطلوبہ رقم آپ کے سامنے رکھ دوں گی۔“

وہ بھاری بھرکم گرج دار آواز میں بولا۔ ”سوچ لے' اچھی طرح سمجھ لے اگر جھوٹ بولے گی۔ دھوکا دے گی تو میں تجھے اپنے منتروں سے وہیں جلا کر راکھ کر دوں گا۔“

”مہاراج! ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔“

اس کے آس پاس کئی چیلے بیٹھے گیان دھیان میں معروف تھے۔ اس نے تین چیلوں سے کہا کہ وہ کالے جادو کی ضرورت کے مطابق سامان اٹھا کر اس کے ساتھ چلیں۔

اس کار میں تین چیلوں کے لیے جگہ نہیں تھی۔ ان کے لیے ایک ٹیکسی منگوائی گئی پھر وہ دو گاڑیاں وہاں سے روانہ ہو گئیں۔ اندھیر مہاراج پچھلی سیٹ پر لومی کرشل کے ساتھ بیٹھا ہوا اسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے فرہاد تو سے بولی۔ ”یہ کم بخت مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ کیا میں اس کے دماغ میں جگہ بناؤں؟“

فرہاد تو نے کہا۔ ”یہ فولادی دماغ کا مالک ہے۔ میں نے اس کے ایک چیلے کے اندر پہنچ کر معلوم کیا ہے۔ یہ آدھی رات کے بعد جب بھنگ پی کر کالی ماتا کے سامنے ناچتا ہے تب ہی اس کے دماغ میں پہنچا جا سکتا ہے۔ ابھی اس کے اندر جانے کی حماقت نہ کرنا۔“

مہاراج نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا پھر سہلاتے ہوئے کہا۔ ”بڑی چکنی ہے۔ ہاتھ پھسل جاتا ہے۔“

وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر بولی۔ ”دیکھیے مہاراج! میں ایسی نہیں ہوں۔“

”ارے۔ ایسی نہ سہی' ویسی ہے۔ ہم ویسی سے تجھے ایسی بنا دیں گے مگر جبر دستی نہیں کریں گے۔ ہم تیری بڑی سے بڑی اِچھا پوری کر دیا کریں گے۔ بس تم بھی ہماری اِچھا پوری کر دینا۔“

وہ خیال خوانی کے ذریعے بولی۔ ”یہ کم بخت مجھے اسی طرح چھیڑتا رہے گا تو میں خیال خوانی نہیں کر سکوں گی۔ مجھے اس کے لیے دس لاکھ روپے کا انتظام بھی کرنا ہے۔“

فرہاد تو نے کہا۔ ”تم فکر نہ کرو۔ میں اپنے آلۂ کار کے ذریعے وہاں دس لاکھ روپے پہنچا دوں گا۔“

”لیکن یہ مجھے غصہ دلا رہا ہے۔“

”تمہیں غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ ابھی اپنا کام نکالنا ہے۔ اس سے مسکرا کر بات کرو۔ یہ تاثر دو کہ تم اسے پسند کر رہی ہو۔ اس کی ہر بات مانو گی۔“

”کیا کہہ رہے ہو؟ کیا تم نہیں سمجھ رہے ہو کہ یہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟“

”خوب سمجھ رہا ہوں۔ زیادہ پارسا بننے کی کوشش نہ کرو۔ یہ میرا حکم ہے کہ اسے اپنی باتوں اور مسکراہٹ سے خوش کرتی رہو۔ دھوکا دیتی رہو۔ بعد میں سوچیں گے کہ اس کے ساتھ کیسا رویہ رکھنا چاہیے۔“

ادھر سترہ گاچی کے بنگلے میں عدنان ایک مقفل کمرے میں مختلف کھلونوں سے کھیل رہا تھا۔ شیوانی اسے یہ کہہ کر گئی تھی کہ غسل کرنے جا رہی ہے۔ آدھے گھنٹے میں آ جائے گی۔ ایسے ہی وقت تاشہ نے عدنان کے پاس آ کر کہا۔ ”ہیلو عدنان! مجھے آواز سے پہچان رہے ہو؟“

وہ روٹھنے کے انداز میں بولا۔ ”جاؤ' میں تم سے بات نہیں کرتا۔ تم اچھی دوست نہیں ہو۔“

وہ عاجزی سے بولی۔ ”میری مجبوریوں کو سمجھو۔ میں بابا صاحب کے ادارے میں ہوں۔ یہاں اپنے اساتذہ اور دوسرے بزرگوں کے فیصلوں کے خلاف کچھ نہیں کر سکتی۔ انہوں نے تاکید کی تھی کہ آئندہ خیال خوانی کے ذریعے تم سے رابطہ نہ رکھوں۔“

”تو پھر جاؤ' ان کی باتیں مانتی رہو۔ میرے پاس کیوں آئی ہو؟“

”جناب تبریزی نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں تم سے دوستی کر سکتی ہوں۔ اسی لیے تمہارے پاس آئی ہوں۔ پلیز' غصہ تھوک دو۔“

اس نے ایک طرف تھوک کر کہا۔ ”چلو۔ اب بولو۔ کیوں آئی ہو؟“

”تم مصیبت میں ہو۔“

اس نے کہا۔ ”جو بچے اپنی ماں کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہ مصیبت میں نہیں رہتے ہیں۔ تم الٹی بات کیوں کر رہی ہو؟“

”جو تم نہیں سمجھ رہے ہو وہی سمجھا رہی ہوں۔ تمہاری ممی

ایک نئے سرے سے نئی زندگی حاصل کرنے کے لیے غلط راستوں پر چل رہی ہیں اور تمہیں بھی غلط راستے پر لے آئی ہیں۔ کیا کوئی اچھی اور سچی بیوی اپنے شوہر کو دھوکا دے کر اپنے بچے کو گھر سے بے گھر کرتی ہے؟"

"پاپا کو چھوڑ کر مجھے اچھا نہیں لگا لیکن انہوں نے ہی سمجھایا ہے کہ ماں کی کسی بھی بات سے انکار نہ کرنا۔ کبھی اس کا دل نہ توڑنا، اس لیے میں اپنی ممی کی ہر بات مان رہا ہوں۔"

"عدنان! تم دشمنوں کی چالوں کو سمجھ نہیں رہے ہو۔ انہیں تمہاری ممی کی لمبی زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ دراصل انہوں نے ان کے ذریعے تمہیں اغوا کیا ہے پھر تمہارے ذریعے تمہارے دادا اور دادی کو بلیک میل کرنا چاہتے ہیں۔ تمہیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔"

"تم تو عمر میں بہت چھوٹی ہو۔ میری ممی سے زیادہ سمجھدار نہیں ہو۔ اس لیے زیادہ سمجھداری کی باتیں نہ کرو۔"

"میں سمجھدار نہ سہی لیکن جناب تبریزی تو بہت زیادہ سمجھدار ہیں۔ انہوں نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ اس کی کوئی خاص وجہ ضرور رہو گی۔"

وہ بڑی معصومیت سے بولا۔ "وہ بڑے میاں تو بس اپنی من مانی کرتے ہیں۔ ایک بچے کو اس کی ماں سے دور رکھتے ہیں۔ کیا وہ چاہتے تو میری ممی کو ادارے میں بلا نہیں سکتے تھے؟ کیا میں اپنی ممی کے ساتھ وہاں نہیں رہ سکتا تھا؟"

"یہ تو ہمارے بزرگ ہی ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں کہ کسے ادارے میں قدم رکھنا چاہیے اور کسے اس ادارے سے باہر رہنا چاہیے۔"

"جب میری ممی باہر رہیں گی تو میں بھی باہر رہوں گا۔"

"دیکھو عدنان! اس وقت تمہاری گرینڈ مما میرے پاس ہی بیٹھی ہوئی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ تم میری بات مانو....."

"تم کیا بات منوانا چاہتی ہو؟"

"تمہاری گرینڈ مما کہہ رہی ہیں کہ تمہیں ابھی یہاں سے باہر چلنا چاہیے۔ میں تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔ تمہیں گائیڈ کرتی رہوں گی۔ جب تم ممی سے دور ہو جاؤ گے تو وہ بھی دشمنوں سے دور ہو کر تمہارے پاس چلی آئیں گی۔ اس کے بعد تم پھر اپنے پاپا اور ممی کے ساتھ رہ سکو گے۔ زندگی گزارنے کا یہی صحیح طریقہ ہے۔"

"تم جو کہو گی میں وہ کروں گا لیکن اپنی ممی کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔"

"وہی مرغی کی ایک ٹانگ..... تم بہت ہی ضدی ہو۔"

"اور تم بہت خراب ہو۔ جو میری ممی سے مجھے دور کرنا چاہتی ہے۔ تم میری دوست کبھی نہیں ہو سکتیں۔ چلی جاؤ یہاں سے......"

اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر سونیا کو دیکھا پھر کہا۔ "گرینڈ مما! وہ بہت ضدی ہے۔ اپنی ماں کو چھوڑنا ہی نہیں چاہتا۔"

سونیا نے کہا۔ "تم دوسرا راستہ اختیار کرو۔ شیوانی کے دماغ پر قبضہ جماؤ۔ اسے وہاں سے جانے پر مجبور کرو تو عدنان بھی اس کے ساتھ چلا جائے گا۔"

اس نے تاشہ کو سمجھایا کہ وہ کس طرح شیوانی کو دماغی طور پر کمزور کر کے اسے اپنے قابو میں لا سکتی ہے۔

تاشہ نے عدنان کے پاس آ کر کہا۔ "تم اپنی ماں کی اتنی حمایت کرتے ہو۔ کیا تمہاری ماں تمہارے لیے کوئی قربانی دے سکتی ہیں؟"

"کیوں نہیں دے سکتیں؟ وہ میری ممی ہیں۔ میرے لیے اپنی جان بھی دے سکتی ہیں۔"

"میں نہیں چاہتی کہ تمہاری ممی تمہارے لیے جان دیں۔ تم دونوں کو سلامت رہنا چاہیے۔ میں صرف آزمانا چاہتی ہوں کہ وہ تمہیں کتنا چاہتی ہیں؟"

"تم کس طرح آزمانا چاہتی ہو؟"

"اپنی ممی سے پوچھو کیا وہ اپنے جسم کے کسی بھی حصے سے چند قطرے خون تمہاری ہتھیلی پر ٹپکا سکتی ہیں؟ اگر وہ ایسا کریں گی تو زخم گہرا نہیں ہوگا۔ وہاں فرسٹ ایڈ بکس ضرور ہوگا۔ مرہم پٹی کے ذریعے زخم ایک ہی دن میں بھر جائے گا۔"

اس نے کہا۔ "ٹھیک ہے، میں ابھی اپنی ممی سے کہوں گا۔"

"لیکن ان سے یہ نہ کہنا کہ میں نے تمہیں آزمانے کو کہا ہے۔ تم یہ بھی نہیں کہو گے کہ تمہارے اندر کوئی خیال خوانی کرنے والا آتا یا آتی ہے۔"

"کوئی آتا ہو یا آتی ہو۔ میری ممی کسی سے نہیں ڈرتیں۔ میں جو کہوں گا، وہ کریں گی۔"

"تم بات کو سمجھ نہیں رہے ہو۔ تمہاری ممی یہ سمجھیں گی کہ تمہارے دماغ میں کوئی آ کر تمہیں ان کے خلاف بھڑکا رہا ہے۔ انہیں زخمی کر کے مار ڈالنا چاہتا ہے۔ کیا میں تمہاری ممی کو کبھی مارنے کا سوچ سکتی ہوں؟"

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ "نہیں، تم بہت اچھی ہو۔ مجھے بہت چاہتی ہو۔ اتنی دور سے میرے پاس آتی ہو۔ ٹھیک ہے۔ تم جو کہہ رہی ہو وہی کروں گا۔"

آدھے گھنٹے کے بعد شیوانی غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر ایک ساڑھی پہن کر وہاں آئی۔ مقفل دروازے کو کھول کر اندر آ کر پوچھا۔ "میرا بیٹا کیا کر رہا ہے؟"

"بس کھیل رہا ہوں اور کیا کروں گا؟ آپ تو آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔"

وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔ "اب نہیں جاؤں گی۔ میرا بیٹا جو کہتا ہے میں وہ مانتی ہوں۔"

"آپ سے زیادہ میں آپ کی بات مانتا ہوں۔ میرے پاپا مجھے بہت یاد آتے ہیں پھر بھی میں نے آپ کی خاطر انہیں چھوڑ دیا ہے۔ آپ میرے لیے کیا قربانی دے سکتی ہیں؟"

اس نے بیٹے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پھر پوچھا۔ "بیٹے! تم اپنی ماں سے کیسی قربانی چاہتے ہو؟"

"کیا آپ میرے لیے جان دے سکتی ہیں؟"

"تم ابھی بولو۔ ابھی اپنی جان دے دوں گی۔ ویسے بھی جان دینے کے لیے اور کتنے دن رہ گئے ہیں؟ ایسی باتیں نہ کرو۔ میں جان دے کر تم سے بچھڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔"

"ٹھیک ہے، آپ جان نہ دیں۔ کیا اپنے جسم سے چند قطرے خون کے میری ہتھیلی پر ٹپکا سکتی ہیں؟"

وہ حیرانی سے بولی۔ "یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو؟ ایسا کیوں چاہتے ہو کہ میں اپنے جسم سے چند قطرے تمہاری ہتھیلی پر ٹپکاؤں؟"

"رہنے دیں ممی! آپ تو بحث کر رہی ہیں۔ اب میں کیا بتاؤں کہ ایسا کیوں چاہتا ہوں؟ بس میرا دل کہتا ہے، مجھے دیکھنا چاہیے میری ممی میری بات مانتی ہیں یا نہیں؟"

وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی پھر بولی۔ "ابھی آتی ہوں۔"

وہ کمرے سے باہر گئی۔ جب تھوڑی دیر کے بعد واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک چاقو تھا۔ وہ بولی۔ "بیٹے! ایک بات بتاؤ۔ تمہارے دماغ میں کوئی اس وقت موجود ہے؟"

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ "نو ممی! میرے اندر کوئی نہیں ہے۔ کوئی آتا بھی ہے تو میں اسے بھگا دیتا ہوں۔"

وہ مطمئن ہو کر بولی۔ "اپنی ہتھیلی آگے بڑھاؤ۔"

اس نے ایک ہتھیلی کو پھیلایا۔ شیوانی نے اپنے ایک ہاتھ میں چاقو کی نوک پیوست کی۔ خون بہتا ہوا بیٹے کی ہتھیلی پر ٹپکنے لگا۔

اس نے گھبرا کر کہا۔ "بس کریں ممی! بس کریں۔ اب میں آپ کو نہیں آزماؤں گا۔ آپ فرسٹ ایڈ بکس لائیں۔ ابھی مرہم پٹی کریں۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "بیٹے! تم فکر نہ کرو۔ زخم گہرا نہیں ہے۔ میں ابھی مرہم پٹی کرتی ہوں۔"

تاشہ اس کے اندر پہنچ گئی تھی۔ شیوانی نے اس کی مرضی کے مطابق جلد سے جلد اپنے زخم پر مرہم لگایا اس پر پٹی باندھی پھر ایک چھوٹی سی اٹیچی میں اپنے اور عدنان کے کپڑے اور ضروری سامان رکھتے ہوئے کہا۔ "ہم ابھی یہاں سے جائیں گے۔"

عدنان نے حیرانی سے پوچھا۔ "ہم کہاں جائیں گے؟"

اس نے کہا۔ "میں نے تمہارے پاپا کو دھوکا دے کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ ہم آج ہی ان کے پاس واپس چلیں گے۔ تم خوش تو ہو ناں.....؟"

وہ خوش ہو کر ماں سے لپٹ گیا۔

تاشہ نے خوش ہو کر سونیا سے کہا۔ "گرینڈ مما! آپ کی ذہانت کا جواب نہیں ہے۔ کتنی آسانی سے میں نے ان ماں بیٹے کو اس بنگلے سے نکل جانے پر راضی کر لیا ہے۔ اب وہ دونوں وہاں سے جا رہے ہیں۔"

شیوانی اٹیچی اٹھا کر کمرے سے باہر آئی پھر بنگلے سے باہر آ گئی۔ وہاں کئی آلۂ کار ان کی نگرانی پر مامور تھے۔ ایک نے اسے دیکھتے ہی ریوالور نکال لیا پھر للکارتے ہوئے پوچھا۔ "باہر کہاں جا رہی ہو؟ بنگلے میں واپس جاؤ۔"

تاشہ اس کی آواز سنتے ہی اس کے اندر پہنچ گئی تو وہ ایک دم سے نرم پڑ گیا۔ "آگے بڑھ کر شیوانی کو ریوالور پیش کرتے ہوئے بولا۔ آپ کو اس کی ضرورت پڑے گی۔ آپ یہاں سے جا سکتی ہیں۔"

اس کے ساتھی نے کہا۔ "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں اسے نہیں جانے دوں گا۔"

وہ دوسرا شخص کہتا تھا۔ شیوانی نے اسے نشانے پر لیتے ہوئے کہا۔ "اگر میرا راستہ روکو گے تو جان سے جاؤ گے۔"

وہ فوراً ہی سہم کر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ عدنان کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔ جس نے ریوالور دیا تھا۔ وہ آگے آگے دوڑتے ہوئے بولا۔ "میں ابھی آپ کے لیے گاڑی لے کر آتا ہوں۔"

شیوانی عدنان کے ساتھ جا رہی تھی اور پریشان ہو کر سوچ رہی تھی۔ "یہ اچانک کیا ہو گیا ہے؟ مجھے تو نومی کرشل یہاں لائی تھی۔ وہ مجھے لمبی عمر دینا چاہتی ہے اور میں یہاں سے بھاگ رہی ہوں۔"

اتنے میں تاشہ اس کے اندر آ گئی۔ وہ پھر اس کی مرضی کے مطابق سوچنے لگی۔ ”نہیں مجھے لمبی عمر کے پیچھے اپنے بیٹے کو باپ سے جدا نہیں کرنا چاہیے۔ اسے اجنبی لوگوں کے درمیان نہیں رکھنا چاہیے۔ یہ اپنے باپ کے پاس ہی محفوظ رہ سکتا ہے۔“

وہ شخص ایک ٹیکسی لے کر آ گیا۔ شیوانی اس کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔ کچھ دور آگے جانے کے بعد وہ تاشہ کی مرضی کے مطابق ڈرائیور سے بولی۔ ”گاڑی کو یہاں روک دو۔ ہمیں آگے نہیں جانا ہے۔“

گاڑی رک گئی۔ وہ عدنان کے ساتھ اتر کر اس کا کرایہ ادا کر کے فٹ پاتھ پر آ کر کھڑی ہو گئی۔ بہت سی گاڑیاں وہاں سے گزر رہی تھیں۔ شیوانی نے ایک کار کو دیکھ کر ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کیا۔

وہ الکا کا جوان اور حسین جسم تھا۔ بھلا گاڑی والا کیوں نہ رکتا؟ اس نے روک کر پوچھا۔ ”فرمایئے۔ آپ کہاں جانا چاہتی ہیں؟“

”پہلے مجھے بٹھائیں پھر میں بتاؤں گی۔“

وہ پچھلی سیٹ پر عدنان کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔ وہ سر گھما کر بڑی شوخی سے بولا۔ ”میری جان! آگے آ کر بیٹھو۔ میں تمہیں دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک پہنچا دوں گا۔“

تاشہ نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو اس کا منہ سامنے کی طرف گھوم گیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتا چلا گیا۔

ادھر سونیا نے فون کے ذریعے مجھے کہا۔ ”تم فوراً تاشہ کے پاس پہنچو۔ اس نے ہمارے عدنان کو دشمنوں کے چنگل سے نکال لیا ہے۔“

میں، عالی اور الپا اس وقت نومی اور اندھیر مہاراج کے ڈرائیور کے اندر موجود تھے اور سترہ گاچی پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے۔ سونیا کی بات سنتے ہی میں نے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی پھر تاشہ کے پاس پہنچ کر کہا۔ ”بیٹی! یہاں کیا ہو رہا ہے؟“

اس نے کہا۔ ”گرینڈ پاپا! میں نے اس شخص کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔ آپ عدنان کی ممی کے دماغ پر قبضہ جما لیں۔ خیال خوانی کرنے والے دشمن ابھی ان ماں بیٹے سے غافل ہیں۔“

میں نے الپا کو بلا کر کہا۔ ”تم شیوانی کے دماغ پر قبضہ جمائے رکھو۔ نومی اور فرہاد ٹو کو اس پر حاوی نہ ہونے دو۔ میری ضرورت ہو تو مجھے بلا لینا۔ یہ شخص جو کار ڈرائیو کر رہا ہے۔ اس کے دماغ پر تاشہ نے قبضہ جمایا ہوا ہے۔ تم دونوں [illegible] اگر میری ضرورت ہو تو مجھے بلا لینا۔“

عالی اس وقت نومی اور اندھیر مہاراج کے ڈرائیور [illegible] اندر موجود تھی۔ میں نے اسے خوشخبری سنائی کہ تاشہ نے [illegible] کامیابی سے عدنان کو وہاں سے نکال لیا ہے اور اب الپا [illegible] عدنان اور شیوانی کے پاس موجود ہے۔ نومی کو سترہ گا[چی] والے بنگلے تک پہنچنے دو۔ اس وقت تک میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ فرہاد ٹو کہاں ہے؟

عالی نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے، وہ نومی کے آس پاس [illegible] کہیں چھپا ہو۔ دور ہی دور سے اس کی نگرانی کر رہا ہو۔“

”یہی دیکھنا ہے کہ وہ سترہ گاچی والے بنگلے میں [illegible] کے قریب آئے گا یا نہیں؟ ہم ایسے ہی وقت دونوں کو ٹریپ [کر] سکیں گے۔ میں ابھی تھوڑی دیر کے بعد تمہارے پاس آؤں گا۔“

میں خیال خوانی کے ذریعے ایک امریکی اعلیٰ عہدے دار کے اندر پہنچ گیا۔ وائس مین کے لب و لہجے میں بولا۔ ”[illegible] سر! میں آپ کا ٹیلی پیتھی جاننے والا وائس مین بول [رہا] ہوں۔“

وہ ایکدم سے چونک گیا پھر خوش ہو کر بولا۔ ”کیا واق[عی] تم وائس مین ہو؟ لیکن، لیکن تمہیں تو اعلیٰ بی بی نے اپنا تابعدار بنا رکھا ہے؟“

”ہاں، لیکن میں ابھی پھل کاٹ کر کھا رہا تھا۔ اچانک چھری لگنے سے تھوڑا سا زخمی ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی محسوس کر رہا ہوں کہ اعلیٰ بی بی کے تنویمی عمل کا اثر کچھ کمزور ہو [گیا] ہے۔ پلیز، آپ فوراً فرہاد ٹو کو میرے پاس بھیج دیں۔ وہ [ہی] مجھے یہاں سے نجات دلا سکے گا۔“

اس اعلیٰ عہدے دار نے فوراً ہی فون کے ذریعے فرہاد ٹو سے رابطہ کیا۔ اس نے پوچھا۔ ”ہیلو، کون ہے؟“

اعلیٰ عہدے دار نے کہا۔ ”ایک خوشخبری ہے۔ وائس مین چھری کے ذریعے ایک ذرا سا زخمی ہو گیا ہے۔ اعلیٰ بی بی کے عمل کا اثر زائل ہو رہا ہے۔ تم فوراً اس کے اندر پہنچو۔ اس کی مدد کرو اور اسے اعلیٰ بی بی کے شکنجے سے نکالو۔“

ایسے وقت میں وائس مین کے اندر پہنچ گیا تھا۔ جب ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی کے دماغ میں موجود ہو تو وہ [illegible] جاننے والا دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو محسوس نہیں کر پاتا۔ سانس نہیں روکتا۔ اعلیٰ بی بی نے جس لب و لہجے کے ذریعے وائس مین کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ میں بھی اسی لب و لہجے کے ذریعے اس کے اندر موجود تھا۔ اس لیے وہ [illegible]

محسوس نہیں کر رہا تھا پھر جب فرہاد ٹو اس کے اندر آیا تو اس نے اسے بھی محسوس نہیں کیا۔

اس نے آتے ہی پوچھا۔ ”کیا تم زخمی ہو گئے ہو؟ کیا اعلیٰ بی بی کے تنویمی عمل کا اثر زائل ہو چکا ہے؟“

وائس مین نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ ”ہاں، میں زخمی ہو گیا تھا۔ ابھی میں نے مرہم پٹی کی ہے، مگر تم کون ہو؟ اعلیٰ بی بی کے باپ ہو یا فرہاد ٹو ہو؟“

”میں فرہاد ٹو ہوں۔ تمہارے امریکی اعلیٰ عہدے دار نے مجھے بھیجا ہے۔ میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔“

”اگر مدد کرنا چاہتے ہو تو مجھے فوراً یہاں سے کلکتہ پہنچا دو۔ مجھے بتاؤ کہ تم اس وقت کہاں ہو اور میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟“

میں ایسے سوالات کر کے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کم بخت کہاں چھپا ہوا ہے؟ لیکن وہ بھی احمق نہیں تھا۔ اتنی آسانی سے اپنے بارے میں کچھ بھی بتانے والا نہیں تھا۔

میں تھوڑی دیر تک اسے کریدتا رہا۔ اس نے بے زار ہو کر کہا۔ ”تم خواہ مخواہ باتیں بنا رہے ہو۔ تمہیں اس بنگلے سے فوراً نکل جانا چاہیے۔ میں تمہیں کسی محفوظ پناہ گاہ میں پہنچا کر تم پر تنویمی عمل کر کے عالی کے عمل کو بالکل ہی ختم کر دوں گا۔ تمہیں اس سے نجات مل جائے گی۔“

وائس مین نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ ”کیا مجھے اُلو سمجھتے ہو؟ اس سے نجات دلا کر تم مجھے اپنا تابعدار بنا لو گے۔“

وہ بولا۔ ”ایسی بکواس کرنے سے پہلے یہ تو سوچو کہ ابھی تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کر کے تمہیں دماغی طور پر کمزور بنا کر تم پر عمل کر سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے، اعلیٰ بی بی کہیں دوسری جگہ مصروف ہو، یہاں نہ آ سکے۔ تب تک تم میرے تابعدار بن چکے ہو گے۔“

وائس مین نے کہا۔ ”تم اتنی لمبی باتیں کیوں کر رہے ہو؟ میرے اندر زلزلہ پیدا کر کے میرے دماغ کو کمزور کیوں نہیں بناتے؟“

اس نے کہا۔ ”تم یہی چاہتے ہو تو پھر یہ لو۔“

اس نے دماغی جھٹکا پہنچانا چاہا۔ میں وائس مین کے دماغ میں پوری طرح قبضہ جمائے ہوئے تھا۔ اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے حیران ہو کر پھر دوسری بار جھٹکا پہنچانا چاہا پھر بھی اسے ناکامی ہوئی۔

اب سے دو گھنٹے پہلے اس نے پربھو دیال شنکر کے دماغ میں بھی زلزلہ پیدا کرنا چاہا تھا۔ وہاں بھی اسے ناکامی ہی ہوئی تھی۔ یہاں بھی ناکامی ہو رہی تھی۔

میں نے اسے مخاطب کیا۔ ”مسٹر تھو! کیا ہوا ناکام کیوں ہو رہے ہو؟“

وہ ایک دم سے چونک کر بولا۔ ”تم.....؟ تم اب تک مجھے دھوکا دے رہے تھے؟“

میں نے کہا۔ ”اب تو یہی ہو گا۔ جہاں جاؤ گے، وہاں مجھے پاؤ گے۔ میں تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ تم کتنے بے بس ہو؟ وائس مین کے اندر پہنچ کر بھی اس پر قبضہ نہیں جما سکتے۔ اسے ہم سے چھین کر نہیں لے جا سکتے۔ اب امریکی اکابرین کو کیا جواب دو گے؟“

وہ جھنجلا کر وہاں سے چلا گیا۔ میں بھی وائس مین کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ عالی کا تابعدار تھا۔ عالی اور میرے سوا اس کے اندر کوئی نہیں جا سکتا تھا۔

میں نے پھر امریکی اعلیٰ عہدے دار کے اندر پہنچ کر کہا۔ ”تم نے فرہاد ٹو کو وائس مین کے اندر بھیجا تھا لیکن افسوس ....وہ اس پر قابو نہ پا سکا اور اسے ہم سے چھین کر نہ لے جا سکا۔ اپنے فرہاد ٹو سے پوچھو کہ جب وائس مین دماغی طور پر کمزور ہو گیا ہے اور وہ اس پر قبضہ جما سکتا ہے تو پھر اسے چھیننے میں ناکام کیوں ہو رہا ہے؟ میں ایسے بہت سے تماشے دکھاتا رہوں گا۔ فی الحال گڈ بائے....“

میں دوبارہ نومی کے ڈرائیور کے اندر پہنچ گیا۔ عالی کو بتانے لگا کہ اب تک فرہاد ٹو کو الجھا رہا تھا، یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ کہاں ہے؟ لیکن معلوم نہ ہو سکا۔ کوئی بات نہیں پھر کبھی سہی۔ فی الحال تو نومی ہمارے نشانے پر ہے۔

وہ سترہ گاچی کے اس بنگلے کے سامنے پہنچ گئی۔ اندھیر مہاراج کے ساتھ کار سے اترتے ہوئے وہاں پہرا دینے والے سے بولی۔ ”وہ دونوں اندر ہیں؟“

وہ انکار میں سر ہلا کر بولا۔ ”نو میڈم! وہ تو اپنے بیٹے کے ساتھ یہاں سے چلی گئی ہیں۔“

اس نے ایک دم سے چیخ کر کہا۔ ”کیا بک رہے ہو؟ وہ یہاں سے کیسے چلی گئی؟ تم کیا کر رہے تھے؟“

”میں مجبور ہو گیا تھا۔ میرا ریوالور اس کے ہاتھ میں آ گیا تھا اگر ہم اس کا راستہ روکنا چاہتے تو وہ ہمیں گولی مار دیتی۔“

نومی نے ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کرتے ہوئے پوچھا۔ ”وہ کدھر گئی ہے؟ کتنی دیر ہوئی ہے؟“

دوسرے نے کہا۔ ”ایک گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ پتا نہیں، وہ کہاں پہنچ چکی ہو گی؟“

ایک ٹیکسی میں اندھیر مہاراج کے تین چیلے بھی آ چکے

تھے۔ وہ بولی۔ ”مہاراج! کیا تم کسی طرح اپنے کالے عمل سے یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ وہ ماں بیٹے کہاں گئے ہوں گے؟“

اس نے کہا۔ ”مجھے اس بچے کے نام کا پتلا بنانا ہوگا پھر میں اس پتلے میں سوئیاں چبھوتا رہوں گا۔ تو بچہ تکلیف سے تلملاتا رہے گا۔ اس کی ماں مجبور ہو کر اسے یہاں واپس لے آئے گی۔“

وہ بولی۔ ”تم فوراً یہ عمل شروع کرو۔ میں چاہتی ہوں وہ زیادہ دور نہ جانے پائیں۔“

”عمل ضرور کروں گا مگر میرے دس لاکھ روپے کہاں ہیں؟“

فرہاد تو نے نومی سے کہا۔ ”وہ شخص ابھی یہ رقم لے کر پہنچنے والا ہوگا۔“

نومی نے کہا۔ ”ابھی تم کام شروع کرو۔ آدھے گھنٹے کے اندر تمہیں رقم مل جائے گی۔“

وہ سب اس بنگلے کے اندر آ گئے۔ وہاں ڈرائنگ روم میں رکھے ہوئے تمام صوفوں کو اور سینٹر ٹیبل کو ہٹایا گیا۔ فرش پر جگہ بنائی گئی۔ فرہاد تو بار بار خیال خوانی کے ذریعے کبھی عدنان کے پاس جا رہا تھا اور کبھی شیوانی کے پاس.... لیکن اسے وہاں جگہ نہیں مل رہی تھی۔

عدنان کے دماغ میں بہت سے خیالات گڈمڈ ہو گئے تھے اور شیوانی کے دماغ پر الپا نے قبضہ جما رکھا تھا۔ اس نے نومی کے پاس آ کر کہا۔ ”بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ دشمنوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہم نے ان ماں بیٹے کو یہاں چھپا کر رکھا تھا۔ وہ فرہاد کی مدد سے ہی فرار ہوئے ہیں۔“

نومی نے پریشان ہو کر کہا۔ ”اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ فرہاد میرا پیچھا کرتا ہوا کلکتہ تک آیا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہوگا کہ میں سترہ کاچی کے کس بنگلے میں پہنچنا چاہتی ہوں۔ وہ ہمارے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی پہنچ گیا اور اپنے پوتے اور بہو کو یہاں سے لے گیا۔“

میں اعلیٰ بی بی اور ہمارے چند ٹیلی پیتھی جاننے والے اندھیر مہاراج کے چیلوں کے اندر پہنچ گئے تھے۔ ایک چیلے نے ہماری مرضی کے مطابق اپنے لباس سے چاقو نکال کر اپنے گرودیو کے پاس پہنچ کر پوچھا۔ ”اے مہاراج! یہ تو کیا کر رہا ہے؟ کس بالک کا پتلا بنا کر اس میں سوئیاں چبھونا چاہتا ہے؟ تجھے شرم نہیں آتی؟“

یہ کہہ کر اس نے چاقو کی نوک اس کی گردن میں پیوست کر دی۔ باقی کے چیلوں نے نومی کو دونوں طرف سے جکڑ لیا۔ وہ بڑا سا چاقو گردن میں پیوست ہو کر حلق سے نکل گیا تھا۔ جب اس نے چاقو کو کھینچ کر باہر نکالا تو مہاراج فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

نومی سہمی ہوئی یہ منظر دیکھ رہی تھی اور چیخ چیخ کر فرہاد کو آواز دے رہی تھی۔ ”تم کہاں ہو؟ کیا یہ نہیں سمجھ رہے ہو؟ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے یہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ سب کچھ وہی کر رہے ہیں۔“

وہ چیلا خون آلود چاقو کو ہاتھ میں لیے نومی کی طرف بڑھنے لگا۔ میں نے اس کی زبان سے کہا۔ ”ہائے نومی! لب و لہجہ تو پہچانتی ہو نا؟ میں تمہارا فرہاد تو بول رہا ہوں۔“

فرہاد تو نے ایک دم سے تڑپ کر دوسرے چیلے کی زبان سے کہا۔ ”نہیں۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ میں فرہاد تو ہوں۔“

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”تم نے فرہاد تو بننے والا گڑھا کھودا ہے۔ اس میں اسی طرح گرتے رہو گے۔ محبوبہ کے سامنے بھی قسمیں کھاتے رہو گے کہ تم فرہاد تو ہو۔ قسم کھانے سے کیا ہوتا ہے؟ اگر تم ہو تو اسے بچاؤ۔ نومی پٹری بدلنا خوب جانتی ہے۔ یہ تو اسے اپنا یار بنائے گی جو اس کی جان بچائے گا۔“

فرہاد تو نے کہا۔ ”مجھے یار بننے کا شوق نہیں ہے۔ اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ یہاں تمہارے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ میں اسے تمہارے شکنجے سے نکال کر نہیں لے جا سکوں گا۔“

میں نے اس چیلے کے ذریعے نومی کے قریب آ کر اس کے جسم کے ایک حصے میں چاقو کی نوک چبھوتے ہوئے کہا۔ ”میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گا۔ کیونکہ تم نے میری سونیا کو جان سے نہیں مارا تھا۔“

وہ مجھے رحم طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ میں نے کہا۔ ”میں صرف تمہاری ٹیلی پیتھی کی صلاحیت تم سے چھین لوں گا۔ اس صلاحیت کے بغیر دو کوڑی کی ہو کر رہ جاؤ گی اور در بدر بھٹکتی رہو گی۔ کیونکہ تم میری سونیا کو بھی اسی طرح بھٹکاتی رہی تھیں۔ جو سلوک تم نے اس کے ساتھ کیا تھا وہی تمہارے ساتھ ہوگا۔“

یہ کہتے ہی میں نے چاقو کی نوک سے اس کے جسم کے ایک حصے پر خون کی لکیر کھینچ دی۔

”اور مسٹر تھو! انتظار کرو۔ ایسی ہی ایک لکیر تمہارے جسم پر بھی کھینچنے والا ہوں۔“

★

میرا پیغام سننے کے بعد اس بہروپیے کو جواباً کچھ کرنا چاہیے تھا لیکن وہ خاموش تھا۔ توقع کے خلاف اسے بہت زبردست مات ہوئی تھی۔ وہ میرے پوتے کے ذریعے مجھے بلیک میل کرنا چاہتا تھا۔ اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنا چاہتا تھا لیکن خود ہی اوندھے منہ گر پڑا تھا۔ اس کے ہاتھ سے میرا پوتا چھوٹ گیا تھا۔ آئندہ اسے گرفت میں لینے کا کوئی چانس نہیں تھا۔

دوسری بڑی شکست یہ ہوئی تھی کہ نومی کرسٹل جیسی زبردست ٹیلی پیتھی جاننے والی ذہین اور مکار عورت بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر موجود تھا لیکن اسے بچانے کی کوئی تدبیر نہیں کر سکتا تھا۔

میں نے چاقو سے نومی کے جسم پر زخم لگا کر اس کے دماغ کے دروازے کھول دیے تھے۔ وہ کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکتی تھی۔

وہ بہروپیا اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ اب ہمارا کوئی نہ کوئی خیال خوانی کرنے والا نومی کے اندر موجود رہا کرے گا۔ اسی لیے وہ اس کے اندر آ کر اس بے چاری کو تسلی بھی نہیں دے رہا تھا۔

وہ زخمی ہوتے ہی چکرا کر بیٹھ گئی تھی۔ گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو چاقو لیے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ دراصل وہ اس کے ذریعے مجھے رحم طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ میں اسی چاقو والے کے اندر موجود تھا۔

اس نے گڑگڑانے کے انداز میں کہا۔ ”مجھے جان سے مار ڈالو لیکن ایسی سزا نہ دو۔ میں ضرورت کے وقت خیال خوانی کے ذریعے بڑی بڑی رقمیں حاصل کر لیتی تھی۔ جب تک زخم کی تکلیف کم نہیں ہوگی میں خیال خوانی نہیں کر سکوں گی۔ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں علاج کرانے کے بعد انڈیا سے باہر بھی جا سکوں۔ تم مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لو لیکن اس طرح بے یار و مددگار نہ چھوڑو۔“

میں نے کہا۔ ”یہ بات مجھ سے نہیں اس بہروپیے سے کہو۔ وہ تمہارا یار بھی تھا اور آقا بن کر تمہارے دماغ پر حکومت بھی کرتا تھا۔ اب تو وہی تمہاری مدد کرے گا اور میں وعدہ کرتا ہوں اسے ایسا کرنے سے نہیں روکوں گا۔“

اتنی دیر کے بعد اس بہروپیے نے ایک آلۂ کار کے ذریعے کہا۔ ”مجھے نادان بچہ نہ سمجھو۔ یہ خوب سمجھ رہا ہوں کہ تم نے نومی کو ہلاک کیوں نہیں کیا ہے؟ کیوں اسے زندہ چھوڑ دیا ہے؟“

وہ ایک ذرا چپ ہونے کے بعد بولا۔ ”اور اب تم چاہتے ہو کہ میں اس کے دماغ میں آتا جاتا رہوں پھر جیسے ہی موقع ملے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لوں۔ اس خوش فہمی میں مبتلا رہوں کہ تم مجھ سے اور نومی سے بے خبر ہو؟“

وہ طنزیہ انداز میں بولا۔ ”یہ تمہاری بچگانہ چال ہے۔ یہ بات موٹی عقل سے بھی سمجھ میں آ رہی ہے کہ تمہارا کوئی نہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمیشہ اس کے اندر موجود رہے گا اور میری تاک میں رہے گا۔ میں اس پر تنویمی عمل کروں گا تو تم اور تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے نومی کے دماغ میں خاموشی سے میری پلاننگ معلوم کرتے رہیں گے۔ یہ دیکھتے رہیں گے کہ یہ میری تابعدار بن کر کہاں کہاں میرے کام آ رہی ہے؟“

میں نے کہا۔ ”تمہارے جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں تاکہ اپنی ٹیلی پیتھی کی قوتوں میں اضافہ کر سکیں۔ میں یہ بھی اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم نومی کو اپنی تابعدار بنانے سے باز نہیں آؤ گے۔“

”نہیں، تمہارا خیال غلط ہے۔ آئندہ میں اسے اپنی کنیز نہیں...... دوست بناؤں گا۔ ہر اچھے بُرے وقت میں اس کے کام آؤں گا۔ اس کا دل جیت لینے کی کوشش کروں گا۔ تم نے ابھی کہا ہے کہ میں اس کی مدد کروں گا تو تم رکاوٹ پیدا نہیں کرو گے۔ لہٰذا اپنی زبان پر قائم رہنا۔“

”ساری دنیا جانتی ہے، میں زبان کا دھنی ہوں۔ جو کہہ دیتا ہوں اس پر ضرور عمل کرتا ہوں۔ میں اس لوٹی پھوٹی ٹیلی پیتھی جاننے والی کو تمہارے حوالے کر رہا ہوں، لے جاؤ اسے.... جب تک یہ خیال خوانی کے قابل نہ ہو جائے تب تک میں تم دونوں کے درمیان دیوار نہیں بنوں گا۔“

وہاں اندھیر مہاراج کی لاش بھی پڑی ہوئی تھی۔ اس کے تینوں چیلے ہمارے آلۂ کار بنے ہوئے تھے۔ وہ تینوں ہماری مرضی کے مطابق وہاں سے چلے گئے۔ نومی تنہا رہ گئی۔ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی۔ ”میں جانتی ہوں، تم ان کے ساتھ نہیں گئے ہو۔ میرے اندر ہی موجود ہو۔“

وہ وہاں سے اٹھ کر بنگلے کے اندر آئی پھر فرسٹ ایڈ بکس نکال کر اپنے زخم پر مرہم لگانے لگی۔ اس نے دو چار بار مجھے مخاطب کیا لیکن میری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔

پھر اس نے کہا۔ ”فرہاد تو! تم تو مجھ سے بول سکتے ہو؟“

”بے شک، میں بول سکتا ہوں۔ فی الحال یہ سوچ رہا ہوں کہ فرہاد کو شیوانی اور عدنان کی اس خفیہ پناہ گاہ کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟“

نومی نے کہا۔ ''سیدھی سی بات ہے فرہاد علی تیمور کے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہے۔ تم خیال خوانی کے ذریعے ایک وقت میں ایک ہی جگہ پہنچتے ہو۔ اس کے بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک وقت میں کتنے ہی دماغوں میں پہنچ جاتے ہیں۔''

اس نے کہا۔ ''اس سے ٹکرانے کے بعد یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ مجھے بھی اپنے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک بھرپور تعداد رکھنی چاہیے۔''

وہ تکلیف سے کراہتی ہوئی بنگلے سے باہر آکر کار میں بیٹھ گئی پھر وہاں سے جاتے ہوئے بولی۔ ''میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگرچہ ابھی تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گی لیکن کبھی تو ایسا موقع ملے گا کہ اپنے دماغ کو لاک کرسکوں گی۔ اس کے بعد اسے چیلنج کروں گی۔''

''چیلنج نہ کرو۔ یہ نہ بھولو کہ اس وقت بھی اس کا کوئی خیال خوانی کرنے والا تمہارے اندر موجود ہے۔''

وہ ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولی۔ ''میں بہت مجبور ہوگئی ہوں۔ ایں وے.... ابھی تمہارے پاس وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا وائس مین ہے۔ تم اس سے کام لے سکتے ہو۔''

''تمہاری طرح وہ بھی میرے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ دشمن فرہاد نے بڑی حکمتِ عملی سے ہمیں مختلف مسائل میں الجھا دیا تھا۔ ہم عدنان اور شیوانی کو اغوا کرکے سمجھ رہے تھے کہ بہت بڑی کامیابی حاصل کررہے ہیں۔ جب تک ہم ان ماں بیٹے کے معاملے میں الجھے رہے' اس وقت میں اس نے وائس مین پر تنویمی عمل کرکے اس کے دماغ کو لاک کردیا اور اس طرح اسے ہم سے چھین لیا۔''

نومی نے ایک کلینک کے سامنے کار روکتے ہوئے کہا۔ ''مجھے چاقو کا زخم لگا ہے۔ کوئی اینٹی سیپٹک انجکشن لینا چاہیے۔''

اس نے ڈاکٹر کے پاس آکر اپنا زخم دکھایا۔ وہ بولا۔ ''ایسا لگتا ہے' کسی نے تم پر چاقو سے حملہ کیا تھا۔ یہ تو سراسر پولیس کیس ہے۔''

فرہاد ثو نے ڈاکٹر کے دماغ پر قبضہ جمالیا پھر اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ نومی کے زخم کی بینڈج کرکے اسے ایک اینٹی سیپٹک انجکشن لگایا۔

وہ واپس کار میں آکر بیٹھتے ہوئے فرہاد ثو سے بولی۔ ''تم مطمئن ہو؟ کسی نے اس ڈاکٹر کے ذریعے دشمنی تو نہیں کی ہے؟''

''نہیں' میں اس ڈاکٹر کے چور خیالات پڑھتا رہا۔ اس نے صحیح دوا دی ہے۔ صحیح انجکشن لگایا ہے۔ دشمن لوگ کے آلۂ کار فی الحال تمہیں نقصان نہیں پہنچا رہے ہیں۔''

''کیا ابھی مجھے انڈیا میں رہنا چاہیے؟''

''ہاں' ابھی یہیں رہو۔ کسی ہوٹل میں جاکر آرام کرو۔ میں تمہارے پاس بڑی رقم پہنچا دوں گا۔ بعد میں سوچیں گے کہ تمہیں کرنا کیا ہے؟''

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ وہ استنبول سے دوسری فلائٹ میں انڈیا نہیں گیا تھا بلکہ پیرس چلا آیا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے کے قریب ہی ایک علاقے میں قیام کررہا تھا۔

وہ اس ارادے سے وہاں آیا تھا کہ عدنان کو اپنے پاس رکھ کر مجھے بلیک میل کرے گا اور باہر آنے پر مجبور کرے گا تو پھر مجھے ادارے سے باہر نکلنا ہی پڑے گا۔ ایسے میں وہ چھپ کر مجھ پر حملہ کرسکتا تھا پھر ایک نیا کارنامہ انجام دے کر سپر پاور اور دوسرے تمام بڑے ممالک کو متاثر کرسکتا تھا لیکن تمام کیے کرائے پر پانی پھر گیا تھا۔ وہ جیتی ہوئی بازیاں ہار چکا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹہلنے لگا' پریشان ہوکر سوچنے لگا۔ اس کی سوچ ایک ہی نقطے پر مرکوز ہوجاتی کہ اسے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کرنی چاہیے۔

وہ سوچ رہا تھا۔ ''میں فرہاد سے کسی طرح کم نہیں ہوں۔ میں نے تمام پلاننگ سوچ سمجھ کر کی تھی اور بڑی راز داری سے کامیابی حاصل کرتا رہا تھا۔ میری ناکامی کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس کی ٹیلی پیتھی والی فوج نے مجھے اور نومی کو بڑی راز داری سے گھیر لیا تھا اس وقت اگر میرے پاس بھی دو تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوتے تو اس وقت اندھیرے میں اور اس کے تینوں چیلوں کے دماغوں پر قبضہ جما کر رکھتے۔ اس طرح فرہاد ان کے ذریعے نومی کو زخمی کرنے میں ناکام رہتا۔ وہ اب تک میری ہی تابعدار بنی رہتی۔''

وہ اپنے طور پر درست ہی سوچ رہا تھا اگر اس کے پاس بھی اچھے خاصے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوتے تو وہ ان پہریداروں کے دماغوں پر بھی قبضہ جما کر رکھتے جو عدنان اور شیوانی کی نگرانی کررہے تھے۔ ایسے میں وہ ماں بیٹے وہاں سے فرار نہیں ہوسکتے تھے۔

شکست کھانے کے بعد ناکامی کی بہت سی وجوہات سمجھ میں آتی ہیں لیکن اس وقت تک پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے۔ وہ بہروپیا زیادہ دیر پچھتانے والوں میں سے نہیں تھا۔ پھر سے جیت میں بدلنے کی تدبیریں سوچنے لگا تھا۔

سب سے پہلی اور بنیادی بات یہی تھی کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کی جائے۔ یہ علم رکھنے والے یا تو بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے تھے یا پھر امریکی تھے۔ ان کے علاوہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کرونا اور فرہاد جیسے آزاد ٹیلی پیتھی جاننے والے اور کتنے ہیں جو گمنام رہ کر زندگی گزار رہے ہیں۔

فی الحال تو اس کی عقل کہہ رہی تھی کہ جو ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ پہلے انہیں حاصل کیا جائے پھر ان کے ذریعے دوسروں تک پہنچا جائے گا۔ وہ کسی وقت بھی راز داری سے نومی پر تنویمی عمل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ خوب سمجھتا تھا کہ ہمارا کوئی نہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نومی کے اندر موجود رہ کر یہ ضرور معلوم کرے گا کہ وہ کس لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کررہا ہے؟

وہ میری اس چالاکی کو سمجھ گیا تھا کہ میں نے اسے ٹریپ کرنے کے لیے نومی کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔ اس نے طے کرلیا تھا کہ آیندہ نومی کو اپنی معمولہ اور تابعدار نہیں بنائے گا بلکہ دوست بنا کر میرے خلاف اس سے کام لیتا رہے گا۔

وہ وائس مین کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ انڈین انٹیلی جنس والوں نے اسے میرے خلاف کام کرنے کے لیے بلایا تھا۔ وہ ایک بار پھر راز داری سے اس کے دماغ پر قبضہ جما سکتا تھا۔ لہٰذا وائس مین تک پہنچنے کے لیے وہ انڈین انٹیلی جنس کے ایک اعلیٰ افسر کے اندر آگیا۔

یہ جانتا تھا کہ وہاں پانچ ایسے اعلیٰ افسران ہیں جو یوگا کے ماہر ہیں۔ وہی پانچ اعلیٰ افسران وائس مین سے رابطہ رکھتے تھے۔ اس کی حفاظت کرتے تھے۔

ان پانچوں افسران نے اس کے ذریعے معلوم کیا تھا کہ پورس' شیوانی' عدنان' پارس اور اعلیٰ بی بی نے کہاں کہاں رہائش اختیار کررکھی ہے؟

اگرچہ انہوں نے بڑی ہوشیاری سے یہ معلومات حاصل کی تھیں تاہم میرے تمام بچوں کو عین وقت پر ان کی ساری سازشوں کا علم ہوگیا تھا اور انہوں نے اپنی اپنی جگہ بدل لی تھی۔ وہ صرف شیوانی' عدنان اور پورس کے بارے میں جانتے تھے کہ وہ ممبئی کے کس علاقے کے کس محلے اور گلی میں رہتے ہیں؟

وہ انٹیلی جنس کے افسران دور ہی دور سے ان پر نظر رکھنا چاہتے تھے لیکن اس سے پہلے ہی نومی نے عدنان اور شیوانی کو اغوا کرلیا تھا اور پورس میری ہدایت کے مطابق وہاں سے چلا گیا تھا۔ وہ پانچوں یوگا جاننے والے اعلیٰ افسران اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ وائس مین کو پہلے ہم نے ٹریپ کیا تھا۔ اس کے بعد فرہاد ثو نے بھی اسے اپنا تابعدار بنالیا تھا۔

فرہاد ثو انڈین انٹیلی جنس کے اس اعلیٰ افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر ان پانچوں یوگا جاننے والے افسران کے پاس آکر بولا۔ ''میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اس افسر کے دماغ میں رہ کر تم سے بات کرنے آیا ہوں۔''

ایک یوگا جاننے والے افسر نے پوچھا۔ ''تم کون ہو اور ہم سے کیا چاہتے ہو؟''

''کیا تم لوگوں نے فرہاد علی تیمور کے ہمزاد کے بارے میں کچھ سنا ہے؟''

دوسرے یوگا جاننے والے افسر نے کہا۔ ''اچھا' تو تم وہی ہو۔ جو اصلی فرہاد علی تیمور ہونے کا دعویٰ کررہے ہو۔ ہمیں امریکی اکابرین سے تمہارے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوا ہے۔''

''بے شک' میں وہی ہوں۔ امریکی اکابرین اور دوسرے بڑے ممالک کے حکمران سب ہی مجھ پر بھروسا کرتے ہیں۔ فرہاد علی تیمور کے خلاف کیا تم سب مجھ پر بھروسا کروگے؟''

''تمہاری ذات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا تو ہم بھروسا کرتے رہیں گے۔''

''تم میری بات کا یقین کرسکتے ہو تو کرو۔ فرہاد کی بیٹی اعلیٰ بی بی نے تمہارے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کو اپنا معمول اور تابعدار بنالیا ہے۔''

پانچوں یوگا جاننے والے افسران نے حیرانی اور بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایک نے پوچھا۔ ''ہم کیسے یقین کریں کہ تم درست کہہ رہے ہو؟''

''جب تک میری بات کا یقین نہ ہو' تب تک وائس مین سے دور رہو۔ کیونکہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے ذریعے تم لوگوں کو نقصان پہنچانا چاہیں گے۔ تم میں سے ہر ایک کو کمزور کرکے تمہارے اندر پہنچنے کی کوشش کریں گے۔''

''تم ہمیں فکر اور پریشانی میں مبتلا کررہے ہو۔''

''جب میری سچائی ثابت ہوگی' تب ہی تسلیم کروگے کہ میں نے تمہیں وقت سے پہلے خطرے سے آگاہ کردیا تھا۔''

وہ سب آپس میں بولنے لگے۔ ایک نے کہا کہ فرہاد کا ہمزاد جو کہہ رہا ہے اس کی تصدیق کرنی چاہیے۔

ایک نے کہا۔ ''لیکن ہم اندر کی بات کیسے معلوم کرسکیں گے کہ وہ اب آزاد ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے یا اعلیٰ بی بی کا

غلام بن چکا ہے؟''

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''حقیقت معلوم کرنے کا ایک طریقہ ہے لیکن اس موضوع پر ہم تنہائی میں بات کریں گے پھر اپنی اس تدبیر پر عمل کریں گے۔''

پھر اس نے کہا۔ ''مسٹر فرہاد ٹو! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ ہم تصدیق کرنے کے بعد آپ سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بتائیں' ہم کس طرح آپ کو کال کر سکتے ہیں؟''

اس نے اپنا سیل نمبر دیا پھر کہا۔ ''اب میں جا رہا ہوں۔ تمہاری کال کا انتظار کروں گا۔''

فرہاد ٹو جس اعلیٰ افسر کے ذریعے بول رہا تھا وہ افسر وہاں سے پلٹ کر باہر چلا گیا۔ ان پانچوں یوگا جاننے والے افسران کو یقین ہو گیا کہ وہ فرہاد ٹو وہاں سے جا چکا ہے۔ انہوں نے دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔

فرہاد ٹو اب ان کی باتیں نہیں سن سکتا تھا لیکن یہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ وہ وائس مین کی صحیح دماغی حالت معلوم کرنے کے لیے اپنے کسی ہپناٹائز کرنے والے کی خدمات حاصل کریں گے۔ وہ ہپناٹزم کا ماہر وائس مین پر تنویمی عمل کرے گا۔ اس کے دماغ سے اعلیٰ بی بی کے تنویمی عمل کو مٹا کر اس کے اندر پھر سے یوگا کی صلاحیت نقش کرے گا۔ جس کے بعد پھر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا وائس مین کے اندر نہیں آ سکے گا۔

فرہاد ٹو اس اعلیٰ افسر کے دماغ سے نکل کر ایک جونیئر افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے اندر رہ کر انتظار کرنے لگا کہ وہ پانچ یوگا جاننے والے افسران اپنے کمرے سے کب نکلیں گے اور کہاں جائیں گے؟

ان پانچ یوگا جاننے والوں نے فون کے ذریعے امریکی اکابرین سے رابطہ کیا پھر ایک نے کہا۔ ''ابھی تھوڑی دیر پہلے فرہاد ٹو ہمارے پاس آیا تھا۔ اس نے یہ اطلاع دی ہے کہ وائس مین کو اعلیٰ بی بی نے ٹریپ کر لیا ہے۔ اسے اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔ آپ لوگ اس بارے میں کیا جانتے ہیں؟''

ایک امریکی فوجی افسر نے کہا۔ ''ہمیں بھی یہی اطلاع ملی ہے کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کو ٹریپ کیا گیا ہے۔''

یوگا جاننے والے افسر نے کہا۔ ''آپ کو اتنی اہم خبر ملی اور آپ نے ہمیں اس سے بے خبر رکھا۔ جبکہ آپ کا وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ہماری نگرانی میں ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اندر ہی اندر اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟''

دوسرے یوگا جاننے والے افسر نے کہا۔ ''آپ لوگوں نے ہم سے یہ بات چھپا کر بہت ہی غیر ذمے داری کا ثبوت دیا ہے۔''

ایک امریکی فوجی افسر نے کہا۔ ''ہمیں غلط نہ سمجھو۔ ہم دراصل دو فرہاد کے درمیان الجھے ہوئے ہیں۔ پہلے فرہاد نے یہ دعویٰ کیا کہ اعلیٰ بی بی نے وائس مین پر تنویمی عمل کیا تھا' اسے تابعدار بنایا تھا لیکن فرہاد ٹو نے بھی اس کے اندر جگہ بنالی ہے۔ اور وہ جب چاہے وائس مین کو ان سے چھین سکتا ہے۔''

ایک یوگا جاننے والے نے پوچھا۔ ''آپ نے یہ بات ہمیں اسی وقت کیوں نہیں بتائی؟''

''ہم کہہ چکے ہیں کہ دو فرہاد کے درمیان بری طرح الجھے ہوئے ہیں۔ پہلے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان میں سے کون سچ کہہ رہا ہے اور کون جھوٹ...؟ کیونکہ دوسری بار فرہاد علی تیمور نے آ کر کہا کہ اس نے فرہاد ٹو کو بری طرح شکست دی ہے۔ اسے وائس مین کے دماغ سے بھی بھگا دیا ہے اور اپنے پوتے اور بہو کو اس کے شکنجے سے نکال لیا ہے۔''

ایک امریکی افسر نے کہا۔ ''ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ رابطہ ہونے کے بعد ہی سچ جھوٹ کا پتا چل سکے گا۔''

''کیا آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین تک پہنچنے میں ناکام ہو رہے ہیں؟''

''ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین تک پہنچنے کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کر رہے ہیں؟ یہ ایک راز کی بات ہے۔ کامیابی کے بعد ہی آپ کو بتایا جائے گا۔''

ان یوگا جاننے والے افسران نے فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ایک نے کہا۔ ''فرہاد ٹو کی رپورٹ سے اور امریکی اکابرین کی باتوں سے صاف پتا چل رہا ہے کہ وائس مین آزاد ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں رہا ہے۔ وہ دو میں سے کسی ایک فرہاد کا غلام بن گیا ہے۔''

دوسرے نے کہا۔ ''ہمیں اپنے طور پر بھی معلوم کرنا چاہیے کہ حقیقت کیا ہے؟ ہمارا ہپناٹائز کرنے والا وائس مین کو اپنا تابعدار بنا کر بہت کچھ معلوم کر سکتا ہے اور آئندہ کے لیے اس کے دماغ کو لاک کر سکتا ہے۔''

وہ اپنے ہپناٹزم کے ماہر سے فون کے ذریعے رابطہ کرنے لگے۔ فرہاد ٹو ایک دوسرے جونیئر افسر کے دماغ میں موجود تھا اور بڑے صبر سے انتظار کر رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ پانچوں یوگا جاننے والے افسران وائس مین کے بارے میں حقائق معلوم کرنا چاہیں گے اور حقائق دو طرح سے ہی معلوم ہو سکتے تھے۔ یا تو کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا وائس مین کے دماغ میں پہنچ کر معلومات حاصل کرتا یا پھر کوئی ہپناٹائز کرنے والا تنویمی عمل کے ذریعے حقیقت معلوم کرتا کہ وہ آزاد ہے یا غلام بن چکا ہے؟

ایک گھنٹے کے بعد تین یوگا جاننے والے افسران اس کمرے سے باہر آ گئے پھر تیزی سے چلتے ہوئے اس عمارت سے باہر جا کر اپنی کار میں بیٹھنے لگے۔ وہ آلۂ کار جونیئر افسر فرہاد ٹو کی مرضی کے مطابق اپنی بائیک پر آ کر بیٹھ گیا۔ جب وہ کار آگے جانے لگی تو وہ بھی اس کار سے کافی فاصلے سے ان کا تعاقب کرنے لگا۔

وہ پرانی دہلی میں پہنچے۔ وہاں ایک وسیع و عریض بوسیدہ سا مکان تھا۔ اس کے چاروں طرف فوجی جوانوں کا پہرا لگا ہوا تھا۔ فرہاد ٹو اس آلۂ کار کے ذریعے ان فوجی جوانوں کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ وائس مین کو وہیں کہیں چھپا کر رکھا گیا ہے۔

ہم نے وائس مین کو تابعدار بنانے کے بعد اسی مکان میں رہنے دیا تھا۔ اپنی ضرورت کے مطابق اس کے چور خیالات پڑھ کر یہ معلوم کیا تھا کہ وہ پارس' پورس' عدنان اور [illegible]انی وغیرہ کے بارے میں کیا جانتا ہے؟

ہم نے اس سے زیادہ اس سے کام نہیں لیا تھا۔ آئندہ بھی کسی ضرورت کے وقت اسے استعمال کرنے والے تھے۔ فرہاد ٹو نے اپنے آلۂ کار اس جونیئر افسر کو اس مکان سے دور رکھا اور اس کے ذریعے تھوڑی دیر تک انتظار کرتا رہا۔ اس نے پہلے ہی اندازہ کر لیا تھا کہ وہ پانچوں یوگا جاننے والے افسران کسی ہپناٹزم کے ماہر کی خدمات حاصل کریں گے اور اس کے ذریعے وائس مین کے حالات معلوم کریں گے۔

اس بوسیدہ سے مکان کے اندر ہپناٹزم کا وہ ماہر پہنچا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ایک ڈاکٹر بھی تھا۔ یوگا جاننے والے ایک افسر نے وائس مین سے کہا۔ ''مسٹر وائس مین! آپ جانتے ہیں کہ ہم ہر دوسرے تیسرے دن آپ کا طبی معائنہ کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ بیڈ پر لیٹ جائیں۔ ڈاکٹر آپ کا معائنہ کرے گا۔''

وائس مین اپنے بیڈ پر آ کر لیٹ گیا۔ ڈاکٹر اس کا معائنہ کرنے لگا۔ ایک یوگا جاننے والے افسر نے سرنج میں دوا بھری۔ وائس مین آنکھیں بند کیے پڑا ہوا تھا۔

اس نے وہ سرنج اس ڈاکٹر کو دیتے ہوئے کہا کہ یہ انجکشن اسے لگایا جائے اگر وائس مین کی آنکھیں کھلی رہتیں اور وہ اس انجکشن کو دیکھ لیتا تو ڈاکٹر کے خیالات پڑھ کر معلوم کر لیتا کہ وہ انجکشن ایک سازش کے تحت لگایا جا رہا ہے لیکن وہ پہلے ہی ڈاکٹر کے چور خیالات پڑھ چکا تھا۔ اس کے اندر کوئی سازشی منصوبہ نہیں تھا۔ بعد میں اس یوگا جاننے والے افسر نے وہ سرنج اسے تھما دی تھی۔

بہرحال اس انجکشن نے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر پریشانی سے ڈاکٹر کو دیکھا۔ اس کے خیالات پڑھنا چاہے لیکن وہ خیال خوانی کی پرواز نہ کر سکا۔ دماغی کمزوری کی وجہ سے اب سانس بھی نہیں روک سکتا تھا۔ ڈاکٹر اس کے پاس سے ہٹ گیا تھا اور اس کی جگہ ہپناٹائز کرنے والا ماہر آ گیا تھا۔

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہا تھا۔ ''تم میری آنکھوں میں دیکھتے رہو گے۔ میں تمہاری اعصابی کمزوری دور کروں گا۔ دیکھتے رہو.... مجھے دیکھتے رہو......''

اس کا ذہن ہپناٹائز کرنے والے کی مقناطیسی آنکھوں سے چپک کر رہ گیا۔ وہ اپنی مرضی سے نظریں نہ ہٹا سکا۔ اس کی آنکھیں سیدھی اس کے دماغ میں جا کر چبھ رہی تھیں۔ وہ بول رہا تھا۔ اس کی آواز اس کے دل میں اترتی جا رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ سحر زدہ سا ہو کر اس کا معمول اور تابعدار بن گیا۔

اس مکان سے دور فرہاد ٹو اپنے آلۂ کار کے دماغ میں موجود تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک ڈاکٹر مکان سے باہر آ کر اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے جا رہا ہے۔ ڈاکٹر کو دیکھ کر خیال آیا کہ شاید وائس مین بیمار ہو گیا ہے۔ اس کا علاج کرایا جا رہا ہے۔

یہ سوچتے ہی اس نے وائس مین کے لب و لہجے کو اپنی گرفت میں لیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اس کے اندر پہنچا تو فوراً ہی جگہ مل گئی۔ کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔

اس کا اندازہ بالکل درست تھا۔ وہ یوگا جاننے والے افسران تنویمی عمل کے ذریعے وائس مین کی اصلیت معلوم کرنا چاہتے تھے۔ یہ جاننا چاہتے تھے کہ وہ آزاد خیال خوانی کرنے والا ہے یا کسی کا غلام بن چکا ہے؟

حقیقت معلوم کرنے کا یہی ایک طریقہ تھا۔ میں اور میرے خیال خوانی کرنے والے اس وقت وائس مین کے اندر موجود نہیں تھے۔ کوئی بھی کسی کے اندر چوبیس گھنٹے پہرا نہیں دے سکتا۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے جتنے بھی تھے۔ وہ سب خیال خوانی کے ذریعے کسی نہ کسی اہم معاملے میں مصروف رہا کرتے تھے اور کبھی ہمارے کام آتے

رہتے تھے لیکن کوئی بھی مستقل اس کے پاس رہ کر اس کی نگرانی نہیں کر سکتا تھا۔

ہمیں یہ اطمینان تھا کہ ہم نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ دو چار یا چھ گھنٹے کے بعد جب بھی ہمیں فرصت ملتی۔ ہم میں سے کوئی بھی اس کے دماغ میں ضرور جاتا لیکن انہی دو چار گھنٹوں میں اس ہپناٹزم کے ماہر نے وائس مین کے دماغ کو لاک کر دیا۔ اب ہم اس کے اندر نہیں جا سکتے تھے۔

اسے ہپناٹائز کرنے کے دوران فرہاد ٹو وہاں موجود تھا۔ اس نے یہ معلوم کیا کہ ہپناٹائز کرنے والے نے اپنے لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے۔ اب جو بھی اس کے اندر جاتا تو وہ یوگا جاننے والا وائس مین سانس روک لیتا۔

ہپناٹزم کے ذریعے وہ عمل کیا جاتا ہے۔ جس کا تعلق عامل کی آواز سے اور اس کی آنکھوں سے ہوتا ہے۔ وہ اپنی پُر کشش آنکھوں سے سحر زدہ کرتا ہے اور اپنی آواز کے ذریعے معمول کے دل و دماغ میں اتر کر اپنی بات منواتا ہے۔

ٹیلی پیتھی کے ذریعے جو عمل کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے اتنی مشقت نہیں کرنی پڑتی۔ خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر گھس کر دماغ کو اپنے قبضے میں لے لیتا ہے اور اسے اپنا تابعدار بنا لیتا ہے۔ اس وقت جبکہ وہ ہپناٹائز کرنے والا سامنے کھڑا اس پر تنویمی عمل کر رہا تھا۔ ان لمحات میں فرہاد ٹو وائس مین کے اندر گھسا ہوا اپنے طور پر تنویمی عمل کر رہا تھا۔ اس نے ایک خاص لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دیا تھا۔ ہپناٹائز کرنے والے کے مقابلے میں فرہاد ٹو کا عمل زیادہ مستحکم اور پائیدار تھا۔ اس لیے وائس مین اس کے زیر اثر آکر اسی کا معمول اور تابعدار بن گیا تھا۔

انڈین انٹیلی جنس والے اس کے دماغ کو لاک کروا کے مطمئن ہو گئے تھے۔ واقعی ہم میں سے کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اب اس کے دماغ میں نہیں جا سکتا تھا۔ وہ صرف فرہاد ٹو سے دھوکا کھا رہے تھے اور فرہاد ٹو بہت خوش تھا۔ پہلے مسلسل کامیابیوں کے بعد اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ کئی محاذوں پر مجھ سے شکست کھانے کے بعد اب پھر سے کامیابی ملنے والی تھی اور یہ امید بھی ہو رہی تھی کہ وہ آئندہ مزید کامیابیاں حاصل کرنے والا ہے۔

☆☆☆

عدنان اور شیوانی کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بہت قیمتی کار تھی۔ اس کار کے مالک نے شیوانی کو سڑک کے کنارے ایک بچے کے ساتھ دیکھا تھا۔ الکا اگنی ہوتری بہت ہی بھر پور جوان اور حسین تھی۔ اسے دیکھتے ہی اس نے اپنی گاڑی روک دی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ جو عورت بچے کے ساتھ تنہا ہے' اسے آسانی سے اپنے ساتھ لے جائے گا۔

جب وہ عدنان کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر جا رہی تھی تب اس کار چلانے والے کو پتا چلا کہ اس کے اندر کوئی خیال خوانی کرنے والی پہنچی ہوئی ہے اور وہ الپا تھی۔ اس نے حکم دیا تھا کہ وہ پیچھے نہ دیکھے، آگے دیکھ کر کار چلاتا رہے۔

اعلیٰ بی بی پچھلی سیٹ پر شیوانی کے اندر موجود تھی۔ اس سے کہہ رہی تھی۔ ''اگر تم میرے بھائی کی بیوی نہ ہوتیں تو میں تمہیں خاک میں ملا چکی ہوتی۔ تم ہمیشہ عدنان کو ہم سے دور رکھنے کی کوششیں کرتی رہتی ہو۔ پہلے اسے بابا صاحب کے ادارے میں جانے سے روکتی رہیں۔ جب ہندو دھرم کے مطابق بچے کی پرورش کرنا چاہتی تھیں تو پھر تم نے میرے بھائی سے شادی کیوں کی؟''

شیوانی سمجھ رہی تھی کہ لمبی عمر حاصل کرنے کے لیے وہ دشمنوں کی باتوں میں آگئی تھی اور اپنے ساتھ عدنان کو بھی مشکل میں ڈال رہی تھی۔ وہ بہت بڑی غلطی کر چکی تھی۔ اس لیے سر جھکا کر عالی کی باتیں سن رہی تھی۔

وہ غصے سے کہہ رہی تھی۔ ''تم اس قابل ہی نہیں ہو۔ آئندہ میرے بھائی اور میرے بھتیجے عدنان کے ساتھ نہیں رہو گی۔ آخری بار اپنے بیٹے کو اچھی طرح دیکھ لو۔ اب تمہیں اس سے اور اس کے باپ سے الگ کر دیا جائے گا۔''

اس نے ایکدم سے تڑپ کر کہا۔ ''نہیں' بھگوان کے لیے ایسا ظلم نہ کرنا۔ میری زندگی کے صرف انیس دن رہ گئے ہیں۔ میں اپنے بیٹے کے بغیر یہ مختصر سی زندگی نہیں گزار سکوں گی۔ اسے ابھی الگ کرو گی تو ابھی مر جاؤں گی۔''

''اچھا ہے۔ تم سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔''

''میں تمہارے خدا کا تمہیں واسطہ دیتی ہوں۔ میری اس آخری غلطی کو معاف کر دو۔''

''تمہاری کتنی ہی غلطیوں کو اب تک معاف کیا گیا۔ تمہیں عزت دی گئی لیکن تم عزت کے قابل ہی نہیں ہو۔ غلطی کے بعد دوبارہ غلطی کرتی رہتی ہو۔ اب بھی معاف کیا جائے گا تو آگے جا کر پھر کسی دشمن سے دوستی کرو گی اور ہمارے بھتیجے کو پھر کسی نئی مصیبت میں ڈالو گی۔''

اس نے روتے ہوئے کہا۔ ''میں تم سے بھیک مانگتی ہوں۔ کروں گی۔ پاپا کو بلاؤ۔ وہ بہت رحم دل ہیں۔ وہ مجھے معاف کر دیں گے۔ میرے بیٹے کو مجھ سے کبھی الگ نہیں کریں گے۔''

میں شیوانی کے اندر ہی تھا۔ اس کی اور عالی کی باتیں سن رہا تھا لیکن میں نے اپنے پوتے عدنان کے اندر پہنچ کر دیکھا تو وہاں تاشہ موجود تھی۔ اس سے کہہ رہی تھی۔ ''دیکھو! پہلے تم ہماری بات نہیں مان رہے تھے۔ اس کمرے میں قیدی بنے ہوئے تھے۔ تمہاری ممی باہر سے دروازہ لاک کر دیتی تھیں۔ دشمنوں کی سازش کو نہ تم سمجھتے ہو نہ تمہاری ممی سمجھتی ہیں۔ وہ ان دشمنوں کی باتوں میں آ کر تمہیں قیدی بنائے ہوئے تھیں۔''

عدنان نے کہا۔ ''ہاں' تم بہت اچھی ہو۔ میں ہمیشہ تمہاری بات مانتا رہوں گا۔ اس بند کمرے سے نکل کر یہاں تازہ ہوا بہت اچھی لگ رہی ہے لیکن ہم جا کہاں رہے ہیں؟''

تاشہ نے کہا۔ ''ابھی تمہارے گرینڈ پا آ کر فیصلہ کریں گے کہ اب کہاں جانا ہے؟ وعدہ کرو۔ گرینڈ پا جو بھی فیصلہ کریں گے' تم اسے مانو گے اور وہ جہاں کہیں' وہاں جاؤ گے۔''

''میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں۔ تم جو کہو گی' میں وہی کروں گا۔ گرینڈ پاپا کی بات ماننے کو کہہ رہی ہو۔ میں مانتا رہوں گا۔''

میں مسکراتا ہوا شیوانی کے پاس آگیا پھر عالی سے بولا۔ ''بیٹی! تمہارا غصہ بجا ہے۔ شیوانی نے جو غلطی کی ہے' وہ ناقابل معافی ہے لیکن ہمیں انسانیت کے پہلو سے سوچنا چاہیے۔ ایک ماں کے دل میں بیٹھ کر فیصلہ کرنا چاہیے کہ اس کی زندگی کے صرف انیس دن رہ گئے ہیں۔ اس مختصر سی زندگی میں اسے اس کے بیٹے سے جدا نہیں کرنا چاہیے۔''

عالی نے کہا۔ ''پاپا! کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ ہمیں پھر کسی نئی مصیبت میں ڈالے گی؟''

''اب ہم اس کی اور عدنان کی سختی سے نگرانی کریں گے۔ یہ انڈیا میں نہیں رہیں گے۔ کسی بھی پہلی فلائٹ کے ذریعے پیرس چلے جائیں گے۔ یہ عدنان اور پورس کے ساتھ پیرس والے کاٹیج میں رہے گی تو وہاں ہم اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے دن رات اس کی نگرانی کرتے رہیں گے۔''

''ٹھیک ہے پاپا! یہ اب تک کم ظرفی دکھاتی رہی ہے۔ ہم اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کریں گے اور اسے آخری سانس تک عدنان کے ساتھ رہنے کا موقع دیں گے۔''

''میں جا رہا ہوں۔ ابھی ان کی روانگی کے انتظامات کرتا ہوں۔''

میں الپا کے پاس آگیا۔ وہ اس کار کے مالک کے اندر موجود تھی۔ میں نے اس سے کہا۔ ''عالی بہت غصے میں ہے۔ عدنان کو اس کی ماں سے الگ کر دینا چاہتی ہے۔''

الپا نے کہا۔ ''پاپا! دیکھا جائے تو شیوانی کی غلطی ناقابلِ معافی ہے۔ اس نے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے اگر ہم کامیاب نہ ہوتے تو عدنان کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی اور وہ دشمن اس کے ذریعے آپ کو اور مما کو بری طرح بلیک میل کرتے رہتے۔''

''لیکن بیٹی! میرے سمجھانے سے عالی مان گئی ہے۔ ہمیں اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ صرف انیس دن رہ گئے ہیں پھر وہ بیچاری اس دنیا سے رخصت ہو جائے گی۔ انسانیت' محبت اور ممتا کا تقاضا ہے کہ ماں کو اتنے دن بیٹے کے ساتھ ہی رہنا چاہیے۔ ہم اس عرصے تک اپنے پوتے کی پوری طرح حفاظت کرتے رہیں گے۔''

ہم اس کار چلانے والے کے دماغ میں رہ کر بول رہے تھے۔ وہ بھی سن رہا تھا اور چپ چاپ ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے کار چلا رہا تھا۔ کیونکہ الپا نے اسے یہی حکم دیا تھا کہ وہ خاموشی سے کار چلاتا رہے۔

میں نے الپا سے کہا۔ ''میں جا رہا ہوں۔ یہ معلوم کرتا ہوں کہ کس فلائٹ سے ان ماں بیٹے کو پیرس جانے کے لیے سیٹیں مل سکتی ہیں؟ تم اس کار والے کے اندر ہی موجود رہو اور ان ماں بیٹے کو ایئر پورٹ لے آؤ۔''

''اچھی بات ہے۔ اب یہ ایئر پورٹ کی طرف ہی جائے گا۔ کیا پورس کو معلوم ہے کہ اس کے بیوی اور بچے کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟''

''ہاں' میں نے اسے تمام حالات بتا دیے ہیں۔ وہ پیرس جانے کے لیے ممبئی سے روانہ ہو چکا ہے۔ اچھا اب میں جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر واپس آؤں گا۔''

میں وہاں سے چلا گیا۔ الپا اس کار والے کے دماغ میں تھی۔ اس کے مختصر سے چور خیالات پڑھ کر مطمئن ہو گئی تھی کہ وہ ایک سیدھا سادہ سا شہری ہے۔ مجرمانہ ذہن نہیں رکھتا ہے۔

وہ کار چلا رہا تھا اور الپا کی مرضی کے مطابق ایئر پورٹ کی طرف جا رہا تھا۔ ایسے وقت وہ سوچ کے ذریعے بولنے لگا۔ ''ماترے....! یوگیش ماترے....! یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ پہلے میرے دماغ میں ایک عورت کی آواز ابھر رہی تھی پھر ایک مرد بھی آ کر بولنے لگا۔''

اس کا نام یوگیش ماترے تھا۔ وہ خود کو مخاطب کرتے

ہوئے بڑبڑا رہا تھا۔ کہہ رہا تھا۔ ''ماترے! میں بیمار آتما اور شریر (روح اور جسم) کا ڈاکٹر ہوں۔ میں نے ٹیلی پیتھی کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہے۔ بہت کچھ سنا ہے مگر مجھے ایسا لگ رہا ہے' جیسے کوئی ٹیلی پیتھی کے ذریعے نہیں' کالے جادو کے ذریعے میرے اندر آکر بول رہی ہے اور بول رہا ہے۔ اے میرے ہمزاد ماترے! کیا تو ان کی باتیں سن رہا ہے؟''

اس کی دوسری سوچ ابھری۔ اس بار لہجہ بدلا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ماترے کا ہمزاد بول رہا ہو۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''میں بھی ماترے۔ تو بھی ماترے۔ ہم دونوں ہی ان کی باتیں سن رہے ہیں۔ ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ چپ چاپ سنتے رہیں اور یہ جہاں جانا چاہتے ہیں' انہیں وہاں پہنچا دیں۔''

ماترے نے کہا۔ ''یہ عورت جو پیچھے بیٹھی ہے' بہت خوبصورت ہے۔ اسے دیکھتے ہی میری نیت خراب ہوگئی تھی۔ اس لیے میں نے کار روک لی تھی اور اسے لفٹ دی تھی۔ کہیں میں کسی مصیبت میں تو نہیں پھنسوں گا؟''

ہمزاد کی آواز سنائی دی۔ ''نہیں' جب ہم انہیں نقصان نہیں پہنچائیں گے تو ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچائیں گے۔''

الپا نے پوچھا۔ ''اے! تم کیا بول رہے ہو؟''

اس نے کہا۔ ''میں ایک ڈاکٹر ہوں۔ بیمار آتما اور بیمار شریر کا علاج کرتا ہوں۔ اس وقت میں ایک انوکھے تجربے سے گزر رہا ہوں۔ زندگی میں پہلی بار کوئی میرے اندر آکر بول رہی ہے اور بول رہا ہے۔''

الپا نے کہا۔ ''تمہارے اندر ابھی کوئی بول رہا تھا۔ میں نے تمہارا بدلہ ہوا لہجہ سنا ہے۔''

''وہ میں ہی بول رہا تھا۔ ہر آدمی کے اندر ایک اور آدمی چھپا ہوتا ہے۔ لوگ اسے ہمزاد کہتے ہیں اور میں اسے آتما کہتا ہوں۔ اس وقت میں اپنی آتما سے بات کر رہا ہوں اور آتما ہی میری باتوں کا جواب دے رہی ہے۔''

''تم بکواس کر رہے ہو۔ خود ہی بولتے ہو پھر اپنے لہجے کو ذرا سا بدل کر خود ہی اپنی بات کا جواب دینے لگتے ہو۔''

پھر اس کے ہمزاد کی یا اس کی آتما کی آواز سنائی دی۔ ''ماترے....! یوگیش ماترے! بحث نہ کر۔ جو دیوی تیرے اندر بول رہی ہے۔ اس کے سامنے سر جھکا لے۔ اس کی ہر بات کو مانتا جا۔ اسی میں ہماری بھلائی ہے۔''

میں نے اس کے دماغ میں آکر الپا سے کہا۔ ''کل صبح دس بجے یہاں سے ایک فلائٹ دہلی جائے گی۔ پیرس جانے کے لیے ایک کنیکٹڈ فلائٹ ہے۔ میں فلائٹس میں عدنان اور شیوانی کے لیے سیٹیں [illegible] ہیں۔ ان ماں بیٹے کو ایرپورٹ کے ایک کاؤنٹر [illegible] پہنچو۔ وہاں انہیں ٹکٹ مل جائیں گے۔''

''پاپا! ہم ایرپورٹ پہنچنے ہی والے ہیں [illegible] مطلب تو یہ ہوا کہ عدنان اور شیوانی کو آج رات [illegible] رہنا ہوگا۔''

میں نے کہا۔ ''ہاں' یہ بات ذرا تشویش ناک [illegible] بخت بہروپیا ان کی تاک میں ہوگا۔ یہ دونوں کہیں [illegible] میں قیام کریں گے تو وہ کتنے ہی ذرائع سے ان کا [illegible] کر انہیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔''

وہ بولی۔ ''پاپا! میں نے اس کار والے [illegible] کے خیالات پڑھے ہیں۔ آپ بھی پڑھ کر دیکھیں [illegible] ایک بہت بڑی لیبارٹری ہے۔ اس کے ساتھ [illegible] رہائش گاہ ہے۔ وہ لیبارٹری شہر سے باہر پرسکون [illegible] ہے۔ دشمن کسی کو بھی آلۂ کار بنا کر وہاں پہنچے گا تو [illegible] جائے گا۔ میرا خیال ہے' ان دونوں کو اسی لیبارٹری [illegible] اس کی رہائش گاہ میں رہنا چاہیے۔''

میں نے بھی اس کے خیالات پڑھے۔ [illegible] ہی معروف اور تجربہ کار ڈاکٹر ہے۔ ذہنی اور جسمانی [illegible] کا علاج کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اسے روحانی [illegible] کرنے کی لگن بھی رہتی ہے۔ اس کے ساتھ ایک [illegible] ڈاکٹر رہتا ہے۔ وہ دونوں دوست ہیں۔ اور دونوں [illegible] تک خبطی ہیں۔ شہر سے دور اس وسیع وعریض لیبارٹری [illegible] رہتے ہیں۔ بیوی بچوں سے بے نیاز ہیں۔ [illegible] شادی کی ہے اور نہ ہی کبھی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

میں نے الپا اور عالی سے کہا۔ ''ہم سب خیال [illegible] ذریعے ان دونوں ڈاکٹروں کو کل صبح تک اپنے [illegible] گے۔ عدنان اور شیوانی کو وہیں رات گزارنا چاہیے۔''

وہ ایرپورٹ پہنچ گئے۔ شیوانی جب پورس کو [illegible] بیٹے کے ساتھ گھر سے نکلی تھی اور نومی کے بھاگنے [illegible] چلی آئی تھی۔ تب اس نے ضروری سامان کے ساتھ اپنے بیٹے کا پاسپورٹ بھی رکھ لیا تھا۔ ان [illegible] موجودگی میں ٹکٹ آسانی سے مل گئے۔ پھر وہ [illegible] لیبارٹری کی طرف روانہ ہوئے۔ تقریباً دو [illegible] ڈرائیو کے بعد وہ شہر سے باہر ایک ایسے علاقے [illegible] جہاں آبادی بہت ہی کم تھی۔ وسیع وعریض رقبے [illegible]

دیواری دور تک دکھائی دے رہی تھی۔ اس چار دیواری کے اندر یوگیش ماترے کی لیبارٹری اور رہائش گاہ تھی۔

ایک بڑے سے آہنی گیٹ کے سامنے وہ کار پہنچ کر رک گئی۔ ہارن بجانے پر ایک چوکیدار نے اس گیٹ کو کھولا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی لاٹھی تھی اور کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ یوگیش ماترے کی سوچ نے بتایا کہ وہاں انہیں کسی سے بھی خطرہ نہیں ہے۔ کوئی ان کا دشمن نہیں ہے اور نہ ہی وہاں چوری ڈکیتی کی واردات ہوتی ہے۔ قریب ہی ایک پولیس اسٹیشن ہے۔ کوئی بھی پریشانی ہو تو وہ فون کرتے ہیں اور پولیس ان کی مدد کو وہاں پہنچ جاتی ہے۔

وہ کار احاطے کے اندر ایک ہرے بھرے باغیچے کے درمیان سے گزرتی ہوئی لیبارٹری کے بڑے سے دروازے کے سامنے آ کر رک گئی۔ یوگیش ماترے نے ہارن بجایا تو تھوڑی دیر کے بعد وہ دروازہ کھل گیا۔ ایک صحت مند جوان اس دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔ وہی یوگیش ماترے کا یہودی دوست سول ہنٹر تھا۔ شیوانی اور عدنان کار سے باہر آئے۔

ماترے نے کہا۔ ''میرے دوست ہنٹر! یہ جوان عورت اس بچے کی ماں ہے۔ کل صبح دس بجے کی فلائیٹ سے پیرس جانے والی ہے۔ آج رات یہاں قیام کرے گی۔''

ہنٹر نے سر جھکا کر اپنا ہاتھ سینے پر رکھتے ہوئے کہا۔ ''میں آپ کو ویلکم کہتا ہوں۔ پلیز۔ اندر تشریف لے آئیں۔''

اس لیبارٹری کے احاطے میں دو یا تین بجلی کے کھمبے لگے ہوئے تھے۔ روشنی برائے نام تھی۔ اندھیرا اندھیرا سا تھا لیکن لیبارٹری کے اندر دور تک روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ شیوانی اور عدنان اندر آئے۔ عالی شیوانی کے اندر تھی۔ تاشہ مسلسل عدنان کے ساتھ ہی تھی۔ الپا یوگیش کے دماغ کو کنٹرول کر رہی تھی۔

میں سول ہنٹر کی باتیں سنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا اور اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ میں نے یوگیش کے خیالات بھی پڑھے تھے۔ اس کی سوچ نے ہنٹر کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا وہ ویسا ہی تھا۔ لیبارٹری میں جانوروں کے کئی پنجرے رکھے ہوئے تھے۔ کسی پنجرے میں درجنوں بندر تھے۔ کسی میں خرگوش اور کسی پنجرے کے اندر چوہوں کی کثیر تعداد تھی۔

پچھلے دنوں انڈیا میں چوہوں کی وجہ سے طاعون کی بیماری پھیلی تھی۔ وہ دونوں ڈاکٹر ان چوہوں کو چیر پھاڑ کر طاعون کو ختم کرنے کی کوئی زود اثر دوا تیار کرنا چاہتے تھے۔ بندر اور خرگوش بھی طبی تجربات کے لیے وہاں رکھے گئے تھے۔

عدنان اور شیوانی ان دونوں کے ساتھ ایک کوریڈور سے گزر رہے تھے۔ کوریڈور کے ایک طرف دیوار تھی۔ دوسری طرف بھی دیوار ہی تھی لیکن وہاں بڑے بڑے شیشے لگے ہوئے تھے۔ ان شیشوں کے آر پار دواؤں کا ذخیرہ اور طبی تجربات سے تعلق رکھنے والے بے شمار جدید آلات دکھائی دے رہے تھے۔

وہ چلتے چلتے ایک جگہ رک گئے۔ وہاں یکے بعد دیگرے تین کیبن بنے ہوئے تھے۔ سول ہنٹر نے شیوانی سے کہا۔ ''ہماری لیبارٹری اور رہائش گاہ تک جانے کا یہی ایک راستہ ہے۔ اس کے علاوہ اندر جانے کا یا باہر آنے کا اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔''

وہ ایک کیبن کا دروازہ کھول کر پہلے اندر گیا۔ اس کے بعد شیوانی عدنان کا ہاتھ تھام کر اندر آ گئی۔ وہاں ایک کمپیوٹر اور بڑا سا مانیٹر رکھا ہوا تھا۔ دیواروں پر کئی طرح کے آلات لگے ہوئے تھے۔

وہ چاروں اس کیبن کا اندرونی دروازہ کھول کر دوسرے کیبن میں پہنچے۔ وہاں بھی اسی طرح بڑا سا مانیٹر اور کمپیوٹر رکھا ہوا تھا پھر وہ تیسرے کیبن میں پہنچے۔ تینوں ہی کیبن ایک ہی جیسے تھے لیکن وہاں لگے ہوئے آلات ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ وہ تیسرے اور آخری کیبن کا دروازہ کھول کر لیبارٹری کے اندر پہنچ گئے.... اس لیبارٹری کے پیچھے ان کی رہائش گاہ تھی۔ وہ وہاں سے گزر کر ایک ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔ یوگیش نے کہا۔ ''یہاں آرام سے بیٹھو۔ میں کھانا گرم کر کے لاتا ہوں۔''

سول ہنٹر نے کہا۔ ''تم بھی تھکے ہوئے ہو۔ آرام سے بیٹھ کر ان سے باتیں کرو۔ میں کھانا لاتا ہوں۔''

وہ کچن کی طرف چلا گیا۔ ہم سب ان کے خیالات پڑھ رہے تھے اور یہ اطمینان تھا کہ ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وہ رات کے گیارہ بجے تک کھانے سے فارغ ہو گئے۔ یوگیش ماترے نے کہا۔ ''دیوی جی! آپ اپنے بچے کے ساتھ ایک بیڈ روم میں آرام کریں۔ ہم وقت پر سونے جاگتے ہیں۔ اس وقت تک تو ہم سو چکے ہوتے ہیں۔ آپ کی خاطر جاگ رہے ہیں۔ ہمیں اجازت دیں۔''

عدنان اور شیوانی کو ایک بیڈ روم پہنچایا گیا۔ سول ہنٹر نے کہا۔ ''دیوی جی! دروازے کو اندر سے بند کریں۔ ہم صبح پانچ بجے جاگتے ہیں۔ آپ جب چاہیں سو کر اٹھ سکتی ہیں اور ہم سے صبح کی چائے طلب کر سکتی ہیں۔''

وہ دونوں شیوانی سے رخصت ہو کر اپنے اپنے بیڈ روم میں آ گئے پھر لائٹ آف کرنے کے بعد بیڈ پر لیٹ گئے۔ ان کی سوچ کہہ رہی تھی کہ واقعی وہ رات گیارہ بجے تک سو جاتے ہیں اور صبح پانچ بجے تک بیدار ہو جاتے ہیں۔

اگرچہ وہ خود ہی سو جانے کے عادی تھے۔ اس کے باوجود ہم نے خیال خوانی کے ذریعے انہیں تھپک تھپک کر سلا دیا اور ان کے دماغ کو یہ ہدایت دی کہ وہ صبح پانچ بجے سے پہلے بیدار نہیں ہوں گے۔

ادھر الپا، عالی اور تاشہ نے یہ طے کیا تھا کہ وہ باری باری شیوانی اور عدنان کے پاس آئیں گی۔ پہلے عالی چار گھنٹے تک ان ماں بیٹے کے پاس رہے گی۔ اس کے بعد الپا آئے گی تو وہ چلی جائے گی۔ اسی طرح چار گھنٹے کے بعد تاشہ آئے گی تو الپا وہاں سے چلی جائے گی۔

میں وہاں سے چلا آیا تھا۔ ان دونوں کو تھپک تھپک کر سلایا گیا تھا۔ ہم مطمئن تھے کہ اب وہ صبح پانچ بجے سے پہلے بیدار نہیں ہوں گے۔ دوسری طرف شیوانی نے اپنے بیڈ روم کو اندر سے لاک کر لیا تھا۔ لیبارٹری کے اور رہائش گاہ کے دروازے اتنے مضبوط تھے کہ کوئی انہیں توڑ کر اندر نہیں آ سکتا تھا پھر یہ کہ عالی، الپا اور تاشہ باری باری ان دونوں کے دماغوں میں آ کر رہنے والی تھیں۔ جب تک وہ ماں بیٹا وہاں سے نکل کر دوسرے دن کی شام تک پیرس نہ پہنچ جاتے، تب تک ان کی سختی سے نگرانی کی جانے والی تھی۔

جب یوگیش ماترے اور سول ہنٹر گہری نیند سو گئے، تب میں نے ایک گھنٹے کے بعد ان کے دماغوں میں آ کر اطمینان حاصل کیا۔ واقعی وہ جیسے گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے۔ میں تھکا ہوا تھا۔ آرام کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی گہری نیند سو گیا۔

اور تب...... ٹھیک ایک بجے سول ہنٹر نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ ادھر ٹھیک اسی لمحے میں یوگیش ماترے کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ وہ دونوں اپنے اپنے بیڈ پر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ یوگیش ماترے نے سوچ کے ذریعے کہا۔ ''ماترے...! یوگیش ماترے.....! میں بیدار ہو چکا ہوں۔''

دوسری طرف سول ہنٹر نے کہا۔ ''ہنٹر....! سول ہنٹر.....! میں بھی بیدار ہو چکا ہوں۔ ٹرانسفر کیبن میں چلے آؤ۔''

وہ دونوں بیڈ سے اتر کر اپنے اپنے کمروں سے باہر آ گئے پھر ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہوئے لیبارٹری میں پہنچے۔ وہاں جو تین کیبن ایک ساتھ بنے ہوئے تھے۔ وہ ان میں سے ایک کیبن کے اندر آ گئے۔

وہ دونوں تھیوسوفی (ناقابل فہم علم) کے ماہر تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کی طرح روحوں کے متعلق ریسرچ کرتے رہتے تھے۔ ان کے باپ دادا کے دور میں سائنسی ایجادات آج کی طرح نہیں تھیں۔ وہ پرانے دور کے لوگ پُراسرار علوم کے ذریعے ارواح سے رابطہ کیا کرتے تھے۔ اب وہی کالا پُراسرار علم بلور بینی (کرسٹل ویژن) میں تبدیل ہو گیا تھا۔

وہ جدید سائنسی کرسٹل ویژن مشین کے ذریعے کسی بھی انسان کے اندر نادیدہ روح کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ جو چیز نادیدہ ہوتی ہے۔ وہ کبھی نظر نہیں آتی لیکن ماترے اور ہنٹر ...کرسٹل ویژن کی اسکرین پر کسی بھی انسان کے اندر ایک نکتے کے برابر روشنی کو بھی دیکھ لیا کرتے تھے۔ ان کے برسوں کے تجربات کے مطابق وہی نکتے کے برابر روشنی انسانی آتما یعنی روح کہلاتی ہے۔

وہ دونوں ان تین کیبنوں میں سے درمیانی کیبن میں آ گئے اور وہاں رکھی ہوئی ایک مشین کو آپریٹ کرنے لگے۔ کیبن کے اندر سرخ روشنی پھیل گئی۔ دیوار سے لگے ہوئے بڑے مانیٹر پر وہ دونوں خود کو دیکھنے لگے۔ انہیں اپنے اندر روشنی کے نکتے دکھائی دے رہے تھے۔

ماترے نے ہنٹر سے کہا۔ ''ہم نے عارضی طور پر اپنی اپنی آتما کا تبادلہ کیا تھا۔ میری آتما اس وقت تمہارے اندر ہے؟''

ہنٹر نے کہا۔ ''ہاں، اور میری آتما تمہارے اندر ہے۔''

ماترے نے کہا۔ ''میں یوگیش ماترے نہیں ہوں۔ سول ہنٹر ہوں، تمہاری آتما میرے اندر آ گئی ہے۔ اس لیے میں خود کو یوگیش ماترے کہتا ہوں۔''

سول ہنٹر نے کہا۔ ''میں بھی سول ہنٹر نہیں ہوں۔ تمہاری روح میرے اندر آ چکی ہے۔ اس لیے میں خود کو سول ہنٹر کہتا ہوں۔ اب ہمیں اپنی اپنی روحوں کو اپنے اپنے اندر واپس لے آنا چاہیے۔''

وہ دونوں وہاں فرش پر ہی لیٹ گئے۔ ان کے دائیں بائیں ایک ایک چھوٹی سی مشین رکھی ہوئی تھی۔ ان دونوں کے ہاتھ مشین کے ایک ایک بٹن پر گئے پھر انہوں نے بیک وقت اپنی اپنی مشین کے بٹن کو دبایا۔ کیبن کی سرخ روشنی جلنے بجھنے لگی۔ بڑے سے مانیٹر پر دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دونوں فرش پر لیٹے ہوئے تھے۔ ان کے جسموں سے روشنی کا ایک ایک نکتہ باہر نکل آیا تھا۔

یوگیش کے جسم سے جو روشنی نکلی تھی۔ وہ دراصل سول

ہنٹر کی آتما تھی۔ وہ فضا میں لہراتی ہوئی دوسرے جسم میں داخل ہوگئی۔ یعنی وہ سول ہنٹر کا جسم تھا۔ اس کی روح اس کے بدن میں واپس آ گئی تھی۔ اسی طرح دوسری نکتے کے برابر روشنی دراصل یوگیش کی آتما تھی۔ وہ بھی اس کے جسم میں واپس چلی گئی۔

روشنی کے وہ دونوں نکتے جب تک باہر تھے۔ تب تک وہ دونوں فرش پر مردہ پڑے ہوئے تھے۔ جب وہ نکتے ان کے جسموں میں داخل ہوئے' تب وہ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔

یوگیش نے کہا۔ ''وہ ماں بیٹا جو بیڈ روم میں سو رہے ہیں۔ ہمارے لیے نئی دلچسپیاں لے کر آئے ہیں۔ ہمیں نئے تجربات حاصل ہونے والے ہیں۔''

سول نے کہا۔ ''ہاں' ان کے دماغوں میں بہت سے ٹیلی پیتھی جاننے والے بولتے رہتے ہیں۔ وہ ساری باتیں سن کر ہم نے ان کے بارے میں اچھی خاصی معلومات حاصل کی ہیں۔''

''پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ ماں ہندو ہے اور بیٹا مسلمان ہے۔ ان کے دماغوں میں جو ٹیلی پیتھی جاننے والے آ رہے تھے۔ وہ سب ہی مسلمان تھے۔''

''ان ٹیلی پیتھی جاننے والیوں کے علاوہ ایک مرد بھی آ کر میرے دماغ میں بول رہا تھا۔ وہ عورتیں اسے پاپا کہہ رہی تھیں۔''

''ہاں' مسلمان ہونے کے ناطے یہ بات تو سمجھ میں آ گئی کہ ان کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے اور وہ شخص جو پاپا کہلا رہا تھا۔ وہ یقیناً فرہاد علی تیمور ہی تھا۔''

وہ دونوں مسکرانے لگے۔ ایک نے کہا۔ ''وہ فرہاد جو ٹیلی پیتھی کی دنیا کا بے تاج بادشاہ کہلاتا ہے۔ ہمارے دماغ میں آ کر دھوکا کھا گیا۔ وہ کبھی یہ نہیں سمجھ سکے گا کہ ہم آتما شکتی کے ذریعے اپنے اپنے دماغ کو کنٹرول کرتے ہیں۔ جب میں کار چلا رہا تھا اور وہ لوگ میرے دماغ میں آ کر خیالات پڑھ رہے تھے تو اس وقت تم میرے چور خیالات کو کنٹرول کر رہے تھے اور جو کچھ اپنے طور پر پیش کر رہے تھے۔ وہ اسی کو سچ سمجھ رہے تھے۔''

''اب ان میں سے کوئی بھی ہمارے اندر نہیں آ سکے گا۔ ہم آتما شکتی کے ذریعے انہیں باہر بھگا دیا کریں گے۔''

''جب وہ ہمارے اندر آ نہیں سکیں گے تو ان ماں بیٹے کے لیے خطرہ محسوس کریں گے پھر اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے ہم پر حملے کریں گے۔ جب ہم ہاتھ نہیں آئیں گے تو اس لیبارٹری کو تباہ کر دیں گے۔''

''اس لیبارٹری کو تباہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ یہ تو ان کی باتوں سے ہی معلوم ہو گیا ہے کہ یہ عورت فرہاد علی تیمور کی بہو ہے اور یہ بچہ اس کا پوتا ہے۔ یہ دونوں اہم مہرے ہماری گرفت میں ہیں۔ وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔''

''دو مہرے نہ کہو۔ اصل مہرہ تو بچہ ہے۔ وہ اس کی ماں کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ اس کی زندگی صرف انیس دنوں کی ہے۔''

''ہاں' میں بھی یہ باتیں سن رہا تھا۔ ان کے کسی بڑے نے یہ پیش گوئی کی ہے کہ اب سے انیس دنوں کے بعد اس عورت کی روح اپنے جسم سے الگ ہو جائے گی۔ اس دنیا سے چلی جائے گی۔''

سول ہنٹر نے کہا۔ ''اور ہم اسے جانے نہیں دیں گے۔ میرا نام سول ہنٹر یعنی روح کا شکاری ہے اگر قدرتی طور پر اس روح اور جسم کا تعلق صرف انیس دنوں تک ہی رہ گیا ہے تو ہم اس کی آتما کو کسی نئے جسم میں پہنچائیں گے۔ کرسٹل ویژن اور کیپ چر مشین کے ذریعے اس کی آتما کو نئے جسم میں قید کر دیں گے۔''

''آؤ۔ اپنے چیمبر میں چلیں۔ وہاں بیٹھ کر آتما شکتی کے ذریعے اس بچے کی ماں کے بارے میں اور بہت کچھ معلوم کریں گے۔''

وہ اس کیبن سے نکل کر وہاں سے چلتے ہوئے اپنے ایک چیمبر میں آ گئے۔ وہاں بھی دیوار پر ایک اسکرین لگی ہوئی تھی۔ اس کا تعلق کمپیوٹر سے تھا اور وہی کرسٹل ویژن مشین تھی۔ اس پر بھی ایک اسکرین کی طرح کرسٹل فریم لگا ہوا تھا۔ اس فریم میں بلوریں بینی کے ذریعے انہیں روشنی کے نکتے یعنی روح دکھائی دیتی تھی۔

ایک اور بڑی سی کیپ چر نامی مشین بھی تھی۔ جسے آپریٹ کرتے تھے تو ایک فرد کے جسم سے روح نکل کر دوسرے فرد کے جسم میں داخل ہو جاتی تھی۔

سول اور یوگیش وہاں آ کر آمنے سامنے بیٹھ گئے پھر ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آتما شکتی کے ذریعے شیوانی کے اندر پہنچ گئے۔

سول ہنٹر نے کہا۔ ''اس کا نام شیوانی ہے۔ وہ فرہاد کے بیٹے پورس کی وائف تھی۔''

وہ شیوانی کے پورے ماضی کو کھنگال رہے تھے۔ اور ایک دوسرے سے بول رہے تھے۔ یوگیش نے کہا۔ ''اب سے پانچ برس پہلے اس نے اپنے اس بیٹے کو جنم دیا۔ جو ابھی اس کے ساتھ ہی ہے۔ وہ اسے جنم دینے کے چند منٹ بعد ہی مر گئی تھی۔ تب سے اس کی آتما بھٹکتی رہی ہے۔ کتنی ہی حسین اور نوجوان عورتوں کے جسم سے گزر کر اس موجودہ جسم تک پہنچی ہے۔''

''اس موجودہ جسم والی کا نام الکا اگنی ہوتری ہے۔ بڑی چنی بڑی بھرپور ہے۔ اسے دیکھتے ہی میں نے سڑک کے کنارے کار روک دی تھی۔''

''اس پر تو میرا دل بھی آ گیا ہے لیکن پہلے ہم میڈم آزوری کی آتما کو اس کے جسم میں لائیں گے اور شیوانی کی روح کو اس کے اندر سے نکال کر میڈم آزوری کے اندر پہنچائیں گے۔''

''اچھا آئیڈیا ہے۔ میڈم آزوری اتنا خوبصورت جسم پا کر خوش ہو جائے گی اور ہمیں بھی خوش کرتی رہے گی۔''

''پھر یہ کہ شیوانی کے ساتھ بھی نیکی ہو گی۔ یہ انیس دنوں کے بعد اس دنیا کو چھوڑ کر جانے والی ہے۔ ہم اسے میڈم آزوری کے جسم میں قیدی بنا کر رکھیں گے۔ یہ وہاں سے نکل نہیں پائے گی۔ اسے ایک لمبی عمر ملتی رہے گی۔''

سول نے موبائل فون نکال کر نمبر پنچ کیے۔ رابطہ ہونے پر اسے کان سے لگا کر کہا۔ ''آ جاؤ آزوری! کب تک پُرانا بدن لیے پھرتی رہو گی؟''

وہ بولی۔ ''میں نے تو پہلے ہی کہا ہے کہ اگر اس بدن سے جی بھر گیا ہے تو اسے بدل دو۔ میں تو تم دونوں کی خوشی میں خوش رہتی ہوں۔''

''تو پھر فوراً یہاں چلی آؤ۔ آج اتنا خوبصورت بدن ملے گا کہ جب خود کو آئینے میں دیکھو گی تو دیکھتی ہی رہ جاؤ گی۔ یقین نہیں ہو گا کہ اس قدر حسین اور جوان بھی ہو سکتی ہو۔''

''ہائے...... اس طرح میرا شوق نہ بھڑکاؤ۔ بس میں ابھی آتی ہوں۔''

رابطہ ختم ہو گیا۔ دنیا میں ایسی کون سی عورت ہے۔ جو خوب سے خوب تر اور دنیا کی حسین ترین عورت بننا نہیں چاہتی۔ دولت مند عورتیں اپنے چہروں کی سرجری کرا کے حسین سے حسین ترین بننا چاہتی ہیں اور اپنے جسم کے کئی حصوں کو بھی سرجری کے ذریعے خوبصورت بنانے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔

وہ ایک گھنٹے کے اندر وہاں پہنچ گئی۔ آتے ہی ان دونوں سے باری باری لپٹ کر بولی۔ ''کہاں ہے وہ خوبصورت بدن؟ مجھے دکھاؤ۔ میں بہت بے چین ہو رہی ہوں۔''

سول ہنٹر نے کہا۔ ''ذرا سا صبر کرو۔ جب وہ بدن تمہیں ملے گا تو خود کو آئینے کے سامنے دیکھ کر خوشی سے ناچنے لگو گی۔''

یوگیش نے کہا۔ ''ہم اپنے چیمبر میں جا رہے ہیں۔ تم ان تین میں سے پہلے کیبن میں رہو۔ ہم اس حسین عورت کو درمیانی کیبن میں پہنچا رہے ہیں۔''

وہ دونوں پھر اپنے چیمبر میں آ گئے۔ سول ہنٹر کرسٹل ویژن اور کیپ چر مشین کے سامنے بیٹھ کر اسے آپریٹ کرنے لگا۔

یوگیش آتما شکتی کے ذریعے شیوانی کے پاس پہنچ گیا۔ وہ گہری نیند میں تھی۔ اچانک ہی بیدار ہو گئی۔

الپا اور عالی باری باری چار گھنٹے تک شیوانی کے دماغ میں ڈیوٹی دیتی رہی تھیں۔ اس کے بعد تاشہ آ گئی تھی۔ تاشہ نے ایک بار شیوانی کے خیالات پڑھے۔ اسے گہری نیند میں دیکھا تو مطمئن ہو کر عدنان کے پاس آ گئی۔ وہ بھی گہری نیند میں تھا۔ وہ خواب کی اسکرین پر اپنے آپ کو دکھانے لگی اور وہ اسے دیکھ کر خوش ہونے لگا۔

شیوانی یوگیش کی آتما کے زیرِ اثر آ کر اس سے سحر زدہ ہو کر بیڈ سے اتری پھر دروازے کو اندر سے کھول کر باہر گئی۔ لیبارٹری کے ان تین کیبنوں کی طرف جانے لگی۔

تاشہ کو یہ اطمینان تھا کہ شیوانی گہری نیند میں ہے۔ اسے اپنے عدنان سے دلچسپی تھی۔ اس لیے وہ خواب کی اسکرین پر اس سے باتیں کر رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہری بھری وادیوں میں گھوم رہی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ ایک آدھ گھنٹے کے بعد پھر شیوانی کے پاس جا کر اس کی خبر لے گی۔

اور ایک آدھ گھنٹا ہی بہت ہوتا ہے۔ یوگیش نے شیوانی کو اس درمیانی کیبن میں پہنچا دیا تھا۔ چیمبر میں بیٹھا ہوا سول ہنٹر مشین کے ذریعے کیبن کے آلات کو آپریٹ کر رہا تھا۔ وہاں بڑی سی اسکرین کے سامنے شیوانی کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے جسم کے اندر روشنی کا ایک نکتہ دکھائی دے رہا تھا۔

یوگیش نے کہا۔ ''تم خوش نصیب ہو جو ہمارے سائے میں آ گئیں۔ آیندہ اپنی خواہش کے مطابق اپنے بیٹے کے ساتھ ایک طویل زندگی گزار سکو گی۔ جہاں کھڑی ہوئی ہو وہیں فرش پر لیٹ جاؤ۔''

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ وہیں فرش پر لیٹ گئی۔ کیبن نمبر ایک میں میڈم آزوری کھڑی ہوئی تھی۔ سول نے اسے حکم دیا۔ ''دروازہ کھولو اور درمیانے کیبن میں چلی آؤ۔''

اس نے ویسا ہی کیا۔ دروازہ کھول کر درمیانے کیبن

میں آگئی۔ وہاں سرخ روشنی میں ایک نہایت ہی حسین وجمیل عورت فرش پر لیٹی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر خوش ہوگئی۔ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ ''ہائے ماترے....! ہائے ہنٹر....! میں تو اس کا جسم ملنے کے بعد بیوٹی کونٹسٹ میں شامل ہو سکتی ہوں۔ مس یونیورس کہلا سکتی ہوں۔''

ہنٹر نے کہا۔ ''خاموش رہو' ہمیں کام کرنے دو۔ اس عورت کے برابر ہی لیٹ جاؤ۔''

وہ فرش پر بیٹھ گئی پھر شیوانی کے برابر ہی لیٹ گئی۔ یوگیش اور سول ہنٹر بلور بینی کے ذریعے انہیں دیکھ رہے تھے۔ دونوں کے جسم سے روشنی کے دو نکتے نکل کر فضا میں معلق ہوگئے۔ ماترے ان روشن نکتوں کو متحرک کرنے کے لیے ایک مشین کو آپریٹ کر رہا تھا۔ سول ہنٹر کیپ جہ مشین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

ماترے شیوانی کے جسم سے نکلے ہوئے روشن نکتے کو میڈم آزوری کے جسم تک پہنچا رہا تھا اور میڈم آزوری کے جسم سے نکلے ہوئے روشن نکتے کو شیوانی کے بدن تک پہنچا رہا تھا۔ جب وہ دونوں نکتے ان دونوں کے جسموں میں داخل ہوگئے تو سول نے کیپ جہ مشین کو آپریٹ کرنا شروع کیا پھر وہ نکتے ان کے جسموں میں قید ہو کر رہ گئے۔ وہ دونوں اُٹھ کر بیٹھ گئیں۔

میڈم آزوری نے خوش ہو کر الکا اگنی ہوتری کے جسم میں ایک بھرپور انگڑائی لی۔ شیوانی نے میڈم آزوری کے جسم میں پہنچ کر حیرانی اور پریشانی سے سامنے بیٹھی ہوئی الکا کو دیکھا وہ اب سے کچھ دیر پہلے تک اس کا جسم تھا۔ اب پرایا ہوگیا تھا۔ وہ اسے دور سے دیکھ رہی تھی۔ اس وقت سحر زدہ نہیں تھی۔ پریشان ہو کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی۔ ''یہ میں کہاں ہوں؟ میرا بیٹا کہاں ہے؟''

یوگیش نے کہا۔ ''تم اپنے بیٹے کو بیڈروم میں چھوڑ کر آئی ہو۔ اب وہاں جاسکتی ہو۔''

وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس کیبن سے نکل کر تیسرے کیبن میں آئی پھر اس کا اندرونی دروازہ کھول کر اپنے بیڈروم کی طرف جانے لگی۔

میڈم آزوری بھی تیزی سے چلتی ہوئی ماترے کے بیڈروم میں آئی۔ وہاں اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ کر ایک دم سے خوش ہوگئی۔ مستی میں ناچنے لگی۔

ماترے اور ہنٹر نے آکر کہا۔ ''اب تم ہماری جاگیر ہو۔ ہم جب چاہیں تمہیں حاصل کر سکتے ہیں۔ ابھی ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ فوراً یہاں سے چلی جاؤ۔ ہمیں فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نمٹنا ہے۔''

میڈم آزوری نے پوچھا۔ ''میرے پاس جلدی آؤ گے ناں....؟''

ماترے نے کہا۔ ''ہاں' تم گھر پہنچتے ہی اپنے بیڈ پر لیٹ جانا۔ میں تم پر عمل کروں گا۔ تمہارے دماغ کو لاک کر دوں گا۔ تاکہ فرہاد یا اس کا کوئی بھی آلۂ کار تمہارے اندر نہ آسکے۔''

وہ الکا کا جسم لے کر خوشی خوشی وہاں سے چلی گئی۔ شیوانی تیزی سے چلتی ہوئی اپنے بیڈروم آئی۔ وہاں عدنان گہری نیند میں تھا۔ وہ بستر پر آکر اس سے لپٹ کر رونے لگی۔ اسے چومنے لگی۔

اس کے رونے کی دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ اس کا الکا والا جسم اس سے چھن گیا تھا۔ اب یہ فکر لاحق ہوگئی تھی کہ بیٹا اسے ماں کی حیثیت سے قبول کرے گا یا نہیں....؟ دوسری وجہ اس بات کی خوشی تھی کہ اس کی آتما کو دوسرے جسم میں پہنچانے والے نے کہا تھا کہ اب اس کی عمر لمبی ہوگی۔ وہ انہی دنوں میں نہیں مرے گی۔

تاشہ عدنان کے اندر ہی تھی۔ جب وہ اس سے لپٹ کر رونے لگی۔ اسے چومنے لگی تو تاشہ نے اسے محسوس کیا عدنان کے دماغ سے نکل کر شیوانی کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو وہ نہ پہنچ سکی۔ کیونکہ روح کے جسمانی اعضا نہیں ہوتے اور نہ ہی کوئی دماغ ہوتا ہے۔ اب تک شیوانی جس کے جسم میں پہنچتی رہی اپنی آتما کی قوت سے اس کے دماغ پر حاوی ہوتی رہی۔

اب وہ میڈم آزوری کے جسم میں تھی۔ اس لیے اس کے دماغ پر حاوی تھی۔ تاشہ میڈم آزوری کے لب و لہجے کو نہیں جانتی تھی۔ اس لیے اس کے اندر پہنچ نہ سکی۔ کیونکہ اب تک وہ الکا کے لب و لہجے کے ذریعے شیوانی کے اندر پہنچتی تھی۔ اس لیے خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے الکا کے اندر پہنچی تو اس کا دل اور دماغ بدل چکا تھا۔ اس کے اندر میڈم آزوری کی آتما تھی۔ وہ اب اسی کی مرضی کے مطابق سوچ رہی تھی اور عدنان کو بھول چکی تھی۔

تاشہ نے حیرانی سے پوچھا۔ ''ممی! یہ آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ اپنے بیٹے کے پاس نہیں ہیں۔ آپ تو کار ڈرائیو کر رہی ہیں' کہاں جا رہی ہیں؟''

میڈم آزوری نے کار سڑک کے کنارے روک دی پریشان ہو کر پوچھا۔ ''تم کون ہو؟ میرے دماغ سے چلی جاؤ۔ ورنہ میرا ماترے اور میرا ہنٹر یہاں آکر تمہیں ایک پل

بھی میرے اندر رہنے نہیں دے گا۔ یہاں سے بھگا دے گا۔''

وہ پریشان ہو کر پھر عدنان کے دماغ میں آئی تو اس کے ذریعے پتا چلا کہ اس کے پاس جو عورت ہے وہ شیوانی ہی ہے۔ تاشہ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ شیوانی کے پاس پہنچنا چاہتی ہے تو کسی دوسری عورت کے پاس کیوں پہنچ جاتی ہے؟ اس نے فوراً ہی مجھے مخاطب کیا۔ ''گرینڈ پا! یہاں کچھ گڑبڑ ہے۔ میں شیوانی ممی کے اندر پہنچنا چاہتی ہوں تو کسی دوسری عورت کے اندر پہنچ جاتی ہوں۔''

میں یہ سنتے ہی عدنان کے پاس پہنچ گیا۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ تاشہ نے کہا۔ ''میں نے عدنان کے ذریعے اس عورت کی آواز سن کر یہ معلوم کیا کہ شیوانی ممی نیند سے بیدار ہوگئی ہیں لیکن میں ان کے دماغ میں نہ پہنچ سکی۔ آپ ان کے اندر پہنچ کر دیکھیں۔''

میں نے بھی الکا کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے اندر پہنچنا چاہا تو یہ کہنا چاہیے کہ ناکامی نہیں ہوئی میں الکا کے اندر ہی پہنچا لیکن وہاں شیوانی کی آتما نہیں تھی۔ میں پریشان ہوا پھر اپنے پوتے عدنان کے اندر آگیا۔

تاشہ نے عدنان کو نیند سے جگایا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ سر گھما کر دیکھا۔ میرے پوتے کی سوچ کہہ رہی تھی کہ اس کے قریب کوئی اجنبی عورت لیٹی ہوئی ہے۔

وہ فوراً ہی اُٹھ کر بیٹھ گیا پھر حیرانی سے بولا۔ ''تم کون ہو؟''

شیوانی نے بڑی محبت سے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔ ''بیٹے میں تمہاری ماں ہوں۔''

عدنان نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔ ''تم جھوٹ بول رہی ہو۔''

میں اور تاشہ عدنان کے ذریعے شیوانی کی بدلی ہوئی آواز اور لب و لہجہ سن رہے تھے۔ یہ بات سمجھ میں آگئی کہ الکا اگنی ہوتری وہاں نہیں ہے۔ ہم نے فوراً ہی موجودہ آواز کو گرفت میں لے کر اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی تو پتا چلا کہ وہ کوئی دوسری عورت ہے اور اس کا نام میڈم آزوری ہے۔

میں نے کہا۔ ''تم میرے پوتے کے لیے ایک ماں کی طرح تڑپ رہی ہو۔ کیا تم شیوانی ہو؟''

اس نے جلدی سے کہا۔ ''ہاں پاپا! میں آپ کی بہو شیوانی ہی ہوں۔ مجھے ان لوگوں نے اس دوسری عورت کے اندر قید کر دیا ہے۔''

''وہ کون لوگ ہیں؟''

''میں نے اپنے اندر یوگیش ماترے کی آواز سنی تھی۔ وہ مجھے سحر زدہ کر کے ایک کیبن میں لے گیا تھا۔ میں اس کے حکم کے مطابق وہاں فرش پر لیٹ گئی تھی پھر اس کے بعد مجھے پتا نہ چلا کہ میرے ساتھ کیا ہوتا رہا؟ جب آنکھ کھلی تو میں اٹھ کر بیٹھ گئی۔ میں نے قریب ہی بالکل سامنے الکا اگنی ہوتری کو دیکھا۔ مجھے حیرانی ہوئی کہ میں تو اس کے جسم میں تھی پھر اس سے الگ ہو کر اس دوسرے جسم میں کیسے آگئی؟ مجھے کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔''

میں نے کہا۔ ''اچھا تم تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہو۔ یہ میڈم آزوری کا جسم ہے اور اسی کا دماغ ہے۔ تمہاری آتما اس دماغ کی حصہ دار ہے۔ تم اس پر حاوی ہو جاتی ہو۔ یہ تمہارے زیرِ اثر ہے۔ لیکن اس کا ماضی اس کی پوری ہسٹری اس کے دماغ میں محفوظ ہے۔ میں اس کے چور خیالات پڑھ رہا ہوں۔''

میں اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ شیوانی اب سے پہلے الکا کے جسم میں تھی۔ اس کے دماغ پر بھی حاوی رہتی تھی اور الکا کا اپنا دماغ بھی کام کرتا تھا۔ یعنی ایک کی آتما تھی اور دوسری کا جسم تھا۔ اور وہ دونوں ایک ہی دماغ سے کام لیتی تھیں۔ اسی دماغ سے سوچتی تھیں۔ اسی طرح اب شیوانی اور میڈم آزوری کا ایک ہی دماغ تھا۔ وہ دونوں ایک ہی دماغ کی مالکہ تھیں۔

پتا چلا کہ میڈم آزوری پچھلے دس برس سے یوگیش اور سول کی رکھیل بنتی چلی آرہی ہے۔ جب بھی اس کے بدن سے ان دونوں کا جی بھر جاتا تھا تو وہ کسی دوسری حسین اور جوان عورت کو ٹریپ کر کے میڈم آزوری کی آتما کو اس کے جسم میں پہنچا دیتے تھے۔ اس طرح وہ ایک نئی جوان اور حسین عورت کے ساتھ کچھ عرصے تک عیش کرتے تھے پھر اسے کسی نہ کسی نئے جسم میں پہنچا دیا کرتے تھے۔

میں نے پوچھا۔ ''کیا یوگیش اور سول کالا جادو جانتے ہیں؟''

''نہیں' وہ جدید سائنسی آلات اور مشین کے ذریعے کسی بھی انسان کے اندر اس کی روح کو دیکھ لیتے ہیں۔ ان کی لیبارٹری کے ایک چیمبر میں کرسٹل ویژن اور کیپ جہ نامی ایسی مشینیں ہیں' جن کے ذریعے وہ ایک فرد کے جسم سے روح نکال کر دوسرے جسم میں پہنچا دیتے ہیں۔''

وہ بول رہی تھی اور میں پہلی بار ایسا سن رہا تھا کہ یوگیش اور سول کالا جادو نہیں جانتے۔ بلکہ جدید سائنسی آلات اور

مشینوں کے ذریعے روحوں کو اپنے قابو میں کرتے ہیں پھر اپنی مرضی کے مطابق انہیں ایک جسم سے دوسرے جسم میں پہنچا دیتے ہیں۔

میں نے سوچا' ایسی عجیب و غریب مشینوں اور آلات کو ضرور دیکھنا چاہیے۔ جو کالے جادو کی جگہ لے چکی ہیں۔ ان کے ذریعے روحوں کا سراغ لگایا جاتا ہے پھر ان روحوں کو ادھر سے ادھر پہنچایا جاتا ہے۔

میں نے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کہا۔ ''میرے دماغ میں آؤ پھر میرے ذریعے میڈم آزوری کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھو۔ اس کے مطابق ہمارے ادارے کے سراغ رسانوں سے کہو کہ وہ اس لیبارٹری کا محاصرہ کریں۔ اس کے اندر جو مشینیں ہیں۔ انہیں وہاں سے لے جانے کی کوشش کریں۔''

میں نے یہ بھی کہا کہ اس لیبارٹری کی ایک رہائش گاہ میں میرا پوتا موجود ہے۔ اسے اس کی ماں کے ساتھ وہاں سے بحفاظت باہر لایا جائے۔ میں نے الپا' اعلیٰ بی بی اور کبریا کو اپنے پاس بلا کر انہیں موجودہ حالات سے آگاہ کیا اور کہا کہ انہیں ہر حال میں عدنان کی حفاظت کرنی ہے۔ میں ان دو بہروپیوں سے نمٹنے جا رہا ہوں۔

میں خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا یوگیش کے اندر پہنچ گیا پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ ''ماترے! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم دونوں بے ضرر ڈاکٹر بن کر مجھے دھوکا دو گے۔ کبھی یہ پتا نہیں چلنے دو گے کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو اور کوئی عام ڈاکٹر نہیں ہو۔ تھیوسونی (ناقابل فہم علم) کے ماہر ہو۔''

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ''پہلے تو یہ بتا دوں کہ میں یوگیش ماترے نہیں ہوں' سول ہنٹر ہوں۔ جب تم میرے دماغ میں آتے تھے تو اس وقت میری روح یوگیش کے اندر اور یوگیش کی روح میرے اندر تھی۔ اب ہم نے اپنی اپنی روحوں کو اپنے اندر واپس بلا لیا ہے۔ بہرحال اس سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ماترے ہو یا ہنٹر ہم بظاہر دو ہیں لیکن ہمارے مزاج ایک ہیں۔''

میں نے کہا۔ ''تم دونوں اپنی اصلیت چھپاتے رہے' کوئی بات نہیں لیکن تم نے میرے پوتے سے اس کی ماں چھین کر بہت برا کیا ہے۔ کیا یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہیں آسانی سے چھوڑ دوں گا؟''

اس نے کہا۔ ''اگر تم ہمیں دشمن سمجھتے ہو تو ہمارے خلاف جو کرنا چاہتے ہو کرو لیکن ہم نے کوئی دشمنی نہیں کی ہے۔ تمہاری بہو اور پوتے کی ماں کو ایک لمبی عمر دینے کے لیے ایسا کیا ہے۔''

میں نے پوچھا۔ ''تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ شیوانی کی روح کو کسی دوسری عورت کے جسم میں پہنچا کر اسے ایک لمبی عمر دے سکو گے؟''

''ہم جدید سائنسی مشینوں کے ذریعے روحوں کا شکار کرتے ہیں۔ کالا جادو پرانے زمانے کی بات ہو چکی ہے۔ کالے علم کے ذریعے جو لوگ آتما کو اپنے قابو میں کیا کرتے تھے۔ ان کا وہ عمل عارضی ہوتا تھا لیکن ہم جس آتما کو کسی جسم میں پہنچا کر قید کر دیتے ہیں تو پھر وہ اس وقت تک اس جسم سے نہیں نکلتی' جب تک کہ وہ جسم بیمار نہ ہو یا کسی حادثے کا شکار نہ ہو۔ جب اس جسم کے فنا ہونے کا وقت آتا ہے' تب ہی وہ روح وہاں سے نکل پاتی ہے۔''

وہ ایک ذرا توقف سے بولا۔ ''ہم نے تمہاری بہو کو جس عورت کے جسم میں پہنچایا ہے' وہ صحت مند ہے۔ کم از کم انیس دنوں کے بعد مرنے والی نہیں ہے۔ یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے کے ایک بہت بڑے بزرگ نے اس کی موت کی پیش گوئی کی ہے لیکن تم دیکھ لینا' انیس دنوں کے بعد وہ پیش گوئی درست ثابت نہیں ہوگی۔ تمہاری بہو اس کے بعد بھی زندہ رہے گی اور تمہارے پوتے کو بھرپور ممتا دیتی رہے گی۔ کیا یہ ہم نے تمہارے اور تمہارے پوتے کے لیے اچھا نہیں کیا؟ کیا تم اسے دشمنی سمجھتے ہو؟''

''ہاں' تمہارے نقطۂ نظر سے تو یہ دشمنی نہیں ہے اگر تم ہمارا بھلا چاہتے تھے اور میرے پوتے کی ماں کو لمبی عمر دینا چاہتے تھے تو پہلے مجھ سے اس سلسلے میں بات کرتے اگر میں راضی ہوتا کہ میری بہو کو ایک لمبی عمر ملنی چاہیے تو پھر ہم باہمی رضامندی سے یہی کرتے جو تم نے کیا ہے لیکن.........''

میں ذرا چپ ہوا۔ اس نے پوچھا۔ ''لیکن کیا.....؟''

میں نے کہا۔ ''ہم جناب علی اسد اللہ تبریزی کے عقیدت مند ہیں اور ہمیشہ سے یہ دیکھتے آئے ہیں کہ ان کی پیش گوئی کبھی غلط نہیں ہوتی۔ میرے پوتے کی ماں انیس دنوں کے بعد ہر حال میں اس دنیا سے رخصت ہو جائے گی۔''

''اور ہمارا ابھی دعویٰ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ انیس دنوں تک صبر کر لو۔ دیکھو کہ ہم نے کتنا بڑا کمال کیا ہے؟ ایک مرنے والی کو لمبی عمر دی ہے۔''

''تمہارا دعویٰ غلط ثابت ہوگا۔''

''جب غلط ثابت ہوگا تو ہم مان لیں گے کہ ہم نے جانے انجانے میں تم سے دشمنی کی ہے۔ اس کے باوجود ہمارے ارادے نیک ہی تھے۔''

''کیا یہ نیک ارادہ ہے کہ تم نے میرے پوتے کو انیس دنوں تک اس کی ماں سے محروم کر دیا ہے؟ اب جو ماں ایک نئے چہرے کے ساتھ اس کے سامنے ہے۔ وہ اسے ماں تسلیم نہیں کر رہا ہے اور نہ ہی کرے گا۔ ہم اسے لاکھ سمجھائیں گے' تب بھی وہ ہماری بات نہیں مانے گا اور اگر مان بھی لے گا تو جبراً ایک اجنبی عورت کے ساتھ رہے گا لیکن دل سے کبھی اسے ماں تسلیم نہیں کرے گا۔''

''تم مجھے یوگیش سمجھ کر میرے پاس آئے جبکہ میں سول ہنٹر ہوں۔ ویسے میرے اندر ماترے بھی موجود ہے۔ یہ تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔''

ماترے نے کہا۔ ''مسٹر فرہاد! ابھی میں تمہارے پوتے کے اندر تھا۔ اس کے خیالات پڑھنا چاہتا تھا مگر یہ دیکھ کر حیرانی ہو رہی ہے کہ اس کے خیالات گڈمڈ ہوتے رہتے ہیں۔ وہ کسی بھی ایک خیال پر مرکوز نہیں رہتا۔ ایسا دماغ ہمارے لیے بالکل نیا اور انوکھا ہے۔''

سول ہنٹر نے کہا۔ ''اگر ہمیں پہلے معلوم ہو جاتا کہ یہ لڑکا اس قدر عجیب و غریب ہے تو ہم اسے بھی اپنے کیبن میں پہنچا کر اس کی روح کا مطالعہ کرتے۔''

میں نے سخت لہجے میں کہا۔ ''خبردار! میرے پوتے کو کسی مشین سے گزارنے کا تصور بھی نہ کرنا۔ ایسی حرکت کرو گے تو میرے ہاتھوں بڑی اذیت ناک موت مرو گے۔''

عالی اور الپا میرے اندر موجود تھیں۔ ان کی باتیں سن رہی تھیں۔ یہ سنتے ہی وہ فوراً میڈم آزوری کے اندر پہنچ گئیں۔ اسے وہاں سے دوڑاتی ہوئی ان کے چیمبر میں لے گئیں۔ اس میڈم کے ذریعے وہاں کرسٹل ویژن اور کیپ جم مشین وغیرہ کو دیکھنے لگیں۔

ادھر سول ہنٹر نے ہنستے ہوئے مجھ سے کہا۔ ''مسٹر فرہاد! ہمیں اذیت ناک موت مارنے کی دھمکی نہ دو۔ اس وقت تمہارا سب سے بڑا مہرہ ہماری مٹھی میں ہے۔ ہم تمہارے پوتے کی روح کو اس کے جسم سے نکال کر کسی دوسرے بچے کے جسم میں قید کر دیں گے۔ تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ ساری زندگی ہمارے محتاج ہی رہو گے۔ کیونکہ ہم ہی اس کی روح کو واپس تمہارے پوتے کے جسم میں لا سکیں گے۔''

میں فکر میں مبتلا ہو گیا۔ واقعی وہ ایسا کر سکتے تھے۔ یوگیش نے کہا۔ ''اپنے پوتے کو زندہ سلامت دیکھنا چاہتے ہو تو ہمیں کسی طرح کا بھی چیلنج نہ کرو۔ اپنے کسی جاسوس کو بھی ادھر بھیجنے کی حماقت نہ کرو۔ تم کسی کو آلۂ کار بنا کر یہاں داخل ہونے کی کوشش کرو گے تو اپنے پوتے سے محروم ہو جاؤ گے۔''

میرا پوتا ان کے شکنجے میں تھا۔ بازی ان کے ہاتھ میں تھی۔ ان کا خیال تھا کہ میں باہر سے کسی کو آلۂ کار بنا کر یہاں لاؤں گا۔ یہاں اندر کوئی ایسا نہیں ہے جسے میں آلۂ کار بنا کر ان کے خلاف کچھ کر سکوں گا۔

میدان مار لینے کے غرور میں وہ یہ بھول گئے کہ میں میڈم آزوری کو یا اپنے پوتے کو ہی آلۂ کار بنا کر ان کے خلاف بہت کچھ کر سکتا ہوں۔ میں انہیں زیادہ سے زیادہ خوش ہونے کا موقع دے رہا تھا۔ انہیں باتوں میں الجھا رہا تھا۔

عالی اور الپا نے شیوانی یا میڈم آزوری کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما لیا تھا۔ وہ ان دونوں کی مرضی کے مطابق بلور بینی اور کیپ جم مشین کو ناکارہ بنا رہی تھی۔ اس نے بلور بینی کی اسکرین کو توڑ دیا تھا۔ کیپ جم مشین کو کھول کر اس کے اندرونی پرزے باہر نکال رہی تھی۔ وہاں ایک بڑا سا ہیٹر رکھا ہوا تھا۔ وہ اسے آن کر کے ان پرزوں کو اس کی آگ میں ڈالتی جا رہی تھی۔ وہ پرزے کسی حد تک پگھل کر ناکارہ ہوتے جا رہے تھے۔

اس نے چیمبر کے اندر رکھی ہوئی تمام مشینوں کو اور تمام اہم آلات کو اچھی طرح تباہ کر دیا تھا پھر وہاں سے نکل کر ان تین کیبنوں کے اندر آئی۔ وہاں بھی چھوٹی بڑی مشینیں تھیں۔ وہ انہیں بھی ناکارہ بنانے لگی۔ ان کے تمام تار نوچ کر الگ کر دیے۔ دیوار پر لگے ہوئے بڑے سے مانیٹر کو توڑ کر چکنا چور کر دیا۔

میں نے ان دونوں کو زیادہ سے زیادہ باتوں میں الجھانے کے لیے اپنی شکست تسلیم کی پھر ان کے سامنے نرم ہو کر بولا۔ ''میں مانتا ہوں' میرے پوتے کی زندگی اب تم لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ میں دشمنی نہیں کروں گا۔ بولو ...مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ کس طرح میرے پوتے کو میرے پاس واپس بھیج سکو گے؟''

وہ دونوں فاتح کی شان سے اپنے مطالبات اور شرائط منوانے لگے۔ وہ ایک بیڈ روم میں تھے۔ انہیں خبر نہیں تھی کہ بیڈ روم کے باہر کیا ہو رہا ہے؟

الپا اور عالی اس میڈم کو وہاں سے ان کے دوسرے بیڈ روم میں لے آئیں۔ الماری اور درازیں کھول کر تلاشی لینے لگیں۔ ایک دراز میں بھرا ہوا ریوالور رکھا تھا۔ وہیں دو بھرے

ہوئے میگزین بھی تھے۔ وہ انہیں لے کر تیزی سے چلتی ہوئی اس بیڈروم کے دروازے پر آگئی' جہاں وہ دونوں بیٹھے خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے باتیں کررہے تھے۔

عالی اور الپا دونوں ہی پکی نشانہ باز تھیں۔ انہوں نے میڈم آزوری کے ذریعے پہلے ایک کا نشانہ لیا۔ اس کی ٹانگ میں گولی ماری۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ہی انہوں نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ ایک تو تکلیف سے کراہتے ہوئے کرسی سے اچھل کر فرش پر گر پڑا۔ دوسرا یوگیش تھا۔ وہ فوراً ہی چھلانگ لگا کر میڈم تک پہنچنا چاہتا تھا لیکن الپا اور عالی اس سے زیادہ پھرتیلی تھیں۔ انہوں نے دوسری گولی چلائی وہ فی الحال ان دونوں کو صرف زخمی کرنا چاہتی تھیں لیکن یوگیش نے چھلانگ لگا کر اپنی موت کو دعوت دی۔ گولی بہک کر اس کے سینے میں پیوست ہوگئی۔ وہ فرش پر گرا پھر وہیں اک ذرا سا تڑپ کر ٹھنڈا پڑ گیا۔ میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ سول ہنٹر کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے زخمی ہونے کے باوجود آتما شکتی کے ذریعے سانس روک لی۔

میں نے فوراً ہی عالی کے پاس پہنچ کر کہا۔ ''یہ مجھے اپنے اندر نہیں آنے دے گا۔ اسے ابھی ختم کردو۔ ورنہ ہمارے عدنان کے لیے مصیبت بن جائے گا۔''

عالی نے دوسرے ہی لمحے میں اسے بھی گولی مار دی۔ اس کے بعد میں نے سول کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو مجھے جگہ نہیں ملی۔ کیوں کہ اس کا دماغ بھی مردہ ہوچکا تھا۔

میں نے اطمینان کا سانس لیا پھر عالی اور الپا سے کہا۔ ''عدنان اور میڈم آزوری کو یہاں سے بہ حفاظت لے چلو۔ میں اپنے پوتے کے پاس جارہا ہوں۔''

تاشہ عدنان کے اندر ہی موجود تھی۔ اسے سمجھا رہی تھی کہ اب اس کی ماں کا چہرہ اور شخصیت بدل چکی ہے۔ اس لیے جو عورت ابھی اس کے پاس ہے اور اپنے آپ کو اس کی ممی کہہ رہی ہے تو وہ اسے تسلیم کرلے۔

وہ کہہ رہا تھا۔ ''میں نہیں مانوں گا۔ میری ممی وہ ہیں جو اب تک میرے ساتھ تھیں۔ وہ اچانک کہاں چلی گئیں؟ انہیں بلاؤ۔''

میں نے کہا۔ ''بیٹے! ناحق ضد نہ کرو۔ اس سے پہلے بھی تم نے اٹلی کے شہر روم میں انا میریا کو اپنی ماں تسلیم کیا تھا اور اس کے ساتھ رہتے تھے۔ اس کے بعد تم اس ممی سے محروم ہوگئے۔ کچھ عرصے بعد یہاں انڈیا آئے تو تمہیں یہ ممی مل گئیں۔ تم نے اسے ممی تسلیم کرلیا۔ اب پھر ایک بار ماں کا چہرہ اور اس کی شخصیت بدل گئی ہے۔ تم ماں کو اس کے جذبوں سے پہچانو۔ چہرے کو نظرانداز کرو۔''

شیوانی یا میڈم آزوری نے وہاں آکر اس کا ہاتھ تھام لیا پھر اسے اپنے ساتھ لے جاتے ہوئے کہا۔ ''یہاں آکر دیکھو! ہمارے جو دشمن تھے۔ وہ مرچکے ہیں۔ یہاں ہر جگہ ویرانی ہے پھر کوئی دشمن ادھر آسکتا ہے۔ اس سے پہلے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔''

میں بھی عدنان کے اندر رہ کر اسے سمجھاتا رہا۔ اس نے موجودہ حالات کو کسی حد تک سمجھ لیا۔ اس لیے چپ چاپ اس نئی ماں کے ساتھ چلا گیا۔ وہ ماں جسمانی طور پر بدل گئی تھی لیکن حقیقتاً اسے جنم دینے والی ماں اب بھی اس کے ساتھ تھی۔

☆☆☆

انڈین انٹیلی جنس والوں نے ہپناٹزم کے ماہر کے ذریعے یہ اطمینان حاصل کرلیا تھا کہ وائس مین کا دماغ لاک ہوچکا ہے۔ اب اس کے اندر کوئی خیال خوانی کرنے والا نہیں آسکے گا۔

انڈین انٹیلی جنس کے پانچوں یوگا جاننے والے افسران وہاں موجود تھے۔ جب وائس مین تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد بیدار ہوا تو انہوں نے اسے تازہ پھلوں کا جوس پینے کے لیے دیا پھر اس سے پوچھا۔ ''اب تم کیسا محسوس کررہے ہو؟''

وائس مین نے کہا۔ ''میں خود کو بہت ہی ہلکا پھلکا محسوس کررہا ہوں۔ یہ یقین ہورہا ہے کہ اب میں کسی بھی خیال خوانی کرنے والے کے زیراثر نہیں ہوں۔''

''کیا تم یقین سے ایسا کہہ رہے ہو؟''

''ہاں' پہلے میں یہ بھول گیا تھا کہ میرے ساتھ کیا ہوتا رہا ہے؟ اب مجھے سب کچھ یاد آرہا ہے۔ پہلے فرہاد علی تیمور کی بیٹی اعلیٰ بی بی نے مجھ پر تنویمی عمل کیا تھا۔ مجھے اپنا تابعدار بنالیا تھا۔ اس کے بعد میں اپنے آپ میں نہیں تھا۔ یہ بھی بھول چکا تھا کہ اس لڑکی نے مجھے اپنا تابعدار بنارکھا ہے۔''

وہ ایک ذرا توقف سے بولا۔ ''جب وہ میرے دماغ میں آتی تھی اور مجھے مخاطب کرتی تھی' تب مجھے پتا چلتا تھا کہ میں اس کا غلام بن چکا ہوں۔''

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''ٹھیک ہے' پہلے تمہیں یہ بات یاد نہیں آتی تھی۔ کیا اب کچھ اور یاد آرہا ہے؟''

وہ ہاں کے انداز میں سر ہلا کر بولا۔ ''دوسری بار میں نے اپنے اندر ایک مرد کی آواز سنی۔ اس نے بھی مجھ پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اور حکم دیا تھا کہ میں بظاہر تو اعلیٰ بی بی کا آلۂ کار بن کر رہوں لیکن درپردہ اس اجنبی شخص کا غلام بن کر رہوں گا۔''

ایک یوگا جاننے والے افسر نے پوچھا۔ ''وہ اجنبی شخص کون تھا؟''

''نہ اس نے اپنا نام بتایا اور نہ ہی میں نے پوچھا۔ وہ یقیناً فرہاد اور اس کی بیٹی کا کوئی مخالف ہوگا۔''

دوسرے یوگا جاننے والے افسر نے کہا۔ ''ہم جانتے ہیں اور تمہارے امریکی اکابرین کو بھی معلوم ہے کہ فرہاد علی تیمور کا ایک دشمن اس کا ہمزاد پیدا ہوگیا ہے۔ وہ خود کو اصل فرہاد کہتا ہے۔ اسی نے تم پر تنویمی عمل کیا تھا۔''

ایسے وقت فرہاد ٹو وائس مین کے اندر موجود تھا۔ ان کی باتیں سن رہا تھا۔ وائس مین نے بڑے یقین سے کہا۔ ''بہرحال اعلیٰ بی بی نے اور اس فرہاد ٹو نے مجھ پر عمل کیا تھا لیکن اب میں ان کے اثر سے نکل چکا ہوں۔ اسی لیے مجھے ان دونوں کی تمام باتیں یاد آرہی ہیں اگر میں ان میں سے کسی ایک کے بھی زیراثر ہوتا تو یہ باتیں مجھے یاد نہ آتیں۔''

''تمہارے امریکی اکابرین تمہارے لیے بہت فکرمند ہیں۔ ان سے بات کرو اور یقین دلاؤ کہ اب تم کسی کے تابعدار نہیں ہو۔ ایک آزاد خیال خوانی کرنے والے ہو۔''

اس نے کہا۔ ''بے شک' مجھے اس سلسلے میں امریکی اکابرین کو مطمئن کرنا چاہیے۔''

اس نے خیال خوانی کے ذریعے ایک امریکی فوجی افسر کو مخاطب کیا پھر کہا۔ ''میں وائس مین بول رہا ہوں۔ اپنے تمام اکابرین سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ ان سے کہو کہ وہ کہیں یکجا ہوجائیں۔ تاکہ ایک ہی وقت میں سب سے بات ہوسکے۔ میں آدھے گھنٹے بعد آپ کے پاس آؤں گا۔''

وہ پھر دماغی طور پر ان یوگا جاننے والے پانچ افسران کے سامنے حاضر ہوگیا۔ ایک نے پوچھا۔ ''ویل مسٹر وائس مین! کیا کسی سے رابطہ نہیں ہورہا؟''

اس نے کہا۔ ''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے ایک فوجی افسر سے کہا ہے کہ تمام اکابرین کو یکجا ہونے کے لیے کہا جائے۔ میں آدھے گھنٹے کے بعد ان سب سے بات کروں گا۔''

ایک یوگا جاننے والے افسر نے پوچھا۔ ''کیا تمہیں فرہاد ٹو کا لب ولہجہ یاد ہے؟''

دوسرے افسر نے کہا۔ ''یاد تو ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ تمہارے دماغ میں آکر بولتا رہا ہے۔ تم پر عمل کرتا رہا ہے۔''

وائس مین سر جھکا کر سوچنے لگا۔ اپنی یادداشت پر زور دینے لگا تو اسے فرہاد ٹو کی آواز اور لب ولہجہ یاد آتا گیا۔ اس نے کہا۔ ''ہاں' مجھے یاد آگیا ہے۔''

ایک افسر نے کہا۔ ''وہ ہمارے پاس ایک آلۂ کار کے ذریعے آیا تھا۔ ہم سے دوستی چاہتا ہے اور ہمارے کام آنا چاہتا ہے۔ تم اپنے امریکی اکابرین سے یہ ضرور معلوم کرو کہ وہ اس فرہاد ٹو پر کس حد تک اعتماد کرتے ہیں؟ ہمیں بھی اس پر اعتماد کرنا چاہیے یا نہیں؟''

ایک افسر نے کہا۔ ''ایک بات اور ہے۔ تم ابھی فرہاد ٹو کو مخاطب کرو۔ اس سے کہو کہ وہ تمہارے دماغ میں آئے اور جب وہ آئے تو تم سانس روک کر اسے آنے نہ دو۔ اس طرح یقین ہوجائے گا کہ واقعی اب تم اس کے زیرِاثر نہیں رہے ہو۔''

وائس مین نے کہا۔ ''بے شک' مجھے بھی اس طرح یقین ہوجائے گا کہ مجھ پر عمل کرنے والا آئندہ کبھی میرے اندر نہیں آسکے گا۔''

فرہاد ٹو اس کی باتیں سنتے ہی اس کے دماغ سے نکل کر دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ ایک منٹ کے بعد ہی اس نے اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔ ''کون ہے؟''

وائس مین نے کہا۔ ''میں بول رہا ہوں۔ کیا مجھے آواز سے پہچان رہے ہو؟''

''ہاں' پہچان رہا ہوں لیکن میں اپنے دماغ میں کسی کو آنے نہیں دیتا۔''

''مجھے تم سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔''

''اگر باتیں کرنا چاہتے ہو تو مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔''

''ٹھیک ہے' میں جارہا ہوں۔ تم میرے اندر آسکتے ہو۔''

وہ چلا گیا۔ فرہاد ٹو مسکرانے لگا۔ وہ جانتا تھا' کیا ہونے والا ہے؟ ہپناٹزم کے ماہر نے جس آواز اور لب ولہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا تھا۔ وہ اسی لب ولہجے کے ذریعے اس کے اندر جاتا تو وائس مین کبھی اسے محسوس نہ کرتا۔

فرہاد ٹو نے اس کی آواز اور لب ولہجہ اختیار کرکے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو وائس مین نے سانس روک لی۔ وہ واپس دماغی طور پر حاضر ہوگیا پھر وہ مخصوص لب ولہجہ اختیار کرکے اس کے دماغ میں پہنچا تو اس نے اسے محسوس نہ کیا۔ وہ خوش ہوکر ان پانچوں یوگا جاننے والے افسران سے کہہ رہا تھا۔ ''ابھی فرہاد ٹو میرے اندر آیا تھا۔ میں نے سانس روک کر اسے بھگادیا ہے۔''

ایک افسر نے کہا۔ ''تھینکس گاڈ! اب ہمیں یقین ہوگیا

ہے کہ تم آزاد خیال خوانی کرنے والے ہو۔ کسی کے زیرِ اثر نہیں ہو۔"

وہ بولا۔ "میں آپ لوگوں کا بہت شکر گزار ہوں۔ آپ نے مجھ پر تنویمی عمل کرایا۔ میرے دماغ کو لاک کیا اور مجھے دشمنوں سے نجات دلائی۔ میں یہاں رہوں یا امریکا چلا جاؤں۔ جہاں بھی رہوں گا۔ ہمیشہ آپ کے کام آتا رہوں گا۔"

آدھے گھنٹے کے بعد وہ امریکی آرمی افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ امریکی ہیڈ کوارٹر کے ایک آفس میں چھ اکابرین موجود تھے۔ وائس مین نے جس افسر کو آلۂ کار بنایا تھا اور اس کے ذریعے گفتگو کرنے والا تھا۔ فرہاد تو اسی آلۂ کار کے دماغ میں چلا گیا۔

یہ خیال تھا کہ کوئی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا چپ چاپ وائس مین کے اندر آئے گا تو نہ وائس مین کو خبر ہو گی اور نہ ہی فرہاد تو کو پتا چلے گا کہ کوئی آیا ہے اور اس کے چور خیالات پڑھ رہا ہے۔ اسی لیے وہ اس کے دماغ سے نکل کر دوسرے آلۂ کار کے اندر پہنچ گیا تھا۔

اس نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے تمام اکابرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "معزز اکابرین! میں وائس مین ہوں اور اس جونیئر آفیسر کے ذریعے آپ سے مخاطب ہوں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "ویل مسٹر وائس مین! ہمیں خوشی ہے' بہت عرصے کے بعد ہی سہی تم نے ہم سے رابطہ تو کیا۔ ہماری یاد تو آئی ہے۔"

وہ بولا۔ "پلیز۔ مجھے طعنے نہ دیں۔ میں حالات سے مجبور تھا' وہاں مصروفیات بھی زیادہ تھیں۔"

"ایسی بھی کیا مصروفیات تھیں کہ تم ایک منٹ کے لیے بھی ہم سے بات کرنے نہیں آئے؟"

"آپ حضرات نے ہی مجھے اس مہم پر بھیجا تھا کہ میں انڈین انٹیلی جنس والوں کے تعاون سے فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو انڈیا میں رہنے نہ دوں۔ انہیں وہاں سے جانے پر مجبور کر دوں۔"

"کیا تم اپنی مہم میں کامیاب رہے؟ کیا تم نے فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو انڈیا سے بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے؟"

"میں اپنی اس مہم میں ففٹی پر سنٹ کامیاب رہا ہوں۔ اگرچہ انہیں انڈیا سے جانے پر مجبور نہ کر سکا' تاہم میں نے انڈین انٹیلی جنس والوں کو فرہاد علی تیمور کے تمام بچوں کے

نام' پتے اور فون نمبرز بتا دیے ہیں اگر وہاں کی انٹیلی جنس والے مستعد اور چالاک ہوتے تو اب تک پارس' ... شیوانی' الپا' عدنان اور اعلیٰ بی بی وغیرہ کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیتے۔"

"تم بھی یہی کر سکتے تھے لیکن تم نے صرف ان کا سراغ لگایا۔ اس کے بعد خود ان کی گرفت میں آ گئے۔ اعلیٰ بی بی کا معمول اور تابعدار بن گئے۔ کیا ہماری انفارمیشن غلط ہے؟"

وہ بولا۔ "آپ درست کہہ رہے ہیں۔ میں یقیناً ان کا تابعدار بن گیا تھا پھر ان کے بعد فرہاد تو نے بھی مجھے معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔ لیکن میں نے ان دونوں سے نجات حاصل کر لی ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ میری اجازت کے بغیر اب کوئی بھی میرے اندر نہیں آ سکے گا۔"

اس نے اسی لمحے میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر سانس روک لی۔ اپنے آلۂ کار کے ذریعے اکابرین سے کہا۔ "ابھی کوئی میرے دماغ میں آیا تھا اور میں نے سانس روک لی۔"

آرمی کے اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ہاں' ہم نے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے لف گائی سے کہا ہے کہ جب تم یہاں آؤ گے اور ہم سے باتیں کرتے رہو گے تو وہ تمہارے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کرے گا۔"

وائس مین نے کہا۔ "تو پھر اپنے لف گائی سے پوچھیں' اس نے کوشش کی ہے اور ناکام ہو کر واپس گیا ہے۔"

وہاں کھڑے ہوئے ایک سکیورٹی گارڈ نے ان اکابرین سے کہا۔ "یس سر! میں اس سکیورٹی گارڈ کے ذریعے لف گائی بول رہا ہوں۔ میں نے ابھی کوشش کی تھی۔ اس نے سانس روک لی۔ میں واپس چلا آیا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ ابھی آزاد خیال خوانی کرنے والا ہے۔ اعلیٰ بی بی یا فرہاد نے اس کے دماغ پر جو عمل کیا ہے اور جو مخصوص لب و لہجہ ... کیا ہے' وہ ہمیں معلوم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے' وہ اس مخصوص لب و لہجے ... اس کے اندر آتے ہوں اور اسے پتا نہ ... ہو؟"

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا۔ "تم درست کہہ رہے ہو۔ ہم بھی یہی سوچ رہے ہیں۔ یقیناً ایسا ہو سکتا ہے ... دشمن چپ چاپ وائس مین کے اندر آتے ہوں اور یہ ان سے بے خبر رہتا ہو۔"

وائس مین نے کہا۔ "میں اس بات سے انکار نہیں کروں گا کہ ایسا ہوتا ہے لیکن میرے ساتھ نہیں ہو رہا ہے۔ کوئی دشمن میرے اندر آتا تو وہ ضرور مجھ سے کسی نہ کسی طرح ..."

لیتا۔ میں اپنی مرضی کے خلاف کسی بھی طرح کا کوئی کام نہیں کر رہا ہوں۔"

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا۔ "انڈین انٹیلی جنس والوں نے ہمیں بتایا ہے کہ انہوں نے ایک ہپناٹائز کے ماہر کی خدمات حاصل کی تھیں۔ اس کے ذریعے تمہارے دماغ کو لاک کر دیا گیا ہے۔ ہم ان کی بات کا یقین کرتے ہیں۔ تم بھی یقین دلانا چاہتے ہو پھر بھی ہم اپنے طور پر پوری طرح مطمئن ہونا چاہتے ہیں۔"

وائس مین نے پوچھا۔ "آپ کو اطمینان کس طرح حاصل ہو سکتا ہے؟"

آرمی کے اعلیٰ افسر نے کہا "ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے دماغ میں آئے گا اور آرام سے تمہارے چور خیالات پڑھے گا۔ اس کے بعد ہی ہم مطمئن ہو سکیں گے۔"

وائس مین نے کہا۔ "میں ہر طرح سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اب کسی کے زیرِ اثر نہیں ہوں۔ ایک آزاد خیال خوانی کرنے والا ہوں لیکن آپ کو مطمئن کرنے والی یہ شرط بہت مشکل ہے۔"

"مشکل کیوں ہے؟ کیا تمہیں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے پر بھروسا نہیں ہے؟"

"دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی ایک دوسرے پر بھروسا نہیں کرتے۔ سب ہی اس تاک میں ہوتے ہیں کہ کسی کے دماغ میں جانے کا موقع ملے اور وہ اس کے اندر زلزلہ پیدا کر کے اسے اپنا تابعدار بنا لیں۔"

"تم امریکی ہو۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو۔ جب ہم اپنے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابعدار بنا کر نہیں رکھتے تو تمہارے ساتھ ایسا کیوں کریں گے؟ تمہیں ہم پر بھروسا کرنا چاہیے۔"

اس نے کہا۔ "آپ حضرات اس اجلاس کو دس منٹ کے لیے ملتوی کریں۔ مجھے سوچنے کا موقع دیں۔ میں ابھی جواب دیتا ہوں۔"

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ وہ پانچوں یوگا جاننے والے بھارتی انٹیلی جنس کے افسران آس پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک نے پوچھا۔ "کیا باتیں ہو رہی ہیں؟"

"میرے تمام اکابرین مطمئن ہونا چاہتے ہیں کہ میں واقعی کسی کے زیرِ اثر نہیں ہوں۔"

"تم انہیں کس طرح مطمئن کر سکو گے؟"

"وہ چاہتے ہیں کہ ان کا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں آئے اور پوری تفصیل سے میرے چور خیالات پڑھتا رہے۔ تب ہی انہیں اطمینان حاصل ہو گا۔"

"اگر تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو تو ان کا یہ مطالبہ مان لو۔"

"ہم بازاوقات اپنوں سے ہی زبردست دھوکا کھاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے' وہ میرے دماغ میں آ کر چور خیالات پڑھنے کے دوران زلزلہ پیدا کرے یا کسی بھی طرح سے مجھے کمزور بنا دے۔ اس کے بعد معمول کے مطابق مجھے اپنا غلام بنا لے تو میں کیا کر سکوں گا؟"

"ہاں' ایسا ہو سکتا ہے۔"

وہ یوگا جاننے والے افسران اس سلسلے میں سوچنے لگے پھر ایک نے کہا۔ "ہم تمہیں کمزور نہیں ہونے دیں گے۔ تم ہمارے سامنے موجود ہو۔ ان سے کہو کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اندر آ کر چور خیالات پڑھے اگر وہ تمہیں کسی بھی طرح کمزور بنانا چاہے گا تو ہم یہاں بیٹھے تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں پتا چل جائے گا کہ تمہارے ساتھ دشمنی ہو رہی ہے تو ہم فوراً ہی انجکشن لگا کر تمہیں بے ہوش کر دیں گے۔"

دوسرے افسر نے کہا۔ "اچھا آئیڈیا ہے۔ جب تم ہوش میں آنے لگو گے تو ہمارا ہپناٹزم کا ماہر یہاں موجود رہے گا۔ وہ فوراً ہی تم پر عمل کر کے پھر سے تمہارے دماغ کو لاک کر دے گا۔"

وائس مین نے کہا۔ "بے شک' اب میں آپ حضرات پر ہی بھروسا کر سکتا ہوں۔ آپ نے میرا بہت ساتھ دیا ہے۔ فرہاد جیسے دشمن کو اور اس فرہاد تو کو میرے دماغ سے نکال دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میرے کسی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو مجھ پر حاوی نہیں ہونے دیں گے۔"

فرہاد تو ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے وائس مین کے اندر اس کے اپنے لہجے میں کہا۔ "میرے اکابرین اپنا یہ مطالبہ منوا رہے ہیں تو مجھے بھی اپنا ایک مطالبہ منوانا چاہیے اور وہ یہ کہ جو بھی میرے دماغ میں آ کر چور خیالات پڑھنا چاہے گا۔ پہلے میں اس کے دماغ میں جا کر اس کے چور خیالات پڑھوں گا' یہ معلوم کروں گا کہ وہ کسی سازش کے تحت آ رہا ہے یا نیک نیتی سے میرے خیالات پڑھے گا؟"

وائس مین قائل ہو گیا۔ اس کی سوچ نے کہا۔ "بے شک' پہلے مجھے اس کے چور خیالات پڑھ کر مطمئن ہونا چاہیے۔"

وہ امریکی اکابرین کے اجلاس میں واپس آ گیا۔ اپنے آلۂ کار کے ذریعے بولا۔ "مجھے آپ کی شرط منظور ہے لیکن

آپ کو بھی میری ایک شرط ماننی ہوگی۔"

ایک نے پوچھا۔ "ہاں بولو.... تم کیا چاہتے ہو؟"

"پہلے میں اطمینان کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی میرے اندر آکر چور خیالات پڑھے گا وہ نیک نیتی سے آئے گا۔ اس کے ذہن میں کوئی سازش نہیں ہوگی۔ یوں اطمینان حاصل کرنے کے لیے پہلے میں اس کے دماغ میں جاؤں گا۔ اس کے چور خیالات پڑھوں گا۔ جب مجھے اطمینان ہو جائے گا' تب میں اسے اپنے اندر آنے کی اجازت دوں گا۔"

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "تمہاری یہ شرط ناقابل قبول ہے۔ ہم کیا جانیں کہ تمہارے اندر کوئی دشمن چھپا ہوا ہے یا نہیں؟ اگر چھپا ہوا ہوگا تو وہ تمہارے ذریعے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے اندر آکر اس کے دماغ کو کمزور بنا دے گا پھر اسے اپنا تابعدار بنا کر ہمیں اپنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے محروم کر دے گا۔"

وائس مین نے کہا۔ "مجھے بھی یہی اندیشہ ہے کہ آپ کا ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے اندر آکر مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس کے لیے میں نے ایسے انتظامات کیے ہیں کہ اگر مجھے نقصان پہنچایا جائے گا تو انڈین انٹیلی جنس کے افسران فوراً ہی مجھے بے ہوش کر دیں گے' اس کی گرفت میں نہیں آنے دیں گے۔"

تمام اکابرین اس کی بات توجہ سے سن رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "آپ بھی ایسی ہی احتیاطی تدبیر اختیار کر سکتے ہیں۔ میں آپ کے جس ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں جاؤں گا۔ اس کے پاس بھی ایک ڈاکٹر موجود رہے گا۔ جیسے ہی اسے کوئی نقصان پہنچنے لگے گا تو فوراً ہی ڈاکٹر اسے ایک انجکشن کے ذریعے بے ہوش کر دے گا۔ اس طرح میری یا میرے اندر چھپے ہوئے کسی بھی دشمن کی سازش ناکام ہو جائے گی۔"

اس کی یہ بات سن کر تمام اکابرین آپس میں مشورے کرنے لگے پھر ان میں سے ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا۔ "ٹھیک ہے' تمہاری شرط ہمیں منظور ہے۔"

فوراً ہی ایک ڈاکٹر کو طلب کیا گیا۔ وہ اپنی دواؤں کے بیگ کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ اس ہال کے ایک طرف اعلیٰ عہدے داروں کے لیے خاص کمرے بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کمرے میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا ٹف گائی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ڈاکٹر چند آرمی افسران کے ساتھ اس کے پاس آ گیا پھر وائس مین سے کہا گیا کہ اب وہ ٹف گائی کے اندر آ کر اس کے خیالات پڑھ سکتا ہے اور اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔

فرہاد ٹو بھی وائس مین کے ساتھ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹف گائی کے اندر پہنچ گیا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اس کے اندر ایک نہیں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے پہنچے ہوئے ہیں۔ وائس مین تو اپنے اطمینان کے لیے اس کے خیالات پڑھ رہا تھا لیکن فرہاد ٹو کے ارادے کچھ اور تھے۔ وہ ٹف گائی کے بارے میں یہ معلوم کر رہا تھا کہ وہ کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ اس کا فون نمبر اور پتا ٹھکانا کیا ہے؟ اس کے کتنے رشتے دار ہیں؟ اس کی اہم مصروفیات کیا ہیں؟

فرہاد ٹو بڑی حکمت عملی سے اس کے اندر پہنچا تھا اور اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر رہا تھا۔ اس کی ایک ماں تھی۔ ایک بھائی اور ایک بہن تھی۔ وہ ان کے ساتھ نہیں رہتا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان رشتے داروں کے ذریعے اسے ٹریپ کر سکتا ہے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے دور ہی دور سے ان کے لیے ضرورت سے بھی زیادہ دولت فراہم کرتا رہتا تھا۔

جہاں طاقت ہوتی ہے' دولت ہوتی ہے وہاں عورت کا نشہ ضرور ہوتا ہے۔ ٹف گائی بھی ایک حسین عورت پر مرتا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے اسے اپنی طرف مائل کیا تھا اور ہفتے میں ایک رات کے لیے اسے ضرور اپنے پاس بلایا کرتا تھا یا اس کے پاس جایا کرتا تھا۔

ماں' بہن' بھائی اور محبوبہ جن کے ساتھ بھی اس کا جذباتی لگاؤ تھا۔ فرہاد ٹو نے ان سب کے فون نمبر اور پتے' ٹھکانے اپنے ذہن میں نقش کر لیے۔ آیندہ وہ بڑے صبر و تحمل سے کسی کے بھی ذریعے ٹف گائی کو ٹریپ کر سکتا تھا۔

وائس مین نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے ان اکابرین سے کہا۔ "میں نے ٹف گائی کے چور خیالات پڑھے ہیں اور پوری طرح مطمئن ہوں۔ میرے ساتھ کوئی سازش نہیں کی جائے گی۔ اب یہ میرے دماغ میں آ کر جب تک چاہے میرے چور خیالات پڑھ سکتا ہے۔"

وہ پھر سے اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ ان پانچ یوگا جاننے والے افسران سے بولا۔ "ابھی ان کا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ٹف گائی میرے دماغ میں آ رہا ہے۔ میرے چور خیالات پڑھتا رہے گا۔ آپ لوگوں سے گزارش ہے کہ مجھے توجہ سے دیکھتے رہیں اگر میرے چہرے سے یا کسی حرکت سے پتا چلے کہ میں کسی تکلیف میں ہوں تو فوراً میرے لیے حفاظتی تدابیر پر عمل شروع کر دیں۔"

وہ پہلے سے ہی اپنے ایک رازدار ڈاکٹر کو بلا چکا تھا۔ وہ وہاں موجود تھا۔ ادھر امریکی اکابرین کو کسی حد تک یہ یقین ہو گیا تھا کہ وائس مین کے اندر کوئی دشمن چھپا ہوا نہیں ہے اگر کوئی ہوتا تو وہ ٹف گائی کے اندر پہنچ کر اسے ضرور نقصان پہنچاتا۔ بہرحال باہمی رضامندی کے مطابق ٹف گائی اب وائس مین کے اندر آ گیا اور اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔

فرہاد ٹو کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ وائس مین کس طرح امریکی اکابرین کو اپنے اعتماد میں لے رہا ہے۔ یہ جانتا تھا کہ اب وہ سب اس پر یقین کرنے لگیں گے اور ٹف گائی اپنے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

مختصر یہ کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اپنے اکابرین کے پاس آ کر بولا۔ "میں نے پوری توجہ سے وائس مین کے چور خیالات پڑھے ہیں۔ اچھی طرح سے اس کے دماغ کو کھنگال ڈالا ہے۔ اب میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کسی کے زیر اثر نہیں ہے۔ آیندہ بھی آزاد رہ کر خیال خوانی کرتا رہے گا اور ہمارے کام آتا رہے گا۔"

امریکی اکابرین خوش ہو گئے۔ انہوں نے وائس مین سے کہا۔ "ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور تم پر پوری طرح سے بھروسا کرتے ہیں۔"

پھر انہوں نے انڈین انٹیلی جنس کے پانچ یوگا جاننے والے افسران کا بھی شکریہ ادا کیا جن کے تعاون سے وائس مین کو ہم سب سے نجات ملی تھی۔

امریکی اکابرین فون کے ذریعے ان یوگا جاننے والے پانچ افسران سے باتیں کر رہے تھے۔ آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "وائس مین بہت عرصے تک آپ کے پاس رہ کر خدمات انجام دیتا رہا ہے۔ ہمارا خیال ہے' اب اسے واپس آ جانا چاہیے۔"

یوگا جاننے والے ایک افسر نے کہا۔ "بے شک' وائس مین نے ہمارے لیے بڑی خدمات انجام دی ہیں پھر بھی مشن ادھورا رہ گیا ہے۔ یہاں ہمارے ملک میں فرہاد علی تیمور کا پوتا اپنی ماں اور اپنے باپ پورس کے ساتھ موجود ہے۔ ہم کسی بھی طرح اس بچے کو حاصل کر کے اپنی قید میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اس طرح فرہاد ہمارے سامنے کمزور پڑ جائے گا۔"

وائس مین نے امریکی اکابرین سے کہا۔ "آپ اس سلسلے میں بحث نہ کریں۔ مجھے ایک اور ہفتے کا وقت دیں۔ میری پوری کوشش ہوگی کہ جلد سے جلد اس بچے کو ان پانچ مہربان افسران تک پہنچا دوں۔ اس کے بعد میرا کام ختم ہوگا تو میں واپس آ جاؤں گا۔"

فرہاد ٹو نے ٹف گائی کی محبوبہ کے دو فون نمبر معلوم کیے تھے۔ اس نے ایک پی سی او میں آ کر اوور سیز کال بک کرائی۔ ٹف گائی کی محبوبہ کا نام جینی تھا۔ اس نے جب فون پر رابطہ کیا تو دوسری طرف سے ایک خاتون کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو۔ آپ کون بول رہے ہیں؟"

اس نے آواز سنتے ہی فون بند کر دیا۔ پی سی او سے باہر آ کر اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا۔ اس خاتون کے اندر پہنچا تو پتا چلا کہ وہ جینی کی ماں ہے۔ وہ ریسیور کریڈل پر پٹخ کر بڑبڑاتی ہوئی کچن کی طرف جا رہی تھی۔ "پتا نہیں کون کم بخت تھا؟ کچھ بولا بھی نہیں اور فون بند کر دیا۔"

فرہاد ٹو چاہتا تھا کہ براہ راست جینی تک نہ پہنچے۔ ہو سکتا ہے' ٹف گائی نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا ہو۔ تاکہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کی محبوبہ کے ذریعے اس تک نہ پہنچ سکے۔ یہ اچھا ہی ہوا کہ اس کا فون جینی کی ماں نے اٹینڈ کیا تھا۔ وہ اس خاتون کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ ابھی تھوڑی دیر میں اس کی بیٹی جینی کا عاشق آنے والا ہے پھر وہ ایک بیڈ روم میں وقت گزاریں گے۔ اس کے بعد رات کا کھانا کھائیں گے۔

اس وقت وہ خاتون اپنی بیٹی اور ہونے والے داماد کے لیے رات کا کھانا تیار کر رہی تھی۔ اس کے خیالات نے یہ بھی بتایا کہ جینی پہلے بیئر اور وہسکی پیا کرتی تھی۔ جب سے وہ عاشق اس کی زندگی میں آیا تھا' تب سے اس نے نشہ کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اس عاشق نے اپنا نام جانسن بتایا تھا۔ فرہاد ٹو سمجھ گیا کہ ٹف گائی نے اپنی اصلیت چھپانے کے لیے انہیں ایک فرضی نام بتایا ہے اور اپنے تحفظ کے لیے جینی پر تنویمی عمل کرنے کے بعد اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ اسی لیے وہ نشہ نہیں کرتی ہے اگر کرے گی تو نشے کے دوران میں کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر پہنچ جائے گا۔

جینی کے بیڈ روم میں ایک چھوٹا سا فریج تھا۔ اس میں کھانے کا سامان' تازہ پھل اور کسی نہ کسی پھل کا جوس رہتا تھا اور وہ آنے والا اس میں سے کچھ نہ کچھ کھاتا پیتا رہتا تھا۔

فرہاد ٹو نے اس خاتون کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ اپنے گھر سے نکل کر باہر آئی۔ قریب ہی ایک کیمسٹ کی دکان تھی۔ اس نے وہاں جا کر اعصابی کمزوری کی دوا خریدی پھر گھر واپس آ کر بیٹی کے بیڈ روم میں پہنچی۔ اس وقت جینی باتھ روم میں غسل کر رہی تھی۔ ماں نے فریج کھول کر کھانے کی

دو چار چیزوں میں اور جوس میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائی پھر فریج کو بند کرکے وہاں سے نکل کر کچن میں آگئی۔

فرہادتو نے دماغی طور پر حاضر ہوکر اپنی کار اسٹارٹ کی پھر وہاں سے جانے لگا۔ یہ اطمینان تھا کہ نتیجہ خاطر خواہ ہی نکلے گا۔ اس خاتون کے خیالات نے بتایا تھا کہ ٹف گائی وہاں ایک گھنٹے کے بعد پہنچنے والا ہے۔

فرہادتو نے بابا صاحب کے ادارے کے قریب ہی ایک علاقے میں کرائے پر مکان لیا تھا۔ وہ آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد اس مکان میں آکر غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر جینی کی ماں کے پاس پہنچ گیا۔

ٹف گائی وہاں آچکا تھا اور جینی کے ساتھ اس کے بیڈ روم میں وقت گزار رہا تھا۔ اس کی ماں فرہادتو کی مرضی کے مطابق دبے قدموں چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس آگئی۔ اندر سے آنے والی آوازیں سننے لگی۔ وہ دونوں ہنس بول رہے تھے۔ ایک آدھ بار فریج کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔

تھوڑی دیر بعد ہی جینی کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹف گائی سے پوچھ رہی تھی۔ ''جانسن! یہ تمہیں کیا ہو رہا ہے؟''

اس نے بڑی کمزور سی آواز میں کہا۔ ''پتا نہیں کیوں ....مجھے کمزوری سی محسوس ہو رہی ہے۔ کیا اس جوس میں کوئی دوا ملائی گئی ہے؟''

جینی نے کہا۔ ''کیسی باتیں کر رہے ہو؟ میں بھلا دوا کیوں ملاؤں گی؟ یہ لو... تمہارے سامنے پی کر دکھا رہی ہوں۔''

فرہادتو فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر ٹف گائی کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے مختصر سے خیالات نے بتایا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ٹف گائی ہی ہے اور ان لمحات میں دماغی طور پر بے حد کمزور ہو گیا ہے۔ وہ خطرہ محسوس کرتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ ''مجھے آرمی کے اعلیٰ افسر کو اطلاع دینی چاہیے۔ فوری طبی امداد حاصل کرنی چاہیے۔ ورنہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے اندر پہنچ جائے گا۔''

اس نے اپنا موبائل فون اٹھا کر نمبر پنچ کرنے چاہے لیکن کمزوری کے باعث اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔ فرہادتو نے اس کے ہاتھ سے فون کو گرا دیا۔ وہ وہاں سے اٹھ کر ڈگمگاتا ہوا بیڈ کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ ''جینی! میں ایک نمبر بتا رہا ہوں۔ فوراً اس پر رابطہ کرکے کہو کہ میں تمہارے پاس یہاں بیمار پڑا ہوا ہوں۔ طبی امداد فراہم کی جائے۔''

وہ بیڈ پر آ کر گر پڑا۔ کمزوری کے باعث ہانپنے لگا۔ بڑی مشکل سے اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ ''جینی! جلدی کرو۔''

ادھر جینی نے بھی جوس کا آدھا گلاس پیا تھا۔ اس کے بعد ہی وہ گلاس اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔ وہ بھی وہاں سے اٹھ کر بستر پر آکر لیٹنا چاہتی تھی لیکن کرسی سے اٹھتے ہی لڑکھڑا کر گر پڑی پھر وہیں چاروں شانے چت ہو گئی۔

فرہادتو ٹف گائی کے چور خیالات اب بڑی تفصیل سے پڑھ رہا تھا اور یہ معلوم کر رہا تھا کہ امریکا میں اور کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں؟ وہ ان کے بارے میں کیا جانتا ہے؟

اس کی سوچ نے بتایا کہ امریکا میں اس کی معلومات کے مطابق سات ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں اور سات زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ وہ ان کے نام اور پتے ٹھکانے نہیں جانتا۔ صرف ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کا بہت گہرا دوست ہے۔ اس کا نام کرمسن واسکوڈی ہے۔

اس کے خیالات نے مزید یہ بھی بتایا کہ اس کا دوست کرمسن واسکوڈی اس وقت اپنے گھر میں بیمار پڑا ہوا ہے۔ اس کی بیماری کے متعلق کوئی نہیں جانتا ہے۔ نہ ہی اس نے کسی کو اطلاع دی ہے۔ ہر ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دل میں یہی اندیشہ رہتا ہے کہ اس کی بیماری یا کمزوری کی خبر کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ملے گی تو وہ فوراً ہی اس کے دماغ میں آکر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لے گا۔

اس کا اندیشہ درست ہی تھا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے سگے باپ پر بھی بھروسا نہیں کرتے۔ چونکہ کرمسن واسکوڈی نے اپنے دوست ٹف گائی پر بھروسا کیا تھا۔ بیماری اور کمزوری کے وقت اس سے مدد چاہی تھی کہ وہ اس کے دماغ میں آتا جاتا رہے، اس کی نگرانی کرتا رہے اور کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اس کے اندر آنے کا موقع نہ دے۔

ٹف گائی چوبیس گھنٹے اس کی نگرانی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے اس نے اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اسے اپنا تابعدار بنا لیا تھا پھر ایک خاص لب ولہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دیا تھا۔

فرہادتو اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ کمزوری کی وجہ سے گہری نیند میں ڈوب گیا تھا۔ وہ کمزور ہوا تھا۔ بے ہوش نہیں ہوا تھا اور نہ ہی ہونے والا تھا۔ اعصابی کمزوری کی دوا کا اثر زیادہ دیر تک رہنے والا نہیں تھا۔ فرہادتو نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس پر تنویمی عمل کیا اور اسے اپنا تابعدار بنا لیا۔ پھر ایک مخصوص لب ولہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دیا۔

وہ مجھ سے بری طرح شکست کھانے کے بعد پھر ایک کامیابی کی راہ پر چل رہا تھا۔ پہلے اس نے وائس مین کو اپنا تابعدار بنایا تھا اور اب ٹف گائی کو بھی تابعدار بنا چکا تھا۔ وہ پہلی بار پھر تیزی سے میدان مار رہا تھا۔

جب ٹف گائی تنویمی نیند سے بیدار ہوا تو فرہادتو کی مرضی کے مطابق اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے دوست کرمسن واسکوڈی کے دماغ میں گیا۔ اس طرح فرہادتو نے واسکوڈی کے دماغ میں جانے کا مخصوص لب ولہجہ معلوم کر لیا۔ وہ دونوں دوست خیال خوانی کے ذریعے تھوڑی دیر تک باتیں کرتے رہے پھر ٹف گائی اس کے دماغ سے نکل آیا۔ اس کے جاتے ہی فرہادتو نے کرمسن واسکوڈی کے دماغ پر قبضہ جمایا اور تنویمی عمل کرنے کے بعد اسے بھی اپنا تابعدار بنا لیا۔

یہ اس کی تیسری بڑی کامیابی تھی۔ اس نے طے کیا تھا کہ اسی طرح وہ بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک فوج تیار کرے گا۔ قسمت مہربان تھی۔ اس کے فیصلے اور عزائم کے مطابق یکے بعد دیگرے کامیابیاں حاصل ہوتی جا رہی تھیں۔

تین ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی گرفت میں آ چکے تھے۔ چوتھی نومی کرسٹل تھی۔ وہ اس کے اندر جا کر اسے بھی اپنی معمولہ اور تابعدار بنا سکتا تھا لیکن یہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے نومی کے دماغ میں آتے جاتے ہوں گے۔ جب وہ عمل کرنا چاہے گا تو ہم اسے چپ چاپ عمل کرنے دیں گے لیکن یہ معلوم کر لیں گے کہ اس نے کس لب ولہجے کے ذریعے نومی کرسٹل کے دماغ کو لاک کیا ہے؟ وہ ہم سے دھوکا کھانا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے یہ فیصلہ کیا تھا کہ آئندہ نومی کو اپنی تابعدار نہیں بنائے گا۔ بلکہ اسے دوست بنا کر اس کی دوستی سے فائدہ اٹھاتا رہے گا۔

دوست کی حیثیت سے سہی اگر اس کی ٹیلی پیتھی جاننے والی فوج میں نومی کو بھی شامل کر لیا جائے تو اس کے پاس خیال خوانی کرنے والوں کی تعداد چار ہو چکی تھی۔ اب وہ بھی ایسی مضبوط پوزیشن میں آ گیا تھا کہ مجھ پر پھر سے حملے کر سکتا تھا۔

فی الحال اسے میری ایک ہی کمزوری یہ معلوم تھی کہ میرا بیٹا انڈیا میں ہے۔ وہ کسی بھی طرح اسے تلاش کر کے اپنی گرفت میں لے سکتا تھا اور میرے لیے مسائل پیدا کر سکتا تھا۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا عدنان کے دماغ میں پہنچا تو فوراً ہی اس کے اندر جگہ مل گئی لیکن خیالات نہ پڑھ سکا۔ کیونکہ اس کے دماغ میں کئی طرح کے خیالات گڈمڈ ہو رہے تھے۔ شیوانی پرائی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر پہنچنے نہیں دیتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد نومی نے اس پر عمل کر کے اس کے دماغ کو لاک کر دیا تھا۔ فرہادتو نے سوچا، شاید اس کے اندر جگہ مل جائے۔ لہٰذا اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر بڑی آسانی سے اس کے اندر پہنچ گیا۔

وہ نادان نہیں تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے شیوانی کے اندر موجود رہیں گے۔ اس لیے وہ اس کے اندر پہنچنے کے بعد چپ چاپ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ ابتدائی خیالات پڑھتے ہی وہ حیران رہ گیا۔ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ ''یہ میں کس کے اندر چلا آیا ہوں؟''

اب سے پہلے سب ہی الکا اگنی ہوتری کی آواز کو گرفت میں لے کر شیوانی تک پہنچتے تھے لیکن اب اس الکا کے اندر شیوانی نہیں....میڈم آزوری تھی۔ فرہادتو اپنی خیال خوانی کے مطابق صحیح طور پر الکا کے اندر ہی پہنچا تھا لیکن اسے وہاں شیوانی نہیں مل رہی تھی۔

وہ اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ تب اسے پتا چلا کہ اس کا نام آزوری ہے اور وہ میڈم آزوری کہلاتی ہے۔ وہ کس طرح اپنا جسم چھوڑ کر الکا کے جسم میں پہنچی؟ یہ سب کچھ اس کے چور خیالات سے معلوم ہو رہا تھا اور وہ پڑھ کر حیران ہو رہا تھا کہ ایک ہی رات میں کیا سے کیا ہو گیا؟

اس وقت الکا کی سوچ نے بتایا کہ اس پر میڈم آزوری کی آتما حاوی ہے اور شیوانی کی آتما آزوری کے جسم میں پہنچی ہوئی ہے۔ وہ وہاں آزوری کے دماغ پر حاوی ہو گی۔ فرہادتو نے اس کے اندر سوال پیدا کیا کہ میڈم آزوری کا لب ولہجہ کیسا ہے؟

آزوری اور الکا کے مشترکہ دماغ نے اس سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر کہا۔ ''اگر مجھے آزوری کا لب ولہجہ نہیں بتاؤ گی تو میں تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کر دوں گا۔''

وہ پریشان ہو کر بولی۔ ''تم کون ہو؟ کیوں ہمیں پریشان کرنے آئے ہو؟''

''میرا مطالبہ فوراً پورا کرو۔ مجھے اس کا لہجہ بتاؤ۔ ورنہ ابھی تمہاری شامت آ جائے گی۔''

آزوری کی آتما الکا کے دماغ پر حاوی ہوئی تو اس کی آواز اور لب ولہجے میں بولنے لگی۔ فرہادتو نے دو تین بار اس لب ولہجے کو سنا پھر اسے اپنی گرفت میں لے کر شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں پہنچ گیا۔

اس وقت کلکتہ میں صبح کے پانچ بجے تھے۔ شیوانی اپنے بیٹے عدنان کا ہاتھ پکڑ کر یوگیش اور سول ہنٹر کی لیبارٹری سے باہر آ گئی تھی اور ایک کار میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتی ہوئی اپر

پورٹ کی طرف جا رہی تھی۔

فرہاد ٹو خاموشی سے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ اسے یوگیش اور سول ہنٹر کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو رہا تھا۔ یہ حیرت انگیز بات بھی معلوم ہوئی کہ وہ جدید سائنسی مشینوں اور جدید آلات کے ذریعے روحوں کا شکار کرتے ہیں اور ایک کی روح کو دوسرے کے جسم میں پہنچا دیتے تھے۔

وہ ایسی حیرت انگیز باتیں جاننے کے دوران میں سوچ رہا تھا کہ اسے ان مشینوں کو اپنے قبضے میں لینا چاہیے۔ وہ بہت کام آئیں گی لیکن شیوانی اور آزوری کے مشترکہ خیالات نے آگے چل کر بتایا کہ اس نے ان مشینوں کو بری طرح تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ان کے اہم پرزے جلا دیے ہیں اور یوگیش ماترے اور سول ہنٹر کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اب وہاں حاصل کرنے کے لیے کچھ نہیں رہا ہے۔

فرہاد ٹو اس کے اندر بالکل خاموش تھا کیونکہ اس کے چور خیالات نے بتایا تھا کہ الپا اور عالی وہاں موجود ہیں۔ اس کی اور عدنان کی نگرانی کر رہی ہیں۔ جب تک وہ دوسرے دن کی شام تک پیرس نہیں پہنچ جائیں گے تب تک وہ ان کے ساتھ ہی لگی رہیں گی۔

دوسرے دن شام کا مطلب یہ تھا کہ وہاں پہنچنے کے لیے ابھی بارہ گھنٹے کا وقت تھا اور ان بارہ گھنٹوں میں فرہاد ٹو بہت کچھ کر سکتا تھا۔ کسی نہ کسی موقع سے فائدہ اُٹھا کر عدنان کو ان سے چھین سکتا تھا۔

شیوانی دو گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد ایرپورٹ پہنچنے ہی والی تھی۔ صبح کا اجالا ابھی اچھی طرح نہیں پھیلا تھا۔ بہت سی سڑکیں ویران تھیں۔ ایسے وقت عالی نے الپا سے کہا۔ ”سسٹر! میں عقب نما آئینے میں دیکھ رہی ہوں' ایک کار بڑی دیر سے پیچھا کر رہی ہے۔ پہلے وہ اس کار کے برابر آئی تھی۔ اس میں بیٹھے ہوئے لوگ آزوری کو دیکھ رہے تھے پھر انہوں نے اپنی کار کی رفتار سست کر دی تھی اور یہ کار ان سے آگے نکل آئی۔“

الپا نے کہا۔ ”آوارہ اور عیاش لوگ ہوں گے۔ جب اس کا راستہ روکنے کی کوشش کریں گے۔ تب دیکھا جائے گا۔“

تقریباً پندرہ منٹ تک دونوں کاریں آگے پیچھے دوڑتی رہیں پھر ایک موڑ سے اچانک ہی دوسری کار نکل آئی۔ وہ آزوری کی کار سے آگے جانے لگی۔ یعنی اب پیچھے بھی ایک کار تھی اور آگے بھی ایک کار تھی۔

عالی نے مجھے مخاطب کیا۔ ”پاپا! آپ ہمارے پاس آجائیں۔ یہاں کچھ گڑبڑ ہونے والی ہے۔“

میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ گڑبڑ تو شروع ہو چکی تھی۔ آگے جانے والی کار نے گھوم کر شیوانی کی کار کو روک لیا تھا۔ پیچھے والی گاڑی قریب آ کر رک گئی تھی۔ گاڑیوں سے مسلح افراد باہر نکل رہے تھے۔ ان میں ایک بوڑھا نہتا تھا۔ وہ کار کے پاس آ کر اس کا دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔ ”بیٹی! باہر آ جاؤ۔ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ یہ سب تمہارے دشمن ہیں۔ مجھے تم سے چند باتیں کرنے کے لیے یہاں لائے ہیں۔“

آزوری دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ آس پاس کھڑے ہوئے افراد کو دیکھنے لگی۔ میں نے آزوری سے پوچھا۔ ”تم ان لوگوں کو جانتی ہو؟“

اس نے کہا۔ ”ہاں' ان میں سے ایک کلکتہ کا بہت بڑا بدمعاش ہے۔ چھوٹے بڑے پولیس افسران اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں اور وہ جو دوسرا شخص دھوتی اور کرتا پہنے ہوئے ہے۔ وہ بہت ہی دولت مند ہے۔ اس نے مجھے لاکھوں روپے میں خریدنا چاہا تھا۔ یوگیش اور سول ہنٹر نے اس کی بڑی مخالفت کی تھی۔ وہ دونوں مجھے تحفظ دیتے رہے ہیں۔“

شیوانی نے کہا۔ ”پاپا! یہ لوگ آزوری کے دشمن ہیں۔ اسے نقصان پہنچائیں گے تو مجھے اور آپ کے پوتے کو نقصان پہنچے گا۔“

”تم فکر نہ کرو.... ہم دیکھتے ہیں' ان سے کیسے نجات مل سکتی ہے؟“

وہ بوڑھا جو دروازہ کھولنے کے بعد آزوری سے بات کر رہا تھا۔ اس نے پھر کہا۔ ”یہ لوگ تم سے بات نہیں کریں گے۔ اپنی آواز نہیں سنائیں گے۔ یہ جانتے ہیں کہ تمہارے آتما شکتی جاننے والے ان کے اندر پہنچ کر ان کو بے بس کر دیں گے۔ اس لیے یہ سب خاموش ہیں۔ مجھے بولنے کے لیے یہاں لائے ہیں۔“

وہ دھوتی کرتے والا دولت مند ایک کاغذ پر کچھ لکھ رہا تھا پھر اس نے وہ کاغذ اس بوڑھے کی طرف بڑھا دیا۔ وہ اسے پڑھتے ہوئے بولا۔ ”یہ کہہ رہے ہیں کہ تیرے پاس تو بچہ نہیں تھا پھر یہ بچہ کہاں سے لا رہی ہے اور اسے کہاں لے جا رہی ہے؟“

شیوانی تڑپ کر کچھ کہنے والی تھی۔ میں نے ڈانٹ کر کہا۔ ”خبردار! ایک لفظ نہ کہنا۔ یہاں اپنی ممتا کا اظہار نہ کرنا۔ ورنہ بہت گڑبڑ ہو جائے گی۔“

آزوری نے ہماری مرضی کے مطابق کہا۔ ”یہ بچہ میری سہیلی کا ہے۔ میرے ساتھ ہی آیا تھا۔ اب میں اسے اس کی ماں کے پاس پہنچانے جا رہی ہوں۔“

اس شخص نے پھر کاغذ پر کچھ لکھ کر دیا۔ اس بوڑھے نے اسے پڑھتے ہوئے کہا۔ ”یہ کہتے ہیں کہ بچے کے ماں باپ کا ایڈریس بتایا جائے۔ یہ خود ہی اسے وہاں پہنچا دیں گے لیکن تمہیں ان کے ساتھ جانا ہوگا۔ انکار کرو گی تو تمہارے ساتھ اس بچے کو بھی گولی مار دی جائے گی۔“

آزوری اس دولت مند شخص کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اس نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ ”رگھو ناتھ مہاراج! نہ میں مرنا چاہتی ہوں اور نہ ہی اس بچے پر کوئی آنچ آنے دوں گی۔ تمہاری کسی بات سے انکار نہیں کروں گی مگر تم بھی میری ایک بات مان لو۔“

رگھو ناتھ نے ہاتھ کے اشارے سے پوچھا۔ ”بولو کیا چاہتی ہو؟“

”میں اس بچے کو تمہارے کسی آدمی کے حوالے نہیں کروں گی۔ آج نہیں تو کل کسی نہ کسی دن خود اسے اپنی سہیلی کے پاس پہنچاؤں گی۔ تب تک یہ میرے ساتھ ہی رہے گا۔ تم مجھے جہاں لے جاؤ گے یہ بھی میرے ساتھ جائے گا۔“

اس نے پھر ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر اس بوڑھے کو دیا۔ وہ اسے پڑھتے ہوئے بولا۔ ”یہ کہتے ہیں کہ تم انہیں بے وقوف نہ سمجھو۔ تمہیں یقین ہے کہ وہ آتما شکتی جاننے والے ابھی تمہارے پاس نہیں ہیں تو جلد ہی پہنچ جائیں گے اور تمہیں ہم سے بچا کر لے جائیں گے۔ ہم ان کا یہ طریقہ اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ وہ کسی کی بھی آواز سن کر یا کسی کے سامنے آ کر اس کے اندر گھس جاتے ہیں اور اسے بے دست و پا بنا دیتے ہیں۔ اسی لیے ہم گونگے بن گئے ہیں۔ نہ کچھ بولیں گے اور نہ ہی تمہارے ان یاروں کو اپنی گردن تک پہنچنے دیں گے۔“

آزوری نے کہا۔ ”تم میری بات کا یقین نہیں کرو گے مگر میں سچ کہہ رہی ہوں' وہ دونوں مر چکے ہیں۔ میں بے یار و مددگار ہو گئی ہوں۔ تم مجھے لے چلو.... قیدی بنا کر دیکھ لو۔ وہ اب کبھی تمہارے پاس نہیں آئیں گے۔ جب وہ اس دنیا میں ہیں ہی نہیں تو میری کیا مدد کریں گے؟ میں اب تمہارے رحم و کرم پر ہوں۔“

اس نے پھر کچھ لکھ کر دیا۔ بوڑھے نے اسے پڑھتے ہوئے کہا۔ ”یہ کہہ رہے ہیں کہ تم اپنی کار یہیں چھوڑ دو اور ان کے ساتھ چلو۔ تم رگھو ناتھ جی کے ساتھ کار میں بیٹھو گی اور اس بچے کو دوسری کار میں بٹھایا جائے گا۔“

شیوانی نے تڑپ کر کہا۔ ”نہیں میں اپنے بچے سے الگ نہیں ہو سکتی۔ یہ میرے ساتھ ہی رہے گا۔ میں جہاں جاؤں گی' میرے ساتھ ساتھ جائے گا۔ بھگوان کے لیے اسے مجھ سے الگ نہ کرو۔“

بوڑھے نے پھر ایک لکھے ہوئے کاغذ کو پڑھتے ہوئے کہا۔ ”تم ضد کرو گی' ہماری بات نہیں مانو گی تو ہم اس بچے کو یہیں گولی مار دیں گے اور تمہیں لے جائیں گے۔“

میں نے غصے سے کہا۔ ”شیوانی! میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم خاموش رہو گی' کچھ نہیں بولو گی۔ اب فوراً بولو کہ وہ بچے کو دوسری کار میں لے جا سکتے ہیں۔ فی الحال ان حالات سے سمجھوتا کرو۔“

وہ رگھو ناتھ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولی۔ ”میں وہی کروں گی جو تم کہہ رہے ہو۔ ٹھیک ہے' یہ بچہ دوسری گاڑی میں جائے گا لیکن تم اسے کسی دوسری جگہ نہیں لے جاؤ گے۔ میرے ساتھ ہی قیدی بنا کر رکھو گے۔“

رگھو ناتھ نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا پھر شیوانی کی کلائی پکڑ کر اسے کھینچتا ہوا ایک گاڑی کی طرف جانے لگا۔ عدنان بھی اس کے ساتھ جانا چاہتا تھا لیکن ایک غنڈے نے اسے پیچھے سے پکڑ کر اٹھا لیا اور دوسری گاڑی کی طرف لے جانے لگا۔ ایسے وقت اس کے دماغ میں خیالات گڈمڈ نہیں ہو رہے تھے۔ ہم میں سے کوئی بھی اس کے اندر رہ کر خیالات پڑھ سکتا تھا اور اس کے ذریعے معلوم کر سکتا تھا کہ وہ لوگ انہیں کہاں لے جا رہے ہیں؟

وہ دونوں گاڑیاں اسٹارٹ ہو کر ایک سمت جانے لگیں۔ تاشہ مسلسل اپنے عدنان کے اندر موجود تھی۔ کبھی کبھی آزوری کے اندر جا کر دیکھتی تھی پھر اس کے پاس واپس آجاتی تھی۔ اسے یہ اطمینان ہو رہا تھا کہ دونوں گاڑیاں ایک ہی سمت میں جا رہی ہیں۔ اور ایک جگہ ہی پہنچنے والی ہیں۔

رگھو ناتھ اپنی کار میں آزوری کے ساتھ جا رہا تھا۔ وہ میری مرضی کے مطابق بولی۔ ”اب تو میں تمہارے رحم و کرم پر ہوں۔ مجھے زندہ رکھو یا مار ڈالو مگر یہ تو بتا دو' کہاں لے جا رہے ہو؟“

وہ اس کے ساتھ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ بولی۔ ”میں جانتی ہوں کہ تم یوگیش اور سول ہنٹر سے اب تک خوف زدہ ہو۔ میں کہہ چکی ہوں' وہ دونوں اب اس دنیا میں نہیں رہے ہیں۔ یقین نہ ہو تو ابھی اپنے آدمیوں کو وہاں بھیجو۔ لیبارٹری کی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں ان کی لاشیں ملیں گی۔“

رگھو ناتھ نے آزوری کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر آگے بیٹھے ہوئے ڈرائیور کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

اس نے گاڑی روک دی۔ پیچھے سر گھما کر اپنے مالک کو دیکھا وہ کاغذ پر لکھ رہا تھا کہ ابھی یہاں سے دو آدمیوں کو یوگیش ماترے اور سول ہنٹر کی لیبارٹری میں بھیجو۔ ہمارے آدمی وہاں جا کر معلوم کریں گے کہ وہ زندہ ہیں یا مر چکے ہیں؟

رگھو ناتھ کے چار ماتحت اپنی کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے لکھ کر پوچھا۔ ''اتنی صبح وہاں تک جانے کے لیے گاڑی نہیں ملے گی۔''

رگونا تھ نے پھر لکھ کر کہا۔ ''گدھے کے بچے! ہم ابھی پیچھے آزدری کی کار چھوڑ کر آئے ہیں۔ وہ وہاں کھڑی ہوئی ہے۔ اسے لے کر جاؤ۔''

دو ماتحت فوراً ہی اس کار سے اتر کر چلے گئے۔ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے الرٹ ہو گئے تھے۔ کلکتہ میں بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے دو جاسوس موجود تھے۔ وہ ہماری رہنمائی کے مطابق اسی طرف چلے آرہے تھے۔ جدھر وہ دو گاڑیاں شیوانی اور عدنان کو لے جارہی تھیں۔

فرہاد تو کبھی عدنان اور کبھی شیوانی کے اندر جا آرہا تھا۔ وہ اس تاک میں تھا کہ موقع پاتے ہی عدنان کو وہاں سے کڈنیپ کر لے گا۔ اس نے سوچا' لوی کلکتہ میں ہے۔ اس سے کسی طرح کام لیا جاسکتا ہے۔

میں نے پچھلی شام تقریباً بارہ گھنٹے پہلے لوی کو چاقو کے ذریعے ہلکا سا کٹ لگایا تھا۔ وہ عارضی طور پر خیال خوانی سے محروم ہو گئی تھی۔ اس بنگلے میں فرسٹ ایڈ بیگ تھا۔ اس نے فوری طور پر اپنے زخم کی مرہم پٹی کی تھی پھر کلکتہ پہنچ کر ڈاکٹر سے علاج کرایا تھا اور انجکشن لگوایا تھا۔ جس کے نتیجے میں وہ آٹھ گھنٹے کے بعد ہی دماغی توانائی حاصل کر چکی تھی۔ اب اس کے دماغ میں بھی کوئی نہیں آسکتا تھا۔ ہم نے یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ اتنی جلدی توانائی حاصل کر لے گی۔ میں' الپا اور عالی اپنے پوتے کی طرف زیادہ توجہ دے رہے تھے۔ شیوانی' عدنان یوگیش ماترے اور سول ہنٹر کے سلسلے میں اس قدر مصروفیت رہی کہ ہم کسی دوسری طرف توجہ نہ دے سکے۔ ہمارے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی کبھی لوی کے دماغ میں جاتے تھے پھر اس کی دماغی کمزوری سمجھ لینے کے بعد واپس چلے آتے تھے۔

فرہاد تو دوسری طرف واکس مین' ٹف گائی اور کرمسن داسکو ڈی کو ٹریپ کرنے میں مصروف رہا تھا۔ وہ بھی لوی کی طرف نہیں گیا تھا۔ اسے ہماری طرف سے اندیشہ تھا۔ وہ لوی کے اندر جا کر ہم سے ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔ یہ کہنا چاہیے کہ لوی کی تقدیر نے پھر ایک بار اس کا ساتھ دیا تھا۔ وہ آٹھ گھنٹے کے بعد یکبارگی توانائی حاصل کر کے ہم سب سے نجات [illegible] تھی۔

فرہاد تو خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ[illegible] نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو[illegible] سے سوچنے لگا۔ ''اس نے اتنی جلدی توانائی کیسے [illegible] لی؟''

اس نے دوسری بار اس کے دماغ میں جاتے [illegible]
''میرے فون پر مجھ سے بات......''

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اس نے [illegible] روک لی۔ اس کی سوچ کی لہریں پھر سے واپس آ کر [illegible] انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس کے موبائل [illegible] بولنے لگا۔ اس نے اسے آن کر کے کان سے لگاتے [illegible] کہا۔ ''ہیلو لوی! کیا تم ہو؟''

''ہاں' میں اپنے ایک معاملے میں مصروف ہوں [illegible] سہولت حاصل ہو گی تو تم سے بات کروں گی۔''

''میں عدنان کے متعلق بہت ضروری بات کر[illegible] ہوں۔ ہم چاہیں تو ابھی اسے ٹریپ کر سکتے ہیں۔''

''تمہیں عدنان کی پڑی ہے' یہاں میری جان [illegible] ہوئی ہے۔ مجھے پہلے اپنے تحفظ کی فکر ہے۔ جب میں [illegible] ہو جاؤں گی کہ کوئی دوست ہو یا دشمن میرے اندر نہیں [illegible] ہے اور میرا تعاقب نہیں کر رہا ہے۔ تب میں تم سے رابطہ [illegible] گی۔ سوری....''

یہ کہتے ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا اور اپنے موبائل [illegible] دیکھ کر مسکرانے لگی۔ اس نے جھوٹ کہا تھا کہ اس کی جان [illegible] بنی ہوئی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ اس نے پوری [illegible] اطمینان کر لیا تھا کہ پچھلے بارہ گھنٹوں میں نہ تو وہ سوئی [illegible] ہی تھوڑی دیر کے لیے کبھی دماغی طور پر غائب ہوئی تھی [illegible] کچھ ہوتا تو اسے شبہ ہوتا کہ کسی نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔

وہ پوری طرح مطمئن تھی۔ دوست ہو یا دشمن [illegible] اس کے اندر آرہے تھے اور فوراً واپس جارہے تھے۔ [illegible] سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی تھی۔

اس نے توانائی حاصل کرتے ہی سوچا۔ ''عدنان [illegible] شیوانی ابھی اسی کلکتہ شہر میں ہوں گے۔ ان ماں بیٹے [illegible] سے چھین لیا گیا تھا۔ میں پھر سے انہیں ٹریپ کر سکتی ہوں۔''

وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ اگر عدنان کو ٹریپ کرے [illegible] گی اور میں یا میرے آلۂ کار اس کے اندر چھپے ہوئے [illegible] گے تو وہ اسے ناکام بنانے کی کوشش کریں گے۔ [illegible] اسے پتا چل جائے گا کہ وہ درپردہ ہماری تابعدار بن [illegible]

اور اس پر یہ ظاہر نہیں کیا جارہا ہے۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی عدنان کے پاس پہنچی اس وقت وہ ماں بیٹا ایسی صورت حال میں تھے کہ شیوانی کی آتما اپنا جسم بدل کر آزدری کے جسم میں سمائی ہوئی تھی اور عدنان بیڈ پر بیٹھا ہوا اپنا ہاتھ آزدری کے ہاتھ سے چھڑاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''تم میری ممی نہیں ہو۔''

اس وقت ہم سب عدنان کے اندر ہی تھے۔ اور یہ الجھن سلجھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ وہ میڈم آزدری کون ہے اور شیوانی اس کے اندر کیسے چلی آئی ہے؟

ہم رفتہ رفتہ اس مسئلے کو سمجھ رہے تھے۔ لوی بھی بڑی خاموشی کے ساتھ ہمارے طریقہ کار کے مطابق اس الجھن کو سمجھ رہی تھی۔ میڈم آزدری کے بھی دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ عدنان کے دماغ میں اکثر ہی کئی طرح کے خیالات گڈ مڈ ہوتے رہتے تھے۔ اس لیے وہ شیوانی اور آزدری کے مشترکہ دماغ میں ہی پہنچی تھی۔

جب اس نے دیکھا کہ آزدری عدنان کے ساتھ ایک کار ڈرائیو کرتی ہوئی کلکتہ ایئرپورٹ کی طرف آرہی ہے تو اس نے فوراً ہی ایک شخص کو اپنا آلۂ کار بنایا پھر اسی راستے پر روانہ کر دیا۔ وہ چاہتی تھی راستے میں ہی شیوانی کو زخمی کر کے عدنان کو وہاں سے اپنے ساتھ لے جائے۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرتی جارہی تھی کہ شیوانی کن راستوں سے گزر رہی ہے؟ وہ اپنے آلۂ کار کو بھی انہی راستوں سے گزار رہی تھی۔ وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا آگے جا رہا تھا۔ لوی نے ایک رینٹڈ کار حاصل کی تھی۔ وہ اس سے بہت فاصلہ رکھ کر پیچھے پیچھے آرہی تھی۔

پھر اس نے آزدری کے دماغ میں رہ کر وہ منظر بھی دیکھا۔ جب رگھوناتھ اور کلکتے کے بدمعاش دادا نے ان ماں بیٹے کو گھیر لیا تھا اور اب قیدی بنا کر کہیں لے جارہے تھے۔ فی الحال شیوانی کی اہمیت اتنی تھی کہ عدنان اس کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس لیے اس کی حفاظت بھی لازمی تھی۔ ورنہ صرف عدنان ہی ہم سب کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ہمارے لیے تو ہر حال میں ضروری تھا۔ ہمارا خون تھا۔ لیکن وہ دشمنوں کے لیے بھی ضروری ہو گیا تھا۔ ایک طرف فرہاد تو اس کی تاک میں تھا دوسری طرف لوی کرسٹل بڑی راز داری سے ہمارے درمیان پہنچی ہوئی تھی اور ان ماں بیٹے کے اندر رہ کر موجودہ حالات سے آگاہی حاصل کر رہی تھی۔

لوی نے یہ بھی سنا تھا کہ شیوانی کے کہنے پر رگھوناتھ کے دو آدمی اس گاڑی سے اتر گئے تھے۔ یوگیش اور سول ہنٹر کی لیبارٹری کی طرف چلے گئے تھے۔ وہ آنکھوں سے دیکھ کر یقین کرنا چاہتے تھے کہ وہ دونوں واقعی مر چکے ہیں اور آیندہ آتما شکتی کے ذریعے ان میں سے کسی کے اندر نہیں آسکیں گے۔

لوی نے سوچا کہ وہ دونوں ماتحت تھوڑی دیر کے بعد رگھوناتھ کو یہ اطلاع دیں گے کہ وہ واقعی مر چکے ہیں اور اب ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے تو پھر رگھوناتھ اور اس کے غنڈے گونگا پن چھوڑ دیں گے۔ آپس میں بولنے لگیں گے۔

لوی کے ذہن میں یہ بات گردش کر رہی تھی کہ ایسے وقت ہم سب ان دشمنوں پر حاوی ہو جائیں گے اور ان ماں بیٹے کو ان سے نجات دلا کر بڑی سخت نگرانی میں پیرس پہنچا دیں گے۔

وہ سوچ رہی تھی کہ یا تو فرہاد علی تیمور اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کامیاب ہوں گے یا پھر فرہاد تو چالاکی سے عدنان کو لے اڑے گا۔ لہٰذا اس سے پہلے کہ رگھوناتھ اور اس کے غنڈے ایک دوسرے سے بولنا شروع کریں۔ عدنان کو ان سے جدا کر دینا چاہیے۔ کسی بھی طرح بچے کو اس بھیڑ سے نکال کر لے جانا چاہیے۔

وہ پوری ذہانت سے کوئی تدبیر سوچ رہی تھی۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر مرحلے پر چال بازی والی ذہانت ہی کام آتی رہے یا قسمت مہربان ہوتی رہے۔ اس وقت کوئی تدبیر کام نہیں آسکتی تھی۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے تعداد میں اتنے تھے کہ وہ عدنان کے دماغ کو کسی دشمن کے لیے خالی نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ وہاں کوئی نہ کوئی ضرور موجود رہنے والا تھا۔ ہمیں چیلنج کر رہے تھے۔ بھلا ہم ایسے میں ایک لمحے کے لیے بھی عدنان سے کیسے غافل ہو سکتے تھے؟

وہ کوئی تدبیر نہ کر سکی۔ سوچنے لگی۔ ''مجھے صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔ عدنان اور شیوانی کے اندر جگہ مل گئی ہے۔ آیندہ بھی ملتی رہے گی۔ میں کہیں نہ کہیں اپنے مقصد میں ضرور کامیابی حاصل کر سکوں گی۔''

آدھے گھنٹے کے بعد رگھوناتھ کا موبائل فون بولنے لگا۔ اس نے آگے بیٹھے ہوئے ڈرائیور کے شانے پر ہاتھ رکھ کر رکنے کا اشارہ کیا۔ گاڑی کے رکتے ہی وہ اتر کر باہر آیا۔ وہاں سے دور آ کر فون کو کان سے لگاتے ہوئے بولا۔ ''ہاں بولو۔ کیا ان کی لیبارٹری تک پہنچ گئے ہو؟''

ایک ماتحت کی آواز سنائی دی۔ ''ہاں مالک! ہم لیبارٹری کے اندر آ کر ان کی رہائش گاہ میں پہنچے ہوئے ہیں۔ ایک بیڈ روم میں دونوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ انہیں گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔''

''تم دونوں یوگیش اور سول ہنٹر کو اچھی طرح پہچانتے ہو۔کیا ان کے چہرے تمہارے سامنے ہیں؟یا وہ کوئی بہروپیے ہیں؟''

دوسری طرف سے آواز آئی۔''ہم ابھی بتاتے ہیں۔''

تھوڑی دیر کے بعد پھر اس نے کہا۔''ہاں مالک!یہ اصلی یوگیش اور سول ہنٹر ہیں۔ہم ان کے چہروں کو اچھی طرح رگڑ کر دیکھ چکے ہیں۔دینشنگ کریم سے بھی صاف کیا ہے۔یہ بہروپیے نہیں ہیں۔''

رگھوناتھ نے سوچنے کے انداز میں کہا۔''تعجب ہے..... انہیں کس نے گولی ماری ہے؟ایسا کون دشمن تھا'جو انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہوگیا؟''

''مالک!یہ تو ہم نہیں جانتے۔اب ہم یہاں سے نکل رہے ہیں۔پولیس آجائے گی تو ہمیں قاتل کی حیثیت سے گرفتار کرلے گی۔''

''ٹھیک ہے...فوراً وہاں سے چلے آؤ۔''

میں نے فون بند کردیا پھر پلٹ کر کار کی طرف دیکھنے لگا۔اسے اطمینان تھا کہ وہاں سے اسے کسی نے بات کرتے نہیں سنا ہے اور اب اسے گونگا بن کر نہیں رہنا چاہیے۔جو آتما شکتی کے ذریعے ان کے اندر آکر پریشان کرتے تھے۔وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے ہیں۔

کلکتے کا بدمعاش دادا اپنی گاڑی سے اتر کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا رگھوناتھ کے پاس آیا پھر اشارے سے بولا۔''کیا مسئلہ ہے؟''

رگھوناتھ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اور ذرا دور لے جاتے ہوئے کہا۔''اب ہم بات کرسکتے ہیں۔وہ دونوں مارے گئے ہیں۔ابھی میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں دیکھ چکے ہیں۔کیا ہمیں ان کی موت کا یقین نہیں کرنا چاہیے؟''

بدمعاش دادا نے کہا۔''اگر وہ اطلاع دینے والے آپ کے خاص آدمی ہیں اور آپ سے کبھی جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ کبھی دھوکا نہیں دیتے ہیں تو پھر یقین کرلینا چاہیے۔ویسے عقل مندی تو یہ ہے کہ ان کی لاشوں کو پہلے اپنی آنکھوں سے دیکھا جائے۔''

''اس کے لیے تو ہمیں واپس ان کی لیبارٹری کی طرف جانا ہوگا۔''

''کوئی بات نہیں.....ہم پون گھنٹے تک وہاں پہنچ جائیں گے۔آپ اپنے ماتحتوں سے کہہ دیں کہ وہاں ہمارا انتظار کریں۔''

رگھوناتھ نے فون کے ذریعے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا۔''تم دونوں وہیں ہمارا انتظار کرو۔ہم آرہے ہیں۔''

وہ فون بند کرکے اپنی کار کے پاس آگیا۔ایک کاغذ پر کچھ لکھنے لگا پھر اس نے وہ کاغذ ڈرائیور کو تھما دیا۔وہ پڑھنے لگا۔''کار کو واپسی کے لیے موڑ دو۔ہم یوگیش اور سول ہنٹر کی لیبارٹری جائیں گے۔''

وہ دونوں گاڑیاں واپسی کے لیے مڑ گئیں۔ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ سمجھ رہے تھے کہ لیبارٹری سے ان کے ماتحتوں نے یوگیش اور سول ہنٹر کی موت کا یقین دلایا ہے۔اب اگر وہ واپسی کے لیے مڑ گئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ لیبارٹری کی طرف جارہے ہیں۔

شیوانی بار بار سر گھما کر پیچھے آنے والی کار کو دیکھ رہی تھی اور یقین کررہی تھی کہ اس کا بیٹا عدنان بھی پیچھے چلا آرہا ہے۔ آزوری نے شیوانی کی مرضی کے مطابق کہا۔''رگھوناتھ جی! آپ مجھے کہیں لے جارہے تھے'اب راستہ بدل دیا ہے۔ہم کہاں جارہے ہیں؟''

رگھوناتھ نے اسے گھور کر دیکھا مگر کوئی جواب نہیں دیا۔ دونوں گاڑیوں کے اندر گہری خاموشی تھی۔کوئی ایک لفظ منہ سے نہیں بول رہا تھا۔ایسا لگ رہا تھا'جیسے سب ہی پیدائشی گونگے ہیں۔

وہ لیبارٹری کے احاطے میں پہنچ گئے۔رگھوناتھ کے دونوں ماتحت ان کا انتظار کررہے تھے۔وہ ان کے ساتھ ہوئے لیبارٹری کے اندر آئے پھر رہائش گاہ میں پہنچے تو روم میں یوگیش اور سول ہنٹر کی لاشیں دیکھ کر رک گئے۔

بدمعاش دادا اور اس کے آدمی ان کے چہروں کو رگڑ کر یقین کررہے تھے کہ وہ دونوں اصلی یوگیش اور ہنٹر ہیں بہروپیے نہیں ہیں۔بہرحال اب ان سب کو یقین ہوگیا۔

بدمعاش دادا نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔''پھٹکار ہے ان شیطان کے بچوں پر۔ان دونوں نے ہمیں بہت پریشان کیا تھا۔اب نرک میں پہنچ گئے ہیں۔''

رگھوناتھ نے آزوری سے پوچھا۔''تم نے تو ان کی موت کا تماشہ دیکھا ہوگا۔ہمیں بتاؤ انہیں کس نے مارا ہے؟یہاں اور کون لوگ آئے تھے؟''

شیوانی نے میری مرضی کے مطابق جواب دیا۔''میں نہیں وہ کون لوگ تھے؟میں تو اس بچے کے ساتھ ایک اسٹور روم میں چھپ گئی تھی۔جب فائرنگ کی آوازیں ختم ہوگئی تھیں۔سناٹا چھا گیا تھا'تب میں نے اسٹور روم سے نکل کر ان دونوں کی لاشیں دیکھی تھیں اور بچے کو لے کر یہاں سے نکل گئی تھی۔''

میں نے الپا'عالی اور اپنے دو چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہا۔''اب ان دونوں کے ذریعے ان ماتحتوں کو بھی بولنے پر مجبور کرو اور ہر ایک کے دماغ میں پہنچتے رہو۔''

ہم سب رگھوناتھ اور بدمعاش دادا کے دماغوں میں پہنچ گئے تھے۔اب وہ ہماری مرضی کے مطابق اپنے ماتحتوں سے کہہ رہے تھے کہ اب وہ بھی گونگے بن کر نہ رہیں۔ایک دوسرے سے باتیں کریں۔

ایک ماتحت نے کہا۔''مالک!ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیے۔پولیس آجائے گی تو خواہ مخواہ مرڈر کیس میں پھنسا دے گی۔''

ایک اور ماتحت نے کہا۔''ہمیں یوگیش اور سول ہنٹر کی تجوریاں کھول کر دیکھنا چاہیے۔انہوں نے یہاں کافی مال چھپا کر رکھا ہوگا۔''

ایک اور حواری نے کہا۔''ہم یہاں مال سمیٹتے رہیں گے اور ادھر پولیس والے آکر ہماری گردنیں دبوچ لیں گے۔''

دو ماتحت جا کر ایک اہم سیف کو کھولنے کی کوشش کرنے لگے۔باقی دو تین ماتحت دوسرے بیڈ روم کی طرف جاتے ہوئے بولے۔''وہاں بھی ضرور کوئی تجوری ہوگی۔ہم یہاں سے خالی ہاتھ نہیں جائیں گے۔''

رگھوناتھ اور وہ بدمعاش دادا وہاں سے فوراً جانا چاہتے تھے لیکن اپنے ماتحتوں سے ایسا کچھ نہیں کہہ پارہے تھے۔وہ ہماری مرضی کے مطابق خاموش تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہی دوسرے بیڈ روم سے فائرنگ کی آواز سنائی دی۔وہ سب دوڑتے ہوئے ادھر گئے'تو وہاں ان کے دو ماتحتوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور ایک ماتحت کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔وہ کہہ رہا تھا۔''یہ تجوری کا مال مجھ سے چھیننا چاہتے تھے۔میں نے انہیں نرک میں پہنچا دیا ہے۔''

بدمعاش دادا نے غصے سے ڈانٹ کر کہا۔''ریوالور پھینک دو....اور سارا مال میرے حوالے کردو۔''

اس ماتحت نے اس کا بھی نشانہ لیتے ہی گولی چلائی۔وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایک معمولی ماتحت اتنے بڑے بدمعاش دادا کو گولی مار سکتا ہے اور وہ ایسا کرچکا تھا۔وہ بدمعاش دادا اچھل کر فرش پر گرا اور تھوڑی دیر میں ہی ٹھنڈا پڑ گیا ۔ایسے ہی وقت رگھوناتھ نے اس ماتحت کو گولی ماردی پھر ڈانٹ کر کہا۔''تم سب یہاں سے چلو۔''

دوسرے کمرے سے بھی فائرنگ کی آواز سنائی دی۔وہ سب دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے تو تین ماتحتوں کی لاشیں دکھائی دیں۔انہوں نے تجوری سے برآمد ہونے والے مال پر قبضہ جمانے کی خاطر ایک دوسرے کو گولی ماری تھی۔خزانہ اسی جگہ رہ گیا تھا اور وہ سب اوپر پہنچ گئے تھے۔اب رگھوناتھ کے آس پاس دو ماتحت ہی زندہ رہ گئے تھے۔

ان میں سے ایک نے میری مرضی کے مطابق شیوانی سے کہا۔''میڈم!آپ اس بچے کے ساتھ باہر جائیں۔وہاں آپ کی کار کھڑی ہوئی ہے۔آپ کو ایرپورٹ جانا چاہیے۔''

رگھوناتھ نے غصے سے کہا۔''یہ کیا بکواس کررہے ہو؟ ایسا حکم دینے والے تم کون ہوتے ہو؟''

اس ماتحت نے رگھوناتھ کی ٹانگ پر گولی ماری تو وہ ایک دم سے اچھل کر فرش پر گر پڑا۔شیوانی اور عدنان وہاں سے باہر جارہے تھے۔الپا اور عالی ان کے اندر موجود تھیں۔رگھوناتھ نے فرش پر گرتے ہی اپنے اس ماتحت کو گولی ماردی تھی۔

دوسرے ماتحت نے کہا۔''مالک!اب میں ہی زندہ بچا ہوں۔تمہارے پاس دولت ہے'طاقت ہے'تم مسلح غنڈوں کی فوج لے کر ان ماں بیٹے کو پکڑنے آئے تھے لیکن موت نے تم سب کو پکڑ لیا ہے۔''

یہ کہہ کر اس ماتحت نے رگھوناتھ کو گولی ماردی۔وہ لیبارٹری جہاں مرنے والوں کی آتماؤں کو شکار کیا جاتا تھا اور ان کی آتما کو دوسرے جسموں میں پہنچایا جاتا تھا۔اب وہاں صرف مردہ جسم پڑے ہوئے تھے۔ان کی آتماؤں کو گرفت میں لینے والا اور دوسرے جسم میں پہنچانے والا کوئی نہیں رہا تھا۔لوگ کالے جادو کے ذریعے یا جدید سائنسی طریقوں سے روحوں کو اپنے قابو میں کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن پھر موت سے شکست کھا کر اپنی ہی روح کو قابو میں کرنے کے قابل نہیں رہتے۔

اب ہم سب آزوری اور شیوانی کے مشترکہ دماغ میں آگئے تھے۔تاشہ عدنان کے اندر تھی۔وہ دونوں ماں بیٹے اس کار میں ایرپورٹ کی طرف جارہے تھے۔ہم اس بات سے بالکل بے خبر تھے کہ نومی اور فر[illegible] ان ماں بیٹے کے دماغوں میں چھپے ہوئے ہیں۔

عدنان کو ہم سے چھین لے جانے کا انہیں کوئی موقع نہیں مل رہا تھا۔جس طرح ہم نے عدنان پر اپنی گرفت مضبوط رکھی تھی۔اسے دیکھ کر یقین ہورہا تھا کہ وہ کسی بھی تدبیر سے ہم پر حاوی نہیں ہوسکیں گے۔

ان کی عقل یہ سمجھا رہی تھی کہ عدنان اس ملک سے باہر نکلے گا اور پیرس پہنچے گا تو اسے فوراً ہی بابا صاحب کے ادارے

میں پہنچا دیا جائے گا۔ لہٰذا اس بچے کو پیرس نہیں پہنچنا چاہیے۔ بلکہ انڈیا سے ہی باہر نہیں جانا چاہیے۔

بنیادی بات تو یہی سمجھ میں آئی کہ اس بچے کو ایئرپورٹ تک بھی نہ پہنچنے دیا جائے۔ اس وقت آزوری کار ڈرائیو کر رہی تھی۔ پچھلی رات عدنان کی نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے وہ پچھلی سیٹ پر بے خبر سو رہا تھا۔ فرہاد ٹو شیوانی اور آزوری کے دماغ میں چھپا ہوا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ اگر اس کار کو حادثہ پیش آ جائے اور شیوانی زخمی ہو جائے تو اس کا سفر ملتوی ہو جائے گا لیکن حادثہ اس طرح ہو کہ عدنان کو جانی نقصان نہ پہنچے۔

وہ میرے پوتے کو کسی طرح حاصل کر کے اپنی گرفت میں رکھ کر ہمیں مجھے بلیک میل کر سکتا تھا اگر خدانخواستہ اسے جانی نقصان پہنچتا اور وہ مارا جاتا تو اس بہروپیے کے پاس پھر میری کوئی کمزوری نہ رہتی اور وہ ایسی کوئی غلطی کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے تیزی سے سوچ رہا تھا کہ کس طرح ان ماں بیٹے کو ایئرپورٹ جانے سے روک سکتا ہے؟

آزوری ذرا تیز رفتاری سے ایئرپورٹ کی طرف جا رہی تھی۔ وقت گزر رہا تھا' فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا اور ایئرپورٹ قریب آ رہا تھا۔ وہ آزوری کے ذریعے ونڈ اسکرین کے پار دیکھ رہا تھا۔ بہت دور سڑک کے کنارے ایک بہت بڑا ٹرک کھڑا ہوا تھا۔ اب یہی ایک راستہ رہ گیا تھا کہ دونوں ماں بیٹے کو حادثے سے دوچار کیا جائے۔ حادثہ زبردست نہ ہو معمولی سا ہوتا کہ عدنان زندہ سلامت رہے اور پیرس جانے کے لیے طیارے میں سفر کرنے کے قابل نہ رہے۔

وہ کار اس ٹرک کے قریب پہنچ رہی تھی۔ آزوری کو ڈرائیو کرتے ہوئے اس ٹرک سے کترا کر نکلنا تھا لیکن جیسے ہی وہ قریب پہنچی فرہاد ٹو نے اس کے ذہن کو ذرا سا بہکا دیا۔ ہم سب آزوری کے اندر ہی تھے۔ یہ سوچ بھی سکتے تھے کہ وہ اچانک ذہنی طور پر بہک جائے گی۔ اسٹیئرنگ ذرا اِدھر سے اُدھر ہوا۔ کار اس ٹرک سے ٹکرائی پھر ہم نے فوراً ہی اس کے ذہن کو پوری طرح قابو میں رکھتے ہوئے اسٹیئرنگ کو بھی قابو میں کر لیا۔ ورنہ وہ کار ٹرک سے ٹکرانے کے بعد سڑک کے دوسری طرف ڈھلان میں لڑھکتی چلی جاتی۔

ٹرک سے ٹکراتے ہوئے شیوانی اپنے دائیں طرف کھڑکی کے شیشے سے ٹکرا گئی تھی۔ اس کے بعد ہی ہم نے اسے سنبھال لیا تھا پھر بھی اس کا سر اور چہرہ زخمی ہو گیا تھا۔ اِدھر عدنان پچھلی سیٹ پر لیٹا ہوا تھا۔ وہ لڑھک کر سیٹوں کے درمیان آ گیا تھا۔ اسے بھی ہلکی سی خراشیں آئی تھیں اور بڑ یا اس

دکھنے لگی تھیں۔ وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ تاشہ اور عالی
کے اندر رہ کر اسے سنبھال رہی تھیں۔ تسلیاں دے
تھیں۔ "کوئی بات نہیں۔ معمولی سا حادثہ تھا۔ اللہ کا شکر
تمہیں زیادہ چوٹیں نہیں آئیں۔"

میں نے آزوری سے کہا۔ "تم تو بڑی مہارت سے ڈرائیو کر رہی تھیں پھر تمہارے ہاتھوں سے اسٹیئرنگ کیسے بہک گیا؟"

اس نے پریشان ہو کر کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آ رہا اچانک مجھے کیا ہو گیا تھا؟"

شیوانی تڑپ کر کہہ رہی تھی۔ "میرے بچے کی خبر لو وہ خیریت سے تو ہے؟"

میں نے ناگواری سے کہا۔ "تم سے زیادہ مجھے اس پوتے کی فکر ہے۔ عالی تم سے نفرت کرتی ہے۔ تمہاری وجہ سے ہمارا عدنان کئی بار مصیبتوں میں پھنستا رہا ہے اور ہم اس کے لیے پریشان ہوتے رہے ہیں اگر اس بار بھی تم حماقت کرتیں تو ہمیں ان مشکلات سے نہ گزرنا پڑتا۔"

الپا نے کہا۔ "پاپا! میں یقین سے کہتی ہوں' اس کے دماغ میں کوئی دشمن چھپا ہوا ہے اگر نومی نے دماغی تو حاصل کر لی ہے تو وہ اس کے اندر ہو گی یا پھر وہ بہروپیا ہو گا۔"

میں نے کہا۔ "اب ہم اور زیادہ محتاط رہیں گے۔ دشمن کوئی بھی ہو' ہم اسے اس کے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔"

پھر میں نے آزوری سے کہا۔ "چلو' ڈرائیو کرو۔ آگے کوئی کلینک ہو گا تو وہاں تم مرہم پٹی کروا کے پھر ایئرپورٹ کی طرف جاؤ گی۔"

اس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ فرہاد ٹو کی چال ناکام رہی تھی۔ اب وہ ان ماں بیٹے کو ایئرپورٹ جانے سے نہیں روک سکتا تھا۔ وہ جھنجھلا کر سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرے؟

ایسے وقت یہی سمجھ میں آ رہا تھا کہ بات نہیں بن رہی ہے تو کسی آلۂ کار کے ذریعے شیوانی پر گولی چلائی جائے۔ اسے اس طرح زخمی کیا جائے کہ اسپتال پہنچانے کی نوبت آ جائے پھر جب تک زخم نہیں بھرے گا تب تک ماں بیٹے یہاں سے نہیں جا سکیں گے۔

وہ بڑے ہی جارحانہ انداز سے سوچ رہا تھا۔ دوسری طرف نومی اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ وہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بھیڑ میں سے عدنان کو نکال کر نہیں لے جا سکے گی۔ اس لیے وہ بھی دوسری چال چل رہی تھی۔ اب

تین گھنٹے پہلے جب رگھوناتھ اور بدمعاش دادا اپنی گاڑیاں دائیں موڑ کر لیبارٹری کی طرف جا رہے تھے۔ تب نومی خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی الکا اگنی ہوتری کے پاس آ گئی تھی۔ اس کے اندر آزوری کی روح سمائی ہوئی تھی۔ اس نے الکا کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے گہری نیند سلایا اور مختصر سا تنویمی عمل کیا۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ وہ آزوری کی آتما کے زیر اثر نہیں رہے گی۔ اپنے طور پر سوچے سمجھے گی۔ جو حکم دیا جا رہا ہے اس پر عمل کرے گی۔

اور نومی نے اسے حکم دیا تھا کہ اب سے تمہاری ممتا عدنان کے لیے تڑپتی رہے گی۔ تم اس کے لیے بے چین رہو گی۔ اسے ہر قیمت پر حاصل کرو گی۔

اس نے مخصوص لب و لہجے کے ذریعے الکا کے دماغ کو لاک کیا اور اسے آدھے گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا پھر شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں رہ کر وہاں کے حالات دیکھنے لگی۔ رگھوناتھ اور بدمعاش دادا لیبارٹری میں پہنچ گئے تھے۔ اس بات کا یقین کیا جا رہا تھا کہ ماترے اور سول ہنٹر مارے جا چکے ہیں اور اس کے بعد ہی وہاں خون خرابہ شروع ہو گیا تھا۔ رگھوناتھ' بدمعاش دادا اور ان کے تمام ماتحت مارے گئے تھے۔ آزوری پھر ایک بار اس لیبارٹری سے نکل کر ایئرپورٹ کی طرف جا رہی تھی۔

تمام معاملات میں دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ اِدھر الکا اگنی ہوتری تنویمی نیند پوری کر چکی تھی اور نومی کی مرضی کے مطابق کار ڈرائیو کرتی ہوئی ایئرپورٹ کی طرف ہی جا رہی تھی۔

ہم ماں بیٹے کو لے کر ایئرپورٹ پہنچے تو صبح کے سات بج رہے تھے۔ تین گھنٹے بعد وہاں سے ان کی فلائٹ جانے والی تھی۔ ابھی بورڈنگ کارڈ حاصل کرنے کے لیے اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ ماں بیٹے باہر انتظار کرنے لگے۔ ہم تمام خیال خوانی کرنے والے ان کے دماغوں میں بہت محتاط تھے اور کسی بھی دشمن کے ہر حملے کا توڑ کر سکتے تھے۔

ویسے یہ ہماری خوش فہمی تھی۔ خیال خوانی کرنے والے دشمن اگر خاموش رہیں اور اپنی موجودگی کا احساس نہ دلائیں تو دھوکا کھانا ہی پڑتا ہے۔ نومی ہمارے درمیان عدنان کے اندر موجود تھی۔ اس نے چپکے سے اس کے اندر یہ ضرورت پیدا کی کہ اسے باتھ روم جانا چاہیے۔ اس نے آزوری کی طرف ہاتھ اٹھا کر اپنی چھوٹی انگلی دکھاتے ہوئے کہا۔ "میں باتھ روم میں جا رہا ہوں۔"

اس نے کہا۔ "تم بچے ہو۔ یہاں لیڈیز ٹوائلٹ میں بھی جا سکتے ہو۔ میرے ساتھ چلو۔"

وہ عدنان کے ساتھ دروازہ کھول کر اندر آئی۔ وہاں پہنچتے ہی الکا کو دیکھ کر چونک گئی۔ عدنان نے بھی خوشی سے چیخ کر کہا۔ "ممی! آپ یہاں ہیں؟"

وہ بولی۔ "ہاں بیٹے! اگر تم اپنی ماں پر بھروسا کرتے ہو۔ پیار کرتے ہو تو فوراً میری بات مانو اور اپنے دماغ میں آنے والے تمام لوگوں کو بھگا دو۔ ورنہ یہ لوگ تمہیں مجھ سے ملنے نہیں دیں گے۔"

ہم آزوری کے دماغ میں تھے۔ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے تھے کہ الکا وہاں پہنچی ہوئی ہے اور عدنان کو بھڑکا رہی ہے۔ میں نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی الکا کے اندر پہنچ کر اسے دشمنی سے روکنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ میری سوچ کی لہریں واپس آ گئیں۔

اس سے پہلے کہ ہم اس کے خلاف کچھ کرتے اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کسی سخت چیز سے آزوری کے سر پر ضرب لگائی۔ وہ ایک دم سے چکرا گئی۔ ہم نے اسے سنبھالنا چاہا لیکن وہ فرش پر گر کر بے ہوش ہو گئی۔ الپا نے چیخ کر کہا۔ "پاپا! عدنان کے دماغ میں مختلف خیالات گڈمڈ ہو گئے ہیں۔ ہمیں اس کے اندر جگہ نہیں ملے گی۔"

ہماری توقع کے خلاف بڑا ہی زبردست حملہ ہوا تھا۔ عدنان الکا کو ہی اپنی ماں سمجھتا تھا۔ اس کی باتوں میں آ گیا تھا اور ہمارے لیے اپنے دماغ کا دروازہ بند کر چکا تھا۔ ہم اس کے اندر جا کر یہ معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ الکا اب اسے کہاں لے جا رہی ہے؟

وہاں ایسا کوئی نہیں تھا کہ جس کے دماغ میں ہمیں فوراً جگہ مل جاتی۔ ہم نے بڑی جدوجہد کے بعد وہاں کے دو چار سیکیورٹی گارڈز اور مسلح افراد کے اندر جگہ بنائی۔ انہیں پارکنگ ایریا کی طرف دوڑایا۔ ان کے ذریعے ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ ایک عورت ایک بچے کو لے کر کس طرف جا رہی ہے؟

ہمارے وہ آلۂ کار بڑی دیر تک اِدھر اُدھر دوڑتے رہے لیکن کچھ پتا نہ چلا۔ ہم جو سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ وہ ہو گیا تھا۔ میرا پوتا گیلے صابن کی طرح ہاتھ سے پھسل کر نہ جانے کہاں چلا گیا تھا.....؟

☆

یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ قدرت کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا۔ وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔ ہمارے پاس دولت ہے طاقت ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جیسا ہتھیار ہے۔ ہم ساری دنیا کو فتح کر سکتے ہیں لیکن قدرت ہمارا انداق اڑاتی ہے کہ ہم اپنے ایک ننھے سے پوتے کو جیت نہیں سکتے۔ جب اس کے مقدر میں یہ لکھا ہے کہ اسے ہاتھ سے بے ہاتھ ہونا ہے تو پھر وہ ہو رہا تھا۔

اب ہم نہیں جانتے تھے کہ اسے کس نے اغوا کیا ہے؟ لومی نے .....؟ اس بہروپیے فرہادلو نے ...؟ یا کسی ایسے دشمن نے جو ابھی ہماری نظروں میں نہیں آیا ہے۔

موجودہ حالات میں سب سے پہلے اس بہروپیے فرہاد پر ہی شبہ ہو رہا تھا۔ ابھی تک ہم نے لومی کی خبر نہیں لی تھی۔ ہمارا خیال تھا کہ وہ ابھی دماغی کمزوری میں مبتلا ہو گی۔ بعض اوقات مجھے اپنی شکست عجیب سی لگتی ہے۔ میں' الپا' عالی اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑی مستعدی اور بڑی توجہ سے عدنان اور شیوانی کی نگرانی کر رہے تھے۔ ہمیں پورا یقین تھا کہ ہم دشمن کے کسی بھی حملے کو ناکام بنا سکتے ہیں۔ بندہ سوچتا تو بہت کچھ ہے۔ خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے۔ یہ سمجھ نہیں پاتا کہ وہ جو سوچ بھی نہیں سکتا وہی ہونے والا ہے اور وہ ہو جاتا ہے۔

لومی نے ہماری لاعلمی میں بڑی زبردست چال چلی تھی۔ وہ یہ دیکھ رہی تھی کہ ہم سب عدنان اور شیوانی کے دماغوں میں ہی ہیں اور ان کے آس پاس کوئی ایسا آلۂ کار نہیں ہے جس کے ذریعے ہم ان کی نگرانی بھی کر رہے ہوں۔ ایسے وقت یہی بات سمجھ میں آئی کہ اگر وہ شیوانی کو ناکارہ بنا دے گی اور ماں بن کر عدنان کو بہکائے گی تو وہ بہکاوے میں آ جائے گا۔

واقعی یہ سیدھی سی بات سمجھ میں آنے والی تھی کہ عدنان الکا کے چہرے اور اس کی شخصیت کو اپنی ماں کی حیثیت سے پہچانتا تھا اور اس کے ساتھ رہتا آیا تھا۔ اس نے ہماری بات مان کر نئی الحال آزوری کو ماں کی حیثیت سے تسلیم کر لیا تھا لیکن اس کا دل نہیں مان رہا تھا۔ ایسے میں جب لومی نے الکا کو اس کے پاس پہنچایا تو وہ اسے دیکھتے ہی اس سے لپٹ گیا۔

وہ بولی۔ "بیٹے! کسی کو بھی اپنے اندر نہ آنے دو۔ صرف اپنی ماں پر بھروسا کرو۔"

اس نے فوراً ہی اپنے دماغ کو پھر سے عجوبہ بنا لیا۔ وہاں بہت سے خیالات گڈمڈ ہونے لگے۔ اس طرح وہ ہم خیال خوانی کرنے والوں کی گرفت سے نکل گیا۔

اس وقت ہم نے چند افراد کو آلۂ کار بنا کر انہیں ایریا اور ایئرپورٹ کے دوسرے حصوں میں دوڑایا ... سے نکلے ہوئے تیر کی طرح عدنان نہ جانے کس ... طرف چلا گیا تھا؟

عالی نے پریشان ہو کر کہا۔ "پاپا! یہ کیا ہو گیا؟"

میں نے کہا۔ "زندگی ہم سب کو سبق پڑھاتی رہتی ہے۔ میری عمر کے مطابق زندگی نے مجھے بہت کچھ پڑھایا ہے۔ مجھے یہ سکھایا کہ کسی بھی معاملے میں اس کے ہر پہلو پر غور کرنا چاہیے۔ اس بار میں ایک پہلو پر غور کرنا بھول گیا اور تم بھی بھول گئے۔ کسی کو یاد نہیں رہا کہ ہمیں صرف عدنان شیوانی کی نگرانی نہیں کرنی ہے۔ ان کے آس پاس چند آلۂ کار بنا کر بھی رکھنے ہیں تاکہ وہ ہماری ضرورت کے وقت آ سکیں۔"

الپا نے کہا۔ "واقعی' ہماری اسی غلطی سے دشمن نے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔"

عالی نے کہا۔ "پاپا! وہ کم بخت بہروپیا ہی ہو گا۔ عدنان کو لے گیا ہے۔ کیا ہمیں اس کا محاسبہ نہیں کرنا چاہیے؟"

میں نے کہا۔ "وہ مجھے اپنے اندر نہیں آنے دے گا۔ میں فون کے ذریعے رابطہ کرتا ہوں۔"

عدنان کو خلافِ توقع اس طرح سے اغوا کیا گیا تو فرہادلو بھی حیران تھا۔ وہ ایک ذرا دیر کے لیے چکرایا کہ ... ہو گیا ہے؟ پھر جلد ہی یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ لومی ہی ... سکتی ہے۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی ... سوچ کی لہریں دوسرے ہی لمحے میں واپس آ گئیں۔

اس نے زیرِ لب اسے گالیاں دیتے ہوئے کہا۔ "... مکار بن رہی ہے۔ آئی ول سی یو....."

اس نے اس سے فون کے ذریعے رابطہ کیا تو وہاں ... چل رہا تھا کہا جا رہا تھا کہ مطلوبہ نمبر سے رابطہ نہیں ہو رہا ... کچھ دیر بعد دوبارہ ڈائل کریں۔

اس نے جھنجھلا کر فون بند کر دیا۔ پھر تیزی سے سوچنے لگا ... کہ عدنان تک کس طرح پہنچنا چاہیے؟

جس وقت لومی الکا کے ذریعے عدنان کو اغوا کر ... تھی۔ اس وقت فرہادلو بھی ہماری طرح شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں موجود تھا۔ اس نے باتھ روم کے اندر ... کو دیکھا تھا۔ اس نے کسی چیز کے ذریعے آزوری کے ... ضرب لگائی تھی۔ وہ چکرا کر گر پڑی تھی اور بے ہوش ... تھی۔ سب ہی اس کے دماغ سے نکل آئے تھے۔

فرہادلو تیزی سے سوچ رہا تھا۔ یہ بات سمجھ میں آ ... گئی ... لومی نے الکا کو آلۂ کار بنا کر عدنان کو اغوا کیا ہے۔ پھر یہ بات بھی ذہن میں آئی کہ اس نے صرف الکا کو ہی آلۂ کار بنایا ... اسے اتنا موقع نہیں ملا ہو گا کہ وہ الکا پر تنویمی عمل کرے ... اور اسے اپنی معمولہ بنائے۔

فرہادلو کو امید کی ایک کرن دکھائی دی۔ وہ الکا کے دماغ ... سکتا تھا اور لومی کی مصروفیات کے بارے میں بہت کچھ ... معلوم کر سکتا تھا۔

پھر اس نے یہی کیا۔ الکا کے اندر جانا چاہا تو بری طرح ... وہ بھی نادان نہیں تھی۔ وہ الکا کو اپنی تابعدار بنا ... چکی تھی۔ اب اس کے اندر کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ ... بڑبڑانے لگا۔ "سالی! بڑی تیزی دکھا رہی ہے۔ مجھ سے بڑی ... بھول ہو گئی۔ جب وہ دماغی طور پر کمزور تھی تو چپ چاپ اسے ... کمزور بنتا رہتا اور موقع کی تاک میں رہتا۔ جب یقین ... ہو جاتا کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے ... اندر نہیں ہیں۔ تو میں اسے تابعدار بنا لیتا۔ واقعی مجھ سے بہت ... بڑی بھول ہو گئی۔"

فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے نمبر پڑھا تو معلوم ہوا کہ ... میں اسے مخاطب کر رہا ہوں۔ اس نے فون آن کر کے کان سے لگا کر کہا۔ "میں جانتا ہوں' تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

میں نے کہا۔ "جب جانتے ہو تو فوراً میرے پوتے کو واپس کرو۔ ورنہ بہت برا انجام ہو گا۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں کس طرح موت کے لیے تمہیں ترسا ترسا کر زندہ رکھوں گا؟ بھیک کی طرح زندگی ملے گی لیکن موت کبھی نہیں ملے گی۔ تم ہاتھ جوڑو گے۔ موت کی بھیک مانگو گے اور زندگی تمہارے لیے بدترین عذاب بنتی رہے گی۔"

"بولو..... خوب بولو...... شکست کھانے والے ہمیشہ اسی طرح چیختے رہتے ہیں اور دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ ناقابلِ شکست ٹیلی پیتھی کے شہنشاہ کہلانے والے! تم سے بڑی بڑی غلطیاں ہوتی ہیں۔ یقین کرنا چاہتے ہو..... کر لو' میں نے تمہارے پوتے کو اغوا نہیں کیا ہے۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"اگر میں تمہیں اپنے سے زیادہ شہ زور سمجھتا اور تمہارے دباؤ میں آ جاتا تو شاید جھوٹ بولتا لیکن نہ تو میں تمہارے زیرِ اثر ہوں نہ کسی طرح کے دباؤ میں ہوں اور نہ ہی تم سے کسی طرح کمتر ہوں اگر عدنان کو اغوا کرتا تو ڈنکے کی چوٹ پر اس کی واپسی کے لیے اپنے مطالبات منواتا لیکن میں ایسا کچھ نہیں کر رہا ہوں اور نہ کر سکتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اسے اغوا نہیں کیا ہے۔"

اس کی یہ بات دل کو لگ رہی تھی۔ واقعی اگر وہ عدنان کو اغوا کرتا تو فاتحانہ انداز میں میرا مذاق اڑاتا اور عدنان کی واپسی کے لیے طرح طرح کے مطالبات منواتا لیکن وہ ایسا کچھ نہیں کر رہا تھا۔

میں نے پھر کہا۔ "اگر تم سچ بول رہے ہو۔ تو پھر یہ بھی جانتے ہو گے کہ میرے پوتے کو کس نے اغوا کیا ہے؟"

وہ بولا۔ "ابھی میں نے کہا ہے کہ تم نے بھی بڑی بڑی غلطیاں کی ہیں۔ تمہاری آخری غلطی یہ ہے کہ تم نے نومی کے جسم پر چاقو سے ایک ہلکی سی لکیر کھینچی تھی۔ اسے عارضی طور پر دماغی کمزوری میں مبتلا کیا تھا۔ میں اس شبہے میں ہی رہا کہ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے اندر پہرا دے رہے ہیں۔ اس لیے میں نے اس عورت کو نظر انداز کیا۔ تم نے اسے کیوں نظر انداز کیا؟ کیوں اس کی طرف سے غافل رہے؟ یہ میں نہیں جانتا۔ صرف سمجھ سکتا ہوں کہ اپنے ہی پوتے کے معاملے میں اس قدر مصروف ہو گئے کہ اس مکار عورت کو اہمیت نہیں دی اور اس نے ہم سب کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر دماغی توانائی حاصل کر لی ہے اور تمہارے پوتے کو اڑا کر لے گئی ہے۔"

"تمہاری یہ بات سچ بھی ہو سکتی ہے اور جھوٹ بھی.....
جھوٹ اس لیے کہ تم اپنا جرم فی الحال نومی کے سر تھوپ رہے ہو تاکہ ہم سب اس کی طرف توجہ دیں اور عارضی طور پر تمہاری طرف سے غافل ہو جائیں۔ تاکہ تم عدنان کو یہاں سے کہیں دور لے جا سکو۔"

اس نے کہا۔ "مجھ سے بحث نہ کرو۔ میں ایک بات کہہ چکا ہوں کہ میں نے تمہارے پوتے کو اغوا نہیں کیا ہے۔ تم یقین کرو یا نہ کرو۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ عالی اور الپا میرے اندر ہی موجود تھیں۔ اس کی باتیں سن رہی تھیں۔ الپا نے کہا۔ "پاپا! آپ نے درست کہا ہے کہ وہ ہماری توجہ اپنی طرف سے ہٹانے کے لیے نومی پر الزام لگا رہا ہے پھر اچانک ہی فاتحانہ انداز میں ہم پر یہ انکشاف کرے گا کہ عدنان اسی کے شکنجے میں ہے۔"

عالی نے کہا۔ "خدا اسے غارت کرے۔ پتا نہیں کہاں سے آپ کے بہروپ میں چلا آیا ہے اور ہمارے لیے مسلسل مسئلہ بن رہا ہے۔"

تاشا نے آ کر کہا۔ "گرینڈ پا! میں بار بار عدنان کے پاس جانے کی کوشش کر رہی ہوں لیکن وہ جان بوجھ کر کسی ایک خیال پر مرکوز نہیں ہو رہا ہے۔ اس سے میری بات نہیں ہو رہی ہے۔ میں کیا کروں؟"

میں نے کہا۔ "ہم نے باتھ روم کے اندر دیکھا تو نے عدنان سے کہا تھا کہ وہی اس کی اصل ماں ہے۔ اپنی ماں کی ہدایت پر عمل کرنا چاہیے۔ کسی کو بھی اپنے میں آنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ وہ لڑکا اپنی ہے۔ اسی کی ہدایت پر عمل کر رہا ہے۔"

تاشا نے کہا۔ "ادھر اس کی ممی وزیٹرز لابی کے فرش پر بیٹھی دھاڑیں مار مار کر رو رہی ہیں۔ عدنان کو پکار رہی ہیں آپ سب کو بھی اپنے دماغ میں آنے کے لیے کہہ رہی ہیں۔"

ہم تھوڑی دیر کے لیے شیوانی کی طرف سے غافل ہو گئے تھے۔ فی الوقت اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ پہلے عدنان کا سراغ لگانا ضروری تھا۔

ہم شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں پہنچے تو وہ فرش پر بیٹھی رو رہی تھی۔ اس کے آس پاس پولیس والے اور دوسرے مسافروں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ ایک شخص کہہ رہا تھا۔ "یہ عورت کچھ پاگل سی لگ رہی ہے۔ پتا نہیں کن لوگوں کو آواز دے کر اپنے دماغ میں بلا رہی ہے؟"

دوسرے شخص نے پوچھا۔ "یہ دماغ کے اندر کیسے جاتا ہے؟ جبکہ اسے تو مدد کے لیے کسی کو بھی اپنے سامنے بلانا چاہیے۔"

پولیس والے بھی اس سے طرح طرح کے سوالات کر رہے تھے۔ وہ ممتا کی ماری اپنے بیٹے کے لیے اس طرح پاگل ہو رہی تھی کہ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا بھید بھی کھول رہی تھی۔ اس بھیڑ میں کتنے ہی لوگ تھے جو یہ کہہ رہے تھے کہ جن لوگوں کو بھی اپنے دماغ میں بلا رہی ہے وہ یقیناً ٹیلی پیتھی جانتے ہوں گے۔ اس کا تعلق ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے ہے۔

اگر ہم شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں نہ جاتے تو وہ اسی وقت اٹھ کر جنونی انداز میں کہنے والی تھی کہ ہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے میرے بچے کو مجھ سے چھین لیا ہے۔ جو میرے دشمن ہیں' وہ تو ہیں ہی...... لیکن جو ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ بھی میرے عدنان کو میرے پاس نہیں لا رہے ہیں۔ سب ہی مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں.....

ہم نے اسے کچھ کہنے کا موقع نہیں دیا۔ اس سے پہلے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ ایسے ہی وقت ہمارے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے آ کر کہا۔ "سر! ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے مختلف ہائی ویز کی چوکیوں پر موجود ہیں اور عورت کو خیال خوانی کے ذریعے چیک کر رہے ہیں' جو اپنے بچے کے ساتھ وہاں سے گزر رہی ہے۔"

تمام نے پریشان ہو کر کہا۔ "تم لوگ کتنے ہائی ویز پر چیک کرو گے؟ ایک ہائی وے صوبہ بہار کی طرف جاتا ہے۔ دوسرا ہائی وے مادھیہ پردیش کی طرف جاتا ہے۔ تیسرا ہائی وے کیرالا کی طرف جاتا ہے اور چوتھا بنگلا دیش کی طرف.... پتا نہیں' وہ عدنان کو کس ہائی وے کی طرف لے گئی ہے؟"

یہی بات ہم شیوانی کو بھی سمجھا رہے تھے۔ وہ اب سر جھکائے وہاں سے جا رہی تھی۔ ایک پولیس والا اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "تم یہاں بالکل اکیلی ہو۔ میرے ساتھ چلو۔ مجھے بتاؤ' تم کون ہو؟ کہاں سے آئی ہو؟ کہاں جانا چاہتی ہو؟"

ہم اس پولیس افسر کی نیت کو سمجھ رہے تھے۔ میں نے الپا سے کہا۔ "تم شیوانی کے ساتھ ہی رہو۔ یہ پولیس افسر حد سے آگے بڑھے تو اس سے نمٹ لینا اور شیوانی کو تحفظ دیتی رہنا۔ ہم کچھ دیر بعد آئیں گے۔"

میں اور عالی اس کے دماغ سے نکل آئے عالی نے غصے سے کہا۔ "میرا تو دل چاہتا ہے' شیوانی کے اندر زبردست زلزلے پیدا کروں اور اسے وقت سے پہلے ہی مار ڈالوں۔ اس کی وجہ سے ہی ہمارا عدنان مصیبتوں میں مبتلا ہو رہا ہے۔"

میں نے اسے سمجھایا۔ "غصے میں یہ نہ بھولو کہ جناب تبریزی ماں بیٹے کو ساتھ رکھنا چاہتے تھے۔ بیٹی! اس بیوقوف ماں سے نفرت نہ کرو۔ آؤ ہم جناب تبریزی کے پاس چلیں۔"

ہم خیال خوانی کے ذریعے ان کے پاس پہنچے۔ انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ "ایسا تو ہوتا ہی رہے گا۔ تمہارا پوتا اپنی ماں کی زندگی میں اسی طرح بھٹکتا رہے گا۔ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو جائے گی تب ہی اس بچے کو رفتہ رفتہ صبر آئے گا اور وہ ہمارے ادارے میں رہ کر باقاعدہ تعلیم و تربیت حاصل کرتا رہے گا۔"

میں نے کہا۔ "شیوانی اپنے بیٹے کے لیے بہت تڑپ رہی ہے۔ پاگل ہو رہی ہے۔ کیا یہ واقعی عدنان کے بغیر انیس دن گزار سکے گی؟"

انہوں نے انکار میں سر ہلایا پھر کہا۔ "ماں بیٹے کو جدا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ موت کو گلے لگانے والی ماں کے ساتھ ہی رہے۔ جلدی ہو سکے۔ بیٹے کو اس کی ماں تک پہنچاؤ۔"

"ہم اس وقت اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ آپ کی تھوڑی سی مدد چاہیے۔ کچھ اشارہ تو کریں۔ ہم اپنے عدنان تک پہنچ سکیں گے یا نہیں؟"

وہ ایک ذرا چپ رہے پھر بولے۔ "الوشے کو جمائلہ کی جگہ ادارے سے باہر بھیج دو.... بس اب یہاں سے جاؤ۔"

میں اور عالی وہاں سے چلے آئے۔ اس سے آگے ان سے کوئی اور بات نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے ایک اشارہ دے دیا تھا کہ ہم الوشے کے ذریعے ہی عدنان تک پہنچ سکتے ہیں۔

عالی نے کہا۔ "پاپا! میں جناب تبریزی سے ایک بات پوچھنا چاہتی تھی لیکن موقع ہی نہیں ملا۔"

"تم کیا پوچھنا چاہتی تھیں؟"

"یہی کہ یوگیش ماترے اور سول ہنٹر نے شیوانی کو اس کے جسم سے نکال کر آزوری کے جسم میں اس لیے پہنچایا تھا کہ وہ وہاں انیس دن کے بعد نہیں مرے گی اور آگے بھی پتا نہیں کب تک زندہ رہے گی؟ میں یہی پوچھنا چاہتی تھی' کیا وہ انیس دن کے بعد زندہ رہے گی؟"

میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "جناب تبریزی تو بڑے یقین سے کہہ رہے تھے کہ ان انیس دنوں میں بیٹے کو ماں کے پاس ہی رہنا چاہیے۔ اس کا مطلب تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ شیوانی کو انیس دن کے بعد ہر حال میں اس دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ یوگیش اور ہنٹر نے اپنے طور پر کوشش کی ہے کہ وہ زندہ رہے۔ دیکھتے ہیں' اس کی زندگی کی مدت کے بعد کیا ہونے والا ہے؟"

عالی نے کہا۔ "ہم نے عدنان تک پہنچنے کا راستہ پوچھا تو جناب تبریزی نے صرف اتنا ہی کہا کہ الوشے کو جمائلہ کی جگہ ادارے سے باہر بھیجا جائے۔ اس کا مطلب کیا ہوا؟ کیا الوشے جمائلہ کا روپ دھار کے ہمارے عدنان تک پہنچ سکے گی؟"

"جناب تبریزی نے ایسا کیوں کہا؟ یہ تو وہی بہتر سمجھتے ہوں گے۔ ویسے بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ الوشے ہی عدنان کو واپس اس کی ماں تک پہنچا سکے گی۔"

وہ روٹھنے کے انداز میں بولی۔ "یہ کیا بات ہوئی پاپا! الوشے پہنچ جائے گی اور ہم وہاں تک نہیں پہنچ پائیں گے؟ یہ تو میرے لیے ایک چیلنج ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تو پھر اس چیلنج کو قبول کرو۔ الوشے سے پہلے عدنان تک پہنچو اور اسے اس کی ماں تک پہنچاؤ۔ یہی جناب تبریزی بھی چاہتے ہیں کہ ماں اپنے بیٹے کے ساتھ اپنی مختصر سی زندگی گزار لے۔ اب تم جاؤ اور مجھے موجودہ حالات پر غور کرنے دو۔"

وہ چلی گئی۔ میں سوچنے لگا کہ اب سے پہلے بھی جناب تمریزی نے کہا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے میں جمائلہ انوشے کے ساتھ رہے گی۔ ان کی اس بات کے پیچھے بہت سی باتیں چھپی ہوئی تھیں۔

☆☆☆

جمائلہ جب بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہوئی تو اس کی پہلی رات خیریت سے گزری تھی۔ اس پر کوئی شیطانی قوت حاوی نہیں ہوئی تھی۔ وہ عصر کے بعد مغرب کی نماز سے لے کر عشا کی نماز تک جناب تمریزی کے حجرے میں رہی تھی۔ ان کے ساتھ عبادت کرتی رہی تھی پھر حجرے سے باہر میرے اور سونیا کے پاس آگئی تھی۔

جناب تمریزی کی ہدایت تھی کہ جمائلہ آیندہ انوشے کے ساتھ رہے گی۔ تب سے جمائلہ ہوسٹل میں انوشے کے پاس ہی آگئی تھی۔ وہ اسے گلے لگا کر بولی۔ ''میں نے تمہارے بارے میں بہت کچھ سنا ہے اور اب یہ سن کر خوشی ہو رہی ہے کہ تم زندگی میں پہلی بار آج کی رات نارمل ہو۔ اللہ نے چاہا تو ہمیشہ اسی طرح نارمل رہو گی۔''

جمائلہ ایک نوجوان دوشیزہ تھی اور انوشے ابھی صرف نو برس کی تھی لیکن قد میں اس کے برابر تھی۔ جسامت میں بھی اسی کے جیسی تھی۔ صرف چہرے کے حوالے سے الگ تھی۔ جمائلہ کے چہرے پر ایک دوشیزہ کا نکھار اور پختگی تھی۔ اس کے برعکس انوشے کے چہرے پر بچوں جیسی معصومیت تھی۔ اس کی آنکھیں کہتی تھیں کہ وہ اپنی عمر سے زیادہ ذہین اور تیز طرار ہے۔

اس وقت وہ جمائلہ سے باتیں کر رہی تھی اور چپ چاپ اس کی آواز اور لب و لہجے کو اپنے ذہن میں نقش کر رہی تھی۔ اب انہیں ساتھ رہنا تھا۔ وہ اٹھتے بیٹھتے' کھاتے پیتے اور سوتے وقت اس کی ایک ایک حرکت کی اسٹڈی کرتی جا رہی تھی۔

انوشے اور تاشا کی گہری دوستی تھی پھر تاشا کی جمائلہ سے بھی دوستی ہوگئی۔ جمائلہ ان دونوں سے بہت متاثر ہو رہی تھی۔ اس نے کہا۔ ''تم سے مل کر میرے اندر بھی شدت سے یہ جذبہ پیدا ہو رہا ہے کہ مجھے یہاں رہ کر تمہاری طرح تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ تم دونوں مجھ سے عمر میں بہت چھوٹی ہو لیکن اس کے باوجود مجھ سے زیادہ قابل اور با صلاحیت ہو۔ سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ تم دونوں ہی ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ کیا یہ علم اسی ادارے میں رہ کر سیکھا ہے؟''

تاشا نے کہا۔ ''میں نے تو یہ علم اپنی ماں سے سیکھا تھا۔ اس وقت میں اپنی ماں کے ساتھ ایک نیگیٹو زندگی گزار رہی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ یہاں مجھے ایک اچھی اور پاکیزہ زندگی مل رہی ہے۔''

انوشے نے کہا۔ ''میں اپنی گرینڈ ماما (آمنہ) سے بہت کچھ سیکھتی رہتی ہوں۔ وہی مجھے خیال خوانی سکھا رہی ہیں۔''

جمائلہ نے حسرت سے پوچھا۔ ''کیا میں بھی تمہاری طرح یہاں بہت کچھ سیکھ سکوں گی؟''

''تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ یہاں تمہیں کیا کچھ حاصل ہونے والا ہے۔ ہوسکتا ہے' تم یہاں بہت کچھ حاصل کرنے کے علاوہ ایک آئیڈیل جیون ساتھی بھی پا سکو۔''

جمائلہ نے سنجیدگی سے گہری سانس لی پھر کہا۔ ''میں دن کو نارمل رہتی تھی اور رات کو ابنارمل ہو جاتی تھی۔ حسرت سے سوچتی تھی کہ شاید میں کبھی شادی نہیں کر سکوں گی۔ جو بھی میری زندگی میں آئے گا۔ وہ رات کو میرا روپ دیکھ کر مجھ سے نفرت کرنے لگے گا۔ گھبرانے لگے گا اور خوفزدہ ہو کر بھاگ جائے گا۔''

انوشے اور تاشا نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ''اب ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔''

اس نے کہا۔ ''تم دونوں بہت اچھی ہو۔ یہاں کا ادارہ بھی بہت اچھا ہے۔ اس ماحول میں آنے کے بعد باہر جانے کو جی نہیں چاہتا اور میں تو کبھی باہر نہیں جاؤں گی۔''

انوشے نے کہا۔ ''یہاں جو بھی آتا ہے یہیں کا ہو جاتا ہے۔ کبھی باہر جانا نہیں چاہتا لیکن ہماری یہ تاشا باہر جانے کے لیے بے قرار رہتی ہے۔''

جمائلہ نے تعجب سے تاشا کو دیکھا پھر پوچھا۔ ''کیا تمہیں یہاں کا ماحول پسند نہیں ہے؟''

انوشے نے مسکرا کر کہا۔ ''ماحول تو اسے بہت پسند ہے۔ یہ یہیں رہے گی لیکن اس کی زندگی میں جو صاحب آنے والے ہیں وہ ادارے سے باہر ہیں۔ اس لیے اس کا دل یہاں نہیں لگتا۔ ہی انکار رہتا ہے۔''

جمائلہ نے خوش ہو کر تاشا سے پوچھا۔ ''کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟''

وہ بولی۔ ''کہتے ہیں' رشتے آسمانوں پر بنتے ہیں۔ میں یہ بات مانتی ہوں۔ میرا رشتہ بھی آسمان سے آیا ہے۔ اب سے پہلے ایک جہنمی زندگی گزار رہی تھی۔ اس آسمان سے آنے والے رشتے نے ہی مجھے یہاں اس ادارے میں پہنچا دیا ہے۔''

انوشے نے کہا۔ ''جمائلہ! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ میرے بھائی کی ہونے والی دلہن ہے۔''

وہ حیرانی سے بولی۔ ''کیا واقعی...؟''

''تم نے اپنے ماں باپ' دادا دادی سب کے بارے میں بتایا لیکن بھائی کا ذکر نہیں کیا تھا۔''

''ابھی تو ہماری ملاقات کو بارہ گھنٹے ہی گزر رہے ہیں۔ ابھی تو بہت کچھ معلوم ہوتا رہے گا۔''

''اس بھائی کا نام کیا ہے؟ تمہارے خاندان میں سب ایک سے بڑھ کر ایک قابل اور غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ تمہارا بھائی بھی ایسا ہی ہوگا؟''

انوشے نے مسکرا کر تاشا کو دیکھا پھر کہا۔ ''میرے اس بھائی کا نام عدنان ہے۔''

جمائلہ نے چونک کر اسے دیکھا پھر بے یقینی سے پوچھا۔ ''کیا... وہ تمہارا چھوٹا بھائی ہے؟ تم نے اپنی عمر نو برس بتائی۔ اس کا مطلب ہے' وہ نو برس سے بھی چھوٹا ہے؟''

اس نے مسکرا کر کہا۔ ''ہاں' وہ ابھی پانچ برس کا ہے اور تاشا پندرہ برس کی.... اگلے چار ماہ کے بعد وہ چھ برس کا ہو جائے گا اور تاشا سولہ برس کی ہو جائے گی۔''

جمائلہ نے ہنستے ہوئے پوچھا۔ ''اور تم کہہ رہی ہو کہ یہ ہمارے بھائی کی منگیتر ہے؟ تم بھی خوب مذاق کرتی ہو۔''

''یہ مذاق نہیں ہے۔ جب عدنان اور تاشا نے ایک دوسرے کو دیکھا بھی نہیں تھا تب ہی ان کا رشتہ طے پا گیا تھا۔ جناب تمریزی نے اس رشتے کی حمایت کی ہے۔ ہمارے خاندان کے تمام بزرگ تاشا کو اپنی ہونے والی بہو مانتے ہیں۔''

جمائلہ حیرانی اور بے یقینی سے یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس نے کہا۔ ''یہ سب کچھ عجیب سا لگ رہا ہے۔ جب تمہارا بھائی عدنان جوان ہوگا اس وقت تاشا کی عمر کیا ہوگی؟''

تاشا نے کہا۔ ''میں ہمیشہ اپنے میاں سے دس برس بڑی رہوں گی۔ جب وہ بیس برس کا کبرو جوان ہوگا' تب میں تیس برس کی ہو جاؤں گی۔ میں نہیں جانتی کہ اس وقت ایسی جوان ہی نظر آؤں گی یا بوڑھی دکھائی دوں گی۔''

انوشے نے کہا۔ ''تیس برس کی لڑکی بوڑھی نہیں ہوتی اور پھر تم صبح شام یوگا کی مشقیں کرتی ہو' جمناسٹک کے کمالات سیکھ رہی ہو۔ مجھے یقین ہے' تم سدا بہار رہو گی۔''

جمائلہ نے پوچھا۔ ''ان کے عدنان صاحب اتنی چھوٹی سی عمر میں ادارے کے باہر کیا کرنے گئے ہیں؟''

انوشے اور تاشا اسے عدنان کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگیں۔ جمائلہ نے ساری باتیں سننے کے بعد کہا۔

''عدنان اتنی سی عمر میں اپنے دادا صاحب کو تگنی کا ناچ نچا رہا ہے تو بڑا ہو کر کیا کرے گا؟ مجھے اس بات کا بے چینی سے انتظار رہے گا کہ عدنان جوان ہونے کے بعد کس طرح تاشا سے رومانس شروع کرے گا؟ کیوں تاشا! کیا تم اسے محبت کا سبق پڑھاؤ گی؟''

وہ مسکرا کر بولی۔ ''میرے عدنان کو کچھ پڑھانا چاہو تو وہ پڑھنے سے پہلے ہی پڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ میں اسے کیا سکھاؤں گی؟ وہی مجھے اچھی طرح سکھا کر رکھ دے گا۔''

اس بات پر تینوں قہقہے لگانے لگیں۔ جمائلہ نے کہا۔ ''ہمارے بزرگوں کو تاشا کی بے قراری کا اندازہ ہونا چاہیے۔ اسے عدنان کے پاس جانے کی اجازت دینی چاہیے۔''

انوشے نے کہا۔ ''ہاں' کچھ ایسے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ میں ادارے سے باہر جانے والی ہوں۔ اسے بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔''

جمائلہ نے کہا۔ ''مما کہہ رہی تھیں' تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے دوران کسی بھی اسٹوڈنٹ کو ادارے سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی جاتی پھر تم کیسے جاؤ گی اور کیوں جاؤ گی؟''

انوشے نے ٹھیک اسی کی آواز اور لب و لہجے میں کہا۔ ''مما کہہ رہی تھیں' تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے دوران کسی بھی اسٹوڈنٹ کو ادارے سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی جاتی پھر تم کیسے جاؤ گی اور کیوں جاؤ گی؟''

جمائلہ حیرانی سے اس کا منہ تکنے لگی۔ انوشے نے مسکرا کر کہا۔ ''صرف اتنا ہی نہیں۔ یہ بھی دیکھو' میں کس طرح تمہاری طرح چلتی ہوں؟ اٹھتی ہوں' بیٹھتی ہوں۔ میں نے پچھلے بارہ گھنٹوں میں تمہارے اندر ڈوب کر تمہاری اسٹڈی کی ہے۔''

وہ اس کی طرح اِدھر سے اُدھر آنے جانے لگی۔ بیٹھنے کا انداز' اٹھنے کا انداز بالکل اسی کی طرح تھا۔ جب وہ باتیں کرنے وقت مختلف انداز سے دیکھ رہی تھی تو جمائلہ کو ایسا ہی لگ رہا تھا' جیسے وہ خود کو آئینے کے سامنے دیکھ رہی ہو۔

وہ حیرانی سے بولی۔ ''یا خدا! تم تو بلا کی نقال ہو اگر تمہارا چہرہ میری طرح ہو جائے تو دوست اور دشمن سب ہی تمہیں جمائلہ سمجھیں گے۔''

وہ مسکرا کر بولی۔ ''کل تک چہرہ بھی تمہاری طرح ہو جائے گا۔''

جمائلہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ ''تم

کیا کہہ رہی ہو؟ تمہارا چہرہ میری طرح کیسے ہوجائے گا؟"
"کیا تم نہیں جانتیں' پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرے بدل جایا کرتے ہیں؟"
وہ سر ہلا کر بولی۔"ہاں جانتی ہوں۔ کیا سچ مچ تم سرجری کے ذریعے میرے چہرے کو اپناؤ گی؟"
انوشے نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ وہ بولی۔"تم میری طرح کیوں بننا چاہتی ہو؟"
"اس لیے کہ رات کو نیکیو بننے والی جمائلہ کے دوست اور ہمدرد باہر اس کا انتظار کررہے ہیں۔ انہوں نے اس یقین کے ساتھ تمہیں یہاں بھیجا تھا کہ تم یہاں کے اہم راز چرا کر ان کے پاس لے جاؤ گی۔"
جمائلہ نے کہا۔"بے شک' وہ یہی چاہتے تھے۔ باہر میرا شدت سے انتظار کررہے ہوں گے۔"
انوشے نے کہا۔"پچھلی رات انہیں مایوسی ہوئی ہوگی۔ وہ انتظار کررہے ہوں گے کہ تم رات ہوتے ہی ابوالہول کی پُراسرار قوتوں کے ذریعے یہاں کی تمام رکاوٹیں توڑ کر ان کے پاس پہنچ جاؤ گی۔"
"بے شک' انہیں مایوسی ہوئی ہوگی۔"
"آج رات بھی وہ مایوس ہوجائیں گے لیکن شاید کل تیسری رات وہ تمہیں اس ادارے سے باہر دیکھ کر خوشی سے ناچنے لگیں گے۔"
جمائلہ نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔"نہیں' میں یہاں سے باہر نہیں جاؤں گی۔"
انوشے نے ہنستے ہوئے کہا۔"تم نہیں جاؤ گی۔ میں جاؤں گی۔ کل تمہارا چہرہ' میرا چہرہ ہوگا۔ تمہاری شخصیت' میری شخصیت ہوگی۔"
جمائلہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی' لیکن جواب سننا ضروری نہیں تھا۔ یہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے؟

☆☆☆

فرہاد تو ہمارے مقابلے پر کامیابی حاصل کرنے کے لیے یہ طے کرچکا تھا کہ اسے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک فوج تیار کرنی ہوگی۔ وہ اپنے اس مقصد میں کسی حد تک کامیاب ہورہا تھا۔ اس نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین ٹف گائی اور داسکوڈی کو اپنا معمول اور تابعدار بنالیا تھا۔ یہ اس کی بہت بڑی کامیابیاں تھیں۔ اس کی جدوجہد اور تیز رفتاری بتا رہی تھی کہ آئندہ وہ بھی اچھی خاصی تعداد میں خیال خوانی کرنے والوں کو اپنے زیر اثر لے آئے گا۔
اس کے باوجود وہ میرے مقابلے میں ناکام امریکا سمیت دوسرے تمام بڑے ممالک کی خطرناک تنظیم کے سربراہوں کو یہ معلوم ہو چکا جوابی کارروائی سے وہ بری طرح شکست کھا چکا میرے پوتے کو چھیننا چاہا تھا لیکن میں نے گرفت سے نکال لیا تھا۔ اگرچہ کامیابی تھی۔ کیونکہ اسے نومی لے گئی تھی لیکن فرہاد تو یہ تھا کہ وہ میرے پوتے کے ذریعے مجھے اپنے سامنے پر مجبور کرسکے گا۔
اس نے جہاں جہاں مجھ سے برتر ہونے باری تھیں وہاں وہاں کمتر ثابت ہورہا تھا۔ اس کی دوسری تھی کہ ہم جمائلہ جیسی خطرناک لڑکی کو اس سے گئے تھے۔ اس لڑکی کو امریکا بھی حاصل کرنا چاہتا تھا بلڈرز بھی..... فرہاد تو انہیں تسلیاں دے رہا تھا کہ جمائلہ کو باباصاحب کے ادارے سے باہر نکال لائے
اس نے بڑی چالاکی سے نومی کرسٹل کو اپنا تھا۔ اس کی تیسری ناکامی یہ تھی کہ میں نے نومی کو لگا کر تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے اس کے دروازہ کھول دیا تھا۔ فرہاد تو اسے آئندہ اپنی معمولہ نہیں بنا سکتا تھا۔
وہ اسی اندیشے میں رہا کہ نومی کے دماغ میں تو ہم اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی نہ کسی طرح ٹھکانا معلوم کر کے اس کی شہ رگ تک پہنچ جائیں۔
وہ نومی سے دور ہی رہا اور اس عرصے میں نومی توانائی حاصل کرلی صرف اتنا ہی نہیں۔ عدنان کو سے چھین کر لے گئی۔
فرہاد تو اسے ٹریپ کرنے یا آئندہ اسے رکھنے کے لیے بے قرار ہو رہا تھا۔ میری سب کمزوری نومی کے پاس تھی اور وہ نومی سے میری اس کمزوری سے کھیل سکتا تھا۔
پہلی بار اس نے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ نے سانس روک لی۔ دوسری بار فون کے ذریعے تو اس نے یہ بہانہ کیا کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے پریشان ہے اور چھپتی پھر رہی ہے۔ لہٰذا بعد میں فون کے ذریعے رابطہ کرے گی۔ جبکہ حقیقت یہ نہیں تھی۔ وہ الکا کے دماغ پر چھائی ہوئی تھی اور اس کے ذریعے ہم سے دور لے جارہی تھی۔
فرہاد تو عارضی طور پر کتنے ہی آلۂ کار بنا رہا

سے جتنے ہائی وے مختلف صوبوں کی طرف جاتے تھے۔ ان راستوں پر اپنے آلۂ کاروں کو دوڑا رہا تھا لیکن وہ عدنان کے ساتھ ایسے گم ہو گئی تھی۔ جیسے اب دنیا میں اس کا کوئی وجود نہ رہا ہو۔

وہ ہر ایک گھنٹے یا آدھے گھنٹے کے بعد فون کے ذریعے نومی سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا رہا اور ہر بار یہی ہوا کہ اس نے فون کو بند کر رکھا ہے۔ آخر چھ گھنٹے کے بعد اس سے رابطہ ہو ہی گیا۔ وہ اپنی جھنجھلاہٹ پر قابو پاتے ہوئے بولا۔ ''نومی! تم مجھ سے کیوں کترا رہی ہو؟ یہ بات صرف مجھے ہی نہیں۔ فرہاد اور اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی معلوم ہو چکی ہے کہ عدنان اب تمہارے پاس ہے۔''

وہ بولی۔ ''میرا خیال ہے' میں ان چھ گھنٹوں میں خطرات سے باہر نکل چکی ہوں۔ اب مجھے فرہاد یا کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔''

وہ خوشامدانہ انداز میں بولا۔ ''میں تمہیں اس کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں۔ تم نے حیرت انگیز طور پر کم سے کم وقت میں دماغی توانائی حاصل کی ہے اور عدنان کو اغوا کرنے کا بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔''

''مبارک باد کا شکریہ...... میں زیادہ دیر فون پر بات نہیں کر سکوں گی اگر لمبی بات کرنا ہے تو اپنے کسی آلۂ کار کا فون نمبر بتاؤ۔ میں اس فون کے ذریعے اس کی آواز سنوں گی' اس کے دماغ میں آؤں گی پھر وہیں تم سے باتیں کروں گی۔''

وہ سمجھ رہا تھا کہ کم بخت بہت چالاک ہے۔ یہ سمجھتی ہے کہ فون کے ذریعے وہ وہاں اس کے آس پاس کی کوئی بھی آواز سن کر معلوم کر لے گا کہ وہ عدنان کو لے کر کہاں اور کتنی دور پہنچ چکی ہے؟

اس نے اپنے ایک آلۂ کار کا فون نمبر بتایا پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ نومی نے فون کے ذریعے اس کی آواز سنی پھر وہ بھی اس کے اندر آ کر بولی۔ ''کیا تم یہاں موجود ہو؟''

اس نے پھر خوشامدانہ انداز میں کہا۔ ''تھینک یو نومی! تم نے بڑی محبت سے دوستی نبھائی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہم آیندہ بھی اچھے دوستوں کی طرح کام کرتے رہیں گے۔''

اس نے پوچھا۔ ''کیا اب سے پہلے تم میرے دوست بن کر رہے تھے؟''

''کیا کہتی ہو؟ میں تو ہمیشہ سے ہی دوستی نبھاتا آیا ہوں۔ جب فرہاد نے تمہیں زخمی کیا اور تم دماغی طور پر کمزور ہو گئیں تو میں ہی درپردہ تمہاری مدد کرتا رہا تھا۔ میں نے ہی کلکتہ میں تمہارے پاس پانچ لاکھ روپے پہنچائے تھے تاکہ تم کسی کی محتاج نہ رہو۔''

''تم موقع کی تلاش میں تھے۔ یہ چاہتے تھے کہ جب بھی فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مجھ سے غافل ہوں گے تو تم مجھ پر پھر سے تنویمی عمل کرو گے اور اپنی معمولہ اور تابعدار بنالو گے۔''

''ایسی بات نہیں ہے۔ اس بار میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تم دماغی توانائی حاصل کرو گی تو ہم صرف دوست بن کر رہیں گے۔ میں تمہیں کبھی اپنی تابعدار نہیں بناؤں گا۔''

''مسٹر فرہاد ٹو! میں بھی اسی ٹیلی پیتھی دنیا کی رہنے والی ہوں اور خیال خوانی کرنے والوں کی ہسٹری سے پوری طرح واقف ہوں۔ صرف فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی ایسے ہیں جو کسی کی دماغی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنا تابعدار نہیں بناتے ہیں۔ وہ دشمنوں کو سزا ضرور دیتے ہیں۔ جیسا کہ فرہاد نے مجھے سزا دی۔ اس کے بعد مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا۔ اس کی جگہ اگر تم ہوتے یا تمہیں فرہاد کی طرف سے کوئی اندیشہ نہ ہوتا تو تم فوراً ہی مجھے دوسری بار اپنی تابعدار بنا لیتے۔''

''پلیز۔ میرے بارے میں ایسی رائے قائم نہ کرو۔ میں آیندہ ثابت کردوں گا کہ تم سے صرف دوستی ہی رہے گی اور ایک دوست کی طرح وقت آنے پر تمہارے لیے جان پر کھیل جاؤں گا۔''

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ ''ارے ارے۔ اتنا بڑا دعویٰ نہ کرو۔ چلو... مان لیتی ہوں' تم آیندہ میرے دوست بن کر ہی رہو گے۔ یوں بھی مجھے فرہاد کے مقابل ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے دوست اور مددگار کی ضرورت پیش آتی رہے گی۔''

''شاباش! یہ ہوئی ناں حکمتِ عملی کی اور عقل مندی کی بات......''

''میری حکمتِ عملی یہ ہوگی کہ میں اب تم پر کبھی بھروسہ نہیں کروں گی لیکن دوستی کروں گی۔ تمہارے وقت پر کام آؤں گی اور چاہوں گی کہ تم بھی میرے وقت پر کام آتے رہو۔''

''بس' میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہتا۔ ہم دریا کے دو کنارے بن کر رہیں گے۔ ہمارے درمیان ضرورت کی کشتیاں چلتی رہیں گی اور ہم پار اترتے رہیں گے۔''

''چلو۔ یہ معاملہ تو طے ہو گیا۔ اب میں سمجھتی ہوں کہ تم عدنان کے سلسلے میں مجھ سے کچھ کہنا چاہو گے۔''

''ہاں' جیسا کہ تم جانتی ہو' ہم نے پہلے بھی عدنان کو اغوا کیا تھا۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم اس بچے کے ذریعے اس کے دادا کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرتے رہیں گے۔''

''ہاں' تم نے یہی سوچا تھا۔ ایسا کر کے تم فرہاد سے بہت زیادہ برتر ہو سکتے تھے۔ سپر پاور اور ساری دنیا والوں سے یہ منوا سکتے تھے کہ تم ہی اصل فرہاد علی تیمور ہو اور جو اصل کہلاتا ہے۔ وہ کوئی ہیرو نہیں ہے۔ سراسر زیرو ہے۔''

''نومی! میں تمہارا تعاون چاہتا ہوں۔ میرا ساتھ دو گی تو میں سپر پاور اور ساری دنیا والوں سے یہی کہوں گا کہ میں نے عدنان کو پھر سے اپنے شکنجے میں کس لیا ہے اور فرہاد میرے سامنے بے بس ہے۔''

وہ بولی۔ ''ٹیلی پیتھی کی دنیا میں تمام خیال خوانی کرنے والے فرہاد کی طرح اونچے سے اونچا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تم بھی یہی چاہتے ہو۔ میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ پھر میں اپنا نام کیوں نہ کروں کہ میں نے عدنان کو اپنے قابو میں کر کے فرہاد علی تیمور کو بے بس اور کمزور بنا دیا ہے؟ میں کیوں نہ چاہوں کہ ساری دنیا میں میری واہ واہ ہوتی رہے؟''

وہ مجبور ہو کر بولا۔ ''ٹھیک ہے۔ تم اپنا نام اونچا کرو۔ کوئی بات نہیں لیکن اس کے ساتھ دنیا والوں کو یہ بھی بتاؤ کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ ہم دونوں ہی مل کر ایسا کر رہے ہیں۔''

''میں نے خطروں سے کھیلتے ہوئے تنہا اپنی کوشش سے عدنان کو اغوا کیا ہے۔ یہ میرا کارنامہ ہے۔ صرف میرا نام ہی ہونا چاہیے۔''

وہ چند لمحے چپ رہا۔ اسے نومی پر بے تحاشا غصہ آ رہا تھا لیکن وہ غصہ دکھا کر کام بگاڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے پھر ضبط سے کام لیتے ہوئے کہا۔ ''تم درست کہہ رہی ہو۔ صرف تمہارا ہی نام ہونا چاہیے لیکن اپنے اس کارنامے کا مجھے کچھ فائدہ تو پہنچاؤ۔''

''فی الحال تو میں فائدہ اٹھا رہی ہوں۔ یہ بچہ جب تک میرے شکنجے میں رہے گا۔ اس وقت تک فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مجھے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ میں ابھی فرہاد سے رابطہ کر کے یہ دھمکی دینے والی ہوں کہ اگر وہ اپنے پوتے کی سلامتی چاہتا ہے تو کبھی میرا سراغ نہ لگائے۔ کسی بھی چور راستے سے مجھ تک پہنچنے کی کوشش نہ کرے۔ ورنہ اس کا پوتا اسے زندہ نہیں ملے گا۔''

فرہاد ٹو نے کہا۔ ''میں مانتا ہوں' تمہاری یہ دھمکی اس پر بڑی حد تک اثر کرے گی لیکن وہ لوگ بلا کے مکار ہیں۔ کس وقت کیا کرنے والے ہیں۔ پہلے کچھ پتا نہیں چلتا پھر جب اچانک وہ شب خون مارتے ہیں' تب پتا چلتا ہے کہ ہم خوش فہمی میں مارے گئے ہیں۔''

''میں نادان نہیں ہوں۔ فرہاد اور سونیا کی بڑی گہرائی سے اسٹڈی کرتی رہی ہوں۔ ان کی ایک ایک چال بازی کو خوب جانتی ہوں۔ پھر بھی یہ مانتی ہوں کہ فرہاد کسی بھی وقت میری غفلت کا فائدہ اٹھا کر مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے اور اپنے پوتے کو مجھ سے چھین کر لے جا سکتا ہے۔''

''دانشمندی تو یہ ہوگی کہ ایسا کچھ ہونے سے پہلے ہی تم عدنان کے ذریعے جتنے فائدے اٹھا سکتی ہو' اٹھا لو۔ جتنے مطالبات منوا سکتی ہو۔ منوا لو۔ پھر دوستانہ انداز میں عدنان کو اس کے حوالے کرو گی تو وہ کم از کم جانی نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

''تم ایک اچھا مشورہ دے رہے ہو۔ میرا تجربہ بھی یہی کہتا ہے۔ میں نے پچھلے دنوں سونیا کو اغوا کر کے اسے نقصان پہنچایا تھا لیکن جان سے نہیں مارا۔ اس لیے فرہاد نے مجھ پر حاوی ہونے کے بعد بھی مجھے جانی نقصان نہیں پہنچایا۔ اسی طرح میں عدنان کو بھی جلد ہی اس کے حوالے کروں گی لیکن ایسا کرنے سے پہلے مجھے بہت کچھ سوچنا سمجھنا ہوگا۔''

''دیکھو نومی! جب تم کلکتہ میں تھیں تو میں تمہارے برے وقت میں کام آیا تھا۔ تمہارے پاس پانچ لاکھ روپے پہنچائے تھے۔ آیندہ بھی میں تمہارے کام آؤں گا۔ اس وقت تم میرے کام آ کر فرہاد سے میرا ایک مطالبہ منوا لو۔''

''بولو۔ کیا چاہتے ہو؟ کیا مطالبہ ہے تمہارا......؟''

اس نے کہا۔ ''وہ دن کو نارمل اور رات کو ابنارمل ہو جانے والی جمائلہ میرے لیے بہت اہم ہے۔ جب تک وہ بابا صاحب کے ادارے میں نہیں گئی تھی۔ تب تک سیون بلڈرز کی وفادار تھی۔ وہ اب بھی اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف امریکی اکابرین بھی اس خطرناک لڑکی کو اپنے زیر سایہ رکھ کر اس سے بہت سے کام لینا چاہتے ہیں۔ میں جمائلہ کو سیون بلڈرز اور امریکی اکابرین کے حوالے اس طرح کروں گا کہ پہلے اسے اپنے اعتماد میں لوں گا۔ اسے اپنی دوست اور تابعدار بناؤں گا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے کام آتا رہوں گا۔ وہ مجھ پر اعتماد کرنے لگے گی تو امریکی اکابرین کے پاس جا کر اور سیون بلڈرز کے پاس جا کر بھی میرے ہی کام آتی رہے گی۔''

نومی نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''اچھی پلاننگ ہے۔ تم مجھے اپنی تابعدار بنا کر نہ رکھ سکے تو اب جمائلہ کو اپنی مٹھی میں رکھ کر اس سے کام لینا چاہتے ہو؟''

''تم میرے کام آؤ گی تو میں جمائلہ کے ذریعے بہت سے فائدے حاصل کرتا رہوں گا۔''

''تم چاہتے ہو میں جمائلہ کے سلسلے میں فرہاد سے مطالبہ کروں کہ اسے بابا صاحب کے ادارے میں قید نہ رکھا جائے۔ باہر بھیج دیا جائے؟''

''ہاں میں یہی چاہتا ہوں۔ تم چاہو تو فرہاد سے یہ مطالبہ منوا سکتی ہو۔''

''ضرور منوا سکتی ہوں۔ تم سے وعدہ کر چکی ہوں کہ جس طرح تم میرے برے وقت میں کام آئے تھے۔ اسی طرح میں بھی تمہاری ضرورت کے وقت کام آسکتی ہوں۔ یہ مطالبہ اس سے ضرور منواؤں گی۔''

''تم نے چھ گھنٹے پہلے عدنان کو اغوا کیا تھا۔ اسے اچھا خاصا وقت گزر چکا ہے۔ اب تمہیں فرہاد سے رابطہ کرنا چاہیے۔''

''میں ابھی اس سے رابطہ کرکے مختصر سی باتیں کروں گی۔ یہ تسلی دوں گی کہ اس کا پوتا فی الحال خیریت سے ہے۔ پھر دو چار گھنٹوں کے بعد اس سے رابطہ کرکے اپنے مطلب کی باتیں کروں گی۔''

''تم کام کی باتیں دو چار گھنٹوں کے بعد کیوں کرنا چاہتی ہو؟''

''میں ابھی اپنے ایک اہم معاملے سے نمٹ رہی ہوں۔ اس کے بعد ہی فرہاد سے اطمینان کے ساتھ بات ہو سکے گی۔''

''تمہارا وہ اہم معاملہ کیا ہے؟ کیا میں تمہارے کام نہیں آسکتا؟ تم مجھے اپنا رازدار نہیں بنا سکتیں؟''

''سوری۔ میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ تم سے صرف دوستی کروں گی۔ بھروسا نہیں کروں گی۔ تمہیں اپنا رازدار نہیں بناؤں گی۔ فی الحال جا رہی ہوں۔ اب سے چار گھنٹے کے بعد تم اسی آلۂ کار کے دماغ میں آکر مجھ سے بات کر سکتے ہو۔''

پھر اس آلۂ کار کے دماغ میں خاموشی چھا گئی۔ فرہاد ٹو نے اسے آواز دی لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ غصے سے بڑبڑانے لگا۔ ''سالی! بہت غرور دکھا رہی ہے۔ آئندہ کبھی تو میرے ہتھے چڑھے گی، پھر نمٹ لوں گا۔ ابھی تو مجبوری ہے۔ چار گھنٹے تک اس کا انتظار کرنا ہی پڑے گا۔''

ادھر نومی کرسٹل کا اہم معاملہ یہ تھا کہ اس نے آزوری اور الکا کے مشترکہ دماغ پر قبضہ جمایا تھا۔ تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنی معمول اور تابعدار بنایا تھا لیکن صرف الکا دماغی طور پر اس کی تابعدار بنی تھی۔ دوسری طرف آزوری کی آتما آزاد تھی۔ وہ نومی کے عمل سے متاثر نہیں ہوئی تھی۔

آزوری پریشان ہو کر سوچ رہی تھی۔ ''یہ کم بخت کب تک اس بچے سے لگی رہے گی؟ اس پر ممتا نچھاور کرتی رہے گی؟ میں اتنا جوان جسم حاصل کرنے کے بعد کسی بھی دولت مند جوان سے دوستی نہیں کر پا رہی ہوں۔''

نومی اس کے اندر رہ کر یہ دیکھ رہی تھی کہ آزوری کی آتما اس کے قابو میں نہیں ہے۔ وہ اس کے عمل کو الکا کے دماغ میں کمزور بنا رہی ہے۔ اسے اپنے طور پر بھڑکا رہی ہے۔ نومی نے پچھلے چھ گھنٹوں میں دوسری بار اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ تاکہ آزوری اور الکا کے دماغ پر اس کی گرفت مضبوط رہے۔

وہ سمجھ رہی تھی کہ اسے ہمیشہ اپنے قابو میں نہیں رکھ سکے گی۔ الکا کے دماغ سے کسی وقت بھی ممتا ختم ہو سکتی تھی اور وہ عدنان کو کہیں بھی چھوڑ سکتی تھی۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے الکا کے دماغ میں رہ کر آزوری کو مخاطب کیا پھر کہا۔ ''آزوری! میں تمہاری اس آرزو کو پورا کروں گی۔ تم دولت مند نوجوانوں سے دوستی کرتی رہو گی۔ مجھے تھوڑی سی مہلت دو۔ میں عدنان کو کسی دوسری عورت کے حوالے کرکے تمہیں اور الکا کو آزاد کر دوں گی پھر کبھی تمہارے اندر نہیں آؤں گی۔''

آزوری کی آتما اس کی اس بات سے مطمئن ہو گئی۔ نومی نے الکا کے ذریعے عدنان سے کہا۔ ''ہم ماں بیٹے کے درمیان بہت سی رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔''

وہ بولا۔ ''یس ممی! میں دیکھ رہا ہوں' آپ میرے لیے بڑی مصیبتیں اٹھا رہی ہیں۔ میں کیا کر سکتا ہوں؟''

''تم نے دیکھا تھا' وہ دوسری عورت (آزوری کا جسم) تمہیں مجھ سے چھین کر لے گئی تھی اور خواہ مخواہ ممتا ظاہر کر رہی تھی اگر میں ایرپورٹ میں آکر اچانک تمہیں اس سے نجات نہ دلاتی تو وہ دشمن عورت ماں بن کر تمہیں مار ڈالتی۔''

''ایسا نہیں ہوگا ممی! میں تو آپ کی ہر بات مانتا ہوں۔ اس لیے کوئی بھی عورت مجھے دھوکا نہیں دے سکے گی۔''

''ہم ماں بیٹا بہت عرصے تک ساتھ رہ سکتے ہیں۔ میری زندگی مختصر نہیں ہے۔ بس اپنی ماں کے لیے اتنا کرو کہ میری باتیں مانتے رہو۔ اس وقت بھی تمہیں ایک بات ماننی ہوگی۔''

''آپ جو کہیں گی' میں وہ کروں گا۔''

''بیٹے! تم دیکھتے آئے ہو کہ میں جسم بدلتی رہتی ہوں۔ اٹلی کے شہر روم میں کسی اور جسم میں تھی۔ میرا چہرہ کچھ اور تھا۔ پھر انڈیا آکر بھی میں جسمانی طور پر بدل گئی۔ اب پھر بدلنا چاہتی ہوں تاکہ ہم ماں بیٹا دشمنوں سے محفوظ رہ سکیں۔''

''جسم اور چہرہ بدل جائے گا تو میں آپ کو کیسے پہچانوں گا؟''

''ابھی اس شہر میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں اچھی اور پیار کرنے والی عورتوں کو تمہارے سامنے لاتی رہوں گی۔ جب یہ سمجھوں گی کہ وہ تمہیں بھرپور ممتا دے سکتی ہے اور مجھے اپنے اندر آنے کی اجازت دے سکتی ہے تو میں اس کے اندر چلی جاؤں گی پھر وہ عورت تمہیں اپنے ساتھ جہاں بھی لے جائے گی' تم وہاں جاؤ گے۔ کیونکہ میں اس کے اندر رہوں گی۔''

وہ سر ہلا کر بولا۔ ''میں سمجھ گیا۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ آپ کس عورت کے اندر جا کر میرے ساتھ رہا کریں گی؟''

وہ ماں بیٹا بنگلا دیش پہنچے ہوئے تھے۔ وہاں کے ایک شہر نواکھالی میں تھے۔ نومی نے وہاں دریا کے ایک ساحلی ہوٹل میں رہ کر ایک خوبصورت اور جوان عورت کو تاڑ لیا تھا۔ اس کے خیالات بھی پڑھے تھے۔ پتا چلا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ ڈھاکا سے آئی ہے اور وہ میاں بیوی دوسرے دن کی شام کو ایک فلائٹ سے لندن جانے والے ہیں۔

اس عورت کا نام مونا تھا۔ اس کا ایک تین برس کا بیٹا دریا میں ڈوب کر مر گیا تھا۔ وہ بیٹے کے لیے بہت رنجیدہ تھی۔ اس کے خیالات پڑھ کر نومی کو یہ اطمینان ہوا کہ وہ عدنان کو ماں کی بھرپور محبت دے سکے گی۔

اس نے عدنان سے کہا۔ ''بیٹے! اسی ہوٹل میں ایک عورت اپنے میاں کے ساتھ ہے۔ وہ ابھی رات کا کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں جا کر سو جائے گی تو میں تمہیں وہاں پہنچا دوں گی۔ تم اس کے ساتھ بستر پر سو جانا۔ جب وہ صبح اٹھے گی تو میں اس کے اندر موجود ہوں گی۔ جب تک میری زندگی ہے تب تک میں اس کے اندر رہ کر تمہیں بھرپور ممتا دیتی رہوں گی۔''

آزوری اور الکا مشترک ہو کر نومی سے تعاون کر رہی تھیں۔ یہ امید ہو گئی تھی کہ انہیں جلد ہی اس بچے سے نجات ملنے والی ہے۔ الکا عدنان کے ساتھ رات کا کھانا کھا کر ہوٹل کے کمرے میں آگئی۔ عدنان ٹی وی آن کرکے ویڈیو گیم کھیلنے لگا۔ نومی نے الکا کو بیڈ پر سلا دیا پھر کہا۔ ''اس کمرے سے باہر [illegible] بھی آتی ہوں۔''

[illegible] مونا کے اندر پہنچ گئی۔ وہ بھی رات کا کھانا کھانے کے [illegible] اپنے بیڈ روم میں آگئی تھی۔ اس کا شوہر بدرالدین اسے سمجھا رہا تھا کہ بیٹے کو بھولنے کی کوشش کرو۔ صبر کرو۔ اللہ نے چاہا تو ایک نہیں کئی بچوں کی ماں بنو گی۔

نومی نے باری باری ان کے دماغوں میں جا کر انہیں تھپک تھپک کر سلا دیا پھر سب سے پہلے مونا پر تنویمی عمل کیا۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کر دی کہ جو بچہ اسے صبح اپنے بستر پر ملے گا۔ وہ اس کا اپنا بیٹا ببلو ہی ہوگا۔ وہ دریا میں ڈوب گیا تھا لیکن اسے موت نہیں آئی۔ وہ زندگی کی طرف لوٹ آیا ہے۔

اس نے مونا کے اندر یہ بات بھی نقش کی کہ وہ دوہری زندگی گزارے گی۔ وہ بیک وقت مونا بھی ہوگی اور شیوانی بھی ہوگی۔ اس بچے کے نام بھی دو ہی ہوں گے۔ ایک نام تو ببلو ہے اور دوسرا عدنان ہوگا۔

اس نے ایسی اہم باتیں نقش کرنے کے بعد مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دیا پھر تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ اس کے شوہر کے دماغ میں آئی۔ اس پر بھی تنویمی عمل کیا۔ اس کے ذہن میں اہم باتیں نقش کیں پھر ان کے دماغوں سے نکل آئی۔

ان دونوں میاں بیوی نے دروازے کو اندر سے بند نہیں کیا تھا۔ الکا نے نومی کی مرضی کے مطابق عدنان سے کہا۔ ''آؤ بیٹے! اب تمہیں اپنی نئی ماں کے پاس جا کر سونا ہے۔ اس کا جسم اور چہرہ نیا ہوگا لیکن اس کے اندر میں ہی ہوں گی۔''

وہ اسے مونا اور بدرالدین کے کمرے میں لے آئی۔ وہ اپنی ماں کی مرضی کے مطابق ان کے درمیان جا کر بستر پر لیٹ گیا۔ نومی نے کہا۔ ''بیٹے! ابھی میں جا رہی ہوں۔ صبح ہوتے ہی اس عورت کے جسم میں آجاؤں گی پھر یہ تمہارے لیے اجنبی نہیں رہے گی۔''

الکا نومی کی مرضی کے مطابق وہاں سے چلتی ہوئی ہوٹل سے باہر آئی۔ پورے چاند کی رات تھی۔ نومی نے اس کے اندر یہ خیال پیدا کیا کہ چاندنی رات میں کشتی کی سیر کرنی چاہیے۔ الکا اور آزوری وہاں سے انڈیا واپس جانا چاہتی تھیں۔ نومی نے کہا۔ ''اتنی جلدی کیا ہے؟ صبح سے پہلے یہاں سے کوئی اسٹیمر نہیں جائے گا۔ ابھی اسے کشتی کی سیر کرنی چاہیے۔''

وہ ساحل پر آگئی۔ ایک ملاح سے کہا کہ اسے کشتی میں بٹھا کر دور دریا میں لے جائے پھر واپس لے آئے۔

واپس تو آنا نہیں تھا۔ جب وہ کشتی ساحل سے دور نکل گئی تو نومی نے کہا۔ ''الکا اور آزوری! اب کشتی سے چھلانگ لگا دو۔ دریا میں ڈوب مرو۔''

الکا نے پریشان ہو کر کہا۔ ''میں نے تمہاری ساری باتیں مانی ہیں۔ تم یہاں آ کر مجھے دھوکا دے رہی ہو۔''

وہ بولی۔ ''سوری۔ میں نہیں چاہتی' تم یہاں سے زندہ واپس جاؤ اور وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے تم دونوں کے ذریعے یہ معلوم کر لیں کہ میں بنگلا دیش میں ہوں۔''

اس نے الکا اور آزوری کو بحث کرنے کا موقع نہیں دیا۔ ان کے مشترکہ دماغ کو پوری طرح اپنے قبضے میں لے کر کشتی سے چھلانگ لگانے پر مجبور کر دیا۔ وہ اچانک اپنی جگہ سے اٹھ کر گہرے پانی میں کود پڑی۔

ملاح نے گھبرا کر کہا۔ ''ارے ارے.... یہ کیا کر رہی ہو؟''

وہ بھی چھلانگ لگا کر اسے بچانا چاہتا تھا لیکن لومی نے اس کے دماغ پر بھی قبضہ جما لیا۔ اسے مجبور کیا کہ وہ کشتی کو وہاں سے دور لے جائے۔

کشتی دور جا رہی تھی۔ الکا تیرنا جانتی تھی۔ ہاتھ پاؤں مار کر ساحل کی طرف جانا چاہتی تھی۔ اسی وقت لومی نے پھر اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ تیرنا بھول گئی اور گہرے پانی میں ڈوبتی چلی گئی۔

آزوری کی آتما اور الکا کا جسم نابود ہو گیا۔ ان کی زندگی کا قصہ تمام ہو گیا۔ دوسری طرف آزوری کا جسم اور شیوانی کی آتما کلکتہ شہر میں بھٹک رہی تھیں۔ ہم نے وہاں اس کی رہائش کا انتظام کیا تھا۔ اسے سمجھایا تھا' تسلیاں دی تھیں کہ عدنان جلد ہی اس کے پاس پہنچ جائے گا۔ اسے تو صبر کرنا ہی تھا۔ نہ کرتی تو بیٹے کو کہاں تلاش کرتی؟

لومی نے خیال خوانی کے ذریعے مونا کے اندر شیوانی کی ممتا پیدا کر دی تھی۔ ایک تو مونا پہلے ہی اپنے بچے کے لیے تڑپ رہی تھی۔ ایسے میں عدنان اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔ وہ ایک تابعدار کی حیثیت سے اسے شیوانی بن کر محبت دینے والی تھی۔

میں بابا صاحب کے ادارے میں تھا۔ وہاں کی ایکسچینج کے ذریعے فون پر کہا گیا کہ لومی کرسٹل مجھ سے بات کرنا چاہتی ہے۔ ... ریسیور کان سے لگا کر انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس کی آواز سنائی دی۔ ''ہائے فرہاد! تم نے جو زخم لگایا تھا۔ وہ تو رفتہ رفتہ بھر ہی جائے گا لیکن چاقو سے جو لکیر میرے بدن پر کھینچی تھی۔ وہ میرے دل پر نقش ہو گئی ہے اور تم سمجھ سکتے ہو کہ دل کا زخم کبھی نہیں بھرتا۔''

میں نے سخت لہجے میں پوچھا۔ ''عدنان کہاں ہے۔''

''میری آغوش میں ہے۔ میں تم سے پیار کرتی ہوں تو تمہارے پوتے سے کیوں نہیں کروں گی؟ اسے تو ہمیشہ اپنے کلیجے سے لگا کر رکھوں گی۔''

''بکواس مت کرو۔ عقل سے کام لو۔ اب سے پہلے تم نے سونیا بننے اور اس کی جگہ لینے کی ہر ممکن کوشش کی۔ سونیا کو موت کی دہلیز تک پہنچا دیا پھر بھی اس کی جگہ لے سکیں اور نہ ہی مجھے جھکنے پر مجبور کر سکیں۔ یہ خیال دماغ سے نکال دینا کہ عدنان کے ذریعے مجھے اپنے سامنے جھکا سکو گی۔''

اس نے بڑے جذبے سے کہا۔ ''اسی لیے تو میں تم پر مرتی ہوں۔ تم فولاد ہو۔ ٹوٹ سکتے ہو' نہ مڑ سکتے ہو' نہ جھک سکتے ہو۔ تمہارے ساتھ جوانی کے چند رنگین لمحات گزار چکی ہوں۔ بس وہی لمحات میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ قسم لے لو۔ تم سے پہلے اور تمہارے بعد کوئی مرد میری تنہائی میں آیا ہے اور نہ ہی آئے گا۔''

میں نے پھر سخت لہجے میں کہا۔ ''مجھ سے صرف میرے پوتے کے بارے میں بات کرو۔''

''ذرا تحمل سے کام لو۔ میں نے بڑی محنت اور بڑے خطرات سے کھیل کر عدنان کو حاصل کیا ہے۔ اس کا انعام تو مجھے ملنا چاہیے۔''

''جیسا چاہو گی' ویسا انعام ملے گا۔ اس کی واپسی کی بات کرو۔''

''تم زبان کے دھنی ہو۔ جو وعدہ کرتے ہو' اسے ہر قیمت پر پورا کرتے ہو۔''

''جب جانتی ہو تو زیادہ باتیں نہ کرو۔ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ اپنے مطالبات بیان کرو۔''

''مطالبات نہ کہو۔ انعام کہو۔ میں انعام کے طور پر تمہیں چاہتی ہوں۔''

''فضول باتیں نہ کرو۔''

''تمہارے لیے تو یہ بات فضول ہی ہو گی لیکن یہی بات میری زندگی کا حاصل ہے۔ تم میرے اندر اتنی گہرائی تک سمائے ہوئے ہو کہ میں تمہیں کبھی باہر نہیں نکال سکوں گی۔ ہمیشہ تمہارے لیے تڑپتی رہوں گی۔ اسی دیوانگی کی وجہ سے میں نے سونیا سے دشمنی کی تھی۔ اسی دیوانگی کی وجہ سے میں نے عدنان کو اغوا کیا ہے۔''

''لومی! تم احسان فراموش ہو۔ یہ کیوں بھول رہی ہو کہ تم میرے چاقو کی نوک پر تھیں۔ میں چاہتا تو اسی وقت تمہیں ہمیشہ کے لیے ختم کر دیتا لیکن میں نے ایک چھوٹا سا کٹ لگا کر چھوڑ دیا۔ تم ابھی میری دی ہوئی زندگی جی رہی ہو اور مجھ سے ہی دشمنی کر رہی ہو؟''

''مائی گاڈ۔ میں دشمنی نہیں کر رہی ہوں۔ تمہارا پوتا زندہ اور صحیح سلامت تمہارے پاس پہنچے گا۔ اس کے جسم پر ہلکی سی خراش بھی نہیں آئے گی اگر تم نے مجھے زندگی دی ہے تو میں تمہارے پوتے کو ہنستا کھیلتا تمہارے پاس پہنچاؤں گی مگر.....''

وہ ذرا چپ ہوئی۔ میں نے کہا۔ ''آگے بولو.....؟''

وہ مستی بھرے لہجے میں بولی۔ ''ہائے....! یہ دل وہ گزرے ہوئے رنگین لمحات مانگتا ہے۔ پہلے انعام کے طور پر مجھے مل جاؤ پھر اپنے پوتے کو لے جاؤ۔''

میں اس کی دیوانگی کو سمجھ رہا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ اس دیوانگی کے باوجود وہ کبھی میرے ہاتھ نہیں آتی۔ میں نے کہا۔ ''اب سے بہت پہلے تم نے ایسا ہی ایک مطالبہ کیا تھا۔ میرے ساتھ کہیں تنہائی میں وقت گزارنا چاہتی تھیں اور میں راضی ہو گیا تھا۔''

''اور میں اپنا مطالبہ منوا کر پیچھے ہٹ گئی تھی۔ راضی نہیں ہوئی تھی۔ یہ اندیشہ تو لگا رہتا کہ تنہائی میں تم میری گردن دبوچ لو گے اور میرے دماغ پر حاوی ہو کر مجھے اپنی معمولہ بنا لو گے۔''

''یہ اندیشہ تو آیندہ بھی رہے گا پھر ایسا مطالبہ کیوں منوا رہی ہو؟ یہ تو اچھی طرح جانتی ہوں کہ میں زبان کا دھنی ہوں۔ جو بات کہتا ہوں' اس سے کبھی نہیں پھرتا۔ میں نے کہا تھا' تم تنہائی میں آؤ گی تو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ جس طرح آزاد خیال خوانی کرنے والی کی حیثیت سے آؤ گی۔ اسی طرح واپس جاؤ گی۔ تمہیں ذہنی طور پر بھی کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔''

''بے شک' میں تم پر بھروسا کرتی ہوں لیکن تمہارے ساتھیوں پر کبھی بھروسا نہیں کر سکتی۔ خصوصاً سونیا کی طرف سے خطرہ ہی رہتا ہے۔ تم اپنے وعدے کے مطابق نقصان نہیں پہنچاؤ گے لیکن تمہارے پیچھے چھپے ہوئے ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی بھی موقع کا فائدہ اٹھا کر مجھے اپنی تابعدار بنا سکتے ہیں۔''

''آج بھی تم اندیشوں میں مبتلا ہو تو پھر میرے ساتھ رنگین لمحات گزارنے کے لیے کیوں مچل رہی ہو؟ کیوں فضول مطالبہ کر رہی ہو؟''

''اس بار مجھے تم سے یا تمہارے ساتھیوں سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ عدنان میرے پاس ہے۔ جب میں تمہارے ساتھ اچھا خاصا وقت گزار کر واپس جاؤں گی۔ تب ہی اسے تمہارے حوالے کروں گی۔''

''میں کیسے بھروسا کروں کہ میرے ساتھ وقت گزارنے کے بعد تم عدنان کو واپس کر دو گی؟''

''بھروسا تو کرنا ہی ہوگا۔ تمہارے سامنے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔''

''تمہیں میری مجبوری سے فائدہ اٹھانے کا بہترین موقع مل رہا ہے۔ بہرحال تم سے تنہائی میں ملاقات کرنے کے سلسلے میں بہت سے پہلوؤں پر غور کرنا ہی ہوگا۔ میں کل رات رابطہ کروں گا یا تم مجھے کال کرو گی تو اپنا فیصلہ سناؤں گا۔''

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ ''تم اس معاملے کے کسی پہلو پر بھی غور نہیں کرو گے۔ صرف بہانہ کر رہے ہو۔ کل رات تک کا وقت حاصل کر رہے ہو۔ تمہیں یقین ہے کہ کل تک تم اپنے پوتے کو کسی بھی مکاری سے چھین کر لے جاؤ گے۔''

''تم میرے متعلق کوئی بھی رائے قائم کر سکتی ہو۔ میں بحث نہیں کروں گا۔ اس معاملے پر اب کل رات ہی ہماری بات ہو گی۔''

''اس سے پہلے میرا ایک اور مطالبہ بھی ہے۔ اسے مان لو۔''

''اب اور کیا چاہتی ہو؟''

''مجھے جمائمہ کی ضرورت ہے۔''

میں نے حیرانی سے پوچھا۔ ''جمائمہ.....؟''

''ہاں' وہی پُراسرار اور خطرناک لڑکی جو دن کو نارمل رہتی ہے اور رات کو ابنارمل ہو جاتی ہے۔''

''تم اسے کیوں حاصل کرنا چاہتی ہو؟''

''میں نے اس کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔ وہ دنیا کی ایک انتہائی عجیب و غریب لڑکی ہے۔ پُراسرار قوتوں کی مالکہ ہے۔ میں اس سے بہت سے کام لے سکوں گی۔''

میں پہلے ہی جناب تبریزی کا فیصلہ سن چکا تھا کہ الوشے جمائمہ بن کر ادارے سے باہر جائے گی۔ ان کا فیصلہ اور دشمن لومی کا مطالبہ ایک ہی تھا۔ میں لومی کے سامنے اتنی جلدی راضی نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اس لیے میں نے کہا۔ ''دیکھو لومی! جمائمہ بہت اچھی لڑکی ہے۔ دن کو جب وہ نارمل رہتی ہے تو اس پر بڑا پیار آتا ہے۔ ہم رات کو بھی اسے کنٹرول کر رہے ہیں۔ اسے ایک سیدھی سادی زندگی گزارنے کے راستے پر لا رہے ہیں۔''

''ایسے نیک جذبات کسی دوسری لڑکی کے لیے رکھو۔ کوئی ابنارمل ہو تو خیال خوانی کے ذریعے اسے نارمل بناؤ لیکن جمائمہ کے سلسلے میں کوئی بحث نہ کرو۔ میرا مطالبہ مان لو۔ اسے ادارے سے باہر بھیج دو۔''

"میں اس سلسلے میں جناب تبریزی سے بات کروں گا۔ وہ راضی ہوں گے تو جمائلہ کو باہر بھیج دیا جائے گا۔"

"جناب تبریزی بھی تمہارے پوتے کی واپسی چاہیں گے۔ وہ میرا مطالبہ ضرور مانیں گے۔ میں چاہتی ہوں' کل شام اندھیرا پھیلنے سے پہلے جمائلہ کو ادارے سے باہر پہنچا دیا جائے۔ اس طرح وہ باہر آ کر تاریکی پھیلتے ہی اپنی پیدائشی فطرت کے مطابق تبدیل ہو جائے گی اور میرے کام آئے گی۔"

"ایک گھنٹے بعد کال کرو۔ میں جواب دوں گا۔"

"اور میں جانتی ہوں کہ جواب ہاں میں ہی ہوگا۔ کیونکہ تمہاری جان تو اپنے پوتے میں اٹکی ہوئی ہے۔"

اس نے قہقہہ لگا کر رابطہ ختم کر دیا۔ دوسری طرف فرہادتو وقت گزرنے کا منتظر تھا۔ نومی نے کہا تھا کہ وہ چار گھنٹے بعد اس سے رابطہ کرے گی۔ وہ اس عرصے میں سکون سے بیٹھنے والا نہیں تھا۔

ایرپورٹ میں یہ دیکھ چکا تھا کہ نومی نے الکا کو آلۂ کار بنا کر عدنان کو اغوا کیا ہے اور ایسا کرنے سے پہلے اس نے الکا کے دماغ کو لاک کر دیا تھا۔

تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے کے بارے میں یہ سوچتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی بیمار پڑ سکتا ہے یا کسی حادثے میں زخمی ہو سکتا ہے۔ ایسے میں دماغی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اس کے اندر پہنچا جا سکتا ہے۔ یا پھر کسی وجہ سے اس کا دماغ اتفاقاً کمزور ہو سکتا ہے۔ ایسے وقت بھی آسانی سے اس کے اندر پہنچنے کا موقع مل جاتا ہے۔

فرہادتو نے سوچا کہ وہ وقفے وقفے سے الکا کے اندر جاتا رہے گا۔ شاید کسی وقت جگہ مل جائے۔ اگرچہ یہ ایک کمزوری تدبیر تھی لیکن تقدیر مہربان ہو تو ڈوبنے والا تنکے کا سہارا لے کر کنارے لگ جاتا ہے۔

وہ دوسری یا تیسری بار الکا کے اندر اس وقت پہنچا' جب وہ دریا میں ڈوب رہی تھی اور نومی اسے ڈوبنے پر مجبور کر رہی تھی۔ ایسے وقت الکا کا دماغ مقفل نہیں رہ سکتا تھا۔ وہ اور نومی اس وقت فرہادتو کی موجودگی کو محسوس نہیں کر سکتی تھیں۔

پہلے تو الکا نے تیر کر پانی سے ابھرنے اور کنارے لگنے کی کوشش کی لیکن نومی نے ایسا ہونے نہیں دیا۔ اس کی مرضی کے مطابق الکا کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے اور وہ دریا کی گہرائی میں ڈوبتی چلی گئی پھر اس کی سانس رک گئی۔ نومی اس کے دماغ سے باہر نکل آئی اور اس کشتی چلانے والے اندر پہنچ کر اسے وہاں سے دور لے جانے لگی۔

حقیقت یہ تھی کہ الکا کی سانس رکی نہیں تھی۔ فرہادتو نے روک دی تھی اور نومی یہ سمجھی تھی کہ اس کی سانسیں پوری ہو چکی ہیں۔ وہ کشتی کے ملاح کو وہاں سے دور لے جانے کے بعد عدنان اور اس کی نئی ماں مونا کے پاس پہنچ گئی تھی۔

فرہادتو الکا کے اندر رہ کر دو منٹ تک سانس روک کر اسے سنبھالتا رہا پھر وہ اس کی مرضی کے مطابق ہاتھ پاؤں مارتی ہوئی پانی پر ابھر آئی۔ سانسیں لیتی ہوئی تیرنے لگی۔

کنارہ بہت دور تھا اور دریا کی لہریں منہ زور تھیں۔ چاندنی رات میں دور دور تک کوئی کشتی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ فرہادتو نے سمجھ لیا کہ وہ کنارے تک نہیں پہنچ سکے گی۔ وہ تیزی سے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ اسے یہ معلوم ہوا کہ نومی اس بچے کو بنگلا دیش لے آئی ہے اور اس وقت ایک ساحلی شہر نواکھالی کے ایک ہوٹل میں قیام پذیر ہے۔

اتنی معلومات ہی کافی تھیں۔ اس کے بعد الکا اس کے کسی کام نہیں آ سکتی تھی۔ اس لیے اس نے اسے ابھرنے اور ڈوبنے کے لیے چھوڑ دیا۔ بے چاری کو مرتے مرتے نئی زندگی مل رہی تھی پھر ایک بار موت اس پر حاوی ہونے لگی۔ وہ کنارے تک نہیں جا سکتی تھی۔ تیرتے تیرتے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے تھے۔ وہ ڈھیلی پڑ گئی تھی اور پھر ایک بار پانی کی گہرائی میں ڈوبتی چلی گئی۔

فرہادتو نے فوراً ہی کلکتہ ایرپورٹ کے ایک اعلیٰ افسر کو ٹریپ کیا پھر اسے مجبور کیا کہ وہ فون کے ذریعے بنگلا دیش کے ایرپورٹ کے کسی بھی اعلیٰ افسر سے رابطہ کرے۔ اس نے یہی کیا۔ رابطہ ہوتے ہی ادھر کی آواز سنتے ہی فرہادتو بنگلا دیش کے اس اعلیٰ افسر کے اندر چلا گیا۔

اس افسر نے اسے نواکھالی کے سٹی گورنر کے اندر پہنچا دیا۔ اس شہر میں آدھی رات ہو رہی تھی۔ فرہادتو کو الکا کے خیالات پڑھ کر یہ معلوم ہو گیا تھا کہ نومی نے وہاں کے ایک ساحلی ہوٹل میں عدنان کو کہیں چھپا کر رکھا ہے۔

یہ اطمینان تھا کہ نومی صبح سے پہلے عدنان کے ساتھ اس ہوٹل سے کہیں دوسری جگہ نہیں جائے گی۔ رات وہیں گزارے گی۔ وہ صبح ہونے تک عدنان کو حاصل کرنے کے لیے بہت کچھ کر سکتا تھا۔ اس سلسلے میں سب سے اہم نکتہ یہ تھا کہ اس بچے کو اس کی ماں سے جدا نہ کیا جائے۔

اس نے سوچا کہ نومی بچے کی اسی کمزوری سے کھیل رہی تھی۔ پہلے اس نے الکا کو ماں بنا کر عدنان کو بنگلا دیش پہنچایا اور اب الکا کو مارنے کے بعد شاید کسی دوسری عورت کو اس کی ماں بنا چکی ہے۔

فرہادتو یہ بات اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ اسے بھی یہی طریقہ کار اپنانا ہوگا۔ عدنان کے لیے کسی دوسری ماں کا انتظام کرنا ہوگا۔ وہ دوسری عورت شیوانی بن کر اسے بھرپور ممتا دیتی رہے گی تو وہ بچہ مطمئن رہے گا۔

وہ اس سٹی گورنر کے ذریعے اس کے سیکرٹری کے اندر پہنچا پھر ایک پولیس افسر کے اندر جگہ بنائی۔ وہ جلد سے جلد وہاں کی اہم شخصیات کو اپنے قابو میں کر رہا تھا پھر وہ ایک آلۂ کار کے ذریعے اس ہوٹل میں پہنچ گیا۔ وہاں دوسرے شہروں سے آئے ہوئے مسافر قیام کر رہے تھے۔

وہ ایک جوان عورت کے اندر پہنچا۔ اس کا نام شلپا تھا۔ وہ کاروباری سلسلے میں ڈھاکا سے وہاں آئی ہوئی تھی۔ ایک کمرے میں قیام کر رہی تھی۔ فرہادتو نے اسے اپنی معمولہ بنا کر اس کے دماغ کو لاک کر دیا۔ اس کے اندر شیوانی کی آواز اور لب و لہجے کو نقش کر کے عدنان کے لیے شدید ممتا پیدا کر دی۔

وہاں کا پولیس افسر بھی فرہادتو کی مرضی کے مطابق یہ معلوم کرتا رہا تھا کہ اس ہوٹل میں ایسے کون سے مسافر ہیں جن کے ساتھ پانچ چھ برس کے بچے بھی ہیں۔

یہ معلوم کرنا کچھ مشکل بھی نہیں تھا۔ جب شلپا دو گھنٹے بعد تنویمی نیند سے بیدار ہوئی تو فرہادتو کی مرضی کے مطابق اپنے کمرے سے نکل کر اس کمرے میں آئی' جہاں مونا اور بدرالدّین کے درمیان عدنان گہری نیند میں تھا۔

شلپا نے آگے بڑھ کر عدنان کو ان کے درمیان سے اٹھا لیا۔ اسے دونوں بازوؤں میں سنبھالتی ہوئی اپنے کمرے میں لے آئی۔ بستر پر لٹا کر بڑی محبت اور ممتا سے اسے دیکھنے لگی۔ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بولی۔ "بیٹے عدنان! اٹھو۔ اپنی ماں کا نیا چہرہ دیکھو......"

وہ آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر اپنے سامنے بیٹھی ہوئی اجنبی عورت کو دیکھنے لگا۔ وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔ "میں تمہاری ماں ہوں۔ تم نے مجھے اب تک کتنے ہی چہرے اور کتنے ہی جسم بدلتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ میرا نیا چہرہ اور نیا جسم ہے۔ تم مجھے میری آواز اور لب و لہجے سے پہچان سکتے ہو۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا ہاتھ تھام کر بولا۔ "آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ نیا جسم بدلنے والی ہیں۔ میں سمجھ گیا ہوں' آپ ایسا کر چکی ہیں۔ اب اس نئے جسم میں آ گئی ہیں۔"

وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر بولی۔ "شاباش بیٹے! اب واش روم میں جاؤ اور منہ ہاتھ دھو کر آؤ۔ ہم ابھی یہاں سے کسی دوسری جگہ چلے جائیں گے۔"

وہ فوراً ہی بستر سے اتر کر واش روم میں چلا گیا۔ فرہادتو نے اس شہر کی اہم شخصیات کو ٹریپ کیا تھا۔ یہ خیال تھا کہ نومی آئندہ اس کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرے گی تو وہ اپنے غلام بننے والے وائس مین' ٹف گائی اور واسکوڈی کو ان اہم شخصیات کے اندر پہنچا دے گا۔ اس طرح اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والی فوج کے ذریعے نومی کو شکست دے سکے گا۔

اس کی آلۂ کار شلپا عدنان کو وہاں سے لے جا رہی تھی۔ اب تک نومی نے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی تھی۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ اس وقت خیال خوانی کے ذریعے عدنان کے آس پاس موجود نہیں تھی۔ بہت بڑی فتح حاصل کرنے کا غرور بھی خوب ہوتا ہے۔ نومی تھوڑی دیر کے لیے عدنان کی طرف سے غافل ہو گئی تھی۔ اسے یہ اطمینان تھا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے پاس نہیں پہنچ سکے گا۔

جب تک فرہادتو میدان مارتا رہا' تب تک نومی فون کے ذریعے مجھ سے بات کرتی رہی تھی اور اپنے مطالبات منواتی رہی تھی۔ اپنا ایک جذباتی مطالبہ منوانے کے سلسلے میں بڑی طویل گفتگو کرتی رہی تھی پھر یہ کہہ کر چلی گئی تھی کہ ایک گھنٹے بعد جمائلہ کے متعلق فیصلہ سننے آئے گی۔

وہ پچھلی رات سے جاگ رہی تھی۔ عدنان کو انڈیا سے بنگلا دیش تک لائی تھی اور اس دوران آرام کرنے کی ایک ذرا فرصت نہیں ملی تھی۔ اب اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ عدنان مونا اور بدرُالدّین کے پاس محفوظ ہے۔ وہ ان کے ساتھ صبح تک گہری نیند سوتا رہے گا۔

نومی اس دوران میں کلکتہ شہر چھوڑ کر دہلی پہنچ گئی تھی۔ وہاں ایک ہوٹل میں قیام کر رہی تھی۔ اس نے سوچا۔ "صبح تک عدنان کی طرف سے اطمینان ہے اور ایک گھنٹے بعد فرہاد سے جمائلہ کے بارے میں پوچھنا ہے۔ کوئی بات نہیں۔ میں دو چار گھنٹوں کے بعد بھی اس کے بارے میں پوچھ سکتی ہوں۔ جمائلہ میرے لیے میری نیند اور آرام سے زیادہ ضروری نہیں ہے۔ فرہادتو ہی اس کی رہائی چاہتا ہے۔ میں اب صبح ہی بیدار ہونے کے بعد فرہادتو سے اس سلسلے میں بات کروں گی۔"

اس نے مطمئن ہو کر بیڈ پر لیٹ کر اپنے دماغ کو ہدایت دی کہ وہ اب صبح چھ بجے تک سوتی رہے گی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ سوتی رہے گی اور کھوتی رہے گی۔ بہرحال وہ گہری نیند سو گئی۔

فرہادتو نے وہاں ایک ایسے شخص کو آلۂ کار بنایا تھا جو گمنام رہ کر زندگی گزارتا تھا۔ محلے والے اسے کھوکا بابو کہتے

تھے۔فرہادٹو کی آلۂ کار شلپا اب شیوانی بن چکی تھی۔وہ عدنان کے ساتھ کھوکا کی کار میں بیٹھ کر چانگام کی طرف جانے لگی۔

فرہادٹو چاہتا تھا کہ لوی ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرے۔وہ صبح تک چانگام پہنچ کر بحری یا ہوائی جہاز کے ذریعے عدنان کو اپنے قریب پیرس بلا سکتا تھا۔اس طرح میرا پوتا میرے بھی قریب ہو جاتا۔فرہادٹو کو اس بات کا اندیشہ نہیں تھا کہ ہم عدنان کو اس سے چھین کر لے جائیں گے۔اس نے یہ طے کرلیا تھا کہ وہ جلد سے جلد عدنان کے سلسلے میں ہم سے معاملات طے کرے گا۔اپنے مطالبات منوائے گا پھر اسے ہمارے حوالے کردے گا۔

اسے عدنان سے بس اسی حد تک دلچسپی تھی کہ وہ اس بچے کے ذریعے ہم سے مطالبات منوا سکتا تھا۔سپر پاور امریکا اور دوسرے بڑے ممالک کو یہ بتا سکتا تھا کہ وہ پھر ایک بار فرہاد علی تیمور پر سبقت لے گیا ہے۔

یہی یک مقصد لے کر وہ میرے مقابلے پر آیا تھا کہ پوری دنیا کے سامنے مجھ سے برتری حاصل کرے گا اور مجھے ہمیشہ کمتر بنا کر رکھے گا۔

اس نے امریکی اکابرین سے رابطہ کرنے کے بعد کہا۔ ''آپ حضرات کو یہ تو معلوم ہو چکا ہوگا کہ فرہاد کا پوتا عدنان پھر سے گم ہو گیا ہے۔میں یہ وضاحت کرنے آیا ہوں کہ وہ گم نہیں ہوا ہے۔اسے میں نے اغوا کیا ہے۔وہ بچہ میرے شکنجے میں ہے۔''

ایک اعلیٰ عہدے دار نے خوش ہو کر کہا۔ ''ہم تمہیں اس کامیابی کی مبارک باد دیتے ہیں۔''

دوسرے نے بھی کہا۔ ''بے شک' تم دونوں فرہاد کے درمیان زبردست رسا کشی ہو رہی ہے۔کبھی وہ تمہیں اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور کبھی تم اسے اپنی طرف کھینچ لیتے ہو۔اس بار تم نے اسے زبردست طریقے سے کھینچا ہے۔اس کا پوتا اس کی بہت بڑی کمزوری ہے۔''

''اس کی اس کمزوری سے آپ حضرات کو فائدہ پہنچے گا۔میں نے وعدہ کیا تھا' جمائلہ کو بابا صاحب کے ادارے سے نکال کر آپ کے پاس پہنچاؤں گا۔اب وعدہ پورا کرنے کا وقت آگیا ہے۔''

اس بات سے سب ہی خوش ہو گئے۔ایک نے کہا۔ ''تھینک یو مسٹر فرہادٹو! تھینک یو ویری مچ۔تم واقعی بہترین دوست ہونے کا ثبوت دے رہے ہو۔ہمیں بتاؤ' ہم تمہاری ہر خواہش پوری کریں گے۔''

''میری کوئی خواہش ہوگی' کوئی ضرورت ہوگی تو ضرور آپ حضرات کا تعاون چاہوں گا۔ابھی تو صرف آپ لوگوں کے کام آنا چاہتا ہوں۔ایک آدھ گھنٹے کے بعد فرہاد سے رابطہ کروں گا اور اس کے پوتے کے ذریعے اپنے مطالبات منواؤں گا۔''

''ہمارا ایک مشورہ ہے اور وہ یہ کہ عدنان کو کبھی اس کے حوالے نہ کرنا۔وہ بچہ جب تک تمہارے شکنجے میں رہے گا تب تک تم اس پر سبقت لیتے رہو گے اور وہ تمہارے سامنے گھٹنے ٹیکتا رہے گا۔''

''میں ایسا کر سکتا ہوں لیکن اس کی ہسٹری جانتا ہوں۔یہ بات اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ وہ زیادہ عرصے کسی کے قابو میں نہیں رہتا ہے اور نہ اپنی کمزوری کسی کے پاس چھوڑتا ہے۔وہ کسی نہ کسی چال بازی سے اپنے پوتے تک پہنچ کر اسے مجھ سے چھین کر لے جائے گا۔اس سے پہلے ہی میں اس سے اپنے مطالبات منوا کر بچے کو اس کے حوالے کر دینا چاہتا ہوں۔ابھی میں جا رہا ہوں۔دو چار گھنٹے کے بعد جمائلہ کی رہائی کے متعلق خوشخبری سناؤں گا۔''

وہ سیون بلڈرز کے ایک آلۂ کار کے پاس آکر بولا۔ ''اپنے تمام ساتھیوں سے کہو' فرہادٹو ان سے بات کرنا چاہتا ہے۔''

تمام بلڈرز اس کا نام سنتے ہی آدھے گھنٹے کے اندر ایک بلڈر کے بنگلے میں آکر جمع ہو گئے۔فرہادٹو نے انہیں بھی یہ خوش خبری سنائی۔

ایک بلڈر نے کہا۔ ''مسٹر فرہادٹو! ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ تم واقعی فرہاد کے لیے لوہے کا چنا ثابت ہو رہے ہو۔''

دوسرے بلڈر نے بھی اسے مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔ ''جس طرح تم نے عدنان کو اپنے شکنجے میں رکھا ہے۔اسی طرح کوشش کرو کہ فرہاد علی تیمور کی اور دوسری کمزوریاں بھی تمہارے ہاتھ آتی رہیں۔''

اس نے کہا۔ ''میں خوب سمجھتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اس کے مقابلے میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کر رہا ہوں۔میں صرف اس کے بچوں کو ہی نہیں۔اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی چھین لینے کی کوشش کرتا رہوں گا۔''

بلڈر فور نے کہا۔ ''تم جیسے کارنامے انجام دے رہے ہو اس کے نتیجے میں امریکی اکابرین نے تمہیں سر پر بٹھایا ہوگا' تمہاری تو خوب واہ واہ ہو رہی ہوگی؟''

بلڈر تو نے کہا۔ ''صرف فرہاد علی تیمور ہی ایک ایسا ہے جسے سپر پاور کہلانے والے آج تک کاٹ نہ سکے۔تم بڑی تیزی سے اسے کاٹ کاٹ کر چھوٹا کرتے جا رہے ہو۔''

ایک اور نے کہا۔ ''سپر پاور سے ہماری نہیں بنتی۔کیا تم کبھی ان کے خلاف ہمارا ساتھ دو گے؟''

اس نے کہا۔ ''نہیں' ان کے خلاف تمہارا ساتھ دوں گا اور نہ ہی تمہارے خلاف ان کا ساتھ دوں گا۔میں تو صرف فرہاد کو کچلنا چاہتا ہوں۔اس کے لیے تم سب کا برابر ساتھ دوں گا۔کسی سے دشمنی نہیں کروں گا۔تم سب سے دوستی رکھوں گا۔''

ایک اور نے پوچھا۔ ''امریکی اکابرین بھی یقیناً جمائلہ کا مطالبہ کر رہے ہوں گے؟''

''بے شک' انہوں نے مطالبہ کیا ہے لیکن میں نے پہلے تم سے وعدہ کیا تھا۔اس لیے جمائلہ بابا صاحب کے ادارے سے نکلے گی تو تمہارا فرض ہوگا کہ اسے اپنے قابو میں کر لو اگر امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے ٹریپ کریں گے تو پھر یہ میری ذمے داری نہیں ہوگی۔''

''کیا تم امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایسا کرنے سے نہیں روکو گے؟''

''جب مجھے معلوم ہوگا کہ وہ ایسا کر رہے ہیں تو انہیں ضرور روکوں گا اور اگر میری لاعلمی میں تمہارے خلاف کوئی بات ہوگی تو اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہوگی۔ابھی تو میں جا رہا ہوں۔جلد ہی جمائلہ کے بارے میں خوشخبری سناؤں گا۔''

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر اپنی آلۂ کار شلپا کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔وہ کار کی پچھلی سیٹ پر عدنان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔عدنان اس کے زانوں پر سر رکھ کر سو رہا تھا۔اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھا ہوا کھوکا بابو کار ڈرائیو کرتے ہوئے ایک لانچ گھاٹ پر پہنچ گیا۔

شلپا نے عدنان کو جگایا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔اب وہ وہاں سے ایک لانچ کے ذریعے چانگام جانے والی تھی۔فرہادٹو اپنی اس آلۂ کار سے مطمئن تھا۔اس نے جو باتیں اس کے ذہن میں نقش کی تھیں۔وہ اسی کے مطابق عمل کر رہی تھی۔شیوانی بن کر عدنان کو بھرپور ممتا دے رہی تھی۔عدنان ہمیشہ سے یہی دیکھتا آ رہا تھا کہ ماں کا چہرہ اور جسم بدل جاتا ہے لیکن اس کی ممتا نہیں بدلتی۔وہ ہمیشہ ہی اپنی آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اور اپنی ممتا کے ذریعے اسے یقین دلاتی ہے اور وہ یقین کر لیتا ہے کہ جو اس کے پاس ماں بن کر آئی ہے' وہی اس کی ماں شیوانی ہے۔

فرہادٹو نواکھالی کے اس ہوٹل میں گیا۔وہاں وہ پولیس افسر ابھی موجود تھا۔اس کے خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا کہ شلپا اپنے ساتھ ایک بچے کو لے گئی تھی۔اس پر کسی نے اعتراض کیا ہے اور نہ ہی اب کئی گھنٹے گزرنے کے بعد کوئی ہنگامہ برپا ہوا ہے۔

فرہادٹو نے فکرمندی سے سوچا کہ آخر بات کیا ہے؟ لومی نے اب تک کوئی مداخلت کی ہے اور نہ ہی کوئی رکاوٹ پیدا کی ہے؟

اس کے ذہن میں جو سوالات پیدا ہو رہے تھے۔اس کے دو جواب ہی سمجھ میں آ رہے تھے۔ایک تو یہ کہ شاید وہ گہری نیند میں سو رہی ہے یا پھر کسی وجہ سے اس کا دماغ کمزور ہو گیا ہے۔

یہ خیال بڑا ہی خوش کن اور حوصلہ افزا تھا۔اس نے فوراً ہی خیال خوانی چھلانگ لگائی' لومی کے اندر پہنچا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔آنکھ کھلتے ہی اس نے سانس روک لی۔فرہادٹو کی خوش فہمی بھی ختم ہو گئی۔وہ بستر پر بیٹھی گہری گہری سانس لے رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ ابھی کون آیا تھا؟

اس نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔صبح کے پانچ بجنے والے تھے۔جب کہ اس نے اپنے دماغ کو ہدایت دی تھی کہ چھ بجے تک سوتی رہے گی لیکن کسی مداخلت نے اسے جگا دیا تھا۔اسے شبہ تھا کہ آنے والا میرا خیال خوانی کرنے والا ہو سکتا ہے اور فرہادٹو بھی ہو سکتا تھا۔اس نے سب سے پہلے عدنان کی خبر لی۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اس کے اندر پہنچی تو اس کے دماغ میں کئی طرح کے خیالات گڈمڈ ہو رہے تھے۔وہ اس کے ذریعے معلوم نہیں کر سکتی تھی کہ اپنی جگہ محفوظ ہے یا نہیں؟

وہ عدنان کے دماغ سے نکل کر مونا کے اندر پہنچی تو وہ گہری نیند میں تھی۔جاگنے کے بعد آنکھ کھولتی تو اس کے ذریعے ہی وہ عدنان کو دیکھ سکتی تھی۔لومی نے اسے جگا دیا۔وہ آنکھیں کھول کر چھت کو تکنے لگی پھر اس نے لومی کی مرضی کے مطابق سر گھما کر اپنے پہلو میں دیکھا تو بستر خالی تھا۔اس سے کچھ فاصلے پر اس کا شوہر بدرالدین سو رہا تھا۔

لومی فوراً ہی سمجھ گئی کہ کچھ گڑبڑ ہے۔اس نے عدنان کو ان میاں بیوی کے درمیان سلایا تھا اور اب وہ وہاں نہیں تھا۔اس نے فوراً ہی مونا کو بستر سے اٹھنے پر مجبور کیا۔وہ تیزی سے چلتی ہوئی واش روم کے پاس آئی پھر اس کا دروازہ کھول کر اندر دیکھنے لگی۔عدنان وہاں بھی نہیں تھا۔اس نے

دوڑتے ہوئے آ کر کمرے کے دروازے کو دیکھا' وہ اندر سے بند نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ کوئی آیا تھا اور عدنان کو وہاں سے لے گیا تھا یا وہ بچہ خود ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔
اس کا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ "عدنان خود سے نہیں گیا ہے۔ اس کا دادا اسے وہاں سے لے گیا ہے۔"
وہ مونا کو دوڑاتی ہوئی نیچے استقبالیہ کاؤنٹر پر آئی۔ مونا نے کاؤنٹر مین سے پوچھا۔ "کیا یہاں سے ایک پانچ یا چھ برس کا بچہ کسی کے ساتھ گیا ہے؟"
کاؤنٹر مین نے کہا۔ "میں نے کسی بھی بچے کو تنہا کہیں جاتے نہیں دیکھا ہے۔ دو گھنٹے پہلے جب میں ڈیوٹی پر آیا تھا تو میڈم شلپا ایک بچے کے ساتھ یہاں سے باہر جا رہی تھیں۔"
نومی کی مرضی کے مطابق مونا نے پوچھا۔ "یہ میڈم شلپا کون ہیں؟ کہاں سے آئی ہیں؟ کہاں گئی ہیں؟ فوراً مجھے بتاؤ۔"
کاؤنٹر مین رجسٹر چیک کرتے ہوئے بولا۔ "وہ ڈھاکا سے آئی تھیں۔ کل ان کی واپسی تھی لیکن ابھی چیک آؤٹ کرانے کے بعد جا چکی ہیں۔"
نومی مونا کے ذریعے دوسرے لوگوں کو آلۂ کار بنا کر عدنان کو تلاش کرنے لگی۔ ایک پولیس آفیسر کے اندر پہنچی تو اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ آج رات ایک بجے کے بعد دماغی طور پر کچھ اپ سیٹ ہو گیا تھا۔ اپنی مرضی کے خلاف رات کی نیند اور آرام چھوڑ کر اس ہوٹل میں گیا تھا اور کئی گھنٹوں تک وہاں بیٹھا رہا تھا۔ جب شلپا نامی ایک عورت ایک بچے کے ساتھ اس ہوٹل سے باہر چلی گئی تو تھوڑی دیر کے بعد وہ خود ہی اپنے گھر واپس آ کر آرام سے سو گیا تھا۔
نومی نے اس آفیسر کو گھر سے باہر دوڑایا۔ اس کے اندر یہ سوچ پیدا کی کہ اسے ہر حال میں شلپا اور اس بچے کو تلاش کرنا ہے۔
وہ آفیسر پریشان تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ وہ ڈیوٹی کے دوران بھی سونے کا عادی تھا۔ جبکہ سونے کے وقت نومی اس سے کام لے رہی تھی۔
وہ جیپ میں بیٹھ کر پہلے لانچ اور اسٹیمر گھاٹ پر آیا۔ وہاں معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ پچھلے تین گھنٹوں میں کوئی اسٹیمر نہیں گزرا ہے۔ ایک لانچ ہی وہاں سے گئی ہے لیکن اس میں کوئی مسافر عورت ایک بچے کے ساتھ نہیں تھی۔
اس نے بس اسٹینڈ پر معلوم کیا۔ وہاں بھی کچھ پتا نہ چل سکا پھر وہ ڈھاکا کی سمت اور پھر چاٹگام کی طرف جانے والے راستوں پر آ گیا۔ وہاں کی پولیس چوکی پر معلوم کیا۔ آخر یہ پتا چلا کہ شلپا عدنان کے ساتھ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور ایک شخص اس گاڑی کو ڈرائیو کرتا ہوا چاٹگام کی طرف گیا ہے۔
اس حد تک معلومات حاصل ہو گئیں کہ وہ عورت عدنان کو چاٹگام کی طرف لے جا رہی ہے۔ چوکی کے پاس ایک نوجوان ٹیکسی ڈرائیور کھڑا ہوا تھا۔ نومی نے اس کے دماغ میں جگہ بنائی پھر اسے چاٹگام کی طرف جانے پر مجبور کیا۔ وہ ٹیکسی ڈرائیو کرتا ہوا تیز رفتاری سے اس طرف جانے لگا اور پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف ادھر کیوں جا رہا ہے؟
نومی نے اس کے دماغ میں کہا۔ "میں لے تمہیں جا رہی ہوں۔"
اس نے گھبرا کر ٹیکسی روک دی۔ نومی نے کہا۔ "گاڑی کو آگے بڑھاؤ۔ کہیں رکنا چاہو گے تو میں رکنے نہیں دوں گی۔"
وہ اس کے دماغ پر حاوی ہو گئی۔ وہ بے اختیار گاڑی اسٹارٹ کر کے بڑی تیز رفتاری سے آگے جانے لگا۔ وہ ٹیلی پیتھی کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔ البتہ بد روحوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا۔ اس وقت خوف زدہ تھا کہ شاید کوئی بد روح اس کے اوپر حاوی ہو گئی ہے اور وہ اس کی مرضی کے مطابق کہیں چلا جا رہا ہے۔
نومی نے کہا۔ "میں کوئی بد روح نہیں ہوں۔ میں نے تمہارے اندر رہ کر معلوم کیا ہے' تم ایک نوجوان لڑکی کو چاہتے ہو۔ اس سے شادی کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کرنا چاہتے ہو۔ میں تمہیں لاکھوں روپے دوں گی۔ بس تم چاٹگام کی طرف بڑھتے رہو۔ راستے میں جو بھی شہر آئے وہاں معلوم کرو کہ کیا کسی نے شلپا نامی عورت کو ایک بچے کے ساتھ دیکھا ہے؟"
وہ خوفزدہ تھا۔ اس نے کہا۔ "تم جو کہو گی' میں وہی کروں گا۔ مجھے جان سے نہ مارنا۔ میں نے کبھی ایک لاکھ روپے ایک ساتھ نہیں دیکھے اور تم لاکھوں روپے دینے کی بات کر رہی ہو اگر یہ سچ ہے تو میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔"
وہ بے چارہ تیز رفتاری سے ٹیکسی ڈرائیو کرتا رہا۔ صبح سات بجے ایک چھوٹے سے ٹاؤن میں پہنچ کر نومی سے بولا۔ "یہاں میرا ایک مہاجن رہتا ہے۔ یہ ٹیکسی بھی اسی کی ہے۔ میں اس سے پوچھتا ہوں۔ شاید اس نے اس عورت اور بچے کو دیکھا ہو۔"
وہ مہاجن کے پاس آ گیا۔ وہ اسے دیکھ کر کہا۔ "اچھا ہوا'

تم آ گئے۔ میں آج تم سے ملنے لوا کھالی جانے والا تھا۔ میری دھرم پتنی کہہ رہی تھی کہ تم میرے حصے کی رقم برابر ادا نہیں کر رہے ہو۔"
وہ اس ڈرائیور کو باتیں سنا رہا تھا۔ نومی اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ پتا چلا کہ تقریباً دو گھنٹے پہلے یہاں ایک گاڑی تھا۔ ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ آئی تھی۔ وہ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور لانچ گھاٹ کی طرف گئی تھی۔
ڈرائیور نے نومی کی مرضی کے مطابق مہاجن سے کہا کہ وہ ابھی واپس آ کر اس کی تمام رقم ادا کرے گا۔ وہ ٹیکسی ڈرائیو کرتا ہوا لانچ گھاٹ پر آیا۔ لانچوں کی آمد و رفت کا حساب رکھنے والے ایک عہدے دار کے پاس آ کر بولا۔ "کیا یہاں سے ایک ڈیڑھ گھنٹا پہلے کوئی عورت پانچ چھ برس کے بچے کے ساتھ کہیں گئی ہے؟"
اس نے کہا۔ "کتنے ہی مرد اور عورتیں اپنے بچوں کے ساتھ یہاں سے جاتے رہتے ہیں۔ میں اب ان کا کھاتا کھول کر کیا دیکھوں کہ کون ماں اپنے بچے کے ساتھ یہاں سے گئی ہے؟"
نومی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ وہ فوراً ہی رجسٹر کھول کر جانے والے مسافروں کے نام چیک کرنے لگا۔ اس رات جانے والے مسافروں کی فہرست میں صرف ایک عورت ہی ایسی تھی جو پانچ یا چھ برس کے بچے کے ساتھ ایک لانچ میں بیٹھ کر چاٹگام کی طرف گئی تھی۔ اس نے اپنا نام شلپا کے بجائے سلطانہ لکھوایا تھا۔
اس رجسٹر چیک کرنے والے کے خیالات نے بتایا کہ لانچ کے اسٹیوارڈ کے پاس موبائل فون ہوتا ہے اگر لانچ دریا کی گہرائی سے گزرتی ہوئی کہیں پھنس جائے یا کوئی دوسری آفت آ جائے تو موبائل فون کے ذریعے وہ گھاٹ والوں سے رابطہ کرتا ہے۔
نومی نے اس رجسٹر چیک کرنے والے کو فون کے ذریعے اس سے رابطہ کرنے پر مجبور کیا پھر رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک اسٹیوارڈ کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو' میں برکت اللہ بول رہا ہوں۔"
وہ اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس نے اس کی مرضی کے مطابق فون بند کر دیا پھر وہاں سے چلتا ہوا مسافروں کے درمیان سے گزرنے لگا۔ نومی اس کے ذریعے ایک عورت اور بچے کو تلاش کر رہی تھی پھر وہ ایک جگہ رک گیا۔ ایک جوان عورت اپنے بچے کے ساتھ برتھ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ بچہ اس کے زانو پر سر رکھ کر سو رہا تھا۔ اسٹیوارڈ نے نومی کی مرضی کے مطابق اس عورت کو مخاطب کیا۔ "دیدی! آپ بیٹھے بیٹھے سو رہی ہیں۔ کیا میں آپ کے لیے کوئی برتھ خالی کروا دوں؟"
اس نے انکار میں کہا۔ "نہیں' میں یہاں ٹھیک ہوں۔ بس میرا بچہ آرام سے سو تا رہے۔"
نومی اس کی آواز سنتے ہی اس کے اندر پہنچی تو اس نے فوراً ہی سانس روک لی۔ اس کی اس حرکت سے یقین ہو گیا کہ اس عورت کو ہی تابعدار بنایا گیا ہے اور عدنان کو اس کے ذریعے چاٹگام پہنچایا جا رہا ہے۔
اسٹیوارڈ نے کہا۔ "میرا خیال ہے' آپ نے صبح کا ناشتا نہیں کیا۔ میں نے آپ کو اپنی بہن کہا ہے۔ کیا میرے ساتھ کیفے چل کر ناشتا کریں گی؟"
شلپا کو بھوک لگی تھی۔ چائے کی طلب ہو رہی تھی۔ فرہاد ٹو اس کے دماغ میں آتا جاتا رہتا تھا۔ اس وقت بھی موجود تھا اور وہ چاہتا تھا کہ وہ بھوکی نہ رہے، اسے کچھ کھانا پینا چاہیے۔
وہ فرہاد ٹو کی مرضی کے مطابق عدنان کے سرہانے ایک شال رکھ کر آہستہ سے اٹھ کر اس کے ساتھ جانے لگی۔ نومی چند منٹ پہلے شلپا کے اندر گئی تو اسے جگہ نہیں ملی تھی۔ اب فرہاد ٹو اس کی خیریت معلوم کرنے آیا تھا۔ ایسے میں ہی نومی شلپا کے اندر جاتی تو اس کے خیالات پڑھنے کا موقع مل جاتا اور بہت کچھ معلوم ہو جاتا لیکن اس نے ایک ہی بار یہ سمجھ لیا تھا کہ اس کا دماغ لاک ہے اور جب تک اس کے دماغ کے دروازے کو کھولا نہیں جائے گا۔ اس وقت تک اسے اس کے خیالات پڑھنے اور عدنان تک پہنچنے کا موقع نہیں ملے گا۔
وہ ایک کیبن کے اندر آ گئی۔ کچھ دیر پہلے ہی فرہاد ٹو نے اسٹیوارڈ کے خیالات بھی پڑھے تھے اور مطمئن ہو گیا تھا۔ لہٰذا اب اس نے اس کے خیالات پڑھنا ضروری نہیں سمجھے۔ اسے بھروسا تھا اور یہی بھروسا اسے مہنگا پڑ گیا۔
ایک لمحے میں کیا سے کیا ہو جاتا ہے؟ کیبن میں پہنچتے ہی اسٹیوارڈ نے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر اچانک ہی شلپا کی گردن دبوچ لی۔ فرہاد ٹو نے چونک کر اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ ادھر گردن دبوچنے کے باعث شلپا کی سانسیں رک رہی تھیں۔ نومی نے اس کے اندر پہنچتے ہی ہلکا سا زلزلہ پیدا کر دیا۔
یہی حرکت فرہاد ٹو نے بھی کی۔ شلپا کو بچانے کے لیے اسٹیوارڈ کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ اِدھر یہ چیخ مار کر کیبن کے فرش پر گری' اُدھر وہ گر کر تڑپنے لگا۔ دونوں کے دماغ پھوڑے کی طرح دکھ رہے تھے۔ فرہاد ٹو فوراً ہی اسٹیوارڈ کے

خیالات پڑھ کر معلوم کرنے لگا کہ اس کے دماغ پر کس نے قبضہ جمایا تھا؟ معلوم ہوا' وہ بے چارہ انجان ہے۔ کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی موجودگی پہلے محسوس کر رہا تھا اور نہ ہی اب کر رہا ہے۔

دوسری طرف نومی بڑی تیزی سے شلپا کے چور خیالات پڑھ رہی تھی۔ وہ بھی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے نام سے انجان تھی۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ اچانک ہی ایک ماں بن گئی ہے اور ایک پانچ یا چھ برس کے بچے کو بھرپور ممتا دیتی ہوئی اس کے ساتھ یہاں تک چلی آئی ہے۔

نومی اور فرہاد ٹو دونوں ہی چپ تھے۔ وہ بڑی خاموشی سے حقیقت جاننا چاہتے تھے۔ نومی کو یقین ہو گیا تھا کہ عدنان ہی شلپا کے ساتھ جا رہا ہے۔ وہ چپ چاپ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اسے کس نے تابعدار بنایا ہے اور اسے عدنان کے ساتھ چاٹگام کی طرف لے جا رہا ہے؟

فرہاد ٹو کا خیال تھا کہ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے شلپا کے اندر پہنچ گئے ہیں اور تھوڑی دیر میں اس کے اندر کچھ بولنے والے ہیں لیکن اسے کسی کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی پھر خیال آیا کہ وہ صبح پانچ بجے نومی کے دماغ میں گیا تھا۔ وہ ایک دم سے چونک کر اٹھ بیٹھی تھی۔ شاید اس کے بعد ہی وہ معلومات حاصل کرتی ہوئی شلپا تک پہنچ گئی ہے۔

فرہاٹو بری طرح الجھا ہوا تھا ایک ذہن یہ کہتا تھا کہ نومی اتنی تیز طرار نہیں ہو سکتی کہ صرف تین گھنٹے کے اندر عدنان تک پہنچ جائے۔ اسے مجھ پر ہی شبہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ہم کتنے تیز طرار ہیں۔ اچانک ہی وہ کام کر گزرتے ہیں جس کی کوئی توقع نہیں کر سکتا۔

نومی بھی یہی سوچ رہی تھی کہ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے شلپا کے ذریعے عدنان کو لے جا رہے تھے۔ اب کسی حد تک ناکامی کا سامنا دیکھتے ہوئے چپ ہو گئے ہیں اور خاموشی سے شلپا کے اندر رہ کر معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس عورت کے اندر کس نے زلزلہ پیدا کیا ہے؟

پچھلی رات نومی بڑے فاتحانہ انداز میں فون کے ذریعے مجھ سے مطالبات منوا رہی تھی۔ دعویٰ کر رہی تھی کہ اب عدنان اس کے شکنجے میں ہے۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ایک گھنٹے کے بعد مجھ سے رابطہ کرے گی پھر جمائلہ کی رہائی کے سلسلے میں میرا فیصلہ سنے گی۔

وہ تھوڑی دیر سوچتی رہی پھر یہ فیصلہ کیا کہ مجھ سے فون کے ذریعے رابطہ کرنا چاہیے۔ گول مول باتیں بنا کر معلوم کرنا چاہیے کہ وہ پوتا اپنے دادا تک پہنچ چکا ہے یا نہیں......

اس نے اسی وقت فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ صاحب کے ٹیلی فون ایکسچینج کے ذریعے کہا گیا کہ مسٹر تیمور اس وقت سو رہے ہیں۔

یہ سن کر نومی نے یہی رائے قائم کی کہ دادا واقعی پوتے تک پہنچ گیا ہے۔ اسی لیے بڑے اطمینان سے گہری نیند سو رہا ہے۔

وہ پھر شلپا کے اندر آ کر سوچنے لگی۔ اسے ابھی طرح شکست نہیں ہوئی تھی۔ وہ آگے چل کر بازی جیت سکتی تھی۔ کیونکہ اب عدنان اس کی نظروں میں آ گیا تھا۔ دریا میں کوئی اسے اغوا کر کے نہیں لے جا سکتا تھا۔ وہ بھی اس پر نظر رکھ سکتی تھی۔

فرہاد ٹو کو بھی مکمل شکست نہیں ہوئی تھی۔ وہ بھی آگے کر بازی جیت سکتا تھا۔ کیونکہ عدنان اس کی بھی نظروں میں تھا۔ بس یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کون اچانک پہنچ کر عدنان اس سے چھین رہا ہے؟

میرا پوتا پتا نہیں کس گھڑی میں پیدا ہوا تھا۔ جب چلنے پھرنے کے قابل ہوا تھا۔ تب سے ہمیں اپنے دوڑا رہا تھا۔ فی الوقت میری معلومات کے مطابق دونوں کے شکنجے میں تھا۔ کیونکہ وہ یہی دعویٰ کر کے گئی تھی اور بعد میں مجھ سے رابطہ کرنے والی تھی۔

ادھر نومی جیتی ہوئی بازی ہار چکی تھی۔ عدنان چند گھنٹوں کے لیے اس کی گرفت سے نکل گیا تھا۔ وہ بڑی تیزی سے اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے پھر سے اس تک پہنچ گئی تھی۔ اب اس تجسس میں مبتلا تھی کہ اسے اغوا کرنے والا کون ہے؟ وہ جو کوئی بھی ہے' شلپا کے اندر خاموش کیوں ہے؟ اپنا کام کیوں نہیں کر رہا ہے؟

فرہاد ٹو طویل خاموشی سے بیزار ہو گیا تھا۔ کچھ بولنا چاہتا تھا۔ شلپا کے اندر زلزلہ پیدا کرنے والی یا والے کو جاننا چاہتا تھا پھر اس نے کچھ سوچ کر پہلے نومی کو فون پر مخاطب کیا۔ ''ہیلو' میں فرہاد ٹو بول رہا ہوں۔ میرے آلۂ کار میں چلی آؤ۔''

وہ اس کے آلۂ کار کے اندر پہنچ کر بولی۔ ''میں مصروف ہوں۔ جو کہنا ہے' چند الفاظ میں کہو۔ میں جاؤں گی۔''

وہ بولا۔ ''ایسی بھی کیا جلدی ہے؟ عدنان کو اغوا کرنے والے نے بہت بڑی بازی جیت لی ہے۔ کیا اس بچے کی وجہ سے کوئی پریشانی ہے؟''

''بھلا مجھے کیا پریشانی ہو گی؟ وہ اب بھی میرے شکنجے میں ہے۔ میں جب چاہوں گی فرہاد سے اپنے مطالبات منوالوں گی۔''

فرہاد ٹو نے پوچھا۔ ''کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ عدنان تمہارے شکنجے میں ہے؟''

وہ اس سوال پر چونک گئی پھر بولی۔ ''تم آخر کہنا کیا چاہتے ہو؟''

''وہی کہہ رہا ہوں جو تم چھپا رہی ہو۔ فی الوقت عدنان تمہارے زیر اثر نہیں ہے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟''

''یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ میرے زیر اثر نہیں ہے؟''

''تم میرے سوال کا جواب دو۔ اس عورت کے اندر کیسے پہنچ گئیں جو عدنان کو اپنے ساتھ لے جا رہی ہے؟''

''تم کس عورت کی بات کر رہے ہو؟''

''اسی کی بات کر رہا ہوں۔ جس کے اندر تم ابھی موجود ہو اور خاموش رہ کر یہ معلوم کرنا چاہتی ہو کہ تمہاری جیت کو کس نے ہار میں بدلنے کی کوشش کی تھی؟ اس وقت بھی وہ تمہارے لیے مسئلہ بنا ہوا ہے۔''

وہ چپ رہی۔ اس کا دماغ اسے تیزی سمجھا رہا تھا کہ شلپا میرے یا میرے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے زیرِ اثر نہیں تھی۔ وہ فرہاد ٹو کی تابعدار تھی۔

فرہاد ٹو نے کہا۔ ''بس اتنی ساری باتوں کے بعد مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ فرہاد علی تیمور ابھی تک اپنے پوتے کے پاس پہنچ نہیں پایا ہے۔ یہ تم ہی ہو جس نے اس لانچ میں شلپا کے اندر زلزلہ پیدا کیا ہے۔''

نومی نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ ''تو اب میں بھی خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ فرہاد علی اپنے پوتے تک پہنچ نہیں پایا ہے۔ یہ تم ہی تھے جس نے شلپا کو اپنی آلۂ کار بنا کر عدنان کو مجھ سے چھین لیا تھا۔''

فرہاد ٹو نے قہقہہ لگا کر کہا۔ ''یہ بھی خوب رہی۔ ہم دونوں آپس میں لڑ رہے ہیں اور اس اندیشے میں مبتلا ہیں کہ فرہاد علی تیمور بازی لے گیا ہے۔ جب کہ بازی میرے ہاتھ میں ہے۔''

نومی نے کہا۔ ''صرف تمہارے ہاتھ میں ہی نہیں..... یہ بازی میرے ہاتھ میں بھی ہے۔ تم عدنان کو چھین کر لے جانا چاہو گے تو میں دیوار بن جاؤں گی اور یہ بھی جانتی ہوں کہ تم بھی میری راہ کی دیوار بن سکتے ہو۔''

''بے شک' یہ بات جلد ہی ہم دونوں کی سمجھ میں آ جائے تو اچھا ہو گا۔ قسمت ہم پر مہربان ہے۔ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے عدنان تک پہنچ نہیں پا رہے ہیں اگر ہم نے متحد ہو کر اس بچے کو اپنا مہرہ نہ بنایا تو ہم میں سے کوئی فرہاد علی تیمور کی اس کمزوری سے کبھی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔''

وہ بولی۔ ''مجھے فرہاد سے اپنا ایک ضروری مطالبہ منوانا ہے اور اس کے لیے تم سے اتحاد پر راضی ہونا ہی پڑے گا۔''

''میرے بھی دو مقاصد ہیں۔ ایک تو یہ کہ جمائلہ کی رہائی کے لیے فرہاد کو مجبور کروں گا اور یہ اعلان کروں گا کہ میں نے پھر ایک بار اسے شکست دے دی ہے۔ اسے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ میں اس سے برتر ہوں۔

''ٹھیک ہے' ہم اپنے اپنے مطالبات منوائیں گے۔ اب شلپا پر پھر سے تنویمی عمل کیا جائے۔ تم عمل کرو گے تو میں اس کے اندر موجود رہوں گی۔ جس آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کرو گے۔ اسے میں بھی اپنے ذہن میں محفوظ رکھوں گی۔ اس طرح ہم دونوں ہی اس لب و لہجے کے ذریعے شلپا کے اندر آتے جاتے رہیں گے۔ اس بار عدنان کو یہاں سے کہیں بہت دور لے جائیں گے۔''

ان کے ارادے ایک تھے۔ ان کی منزل بھی ایک تھی۔ اس لیے وہ عارضی طور پر میرے خلاف متحد ہو گئے تھے۔

☆☆☆

میں گہری نیند سوتا رہا تھا۔ آخر کو انسان ہوں۔ تھک جاتا ہوں۔ میرے لیے بھی نیند کا پورا ہونا ضروری ہے۔ میرا جان سے عزیز پوتا ایک دشمن عورت کے شکنجے میں تھا۔ فکر و پریشانی کی وجہ سے نیند نہیں آنی چاہیے تھی مگر کیا کیا جائے' نیند تو کانٹوں کے بستر پر بھی آ جاتی ہے۔

ویسے مجھے یقین تھا کہ میرے پوتے پر ایک ذرا آنچ نہیں آئے گی۔ وہ جہاں بھی رہے گا' محفوظ رہے گا۔ میں نے نومی کو اپنی گرفت میں لینے کے بعد اسے زندہ چھوڑ دیا تھا۔ جبکہ وہ ہماری بدترین دشمن تھی۔ اس احسان کے بدلے ہی نومی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ عدنان کو ایک ذرا نقصان نہیں پہنچائے گی اور مجھے یقین تھا کہ وہ اپنے وعدے پر قائم رہے گی۔ یہ جانتی ہے کہ کبھی کسی کی جیت ہوتی ہے اور کبھی کسی کی ہار۔ کبھی کوئی اوپر ہوتا ہے اور کبھی کوئی نیچے ہوتا ہے اور جب وہ نیچے آئے گی۔ ہماری گرفت میں آئے گی تو عدنان کو نقصان نہ پہنچانے کے عوض ہم سے پھر ایک نئی زندگی حاصل کر سکے گی۔

میں نے آنکھ کھلتے ہی سب سے پہلے اپنے پوتے کی خبر لی۔ خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچنا چاہا تو پھر مایوسی ہوئی۔ ایسی بات نہیں تھی کہ اس کے دماغ میں ہر وقت خیالات گڈمڈ ہوتے رہتے تھے۔ ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا تھا لیکن

اتفاقاً میں ایسے وقت ہی پہنچا کرتا تھا۔ جب وہ کسی ایک خیال پر مرکوز نہیں ہوتا تھا۔ اس کا دماغ عجوبہ بنا رہتا تھا اور مجھے مایوسی ہوتی تھی۔

تاشا بہت ضدی تھی۔ وہ کسی بھی حال میں اس کا پیچھا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ بار بار مایوسی ہوتی تھی اور وہ بار بار اس کے اندر پہنچنے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔ ایک بار اس کے خیالات پڑھنے کا موقع ملا تو اس نے کہا۔ ''عدنان یہ کیا کررہے ہو؟ کیا اپنی تاشا کو بھی دوست اور رازدار نہیں بناؤ گے؟ اپنے دماغ میں خیالات کو کیوں گڈمڈ کرلیتے ہو؟''

عدنان نے کہا۔ ''میں اپنی مرضی سے ایسا نہیں کرتا ہوں۔ ہاں' کبھی کبھی جب میری ممی کہتی ہیں کہ مجھے کسی کو اپنے دماغ میں نہیں آنے دینا چاہیے' تب میں جان بوجھ کر ایسا کرتا ہوں۔''

''میرے ساتھ تو ایسا نہ کیا کرو۔ کیا ہم پکے دوست نہیں ہیں؟ کیا میں تمہارے برے وقت میں کام نہیں آتی ہوں؟''

''تم بہت اچھی ہو۔ مجھے بہت اچھی لگتی ہو مگر میں ممی کو دکھ پہنچانا نہیں چاہتا۔ پتا نہیں' وہ اب سے کچھ دن کے بعد زندہ رہیں گی یا نہیں؟ اس لیے میں ان کا دل دکھانا نہیں چاہتا۔''

''ٹھیک ہے' ان کا دل نہ دکھاؤ۔ یہ تو بتاؤ' اس وقت کہاں ہو...؟''

''یہ تو میں بھی نہیں جانتا' یہ کون سی جگہ ہے؟''

''اپنی ممی سے پوچھو' تم کس ملک کے کس علاقے میں ہو؟''

''میں ان سے نہیں پوچھوں گا۔ وہ بھی مجھے نہیں بتائیں گی۔ وہ کہتی ہیں کہ ابھی سب سے یہ بات چھپائی جائے۔ کیونکہ دشمن مجھے اپنی ممی سے الگ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔''

ایسے وقت عدنان کار کی پچھلی سیٹ پر شلپا کے زانوں پر سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔ شلپا نے پوچھا۔ ''بیٹے! تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟''

اس نے کہا۔ ''ممی! میں جاگ رہا ہوں۔ تاشا سے بات کررہا ہوں۔''

''میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ ابھی کسی سے بات نہیں کرو گے۔''

''ممی! آپ جانتی ہیں' یہ میری بہت اچھی دوست ہے۔''

''بیٹے! تم نہیں جانتے' دشمن اتنے چالاک ہیں کہ دوست کے ذریعے بھی ہم تک پہنچ جائیں گے اور ہمیں ایک دوسرے سے جدا کردیں گے۔ کیا تم ایسا چاہتے ہو؟''

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ''نہیں' میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔''

''تو پھر اسے اپنے دماغ سے بھگا دو۔''

تاشا ان کی باتیں سن رہی تھی جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے عدنان کے دماغ میں مختلف خیالات گڈمڈ ہوگئے۔ وہ پریشان ہوکر اسے آواز دینے لگی' لیکن وہ مختلف خیالات کے ہجوم میں اس کی آواز نہیں سن رہا تھا۔

تاشا پریشان ہوتی رہی۔ ایک آدھ گھنٹے کے وقفے سے بار بار اس کے اندر جاتی رہی۔ کئی گھنٹے گزرتے جارہے تھے۔ نومی' عدنان اور شلپا کو تلاش کرتی ہوئی اس لانچ تک پہنچ گئی تھی جو چاٹگام کی طرف جارہی تھی۔ وہاں جو کچھ ہوا اس کا ذکر پچھلے باب میں ہوچکا ہے۔ نومی اور فرہاد تو شلپا کے دماغ میں آکر متحد ہوگئے تھے۔ انہوں نے اس پر مشترکہ عمل کرکے اس کے دماغ کو لاک کردیا تھا۔ اس کیبن میں جو کچھ ہوا تھا۔ وہ سب کچھ اسٹیوارڈ اور شلپا کے دماغوں سے مٹا دیا گیا تھا۔

شلپا ایک کیبن میں تنویمی نیند سو رہی تھی۔ آدھے گھنٹے کے بعد بیدار ہونے والی تھی۔ ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد تاشا عدنان کے اندر پہنچی تو اس کے خیالات پڑھنے کا موقع مل گیا۔ اس کے اندر اب خیالات گڈمڈ نہیں ہورہے تھے۔ اس بار تاشا نے اسے مخاطب نہیں کیا۔ خاموشی سے یہ معلوم کرنے لگی کہ وہ کہاں ہے اور کیا کررہا ہے؟

تھوڑی دیر پہلے وہ سو رہا تھا۔ اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ اپنی ماں کو تلاش کررہا تھا۔ شلپا اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ تاشا کو یہ معلوم ہورہا تھا کہ وہ کسی لانچ میں ہے اور دریائی سفر کررہا ہے۔

وہ چپ چاپ اس کے اندر تھی۔ اس نے قریب بیٹھے ہوئے ایک مسافر سے پوچھا۔ ''تم نے میری ممی کو دیکھا ہے؟''

عدنان انگریزی اور ٹوٹی پھوٹی اردو یا ہندی بول لیتا تھا۔ اس نے انگریزی میں پوچھا تو اس مسافر نے کچھ نہیں سمجھا پھر اس نے اردو زبان میں پوچھا۔ وہ بنگالی اچھی طرح اردو بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے انکار میں سر ہلا دیا۔

عدنان وہاں سے چلتا ہوا فرسٹ کلاس کیبنوں کی طرف آیا وہاں ایک انگریز مسافر تھا۔ اس نے پوچھا۔ ''کیا آپ نے میری مدر کو دیکھا ہے؟''

وہ بولا۔ ''نو مائی چائلڈ! تمہاری مدر کہاں ہیں؟ چلو تمہارے ساتھ ڈھونڈتا ہوں۔''

تاشا فوراً ہی اس انگریز کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے ... یہ پتا چلا کہ وہ بنگلا دیش میں ہے اور اس وقت ایک لانچ ... گام کی طرف جارہی ہے۔ اس انگریز نے اسٹیوارڈ کے ... آکر کہا۔ ''یہ بچہ اپنی ماں کو تلاش کررہا ہے۔ کیا تم اس کی ماں کو جانتے ہو؟''

اس نے کہا۔ ''ہاں' جانتا ہوں۔ وہ میرے کیبن میں سوگئی تھی۔ اب بیدار ہونے کے بعد ناشتا کررہی ہے۔''

اسٹیوارڈ عدنان کو لے کر شلپا کے پاس آیا۔ شلپا نے اس کو دیکھتے ہی دونوں بازو پھیلا دیے۔ وہ آگے بڑھ کر ماں سے لپٹ گیا پھر بولا۔ ''آپ مجھے چھوڑ کر یہاں کیوں آگئیں؟''

''بیٹے! وہاں سونے کی جگہ نہیں تھی۔ اس لیے یہاں آکر نیند پوری کررہی تھی۔ اب ناشتا کرچکی ہوں۔ ہم اس لانچ میں سفر نہیں کریں گے۔ یہ آگے ایک گھاٹ پر رکنے والی ہے۔ وہاں سے ہم گاڑی میں کسی دوسری طرف جائیں گے۔''

تاشا نے شلپا کے اندر جانے کی حماقت نہیں کی۔ وہ ... تھی کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس کے دماغ کو لاک ... کیا ہوگا اور وہاں دوسرے آلۂ کار کے ذریعے اس کی اور عدنان کی نگرانی کررہے ہوں گے۔

وہ بالکل درست سمجھ رہی تھی۔ نومی اور فرہاد تو نے شلپا پر ... دوسری بار تنویمی عمل کیا تھا۔ اسے اسی کیبن میں آدھے گھنٹے کے لیے تنویمی نیند سلا دیا تھا پھر وہاں کے اسٹیوارڈ اور ... دوسرے مسافروں کو آلۂ کار بنالیا تھا۔ اسٹیوارڈ کے ذریعے ... لانچ گھاٹ کے اسٹیشن منیجر سے فون پر رابطہ کیا تھا پھر ... اس کی آواز سن کر اس کے اندر پہنچ گئے تھے۔

... اس اسٹیشن منیجر کے خیالات نے بتایا کہ اس گھاٹ سے ... ٹیکسی مل سکتی ہے اور وہ خشکی کے راستے ایک گھنٹے کے ... چاٹگام پہنچ سکتے ہیں۔

تاشا نے سوچا' دشمنوں نے اسٹیوارڈ کو آلۂ کار بنایا ہوگا ... شلپا کے دماغ کو لاک نہیں کیا ہوگا۔ اس کے اندر پہنچ کر ... معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔

... تھوڑی دیر تک اپنے اس ارادے پر غور کرتی رہی پھر ... کے ذریعے ... کے اندر پہنچی تو جگہ مل گئی۔ اس ... خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ اس نے گھاٹ کے اسٹیشن ... فون پر رابطہ کیا تھا۔ رابطہ ہونے پر اس اسٹیشن منیجر کی ... اس نے فون بند کردیا تھا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا؟ لیکن تاشا نے سمجھ لیا کہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اسے آلۂ کار بنا کر اسٹیشن منیجر سے رابطہ کیا تھا۔ یقیناً ٹیلی پیتھی جاننے والے اس منیجر سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں گے۔

بہرحال وہ لانچ اس وقت اسی گھاٹ کے نزدیک پہنچ گئی تھی۔ اسے لنگر انداز کرنے کے لیے سگنل مل رہے تھے اور اسٹیوارڈ فون کے ذریعے اسٹیشن منیجر سے بات کررہا تھا۔ اس طرح تاشا کو بھی اس منیجر کے اندر جانے کا موقع مل گیا۔

اس میں شبہ نہیں تھا کہ وہ عدنان کو دل و جان سے چاہتی تھی اور بابا صاحب کے ادارے میں بخیریت واپس لے جانا چاہتی تھی۔ تنہائی میں اسے یاد کرتی تھی۔ اسے تصور میں دیکھتی تھی۔ وہ چھ برس کا ہونے والا تھا لیکن وہ اسے چشم تصور سے کبھی پندرہ برس کا اور کبھی بیس برس کا کبرو جوان بنتے دیکھتی تھی۔ وہ اپنے باپ دادا کی طرح قد آور اور چٹان جیسی جسامت کا نظر آتا تھا اور وہ اسے سر اٹھا کر دیکھتی تھی۔ ایسے وقت خود کو وہی پندرہ برس کی لڑکی سمجھتی تھی۔

اسے میری فیملی ممبر اور میری بہو بننے کی شدید آرزو تھی۔ اسی شدت نے اسے عدنان کا دیوانہ بنا دیا تھا۔ ایک محبوبہ اور ایک ہونے والی بیوی کی حیثیت سے دن رات اس کی فکر میں لگی رہتی تھی' اس کی نگرانی کرتی رہتی تھی۔ بہرحال اس وقت وہ گھاٹ کے اسٹیشن منیجر کے خیالات پڑھ رہی تھی۔

یہ معلوم ہوا کہ اس گھاٹ سے صرف تین ٹیکسیاں اور دو بسیں چاٹگام شہر کی طرف جاتی تھیں۔ اسٹیشن منیجر نے ان میں سے ایک ٹیکسی ڈرائیور کو بلا کر کہا تھا کہ اس لانچ سے ایک ماں اپنے بچے کے ساتھ آرہی ہے۔ وہ اپنی ٹیکسی ان کے لیے ریزرو رکھے۔

اس وقت لانچ آکر گھاٹ سے لگ گئی تھی۔ دو چار مسافر اتر رہے تھے۔ ان میں شلپا اور عدنان بھی تھے۔ اسٹیشن منیجر نے آگے بڑھ کر کہا۔ ''میڈم! ہم نے آپ کے لیے ٹیکسی کا انتظام کیا ہے۔ آپ جہاں جانا چاہیں گی یہ ڈرائیور آپ کو لے جائے گا۔''

ڈرائیور نے شلپا سے کہا۔ ''دیدی! اپنا بیگ مجھے دیں اور ٹیکسی میں بیٹھ جائیں۔''

ڈرائیور کی آواز سنتے ہی تاشا اس کے اندر پہنچ گئی۔ نومی اور فرہاد تو بہت پہلے سے ہی اس کے اندر پہنچے ہوئے تھے۔ تاشا یہ سمجھ رہی تھی کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے اس ڈرائیور کے اندر بھی موجود رہیں گے۔ لہٰذا اسے چپ چاپ رہ کر اس کے ذریعے عدنان کی نگرانی کرنی ہوگی۔

اور عدنان کا مسئلہ یہ تھا کہ اس کے دماغ میں پھر سے خیالات گڈمڈ ہوگئے تھے۔ وہ اس کے اندر مستقل نہیں رہ سکتی تھی۔ جیسے ہی جگہ ملتی تھی۔ وہ اس سے دو چار باتیں کر لیتی تھی۔ اب اس نے سوچ لیا تھا' اس بار جگہ ملے گی تو وہ اس کے اندر خاموش رہے گی اور اس کے ذریعے دوسروں کی آواز سنے گی۔ پھر انہیں آلۂ کار بنا کر ان کے ذریعے عدنان کی نگرانی کرتی رہے گی۔

اس نے میرے پاس آکر کہا۔ ''گرینڈ پا! میں تاشا ہوں۔ آپ کے لیے خوش خبری ہے۔''

میں بیدار ہونے کے بعد غسل سے فارغ ہو کر ناشتا کر رہا تھا۔ یہ بات سنتے ہی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا پھر بولا۔ ''میری بیٹی ہمیشہ عدنان سے لگی رہتی ہے۔ یقیناً اسی کے بارے میں خوشخبری سنائے گی؟''

''یس گرینڈ پا! میں نے معلوم کر لیا ہے' عدنان اس وقت بنگلا دیش میں ہے اور ابھی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چاٹگام شہر کی طرف جانے والا ہے۔''

میں نے خوش ہو کر پوچھا۔ ''کیا عدنان کے دماغ میں جگہ مل رہی ہے؟''

''نہیں' اس کے خیالات گڈمڈ ہو رہے ہیں۔ میں تو اس ٹیکسی ڈرائیور کے اندر ہوں' جس کی پچھلی سیٹ پر شلپا نامی ایک عورت شیوانی بن کر عدنان کو اپنے ساتھ لے جا رہی ہے۔''

''بیٹی! مجھے فوراً اس ڈرائیور کے اندر پہنچاؤ۔''

''آپ میرے اندر آجائیں مگر یہ تو آپ سمجھتے ہی ہیں کہ شلپا کے اندر اور اس ڈرائیور کے اندر ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے۔ لہٰذا ہمیں خاموش رہنا ہوگا۔''

''ہاں میری جان! میں یہ سب باتیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ چلو..... اب مجھے وہاں پہنچاؤ۔''

میں تاشا کے ذریعے اس ڈرائیور کے اندر پہنچ گیا۔ وہ ونڈ اسکرین کے پار دیکھ کر ڈرائیو کر رہا تھا۔ پیچھے سر گھما کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق عقب نما آئینے کا زاویہ ذرا سا بدل دیا۔ اس طرح پچھلی سیٹ پر مجھے عدنان دکھائی دینے لگا۔

میں مسلسل اس ڈرائیور کے ذریعے اپنے پوتے کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ایک تو اسے سامنے دیکھ کر ڈرائیونگ کرنی تھی۔ دوسرا یہ کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے شبہ کر سکتے تھے کہ وہ ڈرائیور خواہ مخواہ عدنان کو عقب نما آئینے میں کیوں دیکھ رہا ہے؟

لہٰذا اس نے میری مرضی کے مطابق عقب [illegible] زاویہ پھر بدل دیا۔ اس کے بعد ونڈ اسکرین کے [illegible] ہوئے ڈرائیو کرنے لگا۔

نومی اور فرہاد ٹو اس کے اندر بہت ہی محتاط [illegible] خاموشی سے اس کے ذریعے عدنان کی نگرانی کر [illegible] اس بار میں نے بھی طے کر لیا تھا کہ اب اپنے پوتے [illegible] سے نکلنے نہیں دوں گا لیکن مسلسل عدنان کے ساتھ [illegible] لیے اس ڈرائیور کے علاوہ کسی اور آلۂ کار کی بھی ضرورت [illegible] یہ بات تو سمجھ میں آنے والی تھی کہ چاٹگام پہنچتے [illegible] وہیں رہ جائے گا اور دشمن عدنان اور شلپا کو لے کر [illegible] چلے جائیں گے۔ اس کے بعد ہم معلوم نہیں کر سکیں [illegible] دونوں کہاں گئے ہیں؟

عقل اور تجربہ یہی سمجھا رہا تھا کہ مجھے ہر حال [illegible] کے اندر پہنچنا ہوگا اور چاٹگام پہنچنے سے پہلے اسے [illegible] ہوگا۔ کیونکہ وہ عورت ہی دشمنوں کی آلۂ کار تھی۔ [illegible] دشمنوں سے چھین لیتا یا دماغی طور پر کمزور بنا دیتا تو دشمن [illegible] والے میرے سامنے مجبور ہو جاتے۔

میں نے تھوڑی دیر کے لیے دماغی طور پر اپنی [illegible] ہو کر عالی' الیا' کبریا اور کردنا کو اپنے اندر بلایا۔ انہیں [illegible] کی موجودہ پوزیشن سمجھائی پھر طریقہ کار بتایا کہ اس [illegible] کے اندر پہنچتے ہی سب مل کر اس کے دماغ پر اس طرح [illegible] جمائیں کہ دشمنوں کی خیال خوانی ہمارے آگے کمزور [illegible] اور وہ ڈرائیور کو اپنا آلۂ کار نہ بنا سکیں۔

کبریا نے پوچھا۔ ''کیا ہم اس کے اندر پہنچ [illegible] پر قبضہ جمائیں یا پہلے اس کے خیالات پڑھیں؟''

میں نے کہا۔ ''خیالات پڑھنا ضروری نہیں [illegible] نے اس کے بارے میں مختصر سی باتیں تم سب کو [illegible] ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا ہے۔ تم چار ٹیلی پیتھی جاننے [illegible] ہو۔ وہاں پہنچتے ہی اس کے ذہن کو جکڑ لو گے۔ اس [illegible] کر گاڑی رکو گے پھر اس کے ذریعے شلپا پر حملہ کر [illegible] جیسے ہی ذہنی طور پر کمزور ہوگی۔ میں اس کے اندر [illegible] گا پھر دشمنوں سے نمٹ لوں گا۔''

ایسی ٹھوس پلاننگ کے بعد میں ان چاروں [illegible] کے اندر لے آیا۔ وہ بڑی تیز رفتاری سے [illegible] تھا۔ نومی اور فرہاد ٹو جلد سے جلد چاٹگام پہنچ کر [illegible] سے دور ہو جانا چاہتے تھے۔ کوئی نہیں جانتا [illegible] والے بھی نہیں جانتے کہ اگلے لمحے میں کیا ہو [illegible] وہ ٹیکسی ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ نومی [illegible]

[illegible] ایک دم سے چونک گئے۔ انہوں نے ڈرائیور کو گاڑی روکنے [illegible] لیے نہیں کہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے ڈرائیور نے اپنی سیٹ سے اچھل کر پچھلی سیٹ کی طرف چھلانگ لگائی پھر شلپا کی گردن دبوچ لی۔ اس بے چاری کے ساتھ ایسا دوسری بار ہو رہا تھا۔ اس سے پہلے لانچ میں اسٹیوارڈ نے نومی کی مرضی کے مطابق اس کی گردن دبوچ لی تھی اور نومی کو اس کے اندر پہنچنے کا موقع دیا تھا۔ اس بار ڈرائیور نے اس کی گردن دبوچ لی اور مجھے اس کے اندر پہنچا دیا۔

میں نے اس کے اندر ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر تڑپنے لگی۔ عدنان چپ بیٹھنے والا نہیں تھا۔ وہ اچھل کر ڈرائیور پر آ گیا تھا۔ اپنے ننھے ہاتھوں کو اس کی گردن کے گرد لپیٹ کر دبوچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے شانوں [illegible] سے کاٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ''چھوڑ دے میری ممی کو..... چھوڑ دے۔ تاشا! تم کہاں ہو؟ جلدی آؤ۔ میری ممی کو بچاؤ......''

اس نے ایسے کاٹا تھا کہ ڈرائیور تکلیف کی شدت سے چیخ پڑا۔ اس کا دماغ ہماری گرفت میں تھا۔ اس لیے وہ کوئی جوابی کارروائی نہ کر سکا۔ عدنان کو نقصان نہ پہنچا سکا۔

تاشا کو آواز دیتے وقت عدنان کا دماغ نارمل ہو گیا تھا۔ اس کے خیالات گڈمڈ نہیں ہو رہے تھے۔ تاشا نے اس کے پاس پہنچتے ہی کہا۔ ''فکر نہ کرو عدنان! میں تمہارے ساتھ ہوں۔ فوراً اگلی سیٹ پر چلے جاؤ۔ تمہاری ممی ابھی ٹھیک ہو جائیں گی۔''

ادھر نومی اور فرہاد ٹو نے سمجھ لیا کہ بازی ان کے ہاتھوں سے نکل رہی ہے۔ فرہاد ٹو نے غصے سے مجھے مخاطب کیا۔ ''فرہاد! میں تمہیں وارننگ دیتا ہوں' شلپا کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤ۔ فوراً اس کے دماغ سے چلے جاؤ ورنہ تمہارے پوتے کی شامت آ جائے گی۔ یہ ابھی میری دسترس میں ہے۔ میں اس پلّے کو چیونٹی کی طرح مسل دوں گا۔''

نومی نے اس سے کہا۔ ''یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ فرہاد کے خلاف جو کرنا چاہو کرو۔ میں تمہارا ساتھ دوں گی لیکن عدنان کو نقصان پہنچانے کی بات نہ کرو۔''

اس نے کہا۔ ''یہ تم کیا بکواس کر رہی ہو؟ کیا اب تمہارے اندر عدنان کے لیے ممتا پیدا ہو رہی ہے؟''

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ فرہاد نے میری بدترین دشمنی کے باوجود مجھے ہلاک نہیں کیا تھا۔ یہ دوسری زندگی اسی کی دی ہوئی ہے۔ میں احسان فراموش نہیں ہوں۔ عدنان کو نقصان پہنچانے نہیں دوں گی۔''

''اری او گرگٹ کی اولاد! کتنی جلدی رنگ بدل رہی ہے؟ فرہاد کی حمایت کر رہی ہے تو پھر عدنان کو اغوا کیوں کیا تھا؟''

''اپنا ایک مطالبہ منوانے کے لیے کیا تھا اور اب بھی موقع ملے گا تو عدنان کو فرہاد سے دور لے جاؤں گی لیکن اس بچے کو کبھی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔''

''تم نے مجھ سے اتحاد کیا تھا۔ کیا وہ اتحاد توڑ رہی ہو؟''

''نہیں' میں اب بھی تمہارے ساتھ ہوں اور عدنان کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں۔ تم سے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہہ رہی ہوں' عدنان کو تو جانی نقصان پہنچنے دوں گی اور نہ ہی اس کے جسم پر ہلکی سی خراش آنے دوں گی۔''

ڈرائیور ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کی گرفت میں تھا۔ وہ ہماری مرضی کے مطابق پھر ٹیکسی اسٹارٹ کر کے اسے آگے بڑھانے لگا۔ نومی اور فرہاد ٹو اپنے ایک آلۂ کار کے دماغ میں آ گئے تھے۔ وہاں وہ کہہ رہا تھا۔ ''ہمیں آپس میں جھگڑنا نہیں چاہیے۔ فوراً شلپا کے اندر پہنچ کر یہ سوچنا چاہیے کہ اسے کس طرح اپنے قابو میں رکھ سکتے ہیں اور عدنان کے دماغ کو بھی اپنی مٹھی میں لے سکتے ہیں؟''

نومی نے کہا۔ ''میں پہلے بھی تمہیں بتا چکی ہوں' اس بچے کا دماغ ایک عجوبہ ہے۔ اس پر عمل کا اثر نہیں ہوتا۔ میں نے ایک بار عمل کیا تھا۔ وہ صرف پندرہ یا بیس منٹ تک میرے زیرِ اثر رہا پھر میری گرفت سے نکل گیا تھا۔''

اس نے پریشان ہو کر کہا۔ ''پتا نہیں اس ڈرائیور پر کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے قبضہ جما رکھا ہے؟ اس کے اندر ہماری سوچ کی لہریں کمزور پڑ رہی ہیں۔ ایک شلپا ہے' جس کے اندر رہ کر ہم عدنان کی نگرانی کر سکتے ہیں لیکن فرہاد ایسا کرنے نہیں دے گا۔ آگے چل کر شلپا کو بھی ہم سے چھین لے گا۔''

ٹیکسی ایک چھوٹے سے ٹاؤن سے گزر رہی تھی۔ ڈرائیور نے ہماری مرضی کے مطابق اسے ایک کلینک کے سامنے روک دیا۔ میں نے شلپا سے کہا۔ ''مجھے افسوس ہے' تمہارے اندر زلزلہ پیدا کرنا پڑا۔ بہرحال میں نے تکلیف پہنچائی ہے تو تمہارا علاج بھی کراؤں گا۔ یہاں ڈاکٹر سے ایسی دوائیں لی جائیں گی۔ جن کے ذریعے تمہیں جلد ہی دماغی تکلیف سے نجات مل جائے گی۔''

ڈرائیور شلپا اور عدنان کے ساتھ ٹیکسی سے اتر گیا۔ ہم سب ان تینوں کے اندر ہی تھے۔ شلپا نے کلینک میں پہنچ کر ڈاکٹر سے کہا۔ ''میرا دماغ پھوڑے کی طرح دکھ رہا ہے۔ کوئی

ایسی دوا دیں کہ سردرد سے نجات مل جائے۔"

ڈاکٹر نے کہا۔ "آرام سے یہاں بیڈ پر لیٹ جاؤ۔ میں ابھی دوا دیتا ہوں۔"

اس نے کمپاؤنڈر سے ایک انجکشن تیار کرنے کو کہا۔ کمپاؤنڈر نے کہا۔ "یہ انجکشن تو ختم ہو چکا ہے۔"

ڈاکٹر نے اس کے لیے دوسرا انجکشن تجویز کیا پھر کہا۔ "یہ اس خاتون کو لگاؤ۔ میں دواؤں کا اسٹاک چیک کر کے آتا ہوں۔"

نومی اور فرہاد ٹو بھی یہی چاہتے تھے کہ شلپا تکلیف میں مبتلا نہ رہے۔ وہ صحت مند رہے گی تو اس سے کوئی نہ کوئی کام لیا جا سکے گا۔

وہ دونوں کمپاؤنڈر کے اندر تھے۔ یہ معلوم کر رہے تھے کہ وہ کوئی غلط انجکشن تو نہیں لگا رہا ہے پھر نومی نے کہا۔ "ہمیں ڈاکٹر کو بھی چیک کرنا چاہیے۔"

وہ دونوں ڈاکٹر کے پاس پہنچے تو پتا چلا' ہمارے خیال خوانی کرنے والوں نے اس کے ذہن کو پوری طرح جکڑ رکھا ہے اور ان کی سوچ کی لہریں وہاں کمزور پڑ رہی ہیں۔

فرہاد ٹو نے غصے سے کہا۔ "نومی! فرہاد ہم سے دھوکا کر رہا ہے۔ وہاں کچھ گڑ بڑ کرنا چاہتا ہے۔ اس ڈاکٹر کو کمپاؤنڈر کے ذریعے روکو۔"

اسی لمحے میں وہ دونوں ڈاکٹر کے اندر پہنچے تو پتا چلا کہ وہ کلینک سے باہر نکلنے کے بعد دوڑتا ہوا دور کہیں جا رہا ہے اور ہمارے خیال خوانی کرنے والے اسے دوڑا رہے ہیں۔

ان دونوں نے بیک وقت اس ڈاکٹر کے ذہن پر قبضہ جمایا پھر اسے وہاں سے واپس لانے لگے۔ جب وہ کلینک کے اندر آیا تو وہاں بازی پلٹ چکی تھی۔ شلپا ایک بیڈ پر آرام سے لیٹی ہوئی تھی لیکن عدنان اور ڈرائیور وہاں نہیں تھے۔ اس وقت ان دونوں کو ڈاکٹر کے دماغ میں جگہ مل گئی تھی۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ اس نے اس بچے کو ایک انجکشن لگایا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ کئی گھنٹے تک بے ہوش رہے گا۔

میری چال اب ان کی سمجھ میں آئی تھی۔ شلپا ان کے سامنے موجود تھی اور ڈرائیور عدنان کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ وہ تو عدنان کے اندر جا کر اس کے خیالات پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی ڈرائیور کے اندر پہنچ کر کچھ معلوم کر سکتے تھے۔ ہم سب نے اس کے ذہن کو پوری طرح اپنے شکنجے میں کس لیا تھا۔ وہ دونوں یہ معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ وہ ڈرائیور اب عدنان کو کہاں لے جا رہا ہے؟

تاشا کا دل ڈوب رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ "گرینڈ پاپا! آپ نے میرے عدنان کو بے ہوش کر دیا ہے۔ اسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچے گا؟"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "میری بچی! میں اس کا دشمن نہیں ہوں۔ اللہ نے چاہا تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اسے بے ہوش کرنا بہت ضروری تھا۔ ورنہ وہ وہاں سے نہ آتا۔ یہی ضد کرتا رہتا کہ شلپا اس کے ساتھ چلے کیونکہ وہ اسے اپنی ماں سمجھ رہا ہے۔"

کبریا نے پوچھا۔ "پاپا! عدنان کو کہاں لے جانا چاہتے ہیں؟"

میں نے کہا۔ "فی الحال اس ڈرائیور کے دماغ کو لاک کرنا ہے۔ ہم سب اس کے دماغ میں ہمیشہ موجود نہیں رہ سکیں گے۔"

اس ڈرائیور نے آگے جا کر دوسرے راستے پر گاڑی موڑ دی۔ ایک کچے راستے پر کئی کلومیٹر دور تک چلا گیا۔ وہاں کوئی انسانی آبادی نہیں تھی۔ اس نے گاڑی روک دی۔ پچھلی سیٹ پر ہماری مرضی کے مطابق چاروں شانے چت لیٹ گیا۔ الپا اس پر عمل کرنے لگی۔ ہم سب محتاط تھے اور یہ دیکھ رہے تھے کہ اس نومی اور فرہاد ٹو اس کے اندر موجود نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ اس سے مایوس ہو چکے تھے۔ یہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی موجودگی میں وہ ڈرائیور کے ذہن کو اپنے تابع نہیں رکھ سکیں گے۔

ادھر شیوانی آزوری کے اندر رہ کر عدنان کے لیے تڑپ رہی تھی۔ کبھی روتی تھی' کبھی ہمیں مخاطب کرتی تھی اور کبھی آہ بھر کر صبر کرتی تھی۔ جناب تمریزی نے ہمیں ہدایت دی تھی کہ اس بے چاری کی زندگی چند روزہ ہے۔ لہٰذا اسے بیٹے سے الگ نہ رکھا جائے۔ جتنی جلدی ہو سکے' ماں بیٹے کو ایک بار ملا دیا جائے۔

ماں بیٹے کو ملانے کی صورت یہ تھی کہ شیوانی کو انڈیا سے بنگلا دیش لایا جائے۔ کیونکہ ہم بے ہوش عدنان کو وہاں نہیں لے جا سکتے تھے۔ پتا نہیں وہاں تک پہنچانے میں کتنے دن لگتے؟ وہ ہوش میں آتے ہی اپنی ماں کے پاس جانے کے لیے مچلنے لگتا۔

کبریا نے کہا۔ "پاپا! یہ ماں بیٹے انڈیا میں رہیں یا بنگلا دیش میں۔ ہر جگہ ان کے لیے خطرہ ہے۔ نومی اور وہ بہروپیا ہمیشہ ان کی تاک میں رہیں گے اور بار بار ہمارے لیے مسائل پیدا کرتے رہیں گے۔"

میں نے کہا۔ "شیوانی کی زندگی کے صرف انیس دن رہ گئے ہیں۔ ہمیں ماں بیٹے کو ایک ساتھ رکھ کر کسی بھی طرح ان کی حفاظت کرنی ہوگی اور دشمنوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنانا ہوگا۔"

"کیا ہم انہیں پیرس نہیں لے جا سکتے؟ وہاں جھیل کے کنارے ہمارے کئی کاٹیج ہیں۔ یہ ماں بیٹا جس کاٹیج میں رہیں گے۔ وہاں ہمارے بے شمار جاسوس اور ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کی حفاظت کرتے رہیں گے اگر نومی اور فرہاد ٹو اپنے آلۂ کاروں کو وہاں پہنچانے کی کوشش کریں گے تو ناکام ہوتے رہیں گے۔"

"نہیں بیٹے! یہ ماں بیٹا جس فلائٹ سے بھی پیرس جانا چاہیں گے۔ دشمن اس طیارے کو ضرور ہائی جیک کریں گے۔ نومی تو عدنان کو جانی نقصان پہنچانا نہیں چاہتی لیکن وہ بہروپیا عدنان کے لیے ہمارے جذبات کا ایک ذرا خیال نہیں کرے گا۔ طیارے کو تباہ کر دے گا۔"

اگلے انیس دن تک اس بچے کے سر پر خطرات منڈلاتے ہی رہتے۔ شیوانی کی موت کے بعد وہ راضی خوشی بابا صاحب کے ادارے کے اندر آ جاتا تو ہم سب بھی سکون کا سانس لیتے اور کان پکڑ کر توبہ کرتے کہ جب تک وہ جوان نہیں ہوگا۔ میری دوسری اولادوں کی طرح کسی قابل نہیں ہوگا۔ اس وقت تک اسے بابا صاحب کے ادارے سے باہر نہیں نکلنے دیا جائے گا۔

☆☆☆

نومی اور فرہاد ٹو تھک ہار کر اپنی اپنی جگہ حاضر ہو گئے۔ ویسے وہ بھی ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھے۔ فرہاد ٹو نے تو امریکی اکابرین اور دوسرے بڑے ممالک کے سامنے چیلنج کیا تھا کہ وہ ہر پہلو سے میرے مقابلے میں برتر ہے اور برتر ہی رہے گا۔ عدنان کو قابو میں کرنے کے بعد اس کا دعویٰ تھا کہ مجھ سے جلد ہی اپنے مطالبے منوانے والا ہے۔ اب اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہونے والا تھا۔

اس کے دماغ میں پھر یہی بات آئی کہ میرے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہے۔ اسی لیے میں اس پر حاوی ہو جاتا ہوں۔ وہ سوچنے لگا۔ "مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔ مجھے بھی اپنے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے تابعداروں سے کام لینا چاہیے تھا لیکن میں نے صرف نومی پر تکیہ کر کے بڑی بھول کی ہے۔ اب میں ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو فرہاد کے خلاف استعمال کروں گا۔"

وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین' ٹف گائی اور ... کے دماغوں میں باری باری جانے لگا۔ ان پر تنویمی عمل کرنے کے بعد یہ بات نقش کرنے لگا کہ اگلے کسی بھی لمحے میں انہیں اپنے تمام اہم کام چھوڑ کر فرہاد کے خلاف محاذ آرائی کرنی ہے۔

نومی کرسٹل کے سامنے شطرنج کی بساط بچھی ہوئی تھی۔ وہ بڑی توجہ سے تمام مہروں کو دیکھ رہی تھی۔ یہ سمجھنا چاہتی تھی کہ ہم آگے کیا کرنے والے ہیں؟ کیسی چال چلنے والے ہیں؟ عدنان کو کہاں پہنچانے والے ہیں؟ کیا شیوانی کے پاس یا شیوانی کو عدنان کے پاس....؟

یہ بات تو واضح طور پر سمجھ میں آ رہی تھی کہ عدنان کے لیے شیوانی ابھی بہت ضروری ہے۔ ورنہ ہم سب اس بچے کو اپنے قابو میں نہیں رکھ سکیں گے۔ لہٰذا ماں بیٹے کو یکجا کیا جائے گا یا پھر خیال خوانی کے ذریعے کسی دوسری عورت کو شیوانی بنا کر عدنان کو بہلایا جائے گا۔

دانشمندی کا تقاضا تو یہی تھا کہ ہم کسی بھی دوسری عورت کو تنویمی عمل کے ذریعے شیوانی بنا دیتے اور یوں اپنے پوتے کو بہلاتے رہتے۔ اس طرح نومی اور فرہاد ٹو کو کبھی یہ معلوم نہ ہوتا کہ ہم نے کسے شیوانی بنا کر اسے عدنان کے پاس پہنچایا ہے اور ان دونوں کو کہاں چھپا کر رکھا ہے؟

لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ جناب تمریزی نے تاکید کی تھی کہ شیوانی کو چند روز کی زندگی میں اس کے بیٹے سے محروم نہ رکھا جائے۔ جلد سے جلد ماں بیٹے کو یکجا کیا جائے۔

نومی یہ خوب سمجھتی تھی کہ ہم دشمنوں کے ساتھ بھی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جس طرح میں نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ اسی طرح شیوانی کے معاملے میں اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دے رہے تھے۔ چند روز کی زندگی گزارنے والی ماں کو اس کے بیٹے سے الگ نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ نومی ہماری ان اخلاقی مجبوریوں کو خوب سمجھتی تھی۔ اس لیے خیال خوانی کے ذریعے شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں چلی آئی۔

جب سے عدنان کو اغوا کر کے شیوانی سے الگ کیا گیا تھا۔ تب سے شیوانی کو ہم نے ایک محفوظ جگہ پہنچا دیا تھا پھر اسے عارضی طور پر نظر انداز کرتے رہے تھے۔ کیونکہ اس تمام عرصے میں نومی اور فرہاد ٹو نے بری طرح الجھا دیا تھا۔ عدنان کبھی اس کی گرفت میں اور کبھی اس کی گرفت میں جا رہا تھا۔ ہم نے سوچا تھا کہ اسے دوبارہ حاصل کرتے ہی شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ کو لاک کر دیں گے۔

اور اب وہ ہماری پناہ میں تھا۔ ہم شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں آ گئے۔ اب مقدر کی قلابازی کو کیا کہا جائے کہ ہم سے پہلے نومی ان کے مشترکہ دماغ میں پہنچی ہوئی تھی اور ہمارا انتظار کر رہی تھی۔

ہم نے بڑی توجہ سے شیوانی اور آزوری کے مشترکہ چور خیالات پڑھے۔ یہ اطمینان حاصل ہوا کہ کوئی خیال خوانی کرنے والا یا والی ان کے اندر نہیں آیا ہے۔ نہ ہی کسی نے ان پر عمل کر کے ان کے دماغ کو لاک کیا ہے پھر بھی میں نے کرونا سے کہا۔ ''بیٹی! تم ایک آدھ گھنٹے تک اس کے اندر رہو۔ جب ہمیں پوری طرح اطمینان ہو جائے گا۔ تب ہم اس کے دماغ کو لاک کریں گے۔''

ہم تو ہر ممکن طریقے سے احتیاطی تدابیر پر عمل کر رہے تھے لیکن مقدر میں ناکامی لکھی ہو تو تدبیر پر تقدیر حاوی ہوتی رہتی ہے۔ ہم نے ایک گھنٹے کے بعد شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ پر تنویمی عمل کیا پھر ایک مخصوص آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دیا۔

لومی بھی بڑے صبر و استقلال سے چپ چاپ اس کے اندر تھی اور آیندہ بھی بڑے صبر و استقلال سے اپنا کام دکھانے والی تھی۔ فرہاد لو نے فون کے ذریعے اسے مخاطب کیا۔ ''میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ آسکتی ہو تو جلدی آؤ۔''

اس نے فون بند کیا پھر خیال خوانی کے ذریعے اس کے آلۂ کار کے اندر پہنچ کر کہا۔ ''ہاں بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو؟''

''کیا مجھے بتانا چاہو گی کہ اب عدنان تک پہنچنے کے لیے کیا کر رہی ہو؟''

''سمجھ میں نہیں آرہا ہے' مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اس بچے نے تو تھکا مارا ہے۔ کیا ہم بھی سوچ سکتے تھے کہ فرہاد اچانک ہی ہماری تمام محنت پر پانی پھیر دے گا اور اپنے پوتے کو ہم سے چھین کر لے جائے گا؟''

''ہم اس کم بخت سے ایسے حملے کی توقع نہیں کر رہے تھے۔ اس لیے مات کھا گئے۔ میں کبھی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہتا۔ پتا نہیں' کیوں اس بار یہ بھول گیا کہ فتح ملتی رہے تو دشمن کو کمزور' بے بس اور مجبور نہیں سمجھنا چاہیے۔ بس مجھ سے یہ آخری بار غلطی ہو گئی۔ اس کے بعد ایسی غلطی نہیں کروں گا۔''

وہ بولی۔ ''جو ہونا تھا' وہ تو ہو گیا۔ یہ بتاؤ اب کیا کرنے والے ہو؟''

''یہی تو میں پوچھنے آیا ہوں' کیا کرنا چاہیے؟ کیا تمہیں کوئی راستہ سجھائی دے رہا ہے؟ اگر ایسا ہے تو ہمیں اس راستے پر ساتھ چلنا چاہیے اور کامیابی حاصل کرنی چاہیے۔''

وہ تو راستہ بنا چکی تھی لیکن اب اسے اپنا راز دار بنانا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے مایوسی سے کہا۔ ''ابھی تک میری بھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ مجھے کس سمت سے کس طرح اس بچے تک پہنچنا چاہیے؟''

''لومی! تم بہت ذہین ہو۔ سونیا کی طرح مکار بھی' میں اچھی طرح جانتا ہوں' تم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے والی نہیں ہو۔ ضرور کچھ کر رہی ہو اور مجھ سے چھپا رہی ہو۔''

''تم میرے بارے میں جو بھی خیال قائم کر رہے ہو' تمہارا دماغ ہے۔ تمہاری سوچ ہے مگر میرا دماغ ابھی کام نہیں کر رہا ہے۔ مجھے کچھ سجھائی نہیں دے رہا ہے۔ اس انتظار میں ہوں کہ مجھے کہیں سے ایک ذرا سا بھی اشارہ ملے گا تو میں اس طرف دوڑ پڑوں گی اور کچھ نہ کچھ کر گزروں گی۔''

وہ بڑے ہی مؤثر انداز میں بول رہی تھی۔ فرہاد لو قائل ہو کر سوچنے لگا کہ واقعی ابھی اس کا دماغ کام نہیں کر رہا ہے۔ ابھی اسے کوئی ترکیب سجھائی نہیں دے رہی ہے۔ اس نے کہا۔ ''اب میں بھی فرہاد کی طرح اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج استعمال کروں گا۔''

لومی نے چونک کر پوچھا۔ ''ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج...؟ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہارے پاس اور بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں اور وہ سب تمہارے زیر اثر ہیں؟''

اس نے بڑے فخر سے کہا۔ ''ہاں' میں اب تک تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابعدار بنا چکا ہوں اور بڑی کوشش سے آیندہ بھی خیال خوانی کرنے والوں کو اپنے شکنجے میں لاتا رہوں گا۔''

''میں تمہاری باتیں سن کر حیران ہو رہی ہوں۔ یقین نہیں آرہا ہے کہ تم تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابعدار بنا چکے ہو۔ آخر وہ کون لوگ ہیں؟''

''میں نے ایک خیال خوانی کرنے والے کو اپنا تابعدار بنایا تھا۔ اس کا نام کاشف جمال تھا اور اس کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے تھا۔''

''کیا تم نے اسی ادارے کے خیال خوانی کرنے والوں کو ٹریپ کیا ہے؟''

''سوری۔ یہ میرا بہت ہی گہرا راز ہے۔ میں نہیں بتاؤں گا۔ تم نے ہی کہا تھا کہ تم مجھ سے دوستی کر رہی ہو' میرے ساتھ مل کر فرہاد کے خلاف محاذ آرائی کرو گی لیکن مجھ پر بھروسا نہیں کرو گی۔ یہی بات میں تم سے کہتا ہوں کہ میں اپنے معاملات میں تم پر بھروسا نہیں کیا کروں گا۔''

''نہ کرو مگر میرے اندر تجسس بھر گیا ہے۔ تم نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کیا ہے؟''

فرہاد لو ہنسنے لگا۔ وہ بولی۔ ''اور بھی آزاد خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ ایک کرونا ہے۔ جو شاید فرہاد کے ساتھ چلی گئی ہے۔ دوسرے آزاد ٹیلی پیتھی جاننے والے زمان علی ہے۔ وہ اعلیٰ بی بی کا دوست تھا اور فرہاد کے کام آتا تھا۔ اب وہ کہیں گمنام زندگی گزار رہا ہے۔''

اس نے ہنس کر کہا۔ ''تمہاری اس قیاس آرائی سے مجھے فائدہ پہنچ رہا ہے۔ آزاد ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام معلوم ہو رہے ہیں۔ ایک اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا گمنام زندگی گزار رہا ہے۔ اس کا نام ٹونی جے ہے۔ وہ بہت عرصے تک انڈیا میں رہ چکا ہے۔ میں ان سب کو ضرور تلاش کروں گا۔''

لومی نے دل ہی دل میں کہا۔ ''تم کیا کرو گے؟ تم سے پہلے میں انہیں ڈھونڈ نکالوں گی اور اپنے زیر اثر لے آؤں گی۔ یقیناً مجھے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کرنا چاہیے۔''

فرہاد لو نے پوچھا۔ ''تم چپ ہو کر کیا سوچ رہی ہو؟''

''سوچ رہی ہوں' تم نے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔ اچھی خاصی فوج تیار کر چکے ہو لیکن اس فوج کو کب استعمال کرو گے؟ عدنان کہاں ہے؟''

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔ ''ہاں' بس اب یہی معلوم کرنا ہے کہ وہ لوگ اسے کہاں لے گئے ہیں؟ میں جا رہا ہوں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چاٹگام ایئرپورٹ پر پہنچاؤں گا۔ وہ لوگ وہاں اہم افراد میں جا کر ان کے ذریعے ان ماں بیٹے کو ڈھونڈتے رہیں گے۔''

لومی نے کہا۔ ''چاٹگام اور بنگلا دیش سے نکلنے کے تین راستے ہیں۔ ایک تو ایئرپورٹ ہے۔ دوسری بندرگاہ ہے اور تیسرا خشکی کا راستہ ہے اگر تم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایئرپورٹ بھیج رہے ہو تو میں خشکی کے راستے پر ہائی وے کی چوکی میں رہوں گی۔ تمہیں دریائی راستے پر نظر رکھنی چاہیے۔''

''بے شک' میں تمہارا تعاون چاہتا ہوں اگر تم ہائی وے کی نگرانی کرتی رہو گی تو میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے تمام راستوں پر نظر رکھیں۔ اس طرح وہ ماں بیٹے ضرور ہماری نظروں میں آجائیں گے۔''

''ٹھیک ہے' میں خیال خوانی کے ذریعے ہائی وے کے راستے کی طرف جا رہی ہوں۔ تم بھی فوراً انہیں تلاش کرو۔''

وہ دونوں اس آلۂ کار کے دماغ سے نکل گئے۔ لومی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر مسکرانے لگی۔ اس نے فرہاد لو کو ڈاج دیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے عدنان کو ہائی وے کے راستے سے ایک گاڑی میں لے جا رہے ہیں۔ اس نے ہماری پلاننگ شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں رہ کر سن لی تھی۔ دیکھا جائے تو اس وقت وہ ہمارے کام آرہی تھی۔ اس نے فرہاد لو کو ہائی وے سے ہٹا کر دوسری طرف بھٹکا دیا تھا۔

وہ میری ایسی دشمن تھی۔ جو دوست محبوبہ اور پھر بیوی بننا چاہتی تھی۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے اس نے کبھی بد ترین دشمنی کا ثبوت دیا اور کبھی بہترین دوست بھی ثابت ہوئی۔

یہ تو میں جانتا تھا کہ اگر مجھے عدنان حاصل نہ بھی ہوتا اور وہ لومی کی گرفت میں ہی رہتا تو وہ اسے کبھی کسی بھی طرح کا نقصان نہ پہنچاتی۔ اسے میری امانت سمجھ کر اپنے پاس رکھتی اور اپنا مطالبہ منواتی رہتی۔

اور وہ مطالبہ یہ تھا کہ وہ میرے ساتھ تنہائی میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہتی تھی۔ کسی بھی طرح میری زندگی کا ایک حصہ بن جانا چاہتی تھی۔ اس بار بھی اس نے یہی مطالبہ کیا تھا اور اس کے ساتھ دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ جمائلہ کو بابا صاحب کے ادارے سے باہر نکال دیا جائے۔

یہ تو جناب تبریزی پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ انوشے کو جمائلہ بن کر ادارے سے باہر جانا ہے اور بہت سے اہم مراحل سے گزرنا ہے۔ اسے باہر بھیجنے کی معقول وجہ یہی ہو سکتی تھی کہ ہم بظاہر کمزور بن کر لومی کا مطالبہ مان لیتے اور انوشے کو جمائلہ کی حیثیت سے باہر بھیج دیتے۔

لیکن اب وہ مطالبہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہی تھی۔ کیونکہ عدنان اس کے شکنجے سے نکل کر ہمارے پاس آگیا تھا اور جناب تبریزی کی ہدایت کے مطابق ہم سب بھی چاہتے تھے کہ جمائلہ کو کسی بہانے سے باہر بھیج دیا جائے۔ اس لیے میں نے فون کے ذریعے لومی کو مخاطب کیا پھر اسے ایک فون نمبر بتا کر کہا۔ ''اس پر رابطہ کرو پھر جس کی آواز سنائی دے اس کے اندر پہنچو۔ میں وہاں رہ کر تم سے بات کروں گا۔''

میں نے رابطہ ختم کر دیا۔ دو منٹ کے بعد اپنے اس آلۂ کار کے اندر پہنچا تو لومی وہاں موجود تھی۔ خوش ہو کر کہہ رہی تھی۔ ''تم نے مجھے یاد کیا ہے۔ تھینکس گاڈ! کچھ تو تمہارے دل میں میرے لیے جگہ بنی....''

میں نے کہا۔ ''انسان اپنے بہترین عمل سے کسی کے بھی دل میں جگہ بنا لیتا ہے۔ تم میرے پوتے کے لیے اچھے جذبات اور احساسات رکھتی ہو۔ اس لیے میرے دل میں اتر گئی ہو۔''

''ہاں' تم نے دیکھا تھا' جب تم عدنان کو ہم سے چھین کر لے جا رہے تھے تو فرہاد لو اس بچے کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا اور میں نے اسے ایسا کرنے نہیں دیا تھا۔ میں جیسی بھی ہوں'

احسان فراموش نہیں ہوں۔ تم نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ اس لیے میں ہر مرحلے پر تمہارے بچے کے آگے ڈھال بنی رہوں گی۔"

"تمہارے ایسے ہی جذبات نے مجھے متاثر کیا ہے۔"

"تم مجھے محبت اور اعتماد دو گے تو میں عدنان کو ایک ماں کی بھرپور ممتا دیتی رہوں گی۔ تمہارے تمام بچوں کی نگرانی کرتی رہوں گی۔ ان پر کبھی کسی طرح کی آنچ نہیں آنے دوں گی۔"

"مجھے یقین ہے' تم ایسا ہی کرو گی اور اس کے لیے مجھے تم پر کسی حد تک اعتماد کرنا ہوگا۔ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔ مجھے یہ حق تمہیں دینا ہی ہو۔"

اس نے خوش ہو کر کہا۔ "او فرہاد! تم میرے لیے ایسے جذبات بھی رکھتے ہو۔ مجھے میرے حصے کی محبت دینا چاہتے ہو۔ او گاڈ! میں تو خوشی سے ہی مر جاؤں گی۔"

"مرنے کی بات نہ کرو۔ تمہیں زندہ رہنا ہے اور خوش رہنا ہے۔ میں تمہارا دوسرا مطالبہ ابھی پورا کروں گا۔ جمائلہ کو آج شام ہی بابا صاحب کے ادارے سے باہر بھیج دیا جائے گا۔"

وہ جذباتی ہو گئی تھی۔ کہنے لگی۔ "صرف میری اور اپنی بات کرو۔ مجھے جمائلہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"ہمیں بھی اس لڑکی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہم اس سے بے زار ہو گئے ہیں۔ جب سے آئی ہے ہر رات ہمارے لیے مصیبت بن جاتی ہے۔ اسے زنجیروں میں جکڑ کر رکھا جاتا ہے۔ کم بخت ایسی شیطانی قوت کی مالکہ بن جاتی ہے کہ زنجیریں بھی توڑ دیتی ہے۔ بڑی مشکل سے اس پر قابو پایا جاتا ہے۔ اب ہم یہ دردسر برداشت نہیں کریں گے۔ اسے آج شام تک یہاں سے بھگا دیں گے۔"

اس نے کچھ سوچ کر کہا۔ "ایسا ہے تو میں اس کی رہائی کا کریڈٹ اپنے نام کروں گی۔ فرہاد تو یہ چاہتا تھا کہ میں تم سے اس کا مطالبہ کروں اور اسے رہائی دلواؤں۔"

"بے شک' اب تم اس سے کہہ سکتی ہو کہ تم نے اپنا یہ مطالبہ مجھ سے منوا لیا ہے۔ جمائلہ آج شام تک بابا صاحب کے ادارے سے باہر آ جائے گی۔"

"میں اس سے یہی کہوں گی۔ تم صرف میری اور اپنی بات کرو۔"

"اپنی تو ایک ہی بات ہے۔ تم تنہائی میں میرے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہتی ہو۔ میں تمہاری اس خواہش کو پورا کروں گا۔"

وہ ایسے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی' جیسے خوشی سے اچھل پڑی ہو۔ اس نے پوچھا۔ "کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"آزما کر دیکھ لو۔"

اس نے بڑے جذبے سے کہا۔ "فرہاد! تم میری اس اندھی محبت سے کوئی فائدہ تو اٹھانا نہیں چاہتے؟"

"میں تمہیں زبان دے چکا ہوں۔ جب تک میرے ساتھ تنہائی میں رہو گی اور مجھ سے دور رہو کر اپنی کسی پناہ گاہ میں نہیں پہنچ جاؤ گی' تب تک تمہارے خلاف کوئی سازش نہیں ہو گی۔ ہمارا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اور کوئی جاسوس تمہاری نگرانی نہیں کرے گا۔"

"میں جانتی ہوں' تم زبان کے پکے ہو مگر کیا کروں یہ دل کم بخت شبہ میں مبتلا رہتا ہے۔"

"میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ ہماری اس خفیہ ملاقات کا علم میرے بچوں اور میری سونیا کو بھی نہیں ہوگا۔ یہ ایک مرد کی زبان ہے۔ چاہے یقین کرو یا نہ کرو۔"

"میں یقین کرتی ہوں۔ بس کبھی کبھی یقین ڈگمگا جاتا ہے۔ تمہاری ایسی باتیں سن کر دل مچل رہا ہے کہ ابھی ملنے آ جاؤں۔"

"ایک بات اور کہہ دوں' میں تم سے صرف چند گھنٹوں کے لیے نہیں ملوں گا۔ بابا صاحب کے ادارے سے بہت دور جہاں تم چاہو گی' وہاں جاؤں گا۔ جتنے دن بھی چاہو گی' اتنے دن تمہارے ساتھ رہوں گا۔ ایک ہفتہ.... ایک مہینا.... ایک برس... جب تک تم چاہو گی۔"

وہ سن رہی تھی اور خوشی سے پھولی نہیں سما رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "پھر تو میں ہر حال میں خطرہ مول لوں گی اور تمہارے پاس آؤں گی۔ بولو۔ ہم کب ملیں گے اور کہاں ملیں گے؟"

"آج شام جمائلہ بابا صاحب کے ادارے سے باہر چلی جائے گی۔ میں اپنی پلاننگ کسی کو نہیں بتاتا کہ کہاں جاؤں گا اور کیا کروں گا؟ لیکن تم پر بھروسا کر کے یہ بتا رہا ہوں کہ آج ہی رات اس ادارے سے نکل کر پیرس پہنچوں گا پھر تم جہاں ملنے کو کہو گی' وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

اس نے جلدی سے کہا۔ "ہنی مون کے لیے سوئٹزرلینڈ کیسا رہے گا؟"

"بہت اچھا رہے گا۔ تم کہتی ہو تو میں وہیں چلا آؤں گا۔"

وہ بہت خوش تھی۔ کہہ رہی تھی۔ "ہم پورا سوئٹزرلینڈ گھومیں گے۔ ہمارا سفر جنیوا سے شروع ہوگا۔"

میں نے کہا۔ "آغاز اچھا رہے گا۔ وہاں سے ذرا آگے جنیوا جھیل کے کنارے ایک کاٹیج کرائے پر لیا جائے گا۔"

"ہائے! میں وہاں جا چکی ہوں۔ کیا خوبصورت مناظر ہوتے ہیں؟ ہم وہاں کے ہر شہر اور ہر علاقے میں ایک ایک ماہ گزاریں گے۔"

"تو ہم کہاں ملیں گے؟ پیرس میں یا جنیوا میں....؟"

"میں یہاں سے سیدھی جنیوا ہی پہنچوں گی۔ ابھی سے روانگی کی تیاری کر رہی ہوں۔ کسی بھی فلائٹ میں سیٹ او کے ہوتے ہی تمہیں اطلاع دوں گی۔"

"تو پھر رابطہ ختم کرو اور میری دھڑکنوں سے لگنے کی تیاری شروع کر دو۔ اس بہروپیے سے بھی کہہ دو کہ آج شام عصر کی نماز کے بعد جمائلہ ہمارے ادارے کے صدر دروازے سے باہر نظر آئے گی۔"

"ٹھیک ہے' میں جا رہی ہوں۔"

ہمارا رابطہ ختم ہو گیا۔ وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ بڑی سنجیدگی سے سوچنے لگی کہ اب اسے کیا کرنا ہے؟

وہ کوئی نادان بچی نہیں تھی۔ دو مختلف پہلوؤں سے سوچ رہی تھی۔ ایک مثبت پہلو تو یہ تھا کہ میں اسے دھوکا نہیں دوں گا۔ زبان کا پکا ہوں۔ جو کہہ دیا ہے' اس پر عمل کروں گا۔ اس حد تک بھروسا کرنے کے باوجود وہ مجھ سے ملنے کی مسرتوں میں اندھی ہونا نہیں چاہتی تھی۔ اس کی ذہانت اور محتاط رہنے والی فطرت کہہ رہی تھی کہ پہلے ہر پہلو سے اپنی پوزیشن مضبوط کرے گی پھر میرے روبرو آئے گی۔

اس کی پوزیشن صرف اسی طرح مضبوط رہ سکتی تھی کہ عدنان پھر اس کی مٹھی میں چلا آئے۔ اسے دوبارہ حاصل کرنا کچھ مشکل نہ تھا۔ وہ شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں آتی جاتی رہتی تھی۔ وہاں خاموش رہ کر ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کی باتیں سنتی رہتی تھی پھر کبھی موقع پاتے ہی عدنان کے اندر بھی پہنچ جاتی تھی۔

ممی نے اسے کہا تھا کہ آج رات بابا صاحب کے ادارے سے نکل کر پیرس جاؤں گا پھر دوسرے دن جنیوا پہنچ جاؤں گا۔ اس نے بھی کلکتہ سے دہلی جانے والی ایک فلائٹ میں سیٹ حاصل کی۔ اسے دہلی سے جنیوا کے لیے فلائٹ مل سکتی تھی لیکن وہ دوسرے دن کی دوپہر یا شام تک وہاں پہنچ سکتی تھی لیکن وہاں پہنچنے کے بعد بھی فوراً ہی میرے روبرو آنے والی نہیں تھی۔

اس کی پلاننگ یہ تھی کہ وہ کل تک خیال خوانی کے ذریعے شیوانی اور عدنان کے اندر آتی جاتی رہے گی اور موقع کی تاک میں رہے گی۔ جیسے ہی کوئی موقع ملے گا تو اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے عدنان کو وہاں سے اغوا کر کے کسی محفوظ پناہ گاہ میں پہنچا دے گی۔

یہ کامیابی حاصل کرنے کے بعد ہی وہ جنیوا میں میرے روبرو آئے گی پھر ہفتوں یا مہینوں میرے ساتھ وقت گزارے گی اگر کسی وجہ سے عدنان کو اغوا کرنے کا موقع نہیں ملے گا تو مجھ سے دور رہے گی اور یہ بہانہ کرتی رہے گی کہ کسی فلائٹ میں سیٹ نہیں مل رہی ہے یا وہ انجانے دشمنوں میں گھری ہوئی ہے۔ اس لیے ایک خفیہ پناہ گاہ میں ہے۔ موقع ملتے ہی اپنے فرہاد تک پہنچے گی۔

اس نے فرہادٹو کو اطلاع دی کہ وہ اپنے آلۂ کار کے اندر پہنچے۔ وہ فوراً ہی وہاں پہنچ کر بولا۔ "کیا عدنان تک پہنچ رہی ہو؟ کوئی سراغ مل رہا ہے؟"

"نہیں' میں ہائی وے کی پولیس چوکی میں ہوں۔ یہاں کے اعلیٰ افسر اور چار سپاہیوں کے اندر جگہ بنا چکی ہوں۔ ان کے ذریعے وہاں سے گزرنے والی ہر گاڑی کو دیکھ رہی ہوں۔ مرد' عورت' جوان' بوڑھے اور بچے سب ہی دکھائی دیتے ہیں لیکن پانچ چھ برس کا کوئی بچہ اب تک نظروں سے نہیں گزرا ہے۔"

"میں بھی حیران ہوں کہ مجھے اور میرے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایسا کوئی بچہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ وہ کم بخت بہت ہی مکار ہے۔ پتا نہیں کس راستے سے اسے کہاں لے جا رہا ہوگا؟"

نومی نے کہا۔ "ابھی تھوڑی دیر پہلے فرہاد نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔"

اس نے چونک کر کہا۔ "کیا...؟ کیا فرہاد نے تم سے رابطہ کیا تھا؟"

"ہاں' تم حیران کیوں ہو رہے ہو؟ بات اصل میں یہ ہے کہ جب وہ ہم سے عدنان کو چھین کر لے جا رہا تھا اور تم اس کے بچے کو نقصان پہنچا رہے تھے تو میں تمہیں اس بات سے روک رہی تھی۔ یہ بات اس کے دل کو لگ گئی ہے۔ وہ شکریہ ادا کرنے ہی میرے پاس آیا تھا پھر یہ بھی کہہ رہا تھا کہ وہ مجھے انعام دینا چاہتا ہے۔ میں اس سے جو بھی مانگوں گی وہ دے گا۔ میں نے کہا کہ میں تم سے دوستی چاہتی ہوں۔"

فرہادٹو نے کہا۔ "تم ہرجائی ہو۔ بہت ہی چال باز ہو۔ اِدھر مجھ سے دوستی کر رہی ہو اور اُدھر اس سے بھی دوستی کرنا چاہتی ہو؟"

"فرہاد جیسے ناقابلِ شکست فولاد سے دوستی کرنے کا موقع کیا میں ہاتھ سے جانے دوں گی؟ اب میں ایسی نادان

تو نہیں ہوں۔"

"نادان نہیں ہو....مکار ہو۔"

"کیوں جل رہے ہو؟ میں نے تم سے دوستی کی ہے۔ محبت نہیں کی ہے۔ عشق نہیں کیا ہے پھر طعنے کیوں دے رہے ہو؟"

"یہ لکھ لو... وہ دوستی کے جھانسے میں آنے والا نہیں ہے۔"

"میں نے یہ کب کہا کہ وہ جھانسے میں آجائے گا؟ اس نے تو صاف طور سے کہہ دیا ہے کہ مجھ پر بھروسا نہیں کرے گا۔ اس لیے میں اس سے دوستی کی بات نہ کروں کوئی دوسرا مطالبہ منواؤں۔"

"یہ تو میں پہلے ہی سمجھ رہا تھا۔ تمہیں میرا مطالبہ منوانا چاہیے تھا۔"

"تم تو میرے بولنے سے پہلے ہی بولنے لگتے ہو۔ میں نے تمہارا ہی مطالبہ اس کے سامنے پیش کیا تھا۔ وہ اپنی خوشی سے مجھے انعام دینا چاہتا تھا تو میں کیوں پیچھے رہتی؟ کچھ نہ کچھ تو مانگنا ہی تھا۔ لہٰذا میں نے کہہ دیا کہ جمائلہ کو رہا کر دیا جائے۔ خوش ہو جاؤ... اسے آج شام تک رہائی ملنے والی ہے۔"

اس نے خوش ہو کر کہا۔ "کیا...؟ کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"

"وہ اپنے وعدے کا پکا ہے۔ اس نے کہا ہے' آج شام عصر کی نماز کے بعد جمائلہ اس ادارے کے باہر نظر آئے گی۔"

"یہ تو کمال ہی ہو گیا۔ اگرچہ وہ میرا دشمن ہے لیکن یہ مانتا ہوں' وعدے کا پکا ہے۔ اس نے کہا ہے تو یقیناً آج جمائلہ کو رہائی مل جائے گی۔ بھئی لومی! تم نے زبردست خوش خبری سنائی ہے۔"

اس نے گھڑی پر نظر ڈال کر کہا۔ "اس وقت فرانس کے وقت کے مطابق شام کے چار بج رہے ہیں۔ ایک گھنٹے بعد عصر کی نماز کا وقت ہو جائے گا۔ مجھے جانا چاہیے۔ وہ ادارے سے نکل کر اِدھر اُدھر بھٹکنے لگے گی۔ میں اپنے آلۂ کار کے ذریعے اس کا استقبال کروں گا۔ بائے لومی! سی یو......"

وہ اپنے آلۂ کار کے دماغ سے چلا گیا۔ لومی کو ایک ذرا اطمینان یہ ہوا کہ اب وہ جمائلہ کے ساتھ لگا رہے گا اور عارضی طور پر عدنان کی طرف توجہ نہیں دے گا۔ اس کی دوری اور غفلت سے لومی کسی وقت بھی فائدہ اٹھا سکتی تھی۔

فرہاد ٹو نے کچھ سوچ کر ہی جمائلہ کی رہائی کا مطالبہ منوایا تھا۔ اس پراسرار لڑکی میں بہت سی غیر معمولی صلاحیتیں تھیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ جس ملک میں... وہاں کوئی دشمن کہیں کسی بھی علاقے میں چھپا ہوتو... طرف ایسے دوڑ پڑتی تھی' جیسے اس کی بو سونگھ لیتی ہو۔

وہ عدنان تک پہنچنے کے لیے جمائلہ کی اسی... سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ عدنان کو جس ملک میں چھپایا جاتا... اسی ملک میں جمائلہ کو لے جاتا پھر وہ اس کی بو سونگھ کر... پاس پہنچ جاتی۔

فرہاد ٹو اس کی رہائی کے انتظار میں بابا صاحب ادارے کے قریب ہی ایک علاقے میں آکر رہنے لگا... علاقے میں اور پیرس میں اس نے کئی آلۂ کار... تھے۔ تاکہ ضرورت کے وقت وہ اس کے کام آسکیں... نے وقت دیکھا پھر باہر آکر اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ وہ... سے کئی کلومیٹر کے فاصلے پر رہ کر خیال خوانی کے ذریعے دیکھ سکتا تھا اور اپنے آلۂ کار کو اس کے پاس پہنچا... تھا۔ الوشے اور جمائلہ ایک چیکنگ روم میں تھیں۔ وہ... ہم شکل ہو گئی تھیں۔ جمائلہ کے سامنے جمائلہ کھڑی تھی۔ الوشے کا چہرہ گم ہو چکا تھا۔

دوسرے کمرے میں الوشے کو ٹریننگ دینے وا... ٹیچرز' سرجری کا ماہر ڈاکٹر اور تنقیدی نظر سے دیکھنے... ماہرین بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے دیوار پر ایک... اسکرین تھی۔ اس میں وہ دونوں آمنے سامنے نظر آرہی تھیں...

الوشے عادتاً نقال تھی۔ بڑی کامیابی سے کسی کی نقل... کر لیتی تھی۔ اس کے باوجود ماہر ٹیچرز نے اسے اچھی... ٹریننگ دی تھی۔ جمائلہ کی ایک ایک حرکت' اس کے چہرے... کے اتار چڑھاؤ اور بات کرتے وقت آنکھوں کے بدلتے... ہوئے تیور ہر ایک کے بارے میں اسے تفصیل سے سمجھایا... تھا اور وہ بڑی کامیابی سے جمائلہ کی نقل کرتی رہی تھی... چیکنگ روم میں الوشے کو کئی بار آزمایا گیا تھا۔ آج اس... آخری آزمائش تھی۔

ایک ٹیچر نے مائیک کے ذریعے کہا۔ "الوشے!... وقت تمہارے چاروں طرف روشنی ہے۔ دن کے... جمائلہ نارمل رہتی ہے۔ تم بھی اس کے نارمل رہنے کی... ایک ادا کا مظاہرہ کرو۔"

الوشے کبھی اِدھر سے اُدھر چلنے لگی' کبھی بیٹھنے... لگی اور کبھی مختلف انداز سے لیٹ کر دکھانے لگی۔ اس... اور لب و لہجے میں جمائلہ سے بات کرنے لگی۔ جمائلہ مسکرا کر... بات کرتی تھی تو وہ بھی اس کے انداز سے... تھی۔ وہ سنجیدہ ہو جاتی' تیور بدل کر بولتی تو وہ اسی طرح...

...تی تھی۔ دن کے وقت جمائلہ کی طرح نارمل بن کر رہنا... آسان تھا۔ کیونکہ وہ ایک عام سیدھی سادی لڑکی کی طرح زندگی گزارتی تھی۔

رات کی تاریکی میں خطرناک بن جاتی تھی۔ اب ...نے کو بھی اسی طرح بننا تھا۔ ایسے وقت قد آور باڈی بلڈرز ...روم میں آئے۔ جمائلہ ایک کونے میں کھڑی ہو گئی۔ اسی ...ت کمرے میں تاریکی چھا گئی۔

مائیک کے ذریعے کہا گیا۔ "الوشے! رات کو جمائلہ ...خطرناک بن جاتی ہے۔ وہ تاریکی میں بھی اپنے دشمن کو دیکھ ...تی ہے۔ اس وقت بھی دو دشمن تمہارے آس پاس کہیں موجود ...ہیں۔ انہیں دیکھو۔ وہ تم پر حملہ کرنے والے ہیں۔"

اس چیکنگ روم میں تاریکی ہوتے ہی الوشے نے اپنی ...آنکھوں میں لینز لگا لیے۔ ان لینز کے ذریعے وہ تاریکی میں ...دور تک دیکھ سکتی تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ اس سے کچھ فاصلے پر ...دو باڈی بلڈرز کھڑے ہوئے ہیں۔ پینترا بدل کر اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ چیکنگ روم میں اندھیرا ہوتے ہی اس پر جنون طاری ہو گیا تھا یا یہ کہنا چاہیے کہ وہ جنونی ہونے کا بھرپور مظاہرہ کر رہی تھی۔

اس نے باقاعدہ فائیٹر بننے کی ٹریننگ حاصل نہیں کی تھی۔ صرف ابتدائی تربیت حاصل کی تھی۔ وہ ایک فائیٹر کی حیثیت سے دشمن کا مقابلہ کامیابی سے نہیں کر سکتی تھی لیکن تین ...برس کی عمر سے اپنی دادی آمنہ کے ساتھ رہ کر روحانی تربیت حاصل کرتی رہی تھی۔ آٹھ برس کی عمر میں روحانی ٹیلی پیتھی سیکھنے لگی تھی اور اب نو برس کی تھی۔

اگرچہ ابھی روحانی ٹیلی پیتھی پر بھی عبور حاصل نہیں ہوا تھا۔ تاہم آمنہ نے اس پر عمل کیا تھا۔ روحانی ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں جو کی تھی۔ وہ سب کچھ اس کے ذہن میں نقش کر دیا ...تو اب وہ اپنی خیال خوانی کے ذریعے یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی گھس کر ان کے خیالات پڑھ سکتی تھی اور انہیں کمزور بنا سکتی تھی۔

اس وقت وہ ان دو حملہ آوروں کے خیالات پڑھ کر یہ معلوم کر رہی تھی کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ کس طرح حملہ کرنا چاہتے ہیں اور اسے کیا کرنا چاہیے؟

اس نے ان کے حملوں کو ناکام بناتے ہوئے جوابی حملے ...کیے۔ اس کے ہاتھ ابھی اتنے مضبوط نہیں تھے کہ حملہ کرنے ...کو ہتھوڑے کی طرح لگتے لیکن روحانی ٹیلی پیتھی کے ...سبب ان کے دماغوں میں یہی تاثر پیدا ہوا کہ کراٹے کے ہاتھ اور فلائنگ کک انہیں آہنی سلاخوں کی طرح لگ رہی ہے۔ وہ دونوں مار کھاتے ہوئے' تکلیف سے کراہتے ہوئے اِدھر سے اُدھر جا رہے تھے۔

جمائلہ کونے میں کھڑی بڑی حیرانی سے الوشے کو دیکھ رہی تھی۔ اسے یہی لگ رہا تھا' جیسے اپنے آپ کو دیکھ رہی ہے۔ اسے یاد آرہا تھا کہ وہ رات کے وقت اسی طرح خونخوار ہو جاتی تھی۔ دشمن کی ہڈی پسلی توڑ دیتی تھی۔ وہ حیرانی سے سوچ رہی تھی کہ الوشے نے دو چار دن میں ایسی شیطانی قوت کیسے حاصل کی ہے؟ اتنی جلدی ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ سراسر جادوگری لگ رہی ہے۔

جمائلہ آئندہ اس ادارے میں رہ کر بہت کچھ سمجھنے والی تھی۔ عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ وہ آخری چیکنگ بھی ختم ہو گئی۔ دونوں جمائلہ وہاں سے نکل کر سیدھی جناب تبریزی کے حجرے میں آئیں اور ان کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھ گئیں۔ وہ انہیں ضروری ہدایات دیتے رہے۔ انہوں نے ان کے ساتھ ہی نماز پڑھی۔ عبادت میں مصروف رہیں پھر ان سے رخصت ہو کر حجرے سے باہر آگئیں۔ باہر سونیا ٹرالی میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے جمائلہ سے کہا۔ "تم دوسری ٹرالی میں ہاسٹل چلی جاؤ۔"

جمائلہ نے آگے بڑھ کر الوشے کو گلے لگایا پھر اسے پیار کرتے ہوئے کہا۔ "میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر مرحلے میں کامیاب کرے۔"

الوشے سونیا کے ساتھ بیٹھ گئی پھر وہ ٹرالی وہاں سے چلتی ہوئی صدر دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ سونیا نے کہا۔ "جمائلہ جب یہاں پہلی بار داخل ہو رہی تھی تو میں نے اس کا استقبال کیا تھا۔ اب یہیں دوسری جمائلہ کو چھوڑنے آئی ہوں۔"

وہ صدر دروازہ کھل رہا تھا۔ سونیا نے کہا۔ "جاؤ۔ تمہیں خدا کے حوالے کیا....."

باہر دور ایک کار نظر آرہی تھی۔ وہ سونیا کے گلے لگ کر وہاں سے پلٹ گئی۔ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی صدر دروازے پر آئی پھر اس نے بسم اللہ کہہ کر پہلا قدم باہر رکھا۔ "شروع کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔"

انوشے بابا صاحب کے ادارے سے باہر آگئی تھی۔ وہ بڑا سا صدر دروازہ بند ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے کچھ فاصلے پر ایک شاہراہ تھی۔ کتنی ہی گاڑیاں وہاں سے گزر رہی تھیں۔ صرف ایک کار سڑک کے کنارے یوں کھڑی ہوئی تھی' جیسے اس کا انتظار کر رہی ہو۔

اس نے کار کی طرف دیکھا۔ اسی وقت اس کا اگلا دروازہ کھل گیا۔ ایک شخص گاڑی سے اتر کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرانے لگا۔

ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی کی بھی آواز اور لب و لہجے کو گرفت میں لے کر یا پھر اس کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے دماغ میں پہنچتے ہیں اگر کوئی یوگا ماہر ہو اور سانس روک لے تو سوچ کی لہریں واپس چلی آتی ہیں لیکن روحانی ٹیلی پیتھی ایسی حد بندیوں سے بے نیاز ہے۔ انوشے کے لیے ضروری نہیں تھا کہ وہ کسی کی آواز سنتی' اس کے لب و لہجے کو گرفت میں لیتی یا اس کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے اندر پہنچتی۔

جیسے ہی وہ شخص گاڑی سے نکل کر اس کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا تو وہ فوراً ہی اس کے اندر پہنچ گئی۔ وہاں اس اجنبی کے اندر فرہاد ٹو بول رہا تھا۔ ''یہی جمائلہ ہے۔ اس کے استقبال کے لیے آگے بڑھو۔''

بابا صاحب کے ادارے میں جمائلہ نے انوشے کو فرہاد ٹو کے بارے میں بہت کچھ بتایا تھا۔ یہ کہا تھا کہ فرہاد ٹو نے کاٹیج میں پہنچ کر سونیا مما کو زخمی کیا تھا اور جمائلہ کو وہاں سے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ اس پر یہ احسان جتا رہا تھا کہ وہ ابھی تھوڑی دیر بعد رات کو تبدیل ہونے والی ہے اگر بابا صاحب کے ادارے میں چلی جائے گی تو وہ لوگ اسے قیدی بنا لیں گے پھر وہ آزادی سے زندگی گزارنے کے لیے باہر نہیں آسکے گی۔

جب رات ہوئی تو جمائلہ کو اس کی بات درست لگی اور وہ سونیا کی دشمن بن گئی۔ اسے مار ڈالنے کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں گھسنا چاہتی تھی لیکن اسے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ یہ تمام واقعات پچھلی اقساط میں بیان ہو چکے ہیں۔ جمائلہ کی باتیں سن کر انوشے کو یہ معلوم ہوا کہ فرہاد ٹو نے کس طرح جمائلہ کی محبت اور ہمدردیاں حاصل کی تھیں اور اسے اپنا احسان مند بنایا تھا؟

اس نے یقیناً سے کہا تھا کہ جب وہ جمائلہ بن کر ادارے سے باہر جائے گی تو فرہاد ٹو ضرور اس کے استقبال کے لیے آئے گا اور اب وہ اس اجنبی کے دماغ میں پہنچ کر دیکھ رہی تھی کہ وہی فرہاد ٹو اس کے اندر چھپا ہوا ہے۔ سامنے نہیں آرہا ہے۔

اس اجنبی نے قریب آکر سر جھکاتے ہوئے اسے پیار کیا پھر کہا۔ ''مس جمائلہ! مجھے اپنا خادم سمجھیں۔ جہاں جانا چاہیں گی۔ میں اپنی گاڑی میں آپ کو لے چلوں گا۔''

انوشے نے انجان بن کر پوچھا۔ ''تم مجھے کیسے جانتے ہو؟ میرا نام بھی لے رہے ہو؟ جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے' میں نے پہلے کبھی تمہیں نہیں دیکھا۔''

وہ بڑے ادب سے بولا۔ ''آپ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی دنیا میں رہتی ہیں۔ میرے ساتھ چلیں گی اور میری رہنمائی حاصل کرتی رہیں گی تو آپ کو اپنے سوالوں کے جواب ملتے رہیں گے اور آگے بھی بہت کچھ معلوم ہوتا رہے گا۔''

وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی گاڑی کی اگلی سیٹ پر آگئی۔ اجنبی نے کار اسٹارٹ کر کے اسے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''ڈیش بورڈ میں ایک بند لفافہ ہے۔ آپ اسے کھول کر پڑھ سکتی ہیں۔''

اس نے ڈیش بورڈ کھول کر اس لفافے کو نکالا پھر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''اس میں کیا ہے؟''

''میں نہیں جانتا۔ حکم کا بندہ ہوں۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ یہ لفافہ آپ کے حوالے کر دوں۔''

انوشے نے لفافے کو چاک کیا۔ اس میں سے ایک تہہ شدہ کاغذ کو نکالا۔ اسے کھول کر دیکھا تو وہاں مختصر سی تحریر تھی۔ وہ پڑھنے لگی۔ لکھا ہوا تھا۔ ''ڈیئر جمائلہ! تمہیں آزادی مبارک ہو۔ تم نے یقیناً مجھے یاد رکھا ہوگا؟ میں تمہارا محسن ہوں اور بہترین دوست بھی... جس فرہاد کو تم نے بابا صاحب کے ادارے میں دیکھا ہے' میں اس کا ہم شکل ہوں۔ میں نے تمہیں اس ادارے میں جا کر قیدی بننے سے روکنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن ناکام رہا تھا تب سے اب تک میں تمہاری رہائی کا انتظار کرتا رہا ہوں۔ اس سے اندازہ کر سکتی ہو کہ یہ دن رات انتظار کرنے والا تمہیں کس قدر چاہتا ہے؟

تم جب دن کے وقت نارمل رہتی ہو تو تمہارا حساس دماغ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا ہے اور کسی کو اپنے اندر نہیں آنے دیتا۔ ویسے بھی فی الحال میں تمہارے اندر نہیں آنا چاہتا۔ یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے اندر موجود ہوں گے اور تمہارے ذریعے مجھے ٹریپ کرنے کی کوشش کریں گے۔

میں ان سے خوفزدہ نہیں ہوں لیکن احتیاطی تدابیر اختیار کر رہا ہوں۔ میں خود کو محفوظ رکھ کر تمہاری بھی حفاظت کرتا رہوں گا۔ ابھی تھوڑی دیر بعد تاریکی چھا جائے گی۔ تم تبدیل ہو جاؤ گی پھر کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہاری مرضی کے بغیر تمہارے اندر نہیں آسکے گا۔ آئے گا تو تم اسے بھگا دیا کرو گی۔ ایسے ہی وقت میں تم سے کہیں نہ کہیں رابطہ کروں گا۔ میرا انتظار کرو۔ فقط تمہارا..... صرف تمہارا فرہاد علی تیمور.....''

تحریر ختم ہو گئی۔ نیچے لکھا ہوا تھا۔ ''اس تحریر کو ضائع کر دو''

انوشے نے اس کاغذ کے ٹکڑے کر دیے پھر ان ٹکڑوں کو لفافے میں بند کر کے کھڑکی کے باہر پھینک دیا۔ وہ اجنبی کے اندر فرہاد ٹو کی آواز سن چکی تھی۔ پلک جھپکتے ہی اس کے اندر پہنچ گئی۔

وہ یوگا کا ماہر تھا۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرتا تھا لیکن ان لمحات میں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے جو سوچ کی لہریں اس کے اندر پہنچیں تو وہ انہیں محسوس نہ کر سکا۔ وہ اسی شاہراہ پر کئی کلو میٹر آگے کار ڈرائیو کرتا ہوا جا رہا تھا اور ڈرائیونگ کے دوران وقتاً فوقتاً اس اجنبی کے پاس بھی پہنچ رہا تھا' جس کے ساتھ انوشے بیٹھی ہوئی تھی۔

جناب علی اسد اللہ تبریزی نے ایک بار انوشے کو اپنے حجرے میں بلا کر کہا ــ ''تمہاری ماں الپا اور تمہارا دادا فرہاد علی تیمور سب ہی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں لیکن وہ دشمن خیال خوانی کرنے والوں کے دماغوں میں پہنچ نہیں پاتے۔ کیونکہ وہ یوگا کے ماہر ہوتے ہیں لیکن تم یوگا جاننے والے شیطانوں کے اندر بھی آسانی سے پہنچ جایا کرو گی۔ ایسے وقت میری ہدایت یاد رکھنا۔''

انہوں نے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔ ''ازل سے خیر و شر کی جنگ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ وہ جب چاہے تمام شیطانی قوتوں کو فنا کر سکتا ہے۔ شیطان کو مار سکتا ہے لیکن اس معبود نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ یہ دنیا خیر و شر کی جنگ جاری رکھنے کے لیے ہی بنائی گئی ہے۔ یہاں انسانی صبر و تحمل' حوصلے اور قوتِ ارادی کی آزمائش ہوتی رہتی ہے کہ انسان کس طرح اپنی ذہانت سے اور اپنے نیک اعمال سے شیطانی قوتوں کو پسپا کرتا ہے؟''

انہوں نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ ''ہم روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی اس روحانی قوت کے ذریعے شیطان کو چشم زدن میں فنا کر سکتے ہیں لیکن تم ایسا نہیں کرو گی۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے شیطان کو اس کی پوری قوتوں کے ساتھ ایک مخصوص مدت تک زندہ رہنا ہے۔ لہٰذا روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تم کھل کر کسی بھی دشمن کو چیلنج نہیں

کرو گی۔ کسی کے بھی دماغ میں پہنچ کر کبھی اپنی موجودگی ظاہر نہیں کرو گی۔ جو ہو رہا ہوگا، وہ ہونے دو گی اور چپ چاپ تماشا دیکھتی رہو گی۔"

اسے جناب تمریزی کی تمام ہدایات یاد تھیں۔ اس وقت وہ فرہاد ٹو کے اندر پہنچی ہوئی تھی۔ اس کے خیالات پڑھ رہی تھی اور روحانی طور پر یہ آگاہی مل رہی تھی کہ ابھی فرہاد ٹو کو ڈھیل دی گئی ہے۔ وہ اس کے گرینڈ پا فرہاد علی تیمور کے خلاف محاذ آرائی کرتا رہے گا۔ یہ راز وہ نہ تو اپنے گرینڈ پا یعنی مجھے بتائے گی اور نہ ہی فرہاد ٹو کو اس کے ناپاک عزائم سے روکے گی۔

ایسی بات نہیں ہے کہ شیطان کو بالکل ہی ڈھیل دے دی جائے گی۔ جب بھی فرہاد ٹو اپنی حد سے گزرے گا تو الوشے چپ چاپ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے کٹھ پتلی کا ناچ نچا سکے گی۔ فی الوقت وہ بڑی خاموشی سے اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے پیرس میں اس کے لیے ایک اپارٹمنٹ حاصل کیا ہے۔ وہاں اسے خوش کرنے کے لیے ابوالہول کے بت کو لا کر رکھا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ جائلہ رات کے وقت اس بت کو دیکھ کر خوش ہو جاتی ہے۔ اس کی پوجا کرتی ہے، اس کی مناجات کرتی ہے اور بت لانے والے کو ابوالہول کا غلام اور اپنا سچا دوست سمجھتی ہے۔

فرہاد ٹو نے اسے خوش کرنے اور اس سے دوستی قائم رکھنے کے لیے ایسے انتظامات کیے تھے۔ اچھا خاصا وقت گزر گیا تھا۔ دور کہیں مسجدوں میں مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔ آدھے گھنٹے کے اندر دن کے اجالے پر رات کی تاریکی مسلط ہونے والی تھی۔ فرہاد ٹو بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ اندھیرا ہوتے ہی وہ جائلہ سے رابطہ کرنے والا تھا۔

وقت آہستہ آہستہ گزرتا ہے مگر گزر ہی جاتا ہے۔ رات کی تاریکی مسلط ہو گئی۔ الوشے نے یکبارگی چیخ کر کہا۔ "گاڑی روکو...."

اس اجنبی نے گھبرا کر فوراً ہی گاڑی روک دی۔ الوشے نے ایک ہاتھ سے اس کا گلا دباتے ہوئے پوچھا۔ "تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟"

اس کی آواز اور لب و لہجے میں بلا کی سفاکی اور درندگی پیدا ہو گئی تھی۔ روحانی تاثرات کے ذریعے اس اجنبی کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے گلا دبوچنے والا ہاتھ نہیں ہے بلکہ کوئی فولادی شکنجہ ہے۔ فرہاد ٹو نے اس آلۂ کار کے دماغ میں رہ کر یہی محسوس کر رہا تھا کہ جائلہ کو اچانک ہی شیطانی قوتیں حاصل ہو گئی ہیں۔ اس کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔

اس نے فوراً ہی موبائل فون کے ذریعے اس سے رابطہ کر کے کہا۔ "فون اس لڑکی کو دو۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ وہ فون لے کر اسے کان سے لگاتے ہوئے بولی۔ "کون ہے؟"

وہ بولا۔ "میں تمہارا دوست فرہاد ٹو بول رہا ہوں۔ پلیز اس کا گلا چھوڑ دو۔ یہ تمہارا خدمت گار ہے۔"

الوشے نے اسے چھوڑ دیا پھر فون کو کان سے لگائے ہوئے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم کہاں ہو؟"

وہ بولا۔ "اس وقت ابوالہول سے اور بھی تو تم طلب کرو۔ معلوم کرو، کیا کوئی تمہارا تعاقب کر رہا ہے؟ کیا خیال خوانی کرنے والے کسی بھی ذریعے سے تمہاری نگرانی کر رہے ہیں؟"

وہ بے بسی سے بولی۔ "میں کیسے ابوالہول کو پکاروں؟ مجھے اس کا بت چاہیے۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔"

"تمہارے لیے خوش خبری ہے۔ میں نے پیرس کے ایک اپارٹمنٹ میں ابوالہول کا بت لا کر رکھا ہے۔ ابھی تمہیں وہیں لے جاؤں گا۔ تم اپنی پُراسرار قوتوں سے معلوم کرو کہ میں اس وقت کہاں ہوں؟ تم وہیں چلی آؤ۔"

اس نے یکبارگی سر گھما کر سامنے کی طرف دیکھا پھر فوراً ہی دوڑتی ہوئی اس طرف جانے لگی۔ فرہاد ٹو اپنے آلۂ کار کے ذریعے اسے دوڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ روحانی تاثرات کے مطابق یوں لگ رہا تھا جیسے وہ انسانی رفتار سے نہیں بلکہ طوفانی رفتار سے دوڑتی جا رہی ہے۔

فرہاد ٹو فون کا رابطہ ختم کر کے اپنی گاڑی سے باہر آ گیا۔ اسی وقت الوشے دوڑتی ہوئی اس کے پاس پہنچ گئی۔ وہ خوش ہو کر اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ "آزادی مبارک ہو۔ پہلے ہاتھ ملاؤ پھر میں تمہیں ابوالہول کے پاس پہنچاؤں گا۔"

الوشے نے ہاتھ بڑھا کر پوری قوت سے اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا۔ اس کی گرفت بہت زیادہ مضبوط تھی۔ لیکن فرہاد ٹو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ہاتھ آہنی شکنجے میں آ گیا ہو۔ وہ تڑپ کر بولا۔ "پلیز، آہستگی سے مصافحہ کرو۔"

وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر آ کر گاڑی کو آگے بڑھاتے ہوئے بولا۔ "کیا تم مطمئن ہو کہ ہمارا تعاقب نہیں کیا جا رہا ہے؟"

وہ بولی۔ "کوئی تعاقب نہیں کر رہا ہے۔ کسی کی مجال نہیں ہے کہ کوئی میرا پیچھا کرے۔ میں پلٹ کر ایسا وار کروں

گی کہ وہ دوسری سانس نہیں لے سکے گا۔"

"میں تمہارا محسن ہوں، تمہارا دوست ہوں۔ تم پہلے بھی میری باتیں مانتی رہی ہو۔ اس بار بھی یہ بات مان لو کہ کسی کو ایک لمحے کے لیے بھی اپنے دماغ میں نہ آنے دینا۔ یہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بہت ہی مکار ہیں۔"

وہ سخت لہجے میں بولی۔ "مجھے یہ باتیں نہ سمجھاؤ۔ میں بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر ان سب کو اچھی طرح دیکھ چکی ہوں۔ سمجھ چکی ہوں۔ وہ سب میرے ابوالہول کے دشمن ہیں۔ میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ ایک ایک کو گن گن کر ماروں گی۔"

"میں معلوم کرنا چاہتا ہوں، وہ لوگ تمہارے خلاف کیا کرتے تھے؟ رات کو تم تبدیل ہو جاتی ہو پھر صبح تک تو ان کی شامت آ جاتی ہو گی؟"

"وہ مجھے قابو میں رکھنے کے لیے زنجیروں میں جکڑ دیتے تھے لیکن میں زنجیریں بھی توڑ ڈالتی تھی۔ مجھے ایک ایسے کمرے میں رکھا جاتا تھا، جس کی دیواریں اور دروازہ فولادی تھا۔ میں انہیں توڑ کر باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ بہت مجبور ہو کر اس قید خانے میں رات گزارتی تھی۔"

وہ ایک ذرا چپ ہوئی پھر گہری سانس لے کر بولی۔ "دن کے وقت وہ لوگ مجھے بڑی محبتیں دیتے تھے، بہت پیار دیتے تھے، بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔ مجھے دین و ایمان کی باتیں سمجھاتے تھے لیکن رات کو میرا رویہ دیکھ کر پریشان ہو جاتے تھے۔ آخر وہ لوگ اس نتیجے پر پہنچے کہ میں شام سے صبح تک بھی نارمل نہیں رہ سکوں گی۔ کبھی ان کے قابو میں نہیں آ سکوں گی۔ اسی لیے انہوں نے مجبور ہو کر مجھے رہا کر دیا ہے۔"

"تھینکس گاڈ! تم میرے پاس واپس آ گئی ہو۔ اب ہم مل کر دشمنوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں کر سکیں گے۔"

"میں ابھی اس ادارے میں واپس جا کر ان سے نمٹنا چاہتی ہوں لیکن یہ پہلے دیکھ چکی ہوں کہ مجھے اندر جانے کا راستہ نہیں ملتا ہے۔ یہ بتاؤ، ان دشمنوں کو اس ادارے سے باہر کیسے نکالا جائے گا؟"

اس نے کہا۔ "فرہاد علی تیمور کا پوتا عدنان بنگلا دیش میں ہے۔ وہ فرہاد کی بہت بڑی کمزوری ہے اگر تم اس بچے کو میرے پاس پہنچاؤ گی تو میں اس کے ذریعے سونیا اور فرہاد کو ادارے سے باہر آنے پر مجبور کر دوں گا۔"

"ایسی بات ہے تو پہلے مجھے ابوالہول کے بت کے پاس پہنچاؤ پھر بنگلا دیش لے چلو۔ میں اس بچے کی گردن دبوچ لوں گی۔"

"دیکھو! اس بچے کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچے۔ اس کے ذریعے صرف سونیا اور فرہاد کو کمزور بناتے رہنا ہے۔"

"ٹھیک ہے.....میں اسے نقصان نہیں پہنچاؤں گی لیکن ہم اتنی جلدی بنگلا دیش کیسے جا سکتے ہیں؟"

"تم فکر نہ کرو۔ مجھ سے بچھڑتے وقت تم اپنا سامان اور پاسپورٹ وغیرہ میرے پاس چھوڑ گئی تھیں۔ میں نے اس پاسپورٹ کے ذریعے آج رات گیارہ بجے کی فلائٹ میں دو سیٹیں او کے کرائی ہیں۔ ہم تقریباً آٹھ گھنٹے میں بنگلا دیش پہنچ جائیں گے۔"

"تم خود کو میرا محسن بھی کہتے ہو اور دوست بھی..... یہ بتاؤ، محسن ہو یا دوست....؟ اگر محسن ہو تو میں اس بچے کو تمہارے حوالے کرنے کے بعد احسان اتار دوں گی پھر ہو سکتا ہے، آئندہ تمہارے کام نہ آؤں۔ اس کا انحصار میرے موڈ پر ہوگا۔"

وہ جلدی سے بولا۔ "نہیں، ایسی بات نہ کرو۔ میں محسن نہیں... صرف دوست بن کر رہنا چاہتا ہوں۔ تمہیں دوست بنائے رکھنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتا ہوں۔"

"میں جانتی ہوں، تم بہت اچھے ہو۔ پہلی ملاقات میں تم نے مجھے سونیا سے چھین لیا تھا اور بابا صاحب کے ادارے میں جانے سے روک دیا تھا مگر نہ جانے وہ کیسے جادوگر ہیں؟ انہوں نے مجھے اس ادارے میں بلا ہی لیا اور قیدی بنا لیا۔"

"آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ تم اس ادارے کے قریب بھی نہیں جاؤ گی۔ بلکہ اس شہر اور اس ملک میں بھی نہیں رہو گی۔ دور رہ کر ہی ان کے خلاف بہت کچھ کر سکو گی۔"

وہ رات کے آٹھ بجے پیرس پہنچ گئے۔ وہ اپارٹمنٹ کے سامنے گاڑی روک کر باہر آتے ہوئے بولا۔ "اپنی پُراسرار صلاحیتوں کے ذریعے پھر یہ معلوم کرو، کوئی ہمارا تعاقب تو نہیں کر رہا ہے؟"

"میں اچھی طرح سمجھ رہی ہوں۔ ہمارے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ جب مجھے کوئی خطرہ پیش آتا ہے تو ایک آگہی سی ملتی ہے پھر میں ابوالہول کو پکارتی ہوں تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ خطرہ کس طرف سے ہے؟ ابھی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

اسے یقین تھا کہ جائلہ سچ کہہ رہی ہے۔ کوئی دھوکا نہیں کھا رہی ہے پھر بھی وہ محتاط نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ الوشے نے کہا۔ "میں اپنے ابوالہول کو دیکھنے اور اس سے ملنے کے لیے تڑپ رہی ہوں۔ فوراً اپارٹمنٹ میں چلو۔"

وہ وہاں سے چلتے ہوئے اپارٹمنٹ کے دروازے پر

آئے۔ فرہاد ٹو نے چابی کے ذریعے دروازے کو کھولا پھر اندر آکر سوئچ کو آن کیا۔ کمرا روشن ہو گیا۔ اس کمرے کی ایک میز پر ابوالہول کا ناک کٹا بت رکھا ہوا تھا۔

بعض اوقات ایسے حالات پیش آتے ہیں جن کے بارے میں کبھی کوئی پہلے سے سوچ بھی نہیں سکتا۔ الوشے نے سر گھما کر ابوالہول کے بت کو دیکھا تو اس کے ذہن کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ یوں محسوس ہوا' جیسے کسی انجانی سی قوت نے اسے چھو لیا ہے۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہی تھی اور وہ بت اسے دیکھ رہا تھا۔ شاید شیطان دھوکا کھا رہا تھا کہ اس کی جمانکلہ واپس آگئی ہے؟

واپس آگئی ہے..... واپس آگئی ہے..... الوشے آگے پیچھے جھوم رہی تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے ذہن کو کوئی انجانی قوت اپنی گرفت میں لینا چاہتی ہے۔ وہ روحانی قوت کے ذریعے اسے روک رہی تھی۔ سمجھنا چاہتی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ایسے وقت اس کے دونوں بازو بے اختیار پھیل گئے تھے اور وہ بازو پھیلائے رک رک کر ابوالہول کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ مضبوط قوتِ ارادی کی مالک تھی۔ آسانی سے زیر نہیں ہو سکتی تھی۔

جب اس نے دیکھا کہ وہ رُک نہیں پا رہی ہے اور بے اختیار اس کی طرف کھنچی چلی جا رہی ہے تو اس نے خود کو فرش پر گرا دیا۔ اس کا تیزی سے دھڑکتا ہوا دل تیزی سے کلامِ پاک کی ایک آیت پڑھ رہا تھا اور وہ فرش پر دو زانو بیٹھی یوں آگے پیچھے' دائیں بائیں جھوم رہی تھی' جیسے حال آ رہا ہو۔

فرہاد ٹو دور کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں یہ آ رہا تھا کہ جمانکلہ ابوالہول کی پجارن ہے۔ اسے دیکھتے ہی بڑی عقیدت سے فرش پر بیٹھ کر جھوم رہی ہے۔ اپنے طور پر اس کی عبادت کر رہی ہے۔

دیکھا جائے تو الوشے ابھی ایک بچی تھی۔ اپنی دادی آمنہ کے ساتھ رہ کر روحانیت کے ابتدائی مرحلوں سے گزر رہی تھی۔ جناب تبریزی نے روحانی عمل کے ذریعے اس کے دماغ میں روحانی ٹیلی پیتھی نقش کی تھی۔ الوشے نے روحانی ٹیلی پیتھی کا علم باقاعدہ روحانیت کے آزمائشی مراحل سے گزر کر حاصل نہیں کیا تھا۔ دوسری اہم بات یہ تھی کہ الوشے اب تک روحانیت کے کسی بھی عملی تجربے سے نہیں گزری تھی۔ پہلی بار رکاوٹوں سے اور شیطانی قوتوں سے پالا پڑ رہا تھا۔

ابوالہول کی کھلی ہوئی آنکھیں اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ ایک دم سے اُچھل کر کھڑی ہو گئی۔ یوں لگا جیسے کسی شیطانی قوت نے اسے اچھال دیا ہو۔ وہ دونوں بازو پھیلا [illegible] سے دوڑتی ہوئی آکر اس بت سے لپٹ گئی۔ اس کے [illegible] ایمانی قوت کو بروئے کار لا کر روحانی ٹیلی پیتھی کے [illegible] آواز دی۔ "گرینڈ ماما! جلدی آئیں۔ میری مدد کر[illegible]"

آمنہ دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر پہنچ گئی [illegible] بت سے لپٹی ہوئی تھی۔ آمنہ نے اسے ایک جھٹکے سے الگ [illegible] دیا۔ وہ دھکا کھا کر لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے چلی گئی۔ آمنہ [illegible] جناب تبریزی کے زیر سایہ رہ کر روحانی علوم میں کمال حا[illegible] کیا تھا۔ اب صحیح معنوں میں روحانی اور شیطانی قوتوں [illegible] مقابلہ تھا۔

شیطانی قوت الوشے کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور ایما[نی] قوت نے الوشے کو جہاں تھی' وہیں جامد اور ساکت کر دیا تھا۔ آمنہ کہہ رہی تھی۔ "میری بچی! حوصلہ کرو۔ بھرپور ایمانی قو[ت] سے شیطان کا مقابلہ کرو۔ تمہارے سامنے پتھر کا ایک ب[ت] ہے۔ اس کے پیچھے جو شیطانی قوت ہے' وہ ابھی پسپا ہو جا[ئے] گی۔"

الوشے کو یاد آ رہا تھا' جناب تبریزی نے اسے ہدایت [کی] تھی۔ "تم نے حالات سے جنگ کرنے کے لیے روحانیت [کا] علم حاصل کیا ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ تم سے کبھی شیطانی قوتیں [نہیں] ٹکرائیں گی۔ خیر و شر کی جنگ ابد تک جاری رہے گی۔ [illegible] اپنی قوتِ ارادی سے اور قوتِ ایمانی سے لڑتے [رہنا] ہوگا... لڑتے رہنا ہوگا...."

ایسا سوچتے وقت الوشے کو محسوس ہو رہا تھا جیسے جنا[ب] علی اسد اللہ تبریزی اس کے اندر موجود ہیں۔ اسے آ[illegible] رہی تھی یا پھر وہ فرما رہے تھے۔ "جاؤ... آگے بڑھو اور اسکارف اس پر ڈال دو۔"

الوشے نے اپنے شانے اور سینے پر پھیلے ہو[ئے] اسکارف کو اُتارا پھر آگے بڑھ کر اسے ابوالہول کے بت [illegible] ڈال دیا۔ دوسرے ہی لمحے میں یوں محسوس ہوا' جیسے ذ[ہن] بالکل ہلکا ہو گیا ہے اور شیطانی قوت دھوئیں کی طرح اڑ [illegible] ہے۔ وہ اطمینان کی ایک گہری سانس لے کر دل ہی دل [میں] بولی۔ "شکریہ میرے بزرگ معلم! شکریہ گرینڈ ماما! اب [illegible] شیطانی قوت سے نمٹ لوں گی۔"

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ اس کی دادی آمنہ [illegible] روحانیت کے درجۂ کمال تک پہنچنے والے جناب تبریز[ی] [illegible] چکے تھے۔ اب اسے فرہاد ٹو کے سامنے یہ ڈراما جاری رک[ھنا] [illegible] کہ وہ ابوالہول کی پجارن ہے۔ اس کی عبادت کرکے [illegible] اسرار قوتیں حاصل کرنے والی ہے۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ فرہاد ٹو دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔ یہ دیکھتا رہا تھا کہ جمائلہ کس طرح جنون میں مبتلا ہو گئی تھی؟ کبھی جھوم رہی تھی' کبھی فرش پر بیٹھ گئی تھی' کبھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی اور اب اس نے اپنا اسکارف اس مجسمے پر ڈال دیا تھا۔ شاید یہ بھی اس کی عبادت کا کوئی انداز تھا۔

وہ یہ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ در پردہ کیا ہوتا رہا ہے؟ اس نے بظاہر جمائلہ کی دیوانگی دیکھی تھی۔ اس کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک بات یہ ثابت کر رہی تھی کہ وہ جمائلہ ہے۔ آئندہ بھی وہ اس پر کبھی شبہ کرنے والا نہیں تھا۔

وہ بڑے ہی گمبھیر لہجے میں بولی۔ "مجھے ابھی عود اور عنبر چاہیے۔ میں انہیں سلگاؤں گی۔ ان کے دھوئیں اور خوشبو میں عبادت کروں گی۔"

اس نے ایک الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "میں نے سارے انتظامات کر رکھے ہیں۔"

اس نے الماری کھول کر عود اور عنبر کے دو پیکٹ نکالے پھر انہیں اس بت کے برابر ایک لائیٹر کے ساتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ شیشے کا پیالا ہے۔ اس میں عود سلگا سکتی ہو اور کسی چیز کی ضرورت ہے تو بولو۔"

وہ بولی۔ "بس... یہی کافی ہے۔ اب تم جاؤ۔ میں کمرا بند کرنے کے بعد تنہائی میں عبادت کروں گی۔ خبردار! بند دروازے پر دستک نہ دینا۔ مجھے آواز بھی نہ دینا۔ میں عبادت کے وقت کسی کی مداخلت برداشت نہیں کرتی۔"

وہ کمرے سے باہر جاتے ہوئے بولا۔ "جب تک تم عبادت کرتی رہو گی' میں دوسرے کمرے میں تمہارا انتظار کرتا رہوں گا۔"

وہ دروازہ بند کرنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا۔ "جسٹ اے منٹ.... آٹھ بج چکے ہیں۔ گیارہ بجے ہماری فلائٹ ہے۔ کم از کم ایک گھنٹے پہلے ہمیں ایرپورٹ پہنچنا ہوگا۔"

"فکر نہ کرو.... میں صرف پندرہ منٹ تک عبادت کروں گی۔ ہم ٹھیک وقت پر ایرپورٹ پہنچ جائیں گے۔"

اس نے دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ ابوالہول کے بت کے پاس آگئی۔ اس کے منہ پر اسکارف پڑا ہوا تھا۔ وہ تقریباً چھپ گیا تھا۔ وہ شیشے کے پیالے میں عود کو سلگا کر عنبر کا سفوف چھڑکنے لگی۔ عود کے دھوئیں کے ساتھ کمرے میں عنبر کی خوشبو پھیلنے لگی پھر وہ ایک صوفے پر آ کر آرام سے بیٹھ گئی۔

زندگی میں پہلی بار اس نے شیطانی قوت سے ٹکرانے کا تجربہ کیا تھا اور یہ تجربہ بڑا عجیب سا لگا تھا۔ ویسے کامیابی حاصل ہونے کے بعد اس کا حوصلہ بڑھ گیا تھا۔ یہ یقین پیدا ہو گیا تھا کہ آئندہ وہ بڑے عزم و استقلال سے شیطانی قوتوں کا مقابلہ کر سکے گی۔

الپا اور پارس کو بہت پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ ان کی الوشے اپنا روپ بدلنے والی ہے۔ اسے پلاسٹک سرجری کے ذریعے جمائلہ بنایا جا رہا ہے۔ جب وہ ادارے سے باہر آئے گی تو فرہاد ٹو' امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اور دنیا کی خطرناک تنظیموں سے تعلق رکھنے والے اسے جمائلہ سمجھ کر اس سے دوستی کرنا چاہیں گے۔ دوستی نہ ہونے کی صورت میں اسے ٹریپ کرنے کی کوششیں کریں گے۔ ایسے وقت الپا اور پارس دور ہی دور سے اپنی بیٹی کی نگرانی کر سکتے ہیں۔

الوشے نے صوفے پر بیٹھنے کے بعد اس بت کو دیکھا۔ ایک ننھے اسکارف نے اس کے منہ کو ایسے چھپا لیا تھا جیسے شیطانی قوتوں نے کفن پہن لیا ہو۔ اس کفن سے شیطانی قوت سانس نہیں لے سکتی تھی۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی الپا کے اندر آ کر بولی۔ "ہائے مما! میں ہوں آپ کی بیٹی.... کہاں ہیں آپ؟ یوگا کی صلاحیتیں؟ کیا آپ کا دماغ میری سوچ کی لہر محسوس کر رہا ہے؟"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "ہائے میری جان! تم بول رہی ہو۔ سوچ کی لہریں سنائی دے رہی ہیں اگر خاموش رہتیں تو میں تمہاری موجودگی کو سمجھ نہ پاتی۔ اللہ تعالیٰ جناب تبریزی اور تمہاری گرینڈ ماما (آمنہ) کا سایہ ہمیشہ تمہارے سر پر رہے۔ انہوں نے روحانی ٹیلی پیتھی کا علم دے کر تمہیں دنیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے زیادہ پاور فل بنا دیا ہے۔"

الوشے نے کہا۔ "میں آئندہ بھی ان کے سائے میں رہ کر روحانیت کے مختلف مراحل سے گزرتی رہوں گی۔"

"تمہارے گرینڈ پاپا نے بتایا ہے کہ تم ادارے سے باہر آ چکی ہو۔ مجھے تاکید کی گئی ہے کہ میں تمہیں اس وقت تک مخاطب نہ کروں' جب تک تم خود مجھ سے رابطہ نہ کرو۔"

الپا بہت خوش تھی۔ کہہ رہی تھی۔ "میری بیٹی! تمہاری خیال خوانی کے ذریعے میرے اندر آ رہی ہو۔ خوشی سے دل کو جی کر رہا ہے۔ میں تمہارے پاپا (پارس) کو بتا رہی ہوں کہ تم ابھی میرے اندر بول رہی ہو۔ وہ بہت خوش ہیں۔ ڈھیر ساری دعائیں دے رہے ہیں۔"

وہ بولی۔ "آئی لو مائی پاپا.... جسٹ اے منٹ۔ میں ان سے مل کر آتی ہوں۔"

وہ دوسرے ہی لمحے میں پارس کے اندر آ کر بولی۔ "ہائے پاپا! میں پہلی بار روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے آپ کے دماغ کو چوم رہی ہوں۔ کیسا لگ رہا ہے؟"

"میری جان! میرے اندر ایک نئی جان آ گئی ہے۔ میں تم سے ملنے کے لیے بہت بے چین ہو رہا ہوں۔"

الپا نے کہا۔ "میں اور تمہارے پاپا ہر اُس ملک اور ہر اس علاقے میں جانا چاہتے ہیں' جہاں تم جاتی رہو گی۔ یہ بتاؤ کیا دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے تم سے رابطہ کر رہے ہیں؟"

وہ الپا کے اندر آ کر بولی۔ "یس ماما! سب سے پہلے گرینڈ پا بننے والے بہروپیے نے مجھ سے دوستی کی ہے۔ ابھی ادارے سے باہر نکلتے ہی وہ مجھے پیرس لے کر آ گیا ہے۔ ہم ابھی گیارہ بجے کی فلائٹ سے بنگلا دیش جانے والے ہیں۔ آپ اور پاپا کہاں ہیں؟"

"میں لندن میں تھی۔ تمہارے پاپا کے پاس انڈیا آ گئی ہوں۔ ہم ایک آدھ گھنٹے میں یہاں سے بنگلا دیش پہنچ جائیں گے۔"

"میرا خیال ہے' آپ ابھی وہاں نہ آئیں۔ وہاں زیادہ عرصے تک میرا قیام نہیں رہے گا۔ میں صبح آپ سے رابطہ کر کے صورت حال سے آگاہ کروں گی۔"

"یہ بات اپنے پاپا کو سمجھاؤ جو تم سے ملنے کے لیے تڑپ رہے ہیں۔"

الوشے نے پارس کے اندر پہنچ کر کہا۔ "پاپا! جناب تبریزی نے مجھے چند اہم ہدایات دی ہیں۔ ان کے پیش نظر بنگلا دیش میں میرا قیام زیادہ عرصے تک نہیں رہے گا۔ میں کل تک آپ سے رابطہ کر کے بتا سکوں گی کہ آئندہ ہم کہاں مل سکیں گے؟ ابھی اجازت دیں۔ میرا دماغی طور پر حاضر رہنا ضروری ہے۔"

وہ ماں باپ سے رخصت ہو کر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ اسے روحانی طور پر آگاہی ملتی رہتی تھی۔ جناب تبریزی نے سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ اپنے ماں باپ کو بھی ایسی کسی آگاہی کے بارے میں کبھی کچھ نہ بتایا کرے اور اسے یہ آگاہی مل چکی تھی کہ وہ بنگلا دیش میں زیادہ دیر قیام نہیں کرے گی۔ حالات کچھ سے کچھ ہونے والے ہیں۔ اسے عدنان کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم ہو رہا تھا اور یہ تمام معلومات اس کے سینے میں راز کی طرح محفوظ رہنے والی تھیں۔

پندرہ منٹ گزر گئے۔ الوشے نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کو کھول دیا۔ وہ کمرا عود و عنبر کے دھوئیں اور خوشبو سے بھرا ہوا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی خوشبو دوسرے کمرے تک گئی۔ فرہاد ٹو فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر اس کے پاس آ گیا۔ دور میز پر رکھے ہوئے بت کو دیکھنے لگا۔ ابوالہول اسکارف میں چھپا ہوا تھا۔

الوشے نے کہا۔ "میں نے ابھی عبادت کی ہے اور ابوالہول نے مجھ سے کہا ہے کہ میں جب چاہوں گی پراسرار قوتیں حاصل کرتی رہوں گی لیکن اب میں اس کے بت کو اپنے سامنے نہ رکھا کروں۔ اب وہ ہمیشہ میرے اندر رہا کرے گا۔ میں نے اس کے حکم سے اس کا منہ چھپا دیا ہے۔ اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے۔"

وہ اپنی رسٹ واچ دیکھتے ہوئے بولا۔ "سوا دو گھنٹے بعد فلائٹ جانے والی ہے۔"

وہ بولی۔ "راستے میں کچھ ضروری چیزیں خریدنی ہیں۔ ابوالہول نے کہا ہے کہ آئندہ مجھے پورے لباس میں رہنا چاہیے۔ اسکارف سے سر کو اور سینے کو ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔"

وہ اپارٹمنٹ سے باہر آ گئے۔ فرہاد ٹو نے اس کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا۔ "اس اپارٹمنٹ کو اپنا ہی سمجھو۔ ہم جب بھی پیرس آئیں گے۔ یہیں رہا کریں گے۔ میں تو ہر ملک کے بڑے بڑے شہروں میں اپنا ایک بنگلا خرید لیتا ہوں۔"

الوشے نے پوچھا۔ "تو پھر یہاں پیرس میں کیوں نہیں خریدا؟"

"بس یہ چھوٹا سا اپارٹمنٹ کافی ہے۔ یہاں فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہم جیسوں کی بو سونگھتے پھرتے ہیں۔ کبھی بہت ضروری ہوگا تو اس شہر میں آیا کریں گے۔"

وہ دونوں گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئے پھر وہاں سے ایک بہت بڑے جنرل اسٹور میں آئے۔ الوشے نے سب سے پہلے اسکارف خرید کر اپنے سر پر رکھتے ہوئے اسے سینے تک لا کر باندھا پھر اپنی ضرورت کا دوسرا سامان خریدنے لگی۔ فرہاد ٹو کے موبائل فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے اسکرین پر نمبر پڑھے۔ سیون بلڈرز اسے مخاطب کر رہے تھے۔ اس نے فون کو کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ "ہیلو... میں بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے ایک بلڈر نے کہا۔ "ہیلو مسٹر فرہاد ٹو! تم نے دعویٰ کیا تھا' جمائلہ کو آج شام رہائی مل جائے گی۔ تم نے اب تک ہم سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے ناکامی ہو رہی ہے؟"

وہ بڑے فخر سے بولا۔ "میں ناکام ہونا نہیں جانتا۔

جمائلہ اس وقت میرے ساتھ ہے۔ ہم اپنے اہم معاملات میں اس قدر مصروف رہے کہ تم لوگوں سے رابطہ کرنے کی فرصت نہیں ملی۔"

اس بلڈر نے بڑی حیرانی سے پوچھا۔ "کیا واقعی اسے رہائی مل چکی ہے؟ وہ اس وقت تمہارے ساتھ ہے؟"

"ہاں... سانچ کو آنچ کیا؟ ابھی اس سے بات کرو۔"

اس نے جمائلہ کی طرف فون بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سیون بلڈرز تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

وہ بولی۔ "اوہو... میں شاپنگ کروں یا باتیں کروں؟"

پھر اس نے فون لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ "ہیلو میں جمائلہ بول رہی ہوں۔"

اس بلڈر نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔ "ہیلو جمائلہ! ہم تمہارے سب سے پرانے اور جاں نثار دوست ہیں۔ تمہیں رہا ہوتے ہی ہم سے رابطہ کرنا چاہیے تھا۔"

"رہائی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں دشمنوں سے غافل ہو جاؤں اور دوستوں سے کہیں ہانکنے لگوں۔ فی الحال مجھے فرہاد ٹو کے ایک بہت اہم منصوبے پر عمل کرنا ہے۔ اس کے بعد میں تم لوگوں کے پاس آؤں گی۔"

"وہ اہم منصوبہ کیا ہے؟"

"میں اس وقت بہت مصروف ہوں۔ زیادہ باتیں نہیں کر سکوں گی۔ تم فرہاد ٹو سے معلوم کرو۔"

یہ کہہ کر اس نے فون اسے دے دیا۔ وہ اسے کان سے لگا کر بولا۔ "ہم ابھی گیارہ بجے کی فلائٹ سے بنگلا دیش جا رہے ہیں۔ وہاں فرہاد کا پوتا ہے۔ جمائلہ اسے ٹریپ کرے گی۔ اپنے شکنجے میں لے گی پھر ہم سونیا اور فرہاد کو اس بچے کے ذریعے کمزور بنائیں گے۔ ان سے اپنے مطالبات منوائیں گے پھر میں جمائلہ کو تمہارے پاس پہنچا دوں گا۔"

"ہمیں اس کی واپسی کا بے چینی سے انتظار رہے گا۔ اس سے کہو کل صبح کسی وقت بھی ہم سے فون پر بات کرے۔ ہم انتظار کریں گے۔"

رابطہ ختم ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی فون کا بزر دوبارہ سنائی دیا۔ اس بار امریکی اکابرین نے رابطہ کیا تھا۔ ان سے بھی جمائلہ کے سلسلے میں باتیں ہونے لگیں۔ اس نے بتایا کہ آئندہ ان کا منصوبہ کیا ہے؟ ان اکابرین میں سے ایک نے کہا۔ "مسٹر فرہاد ٹو! تم نے وعدہ کیا تھا کہ جمائلہ کو ہمارے پاس پہنچاؤ گے۔"

"مجھے اپنا وعدہ یاد ہے۔ میں عدنان کو قابو میں کرنے کے بعد اس غیر معمولی پُراسرار لڑکی کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

ایک اعلیٰ عہدیدار نے کہا۔ "ہم نے سنا ہے وہ جمائلہ اپنی پُراسرار قوتوں کے ذریعے ایسے دشمنوں تک بھی پہنچ جاتی ہے جو کہیں چھپے ہوتے ہیں۔"

فرہاد ٹو نے پوچھا۔ "تم کن دشمنوں تک پہنچنا چاہتے ہو؟"

"وہ ہمارے دشمن نہیں ہیں، اپنے ہی لوگ ہیں۔ کہیں گم ہو گئے ہیں۔ ان کا کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے۔"

فرہاد ٹو نے سمجھ لیا کہ وہ اپنے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے پریشان ہیں۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین، ٹف گاگی اور کرسمن واسکوڈی اچانک کہیں گم ہو گئے تھے۔ وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ فرہاد ٹو نے انہیں ٹریپ کر کے اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔ تنویمی عمل کے ذریعے ان کی شخصیت تبدیل کر دی ہے اور انہیں امریکا چھوڑ کر دوسرے ممالک میں رہنے پر مجبور کر دیا ہے۔

فرہاد ٹو نے انجان بن کر پوچھا۔ "تمہارے کتنے افراد گم ہو گئے ہیں؟"

"ہماری آرمی کے تین اعلیٰ افسر گم ہو چکے ہیں۔"

ان تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تعلق آرمی سے تھا لیکن انہوں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ وہ گم ہونے والے ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ وہ فرہاد ٹو پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے کہ وہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اندیشہ تھا کہ فرہاد ٹو کو معلوم ہو گا تو وہ انہیں تلاش کر کے اپنے شکنجے میں لے آئے گا۔

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ "تم لوگ فکر نہ کرو۔ جمائلہ غیر معمولی قوتوں کی مالک ہے۔ عجیب و غریب صلاحیتیں رکھتی ہے۔ وہ انہیں تلاش کرنے کے لیے ہر ملک میں جائے گی۔ گمشدہ افراد جس ملک کے، جس علاقے میں ہوں گے، فوراً وہاں پہنچ جائے گی۔ ان کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر لے گی کہ وہ کون ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟ ان کے پتے اور ٹیلی فون نمبر وغیرہ سب کچھ جان لے گی۔"

ایک آرمی افسر نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "کیا وہ ان کے اندر کی باتیں بھی معلوم کر لے گی؟"

"بے شک... اسی لیے جمائلہ کو سب خطرناک کہتے ہیں۔ یہ اندر کے بھید معلوم کر لیتی ہے اور مجھ سے تو کوئی بات نہیں چھپاتی۔ میرے اور اس کے درمیان اتنے گہرے تعلقات ہیں کہ کوئی طاقت بھی ہمارے ان گہرے تعلقات کو توڑ نہیں سکے گی۔"

ایک اعلیٰ عہدیدار نے پوچھا۔ "تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جمائلہ ہمارا کام کرتی رہے گی اور ہمارے اہم راز تمہیں بتاتی رہے گی؟"

"میں نے کہا ناں... وہ مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتی ہے۔ مجھے بہت چاہتی ہے۔ اس بات کا اندازہ اسی سے کر لو کہ وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے اور میں ابھی اس معاملے کو ٹال رہا ہوں۔"

وہ تمام اکابرین وائڈ اسپیکر کے ذریعے اس کی باتیں سن رہے تھے۔ فرہاد ٹو کی یہ بات سن کر سب ہی پریشان ہو گئے۔ ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے پھر ایک نے کہا۔ "مسٹر فرہاد ٹو! تم تو جانتے ہو، ہر ملک کی آرمی کے اپنے اہم راز ہوتے ہیں۔ جنہیں وہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے چھپاتے ہیں اور ہم کبھی یہ نہیں چاہیں گے کہ ہمارے اندر کی خاص باتیں اور نہایت اہم راز تمہیں بھی معلوم ہوں۔"

"کوئی بھی بات کسی سے بھی چھپائی جائے تو اس کے اندر تجسس پیدا ہو جاتا ہے۔ میں بھی انسان ہوں۔ میرے اندر یہ تجسس بھڑکتا رہے گا کہ تمہارے وہ اہم راز کیا ہیں؟ تم مجھے نہیں بتاؤ گے، لیکن جمائلہ ضرور بتا دے گی۔ لہٰذا دوستانہ مشورہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں جمائلہ سے کوئی کام نہ لو اور اگر لو تو پھر مجھے ہم راز بناؤ۔"

"ہم تمہارے اس مشورے پر غور کریں گے پھر کسی فیصلے پر پہنچ کر تم سے رابطہ کریں گے۔"

انہوں نے رابطہ ختم کر دیا۔ فرہاد ٹو مسکرانے لگا۔ جمائلہ کی شاپنگ مکمل ہو چکی تھی۔ وہ قریب آ کر بولی۔ "کس بات پر مسکرا رہے ہو؟"

وہ دونوں وہاں سے چلتے ہوئے کار میں آ کر بیٹھ گئے۔ اس نے کہا۔ "سیون بلڈرز کی طرح امریکی اکابرین بھی تم سے بہت سے اہم کام لینا چاہتے ہیں۔"

وہ کار اسٹارٹ کر کے ایئرپورٹ کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ "میں نے ان سے کہا ہے، میں جمائلہ سے اس کی مرضی معلوم کروں گا اگر وہ تمہارے لیے کام کرنا چاہے گی تو مجھے کوئی انکار نہیں ہو گا لیکن جمائلہ میری بہت گہری دوست ہے، مجھ سے کوئی بات، کسی کا کوئی راز نہیں چھپاتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مجھے تمہارے ذریعے ان کے اہم راز معلوم نہ ہو سکیں۔"

"وہ مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہیں؟"

"ان کے کچھ اہم افراد لاپتا ہیں۔ وہ چاہتے ہیں، تم انہیں تلاش کرو اور ان کے پاس پہنچا دو۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"میرے چاہنے نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ وہ لوگ یہ نہیں چاہیں گے کہ تم ان کے اہم راز مجھ تک پہنچاؤ۔"

وہ بولی۔ "تم میرے بہت اچھے دوست ہو۔ اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے بہت کام آتے رہو گے۔ اس لیے میں تم سے کسی کا کوئی راز نہیں چھپاؤں گی۔ ہم ہمیشہ اچھے دوست بن کر ایک دوسرے کے کام آتے رہیں گے۔"

وہ خوش ہو کر بولا۔ "شکریہ جمائلہ! تم آئندہ دیکھو گی کہ جب بھی آزمائشی مرحلوں سے گزرنا ہو گا تو میں تمہارے لیے جان کی بازی لگاتا رہوں گا۔"

جہاز کی روانگی کا وقت ہو رہا تھا۔ اس نے فون کے ذریعے امریکی اکابرین سے کہا۔ "میں ابھی طیارے میں سفر کرنے والا ہوں لہٰذا فون کے ذریعے باتیں نہیں کر سکوں گا۔ تم سب کے لیے ایک اہم اطلاع ہے۔ اس لیے میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے کسی ماتحت کے اندر آ کر بولتا رہوں گا۔"

اس نے فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ ان اکابرین پر یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ جمائلہ کتنی خطرناک لڑکی ہے اور اس کے ذریعے اسے معلوم ہو چکا ہے، ان کے جو اہم افراد گم ہو چکے ہیں۔ وہ کون ہیں؟ ان کے نام کیا ہیں؟

وہ سفر کے دوران ان کے ایک ماتحت کے اندر آ گیا۔ انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ "میں نے ابھی جمائلہ سے تم سب کا ذکر کیا تھا اور کہا تھا کہ تم سب اس سے کوئی اہم کام لینا چاہتے ہو۔ وہ تمہارا کام کرنے کے لیے راضی ہے۔"

"ہمیں خوشی ہے، وہ ہمارے کام آنا چاہتی ہے لیکن ہمیں یہ منظور نہیں ہے کہ وہ ہمارا راز تمہیں یا کسی کو بھی بتائے۔"

"وہ تمہارا ایک اہم راز مجھے بتا چکی ہے۔"

انہوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر پوچھا۔ "کیسا راز...؟ وہ ہمارے بارے میں کیا جانتی ہے؟"

"اس نے جان بوجھ کر معلوم نہیں کیا ہے۔ یہ محض اتفاقاً ہوا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے میں رات ہونے سے پہلے ہی اسے آہنی دیواروں کے پیچھے قید کر دیا جاتا تھا۔ زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا تھا۔ وہاں کتنے ہی قیدیوں کو مختلف کوٹھڑیوں میں رکھا جاتا ہے۔ وہیں ٹھیک اس کے برابر والی کوٹھڑی میں تمہارے تین امریکیوں کو قیدی بنا کر رکھا گیا تھا۔"

تمام اکابرین کے اندر بے چینی پیدا ہو گئی۔ وہ پہلو بدل

کر اس ماتحت کو دیکھنے لگے۔ جس کے اندر فرہاد ٹو بول رہا تھا۔ اس نے کہا۔ ''جمائلہ رات کی تاریکی میں اتنی طاقتور ہوجاتی ہے کہ دیواروں میں شگاف ڈال دیتی ہے۔ آہنی زنجیروں کو دھاگے کی طرح توڑ ڈالتی ہے۔ اسے روکنے اور اپنے قابو میں رکھنے کے لیے جس کوٹھڑی میں رکھا گیا تھا' وہاں کی آہنی دیواروں اور دروازے پر برقی رو دوڑتی رہتی تھی۔ انہیں چھوتے ہی بجلی کا جھٹکا لگتا تھا۔ اس لیے وہ دیواروں سے اور دروازے سے دور رہتی تھی۔ وہاں سے نکل نہیں پاتی تھی۔''

ایک اعلیٰ عہدیدار نے بے چین ہوکر کہا۔ ''تم ہمارے ان تین امریکیوں کے بارے میں بتاؤ۔ جمائلہ ان کے سلسلے میں کیا کہہ رہی تھی؟''

''پہلے جمائلہ کے بارے میں یہ سن لو کہ وہ کس طرح اپنی پُراسرار قوتوں سے معلومات حاصل کرتی ہے اور اپنے کسی بھی ٹارگٹ تک پہنچ جاتی ہے؟ وہ تمام رات اس کوٹھڑی میں قیدی بن کر فرش پر بیٹھی رہتی تھی۔ اپنی پُراسرار قوتوں کے ذریعے آس پاس کی کوٹھڑیوں میں بند رہنے والے قیدیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہتی تھی۔''

انہوں نے پوچھا۔ ''وہ ایک جگہ بیٹھ کر کس طرح معلومات حاصل کرتی تھی؟ کیا ٹیلی پیتھی جانتی ہے؟''

''نہیں.... پُراسرار قوتوں کے ذریعے اس کی قوتِ سماعت بہت تیز ہوجاتی ہے۔ وہ ایک جگہ بیٹھ کر آس پاس کی کوٹھڑیوں میں بند رہنے والے قیدیوں کی باتیں سنتی رہتی تھی۔''

اس نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ ''اور اس نے ایسی ہی پُراسرا قوت کے ذریعے ان تین امریکیوں کی باتیں سنی تھیں۔ ان میں سے ایک کی آواز اس کے کانوں تک پہنچی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا' واسکوڈی! اب کیا ہوگا؟ فرہاد علی تیمور نے ہمیں دماغی طور پر کمزور بنا دیا ہے۔ ہم خیال خوانی کی پرواز نہیں کر سکتے۔ اپنے اکابرین سے بات نہیں کر سکتے۔ انہیں اپنی حالت زار نہیں بتا سکتے۔

پھر دوسری آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''کل ہم پر تنویمی عمل کیا جائے گا۔ ہمارے ذہنوں کو واش کیا جائے گا۔''

تیسرے کی آواز سنائی دی۔ ''فرہاد کہہ رہا تھا' کل کے بعد ہم امریکی عیسائی نہیں رہیں گے۔ مسلمان بن جائیں گے۔ دنیا والوں کے سامنے یہ ظاہر کیا جائے گا کہ ہم بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں اور مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔''

وہ سب حیرانی اور پریشانی سے اس کی باتیں سن رہے تھے۔ فرہاد ٹو نے کہا۔ ''وہ تینوں باتیں کرنے کے دوران میں ایک دوسرے کو نام سے مخاطب کر رہے تھے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ ایک کا نام دائس مین ہے' دوسرے کا مف گاکی اور تیسرے کا نام کرمسن داسکوڈی ہے۔ وہ تینوں ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ آیندہ فرہاد علی تیمور ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے والا ہے۔''

امریکی آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''او گاڈ...! اس کم بخت فرہاد نے ہمارے ایک نہیں تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے اور انہیں مسلمان بنا رہا ہے۔''

فرہاد ٹو نے کہا۔ ''بنا چکا ہے۔ یہ تو دو روز پہلے کی بات تھی۔ اس رات کے بعد جمائلہ نے ان تینوں کو کسی کوٹھڑی میں نہیں دیکھا لیکن بات سے سنانے میں اپنی پُراسرار قوت کے ذریعے ان کی باتیں سنی ہیں۔ وہ مسلمان بن چکے ہیں اور آیندہ اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کے کام آتے رہیں گے۔''

ایک اعلیٰ عہدیدار نے غصے سے کہا۔ ''جناب علی اسداللہ تبریزی ہمیشہ سچ بولنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیتے اور ان کے ادارے میں کیا ہو رہا ہے؟ فرہاد ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دھوکے سے ٹریپ کر چکا ہے۔ انہیں مسلمان بنا چکا ہے اور... اور ہمیں ابھی ان سے شکایت کرنی ہے۔ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی واپسی کا مطالبہ کرنا چاہیے۔''

فرہاد ٹو نے کہا۔ ''اب تم لوگ جو کرنا چاہو' کرو لیکن وہ اہم راز جو مجھ سے چھپانا چاہتے تھے' مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ آیندہ بھی بہت کچھ معلوم ہوتا رہے گا کیونکہ پُراسرار قوتوں کی مالک جمائلہ میری دوست ہے۔ محبوبہ ہے اور شاید آیندہ ہونے والی بیوی ہے۔ اب میں جا رہا ہوں۔''

ایک نے کہا۔ ''جسٹ اے منٹ مسٹر فرہاد ٹو! ہر ادارہ اور ہر ملک اپنے اہم راز چھپاتا ہے۔ اس لیے ہم تم سے چھپانا چاہتے تھے۔ پلیز... برا نہ مانو۔ ہماری دوستی کو قائم رہنا چاہیے۔ ہم ابھی ادارے والوں سے بات کریں گے۔ اس کے بعد پھر تم سے رابطہ کریں گے۔''

وہ وہاں سے واپس آ گیا۔ طیارے میں جمائلہ کی سیٹ کے برابر دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ وہ جانتا تھا کہ ان تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سلسلے میں شبہ کیا جائے گا کہ انہیں کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ہی ٹریپ کیا ہے اور یہ شبہ

فرہاد ٹو پر بھی ہوسکتا تھا۔ لہٰذا اس سے پہلے اس نے اپنی چوری کا سارا الزام مجھ پر لگا دیا۔

ان اکابرین میں سے ایک اعلیٰ عہدیدار نے بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ کیا۔ وہاں کے انچارج خلیل بن مکرم نے پوچھا۔ ''فرمایئے.... آپ کیا چاہتے ہیں؟''

''میں فرہاد علی تیمور سے بات کرنا چاہتا ہوں۔''

''یہاں آدھی رات ہو چکی ہے۔ وہ سو رہے ہیں۔ انہیں جگایا نہیں جا سکتا۔''

''ہم ایک ضروری مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا بڑا نقصان ہو رہا ہے۔''

''آپ کا نقصان ہو رہا ہے تو یہ آپ کا مسئلہ ہے۔ فرہاد صاحب کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس لیے آپ کل دن کو کسی وقت ان سے رابطہ کر سکتے ہیں۔''

''اچھی بات ہے.... آپ جناب علی اسداللہ تبریزی سے بات کرائیں۔''

''وہ عبادت میں مصروف ہیں۔ اس وقت کسی سے بات نہیں ہو سکے گی۔''

وہ اپنے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا نقصان اٹھا رہے تھے۔ بری طرح پریشان ہو رہے تھے۔ دن کو دن اور رات کو رات نہیں سمجھ رہے تھے۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''ان کا انکار بجا ہے۔ پیرس میں رات کے دو بج رہے ہوں گے۔ رابطہ کرنے کا یہ وقت مناسب نہیں ہے۔''

فرہاد ٹو نے ان کے دلوں میں میرے خلاف اور شدید نفرت پیدا کر دی تھی۔ وہ مجھ پر جھنجلا رہے تھے۔ میرے خلاف انتقامی کارروائیاں کرنے کے لیے سوچ رہے تھے اور مجھے گالیاں دے رہے تھے۔ فی الوقت وہ اس سے زیادہ کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔

شیوانی اور آزوری ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم تھیں۔ آزوری ہمیشہ جوان رہ کر عیش و عشرت کی زندگی گزارنا چاہتی تھی لیکن شیوانی کی آتما اس میں سما گئی تھی اس لیے وہ جوانی کی رنگ رلیاں بھول کر عدنان کی ماں بن گئی تھی۔ اس کی جدائی میں تڑپ رہی تھی۔ ہم اسے کلکتے سے ڈھاکا لے آئے تھے۔ عدنان کو بھی وہیں پہنچا دیا گیا تھا۔ اس طرح ماں بیٹے ایک بار پھر ایک دوسرے سے مل گئے تھے۔

اب شیوانی کی زندگی کے انیس دن رہ گئے تھے۔ ہماری کوشش یہی تھی کہ ان پچیس دنوں میں وہ دونوں ایک دوسرے سے بچھڑنے نہ پائیں۔ انہیں ڈھاکا کی مسجد بیت المکرم کے قریب ایک فور اسٹار ہوٹل میں پہنچایا گیا تھا۔ اعلیٰ بی بی' کبریا' الیا اور کرونا نے یہ طے کیا تھا کہ ان میں سے ہر ایک عدنان اور شیوانی کے پاس چھ گھنٹے تک رہے گا اور ان کی نگرانی کرتا رہے گا پھر ہر چھ گھنٹے کے بعد ڈیوٹی بدلتی رہے گی۔

صرف وہی چار نگرانی کرنے والے نہیں تھے۔ ان کی لاعلمی میں تومی کبھی عدنان کے اندر اور کبھی شیوانی کے اندر آتی جاتی رہتی تھی۔ موقع کی تاک میں تھی۔ اس وقت اپنی زندگی کی زبردست بازی کھیل رہی تھی۔

ایک طرف مجھ سے یہ معاملات طے کیے تھے کہ میرے ساتھ تنہائی میں کئی دن' کئی راتیں گزارے گی۔ اس کی ایک دیرینہ آرزو پوری ہونے والی تھی۔

اس سے پہلے وہ میری ایک بہت بڑی کمزوری اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی تھی۔ کسی بھی طرح عدنان کو حاصل کر لیتی اور اسے کہیں چھپا کر رکھتی تو مجھ سے کسی طرح بھی دھوکا کھانے کا اندیشہ نہ رہتا اگر میں یا میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے دھوکے سے ٹریپ کرتے تو وہ عدنان کو ہماری کمزوری بنا دیتی۔

لہٰذا میرے پاس آنے سے پہلے عدنان پر قابو پانا لازمی تھا لیکن وہاں خیال خوانی کرنے والوں کا ایسا سخت پہرا تھا کہ کامیابی کی امید بہت ہی کم تھی۔ بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی۔

ویسے ہوتا تو وہی ہے' جو مقدر میں لکھا ہوتا ہے۔ ہمارے نصیب میں تو جیسے یہی لکھا تھا کہ عدنان ہم سے ملتا رہے گا اور بچھڑتا رہے گا۔

اس وقت اعلیٰ بی بی ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں تھی۔ لفٹ کے ذریعے ساتویں فلور کی طرف جا رہی تھی لیکن گراؤنڈ فلور سے پہلی منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی لفٹ میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی۔ اسے ایسا جھٹکا لگا کہ لفٹ نیچے آ کر گراؤنڈ فلور پر گری۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

ایسا زبردست جھٹکا تھا کہ وہ اچھل کر لفٹ کی چھت تک گئی تھی۔ سر چھت سے ٹکرایا تھا۔ اس کے بعد وہ نیچے آ کر گری تھی اور بے ہوش ہوگئی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے اس نے شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں رہ کر کہا تھا۔ ''اب رات بہت ہوگئی ہے۔ عدنان کو تھپک کر سلاؤ۔ میں ابھی ایک منٹ بعد آؤں گی پھر تمہیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلا دوں گی۔''

اعلیٰ بی بی کی یہ باتیں تومی نے بھی سنی تھیں۔ وہ پریشان ہوکر سوچ رہی تھی۔ ''کیا کرنا چاہیے؟ کاش! عالی تھوڑی دیر کے لیے غافل ہوجائے۔ ایک منٹ کے لیے گئی ہے۔ ایک

گھنٹے بعد آئے تو کیا ہی اچھا ہو؟"

اس کی آرزو پوری ہوگئی۔ اس نے دیکھا' ایک منٹ کے بعد کئی منٹ گزر گئے۔ عالی نہیں آئی تھی۔ نومی نے سوچا۔ "کیا بات ہے؟ کیا وہ دوسرے کسی معاملے میں مصروف ہوگئی ہے؟"

ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے شیوانی کو اپنے اپنے موبائل نمبر دیے تھے تاکہ کسی بھی مصیبت کے وقت وہ ہمیں کال کر سکے۔ نومی نے ان کے مشترکہ دماغ میں رہ کر شیوانی کو مجبور کیا کہ وہ فون کے ذریعے عالی کو مخاطب کرے۔ اس نے یہی کیا۔ رابطہ ہونے پر کسی شخص کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو... کون بول رہا ہے؟"

وہ بولنے والا جواب کا انتظار کرنے لگا۔ نومی فوراً ہی اس کے اندر پہنچ گئی تھی۔ اس کے خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ عالی ایک ایمبولینس میں ہے اور وہاں بے ہوش پڑی ہوئی ہے۔ مزید معلومات حاصل ہوئیں کہ ہوٹل کی لفٹ میں حادثہ پیش آیا تھا اور ہوٹل والے اسے اسپتال پہنچا رہے ہیں۔

نومی خوشی سے کھل گئی۔ اس کی دلی مراد پوری ہو رہی تھی۔ اس نے فوراً ہی شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ پر قبضہ جمایا۔ عدنان سو چکا تھا۔ نومی نے شیوانی کو بھی تھپک تھپک کر سلا دیا پھر ایک مختصر سے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کر دیا۔ اسے آدھے گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔

یہ جانتی تھی کہ عالی اس کے دماغ میں چھ گھنٹوں تک رہنے والی تھی۔ ابھی صرف ایک گھنٹا ہی گزرا تھا۔ وہ آئندہ پانچ گھنٹوں میں بہت کچھ کر سکتی تھی۔ شیوانی کی طرف سے مطمئن ہو کر پھر عالی کے دماغ میں آئی تو وہ ہوش میں آچکی تھی۔ اسپتال کے ایک بیڈ پر پڑی ہوئی تھی۔ دماغ عارضی طور پر کمزور ہو گیا تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے کسی کو اپنی حالت نہیں بتا سکتی تھی۔

وہ کمزور سی آواز میں ایک سسٹر سے بولی۔ "میرا موبائل فون کہاں ہے؟ مجھے دو۔ میں اپنے گھر والوں کو اطلاع دوں گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ نومی اس کے دماغ پر قبضہ جما چکی تھی۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق آہستہ آہستہ نیند میں ڈوبنے لگی۔ بے شک..... یہ اس کی خوش قسمتی تھی۔ وہ صرف عدنان کو اپنے قابو میں رکھنا چاہتی تھی لیکن اب اصل کے ساتھ سود بھی مل رہا تھا۔ آئندہ وہ صرف میرے ... نہیں ... بیٹی کو بھی اپنے شکنجے میں رکھنے والی تھی۔

اگلے پانچ گھنٹوں تک ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ عدنان اور شیوانی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کیونکہ میں تو گہری نیند سو رہا تھا۔ الپا' کرونا اور کبریا کو یہ یقین تھا کہ عالی ان کی نگرانی کر رہی ہے۔ اس کے بعد کبریا وہاں جانے والا تھا۔

وہ وقت پر اپنی ڈیوٹی دینے کے لیے وہاں نہ جا سکا۔ اپنے دماغ کو ہدایت دے کر سو گیا تھا کہ رات دو بجے بیدار ہو جائے گا۔ ایسے وقت وہ ایک تکلیف دہ خواب دیکھ رہا تھا کہ کوئی انجانا دشمن اس پر حاوی ہو رہا ہے۔ اسی پریشانی میں اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ بارہ بجے والے تھے۔ کچھ خواب نے پریشان کیا تھا' کچھ نیند کا خمار تھا۔ وہ پھر سو گیا۔

حقیقتاً ہوا یہ تھا کہ مقررہ دو بجے ہی اس کی آنکھ کھلی تھی اور سامنے وال کلاک میں بارہ بجنے کے لیے پانچ منٹ تھے۔ اس وقت وہ گھڑی بند ہو گئی تھی۔ دماغ نے اسے صحیح وقت پر جگایا تھا لیکن وہ نیند اور خواب کے دباؤ کے باعث پھر سو گیا تھا۔

یوں کہنا چاہیے کہ تقدیر نے سلا دیا تھا۔ اب تک عدنان کے سلسلے میں کبھی کبھی دشمن حاوی ہو جاتے تھے اور اسے چھین کر لے جاتے تھے۔ اس بار ہماری بدنصیبی اسے چھین کر لے گئی تھی۔

دو گھنٹے بعد کبریا کی آنکھ کھلی۔ یعنی وہ آٹھ گھنٹے تک سوتا رہا تھا۔ آنکھ کھلتے ہی وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سب سے پہلے خیال خوانی کے ذریعے شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں پہنچنا چاہا تو آزوری نے سانس روک لی۔ اس کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔

اسے حیرانی ہوئی۔ اس نے پھر ایک بار کوشش کی پھر اس کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ اس نے عالی سے رابطہ کرنا چاہا تو وہاں بھی یہی ہوا۔ اس نے بھی سانس روک کر اس کی سوچ کی لہروں کو بھگا دیا۔

وہ شدید حیرانی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ فوراً ہی الپا کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ "سسٹر! بہت بڑی گڑبڑ ہوئی ہے۔ مجھے نہ تو شیوانی کے اندر جگہ مل رہی ہے اور نہ ہی عالی مجھے اپنے دماغ میں آنے دے رہی ہے۔"

الپا نے کہا۔ "میں ابھی دیکھتی ہوں' کیا معاملہ ہے؟"

کبریا نے کرونا سے بھی کہا۔ "شیوانی اور عدنان کی حفاظت کی ذمے داری ہم پر تھی لیکن ہم ان کی نگرانی کرنے میں ناکام رہے ہیں۔"

اس نے کرونا کو عالی کے بارے میں بھی بتایا۔ اس

وہ خیال خوانی کے ذریعے پہلے عالی کے ... یقین نہیں ہو رہا تھا۔ ... پہنچی تو ناکام رہی پھر شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ میں بھی نہ پہنچ سکی۔ اس نے پوچھا۔ "کبریا! تمہیں اس گڑبڑ کا علم کب ہوا؟"

"میں ابھی ٹھیک چھ گھنٹے بعد اٹھ کر وہاں گیا تھا تو پتا چلا' دشمنوں نے صرف شیوانی کے ہی نہیں... عالی کے دماغ پر بھی قبضہ جما لیا ہے۔"

"تم کہہ رہے ہو' ابھی چھ گھنٹے بعد اٹھ کر گئے تھے جبکہ آٹھ گھنٹے گزر چکے ہیں۔"

اس نے پوچھا۔ "یہ کیا کہہ رہی ہو؟ ٹھیک چھ گھنٹے بعد میری آنکھ کھلی ہے۔"

اس نے سر گھما کر وال کلاک کی طرف دیکھا تو ایک دم سے چونک گیا۔ وہ گھڑی بتا رہی تھی کہ ابھی بارہ نہیں بجے ہیں۔ اسے یاد آیا کہ نیند کے دوران میں اس کی آنکھ کھلی تھی تو اس نے گھڑی میں یہی وقت دیکھا تھا اور بیدار ہونے کے بعد بھی وہی وقت دکھائی دے رہا ہے۔ بات سمجھ میں آگئی کہ گھڑی آدھی رات کو ہی بند ہو گئی تھی۔

ادھر الپا کی سوچ کی لہریں میرے اندر آئیں تو میری آنکھ کھل گئی۔ اس نے کہا۔ "پاپا! بہت گڑبڑ ہو گئی ہے۔ صرف عدنان ہی نہیں' عالی بھی ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی ہے۔"

میں نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

وہ مجھے تفصیل سے بتانے لگی کہ میری نیند کے دوران میں کیا ہو چکا ہے؟ میرے دماغ نے چیخ کر کہا۔ "یہ نومی کی مکاری ہو سکتی ہے۔"

اگرچہ وہ بہروپیا بھی ہم پر زبردست حملے کر چکا تھا لیکن نومی ذہن پر حاوی تھی۔ اس نے ابتدا سے اب تک بڑی بڑی مکاریاں دکھائی تھیں اور کئی بار اسے کامیابی حاصل ہوتی رہی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم نے اس کی کامیابیوں کو ناکامیوں میں بدل دیا تھا۔

ویسے یہ بات عقل میں نہیں آ رہی تھی کہ سخت نگرانی کے باوجود اس نے صرف شیوانی اور آزوری کے مشترکہ دماغ پر ہی نہیں' عالی کے دماغ پر بھی قبضہ جما لیا تھا۔

ایک بات یہ بھی ذہن میں تھی کہ نومی اور اس بہروپیے کی ملی بھگت سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور بڑی کامیابی سے ہمیں زبردست نقصان پہنچا رہے ہیں۔ میں نے اسی وقت نومی کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ وہ گہری نیند میں تھی۔ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ اس نے فوراً ہی سانس روک کر میری سوچ کی لہروں کو بھگا دیا۔ یہ بھی اس کی مکاری تھی۔ محض دکھاوا تھا کہ گہری نیند میں تھی اور میرے آتے ہی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی ہے۔

وہ مکار عورت یہ جانتی تھی کہ عالی اور عدنان کے گم ہوتے ہی میں ضرور اس کے پاس آؤں گا اور وہ میرے انتظار میں بستر پر تیار لیٹی ہوئی تھی۔ ہڑبڑا کر اٹھنے کا ڈراما کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ اب سے پہلے گہری نیند میں تھی۔

میں نے فون کے ذریعے اسے مخاطب کیا۔ وہ جماہی لیتے ہوئے بولی۔ "ہائے فرہاد! تم نے مجھے جگایا ہے۔ مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے۔"

"مجھے افسوس ہے' میں نے تمہیں گہری نیند سے جگا دیا۔"

"اگر میں موت کی نیند سوتی' تب بھی تمہارے آتے ہی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتی۔ اس وقت مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے' میں بیان نہیں کر سکتی۔ میں نے دماغ کو ہدایت دی تھی کہ صبح چھ بجے بیدار ہو جاؤں گی اور ابھی چھ بجنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں۔ تم نے صحیح وقت پر جگایا ہے۔"

میں عدنان اور عالی کے سلسلے میں براہ راست کوئی سوال نہیں کر رہا تھا۔ باتوں ہی باتوں میں کریدنا چاہتا تھا کہ وہ اس معاملے سے انجان ہے یا جان بوجھ کر انجان بن رہی ہے؟

میں نے پوچھا۔ "ہماری ملاقات کے سلسلے میں کیا کر رہی ہو؟"

"میں تو ہواؤں میں اڑ رہی ہوں۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ آج کسی بھی فلائٹ میں سیٹ او کے کرا کے شام تک جنیوا پہنچ جاؤں گی لیکن استنبول جانے والی ایک فلائٹ میں مجھے سیٹ ملی ہے۔ وہ رات آٹھ بجے روانہ ہوگی۔ اس حساب سے میں کل صبح جنیوا پہنچ سکوں گی۔"

میں نے دوسرا سوال کیا۔ "اس بہروپیے سے تو رابطہ رہتا ہوگا؟"

"ہاں... وہ مجھ سے رابطہ رکھتا ہے۔ میں خود بھی اس سے رابطہ کرتی رہتی ہوں۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش میں لگی رہتی ہوں کہ اس کی سرگرمیاں کیا ہیں؟ ابھی سونے سے پہلے میں نے اسے مخاطب کیا تھا تو اس نے یہ کہہ کر فون کا رابطہ ختم کر دیا کہ ابھی بہت مصروف ہے۔ دو چار گھنٹے بعد مجھ سے بات کرے گا۔"

"تم نے پوچھا نہیں' وہ کس معاملے میں مصروف ہے؟"

"وہ تو ایسی جلدی میں تھا کہ اس نے اپنی بات پوری

ہوتے ہی رابطہ ختم کر دیا تھا۔ جواباً میری کوئی بات نہیں سنی تھی۔"

"کیا تمہارے اندر یہ تجسس پیدا نہیں ہوا کہ آخر معاملہ کیا ہے؟ وہ اس قدر جلدی میں کیوں ہے؟"

"ہاں... یہ تجسس تو اب بھی ہے لیکن میں اس وقت سونا چاہتی تھی۔ یہ جانتی تھی کہ دوبارہ رابطہ کروں گی تو وہ پھر کترا جائے گا۔ اس لیے میں نے اس سے بات نہیں کی۔"

"ابھی اس سے رابطہ کرو۔ میں بہت پریشان ہوں۔"

وہ حیران ہو کر بولی۔ "پریشان ہو...؟ اب تک تم نے پریشانی ظاہر نہیں کی تھی۔ کیا مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو؟"

"ہاں، بات ایسی ہے کہ میں تم پر بھی شبہ کر رہا ہوں۔ میرے پوتے عدنان کو اغوا کیا گیا ہے۔ یہ شرارت تمہاری بھی ہو سکتی ہے اور اس بہروپیے کی بھی..... سچ سچ بتا دو' میرا پوتا کہاں ہے؟"

وہ حیرانی اور پریشانی ظاہر کرتے ہوئے بولی۔ "اوہ فرہاد! کل صبح تم سے ملنے والی ہوں۔ ایک نئی اور خوبصورت زندگی کی ابتدا کرنے والی ہوں۔ ایسے میں مجھ پر شبہ کرو گے تو میں مر جاؤں گی۔ ایسی احمق بھی نہیں ہوں کہ ایک طرف تمہاری دوستی کا دم بھرتی رہوں اور دوسری طرف چوری چھپے دشمنی کرتی رہوں۔ میں جانتی ہوں' ایسی دشمنی زیادہ دیر تک چھپی نہیں رہ سکے گی۔ جب بھی ظاہر ہوگی' تم میرے لیے موت بن جاؤ گے اور میں کبھی ایسا وقت آنے نہیں دوں گی۔ پلیز... مجھ پر بھروسا کرو اور تھوڑی دیر کے لیے رابطہ ختم کر دو۔ میں اس بہروپیے کا محاسبہ کرنے جا رہی ہوں۔"

"میں تو ایک ہی بات جانتا ہوں' اگر اس نے اغوا نہیں کیا ہے تو یہ کام تمہارا ہی ہے۔ عدنان کے معاملے میں ہمارا اور کوئی تیسرا دشمن نہیں ہے۔"

"مجھے اتنا بتا دو' اسے کہاں سے اغوا کیا گیا ہے؟ تاکہ میں اس علاقے میں لوگوں کو آلۂ کار بنا کر معلومات حاصل کر سکوں۔"

"وہ اپنی ماں کے ساتھ ڈھاکا کے ایک فور اسٹار ہوٹل میں تھا۔ ہمارے اندازے کے مطابق اسے اغوا ہوئے چار گھنٹے گزر چکے ہیں۔"

وہ حیرانی سے بولی۔ "چار گھنٹے تو بہت ہوتے ہیں۔ تم نے یہ بات پہلے مجھے کیوں نہیں بتائی؟"

"ہم بہت پریشان ہیں۔ صرف عدنان کو ہی نہیں' اعلیٰ بی بی کو بھی اغوا کیا گیا ہے۔"

وہ حیرانی سے تقریباً چیخ کر بولی۔ "اوہ گاڈ! میں کیسے یقین کروں؟ اعلیٰ بی بی تو بہت ہی سمجھدار اور چالاک ہے۔ آخر وہ کس طرح اس بہروپیے کے دام میں آ گئی ہوگی؟"

"وہ جس ہوٹل میں تھی' وہاں سے ہمیں معلوم ہوا کہ لفٹ کی خرابی کے باعث اسے حادثہ پیش آیا تھا اور وہ دماغی توانائی کھو چکی تھی۔ اس طرح ہم اسے کھو چکے ہیں۔"

"او مائی گاڈ! یہ بہروپیا بہت تیزی سے دوڑ رہا ہے۔ میں پورے یقین سے کہتی ہوں' یہ اسی کی کارستانی ہے۔ میں ابھی معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے... جاؤ۔ میں تمہارے فون کا انتظار کروں گا۔"

اس نے مجھ سے رابطہ ختم کر کے فرہاد ٹو سے رابطہ کیا۔ اس نے شکایت کی۔ "تم کہاں ہو؟ کیا کرتی پھر رہی ہو؟ میں نے رابطہ کیا تھا لیکن تم نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا تھا کہ کسی دوسرے وقت رابطہ کرو گی۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں' تم کہیں کوئی بڑا ہاتھ مار رہی ہو۔"

"تمہارا یقین درست ہے۔ میں ناکام ہو رہی ہوں مگر کامیابی بھی حاصل کرتی جا رہی ہوں۔ یہ بتاؤ' تم کیا کرتے پھر رہے ہو؟"

"میں بہت جلد میدان مارنے والا ہوں۔ جمائلہ میرے ساتھ ہے۔ ہم ڈھاکا پہنچے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی پُراسرار قوتوں کے ذریعے چھپے ہوئے دوستوں اور دشمنوں کا سراغ لگا لیتی ہے۔"

"پھر تو اس نے ڈھاکا پہنچتے ہی عدنان کا سراغ لگا لیا ہوگا؟"

"نہیں... اس کی پُراسرار قوت نے بتایا ہے' بچہ اس شہر میں نہیں ہے۔ میرا اندازہ ہے' فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس بچے کو بائی ایئر آس پاس کے کسی ملک میں لے گئے ہیں یا پھر بہت زیادہ چالاکی دکھانے کے لیے اسے واپس چاڈگام لے جائیں گے اور بحری جہاز کے ذریعے مشرقِ بعید کے کسی ملک میں پہنچا دیں گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "تمہاری جمائلہ اس بچے کے پیچھے پیچھے بھاگتی رہے گی اور تم جمائلہ کے پیچھے بھاگتے رہو گے۔ آخر کتنے ممالک کے کتنے علاقوں میں اسے ڈھونڈتے پھرو گے؟ تھک جاؤ گے۔ ہار جاؤ گے...

"میں خوب سمجھتا ہوں' تم بھی اسے ٹریپ کرنے کے لیے ڈھونڈتی پھر رہی ہو اور مجھ سے کہہ رہی ہو کہ تھک جاؤں' ہار جاؤں گا؟"

"میں واقعی تھک گئی ہوں۔ ہار ماننے والی ہوں۔ اس لیے ایسی باتیں کر رہی ہوں۔ یہ چاہوں گی کہ تم جمائلہ کے ذریعے اس بچے کو حاصل کر لو۔ میں پھر تم سے رابطہ کروں گی۔"

یہ کہہ کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ گہری سنجیدگی سے سوچنے لگی کہ ابھی مجھ سے کیا باتیں کرے گی؟ اس نے سوچا تھا' عدنان اور اعلیٰ بی بی کے اغوا کا الزام فرہاد ٹو پر رکھے گی اور مجھے یقین دلائے گی کہ اسی نے ایسی حرکت کی ہے پھر اس کی سمجھ میں آیا کہ یہ جھوٹ نہیں چلے گا۔ کیونکہ جمائلہ دن کے وقت نارمل رہتی ہے۔ میں یا میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے چپ چاپ اس کے اندر پہنچ کر یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ اس نے فرہاد ٹو کے لیے عدنان اور عالی کو اغوا کیا ہے یا نہیں؟

ابھی لومی کا سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ ہر پہلو سے میرا بھرپور اعتماد حاصل کرتی رہے اور کسی طرح بھی مجھے شبہ کرنے کا موقع نہ دے۔ میں نے صاف طور سے کہہ دیا تھا کہ میرے پوتے اور بیٹی کو اگر بہروپیے فرہاد نے نہیں تو ضرور اس نے اغوا کیا ہے اور کوئی تیسرا دشمن نہیں ہے۔

وہ مکاری سے سوچنے لگی۔ "تیسرا دشمن پیدا کرنا ہی ہوگا۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں تین خیال خوانی کرنے والے آزادی اور خودمختاری کے ساتھ کہیں گمنام زندگی گزار رہے تھے۔ ان میں سے ایک کرونا تھی' دوسرا فرمان تھا اور تیسرا ٹونی جے تھا۔

کرونا کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ ہمارے لیے کام کر رہی ہے اور منظرِ عام پر نہیں آ رہی ہے۔ فرمان اور ٹونی جے پر الزام لگایا جا سکتا تھا۔ وہ ان دونوں کے بارے میں ہر پہلو سے غور کرنے لگی۔

یہ بات سمجھ میں آئی کہ فرمان جب بھی منظرِ عام پر آیا تو ہمارے لیے کام کرتا رہا۔ اب اچانک گمنام رہ کر زندگی گزار رہا تھا اگر منظرِ عام پر آتا تو کبھی میری بیٹی اور پوتے کو اغوا نہ کرتا۔

ٹونی جے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا مگر امریکا سے اور وہاں کے اکابرین سے تعلقات ختم کر چکا تھا۔ وہ کچھ عرصے تک چنڈال جوگیا کے ساتھ رہا پھر اس نے فرمان سے دوستی کی۔ اس کے بعد اچانک ہی کہیں غائب ہو گیا۔ لومی اس پر الزام لگا کر مجھے یقین دلا سکتی تھی۔ میری توجہ اس کی طرف مبذول کر دیتی تو میں اس غائب ہونے والے کو تلاش کرتا رہتا اور کبھی اسے ڈھونڈ نہ پاتا۔

وہ اپنی اس پلاننگ کے ہر پہلو پر غور کرنے لگی۔ اس نے کئی ایسے آلۂ کار بنا رکھے تھے جو بہت قابل اور ذہین تھے۔ بلا کی ایکٹنگ کر سکتے تھے۔ کسی کی بھی آواز اور لب و لہجے میں بول سکتے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ سب ہی یوگا کے ماہر تھے۔

اس نے اپنے ایک آلۂ کار کے پاس پہنچ کر کہا۔ "تمہیں ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا بن کر رہنا ہے۔ میں تمہارے دماغ میں خاص باتیں نقش کر رہی ہوں۔ تم ان کے مطابق فرہاد سے رابطہ کرو گے۔ ایسے وقت میں تمہارے اندر موجود رہوں گی اور تم میری مرضی کے مطابق بولتے رہو گے۔"

وہ اس کا معمول اور تابعدار تھا۔ اس نے پھر ایک بار اس پر تنویمی عمل کیا۔ اس کے ذہن میں یہ نقش کر دیا کہ وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا ٹونی جے ہے۔ اس نے عدنان اور عالی کے اغوا کے سلسلے میں بھی خاص خاص باتیں نقش کیں پھر اسے حکم دیا کہ وہ آدھے گھنٹے تک تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد فرہاد سے فون پر باتیں کرے گا اور فاتحانہ انداز میں یہ بتائے گا کہ اس کا پوتا اور بیٹی اس کے قبضے میں ہے۔

الو شے کو سب ہی جمائلہ سمجھ رہے تھے اور ہمیں اپنی پوتی کے ذریعے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ میرا پوتا اور میری بیٹی اس بہروپیے فرہاد ٹو کے قبضے میں نہیں ہے۔ وہ الو شے کو جمائلہ سمجھ کر اس کے ساتھ عدنان کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔

بے شک... لومی نہایت ہی ذہین اور مکار تھی۔ وہ اغوا کا الزام فرہاد ٹو پر لگانا چاہتی تھی لیکن باز آ گئی تھی۔ اس نے فوراً ہی اپنی پلاننگ میں تبدیلی کی تھی۔ اب ٹونی جے پر الزام لگانے والی تھی۔ اس طرح اس کی چالبازی اب مجھ پر ظاہر ہونے والی نہیں تھی۔ وہ کامیابی سے مجھے دھوکا دیتی رہتی' بولتی رہتی اور میں یقین کرتا رہتا۔

اس نے ٹونی جے کی تنویمی نیند پوری ہونے سے پانچ منٹ پہلے مجھے فون پر مخاطب کیا۔ یہ جانتی تھی کہ ابھی پانچ منٹ بعد وہ بیدار ہوگا تو مجھ سے رابطہ کرے گا۔ میں اغوا کرنے والے تک پہنچنے کے لیے پریشان ہو رہا تھا۔ میں نے پوچھا۔ "کیا تم نے اس بہروپیے سے رابطہ کیا تھا؟"

وہ بولی۔ "فرہاد ٹو انکار کر رہا ہے۔ قسمیں کھا کر کہہ رہا ہے کہ اس نے عدنان کو یا عالی کو اغوا نہیں کیا ہے۔ بلکہ وہ تو جمائلہ کے ساتھ عدنان کی تلاش میں بھٹک رہا ہے۔"

میں نے سخت لہجے میں کہا۔ "لومی! تم بہت چالاک بننے کی کوشش کر رہی ہو لیکن زیادہ دیر تک مجھے دھوکا نہیں دے سکو گی۔"

وہ بڑے دکھ سے بولی۔ "فرہاد! مجھے مار ڈالو مگر مجھ پر

شبہ نہ کرو۔ کل صبح جنیوا پہنچنے والی ہوں۔ کل تک اصل دشمن تک پہنچنے کی کوشش کرو اگر اس کا سراغ نہ ملے تو مجھے ہی دشمن سمجھ کر اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دینا۔ میں خوشی خوشی مر جاؤں گی۔"

"تم بڑے ڈرامائی انداز میں گفتگو کر کے بے وقوف بناتی ہو لیکن اب میں بے وقوف بننے والا نہیں ہوں۔ یہ اچھی طرح جانتا ہوں' تم دونوں میں سے کوئی ایک ہی عدنان کے سلسلے میں مجھ سے دشمنی کر سکتا ہے اگر فرہاد تو نے انہیں اغوا نہیں کیا ہے تو پھر یہ سراسر تمہاری ہی کارستانی ہے۔"

"بے شک... مجھ پر شبہ کرو۔ میں تمہیں منع نہیں کرتی مگر فار گاڈ سیک... دوسری طرف بھی دھیان دو۔ میری خاطر اس پہلو سے سوچو کہ ہمارے علاوہ بھی کوئی دشمن ہو سکتا ہے۔ میں تو ہوں ہی دشمن.... مجھے مار ڈالو لیکن میری آخری خواہش سمجھ کر ایک ذرا سوچو' دشمن کوئی اور بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی اچانک تمہارے خلاف ایسی حرکت کر سکتا ہے۔"

اس کی اس بات نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ میری زندگی میں کئی بار ایسا ہوا ہے' کئی بار اچانک دشمن پیدا ہوا گئے۔ بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ پوشیدہ دشمن موقع کی تاک میں رہتے ہیں۔ خاموشی سے مناسب وقت کا انتظار کرتے ہیں پھر اچانک ہی حملہ کر دیتے ہیں۔

میں سوچ میں گم تھا۔ ایسے ہی وقت نومی خیال خوانی کے ذریعے میرے اندر پہنچی تو میں نے چونک کر پوچھا۔ "کون ہو تم...؟"

وہ مردانہ لب و لہجے میں بولی۔ "اپنا فون نمبر بتاؤ۔ تم سے ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

میں نے فون نمبر بتاتے ہی سانس روک لی۔ اس کی سوچ کی لہریں واپس چلی گئیں۔ وہ فون پر بولی۔ "خاموش کیوں ہو؟ کیا سوچ رہے ہو؟"

میں نے چونک کر کہا۔ "وہ... میں تمہارے مشورے پر غور کر رہا ہوں۔ واقعی مجھے دوسرے پہلوؤں پر بھی غور کرنا چاہیے۔ ابھی رابطہ ختم کر رہا ہوں۔ بعد میں تم سے باتیں کروں گا۔"

میں نے فون بند کیا۔ ادھر وہ فوراً ہی اپنے تابعدار کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ بولا۔ "میڈم! میں نے آپ کے حکم کے مطابق فون پر رابطہ کیا تھا لیکن اس کا نمبر بزی تھا۔ اس سے بات نہ ہو سکی۔"

"کوئی بات نہیں۔ اب نمبر پنچ کرو۔ رابطہ ہو جائے گا۔"

اس نے نمبر پنچ کیے۔ نومی اس کے اندر جم کر بیٹھ گئی تھی۔ رابطہ ہونے پر وہ اس کی مرضی کے مطابق بولنے لگا۔ "مسٹر فرہاد! تمہارا شکریہ... تم نے اپنا پرسنل فون نمبر مجھے دیا ہے۔"

میں نے کہا۔ "پہلے اپنا نام بتاؤ اور مکمل تعارف پیش کرو۔"

وہ فاتحانہ انداز میں بولا۔ "میرا تعارف اور میری تعریف یہ ہے کہ میں تمہارے پوتے اور تمہاری بیٹی کا باڈی گارڈ ہوں۔ ان کی حفاظت کر رہا ہوں۔"

میں ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ "وہ دونوں کہاں ہیں؟"

"میری ایک محفوظ پناہ گاہ میں ہیں۔ بڑے آرام سے ہیں۔ انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ تم بے فکر رہو۔"

"تم نے کس لیے انہیں اغوا کیا ہے؟ ہم سے کیا چاہتے ہو؟"

"چاہتا تو بہت کچھ ہوں مگر جو میں چاہوں گا' وہ تم نہیں چاہو گے۔ ایسا ہوتا ہے۔ جب کسی کی چاہت کو کوئی تسلیم نہیں کرتا تو وہ جبراً مطالبہ پیش کرتا ہے اور دوسرے کو مجبور کر کے اپنا مطالبہ منواتا ہے۔"

"زیادہ لمبی باتیں نہ کرو۔ اپنا مطالبہ بیان کرو۔"

"اپنا مطالبہ پیش کرنے سے پہلے اپنی مختصر سی ہسٹری پیش کر رہا ہوں۔ میرا نام [illegible]"

[illegible] بہت کچھ یاد آ گیا ہو۔ [illegible] امریکا سے تھا۔ اب میں محب وطن اور قوم پرست [illegible] ہوں۔ انڈیا میں چنڈال جوگیا کے ساتھ بہت عرصے تک رہا۔ وہاں شملہ میں ہم آرمی کے چند اہم افسران سے نمٹ رہے تھے۔ ایسے وقت تم نے ہم پر حملہ کیا تھا۔ چنڈال جوگیا کو ختم کر دیا تھا اور مجھے بھاگنے پر مجبور کیا تھا۔ اس دوران میں فرمان سے میری دوستی ہو گئی تھی۔"

میں نے کہا۔ "تمہارا نام سن کر ہی مجھے سب کچھ یاد آ گیا ہے۔ لہٰذا کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات یہ ہے کہ میں نے انڈیا میں پہلی بار آپ کی بیٹی اعلیٰ بی بی کو دیکھا تو ہزار جان سے عاشق ہو گیا۔ پہلے تو اسے اپنے دل و دماغ سے نکالنے کی کوشش کرتا رہا مگر یہ دل بڑا بے ایمان ہے۔ تمہاری بیٹی کا ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کے بغیر رہنا نہیں چاہتا۔"

میں نے ناگواری سے کہا۔ "اسی لیے تم نے اسے اغوا کیا ہے؟"

"تمہاری بیٹی اور وہ بھی عالی جیسی ذہین اور چالاک لڑکی... اسے اغوا کرنا آسان نہیں تھا۔ میں نے برسوں ایک ایسے سنہری موقع کا انتظار کیا ہے۔ میں جانتا تھا' سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلے گا۔ تم سب مسلمان ہو اور میں یہودی ہوں۔ مجھے داماد کی حیثیت سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ بھی گھاس نہیں ڈالے گی۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔ "میرے پیارے ہونے والے سسر! حالات نے مجبور کر دیا ہے۔ اس لیے میں نے اسے اغوا کرنے کی غلطی کی ہے۔ یہ جانتا ہوں' کبھی کبھی پکڑا گیا تو بے موت مارا جاؤں گا لیکن کیا کیا جائے؟ یہ عشق بڑا کمینہ ہے۔ بعد میں ندامت کا پسینہ ہے... دیوانگی میں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ بعد میں پچھتانا پڑے گا۔"

"تمہاری یہ حماقت سمجھ میں آ گئی کہ تم نے عالی کو کیوں اغوا کیا ہے؟ لیکن میرے پوتے سے تمہاری کیا دشمنی ہے؟"

"دشمنی نہیں ہے۔ یہ سب میری احتیاطی تدابیر ہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں' عالی زیادہ دیر میری گرفت میں نہیں رہے گی۔ بہت ہی مکار ہے۔ کسی نہ کسی طرح اپنی جان چھڑا لے گی۔ اس لیے میں نے عدنان کو اپنی گرفت میں رکھا ہے۔ وہ دونوں نہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں' نہ بول سکتے ہیں' نہ مل سکتے ہیں۔ میری بدقسمتی سے اگر عالی نے کبھی نجات پائی تو وہ عدنان تک نہیں پہنچ سکے گی۔ تم میں سے کوئی وہاں تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

میں نے سخت لہجے میں کہا۔ "میں نے تمہاری تمام باتیں سن لیں اور تم جانتے ہو' میرا جواب کیا ہو سکتا ہے؟"

"اچھی طرح جانتا ہوں۔ تم کبھی مجھ جیسے ایک یہودی کو اپنا داماد نہیں بناؤ گے اور نہ ہی عالی مجھے قبول کرے گی۔"

"تو پھر کیا کرو گے؟"

"میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ انکار کرے گی۔ میری محبت کا جواب محبت سے نہیں دے گی تو پھر میرے آگے ایک ہی راستہ ہوگا اور وہ یہ کہ ابھی تو میں نے اسے صرف اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا ہے تاکہ کچھ روز تک محبت سے اسے اپنی طرف مائل کرتا رہوں اگر وہ راضی نہ ہوئی تو میں تنویمی عمل کے ذریعے اس کا برین واش کر دوں گا' اس کا مذہب' اس کی ہٹ دھرمی سب کچھ اس کے ذہن سے مٹا ڈالوں گا۔ اسے یہودی لڑکی بنا کر اس سے شادی کر لوں گا۔"

میں نے سوچا۔ "خدا کا شکر ہے... ابھی وہ ایسا نہیں کر رہا ہے اگر جبراً ایسا کرے گا تو میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکوں گا۔"

میں نے کہا۔ "تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم میری بیٹی کو محبت سے اپنی طرف مائل کرو اگر ایک ماہ کے اندر اندر اسے اپنی طرف مائل کر لو گے تو میں تم دونوں کی شادی پر اعتراض نہیں کروں گا۔"

وہ خوش ہو کر بولا۔ "تھینک یو مسٹر فرہاد! تھینک یو.... میں نے شیوانی کے خیالات پڑھ کر اس کی پوری ہسٹری معلوم کی ہے۔ پتا چلا ہے کہ اس کی زندگی صرف انیس دن کی رہ گئی ہے۔ میں اپنے سینے میں ایک دردمند دل رکھتا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ ماں بیٹے اس عرصے تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔ میں نے انہیں جہاں رکھا ہے۔ وہاں شیوانی اپنے بیٹے کے ساتھ عمر کے بقیہ دن گزارتی رہے گی اگر آپ وعدہ کریں کہ انیس دنوں تک اپنے پوتے کو اور اپنی بیٹی کو تلاش نہیں کریں گے تو میں وعدہ کرتا ہوں' ٹھیک انیس دنوں کے بعد عدنان کو بابا صاحب کے ادارے کے دروازے پر پہنچا دوں گا۔"

میں نے قائل ہو کر کہا۔ "اب تم شریفانہ انداز میں بول رہے ہو۔"

"کیا میری شرافت کا یہ ثبوت کم ہے کہ میں نے عالی کو صرف معمولہ اور تابعدار بنایا ہے؟ اس کے برین کو بالکل ہی واش نہیں کیا ہے۔ پتا نہیں میں زندگی میں کتنی غلطیاں کرتا رہتا ہوں؟ لیکن گناہ کبھی نہیں کرتا۔ اس لیے آپ کی بیٹی میرے پاس محفوظ رہے گی۔ میں جب بھی اسے اپنا بناؤں گا' شادی کرنے کے بعد ہی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لوں گا۔"

میں نے خوش ہو کر کہا۔ "گوئی بے! تم میرا دل جیت رہے ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں' انیس دنوں تک ہمارا کوئی خیال خوانی کرنے والا عدنان کی طرف نہیں جائے گا اور ایک ماہ تک میری بیٹی امانت کے طور پر تمہارے پاس رہے گی۔ تم ایک مہذب انسان کی طرح اسے اپنی طرف مائل کرتے رہو گے۔ انجام کیا ہونے والا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔"

"مسٹر فرہاد! آپ کا بہت بہت شکریہ.... میں وقتاً فوقتاً آپ سے رابطہ کرتا رہوں گا۔ ابھی اجازت چاہتا ہوں۔"

اس آلۂ کار نے نومی کی مرضی کے مطابق فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ وہ بولی۔ "شاباش! اسی طرح اعتماد کے ساتھ باتیں کرتے رہو۔ میں تمہیں گائیڈ کرتی رہوں گی۔ ایک بات کا اچھی طرح خیال رکھو' کبھی کسی پرائی سوچ کی لہر کو دماغ میں آنے کا موقع نہ دینا۔ فرہاد یا اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مختلف حیلے بہانے سے تمہارے اندر آنا چاہیں گے۔ تم کسی کو ایک لفظ بھی اپنے اندر بولنے کی اجازت نہیں دو گے۔ فوراً ہی سانس روک کر بھگا [illegible] گے۔ ایسے وقت فون کے ذریعے

مجھے مخاطب کرو گے۔ میں تمہارے پاس آجایا کروں گی۔ اب آرام کرو، میں جارہی ہوں۔"

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ اطمینان کی ایک گہری سانس لے کر سوچنے لگی۔ "ایک بہت بڑا پہاڑ سر سے اتر گیا ہے۔ فرہاد کو پوری طرح یقین ہوگیا ہے کہ لوٹی جے نے ہی اس کی بیٹی اور پوتے کو اغوا کیا ہے۔ آیندہ وہ کبھی مجھ پر شبہ نہیں کرے گا۔ جنیوا پہنچنے کے بعد دل و جان سے مجھے قبول کرتا رہے گا۔"

سر سے بوجھ اتر گیا تھا۔ وہ تھکے ہوئے انداز میں بیڈ پر چاروں شانے چت پڑی رہی۔ کوئی فکر و پریشانی نہیں رہی تھی۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے کسی سے رابطہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ پُرسکون لیٹی رہی۔ ویسے زیادہ دیر تک اپنے اہم معاملات سے غافل نہیں رہ سکتی تھی۔ اس لیے پہلے اس نے عدنان اور شیوانی کی خبر لی۔

اس کے آلۂ کاروں نے ان ماں بیٹے کو پٹنہ کے ایک پوش علاقے میں پہنچا دیا تھا۔ وہ دونوں ایک چھوٹے سے خوبصورت بنگلے میں آرام سے تھے۔ لوٹی شیوانی کے دماغ کو لاک کر چکی تھی۔ اس کے اندر کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا اور شیوانی نے عدنان کو اپنی قسم دے کر سمجھایا تھا۔ "بیٹے! اپنے دماغ کو کسی کو نہ آنے دینا۔ اگر تم اپنی ماں کی آخری خوشیاں چاہتے ہو تو تاشہ سے بھی بات نہ کرنا۔ اپنے دماغ میں مختلف خیالات کو گڈمڈ کرتے رہنا۔ اس طرح کسی کو معلوم نہیں ہو سکے گا کہ ہم کہاں زندگی گزار رہے ہیں؟"

اس چھوٹے سے بچے کے دماغ میں صرف ایک ہی بات تھی کہ ماں کو ہر حال میں خوش رکھنا ہے۔ اسے دکھ نہیں پہنچانا ہے۔ اس لیے وہ اس کی ہر بات مانتا رہتا تھا۔ یہ جانتا تھا' تاشہ اسے دل و جان سے چاہتی ہے اور ہر برے وقت میں اس کے کام آتی ہے۔ اس کے باوجود اس نے ماں کی بات مان کر اس سے بھی کوئی بات نہیں کی۔ اس کے آتے ہی وہ اپنے دماغ کو مجوبہ بنا دیتا تھا اور وہ مایوس ہو کر چلی جاتی تھی۔

پھر جناب علی اسد اللہ تبریزی نے ہدایت دی تھی کہ ہمیں فی الوقت ان ماں بیٹے کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ وہ جہاں بھی ہیں' انہیں یہ آخری انیس دن آرام سے گزارنے دو۔

ہم سب ان کی ہدایات پر عمل کر رہے تھے۔ الوشے فرہاد تو کے ساتھ رہ کر روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے چشم زدن میں ان ماں بیٹے کا سراغ لگا سکتی تھی لیکن اسے بھی یہی ہدایت دی گئی تھی کہ وہ فرہاد تو کو ٹالتی رہے۔ اسے عدنان تک نہ پہنچنے دے۔

ان ہدایات کے مطابق الوشے اس بہروپ [...] سے اُدھر بھٹکا رہی تھی۔ ڈھاکا سے چاٹ گام لے گئی [...] وہاں بھی مایوس ہو کر بولی۔ "سوری... عدنان اس ملک [...] ہیں ہے۔ اسے کسی دوسرے ملک میں تلاش کرنا ہوگا۔"

وہ بولا۔ "اتنی جلدی تو وہ پڑوسی ملک انڈیا ہی جا [...] ہے۔ ہمیں وہاں چلنا چاہیے۔"

"صبح کے پانچ بج رہے ہیں۔ اذان ہونے والی ہے [...] کچھ دیر بعد ہی میں تبدیل ہو جاؤں گی پھر اگلی رات تک [...] بھی پُراسرار قوت سے کام نہیں لے سکوں گی۔"

فرہاد تو جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ آیندہ بارہ [...] گھنٹوں تک جمائلہ (الوشے) سے کوئی کام نہیں لے سکتا [...] اسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا تھا۔ اس نے امریکی اکابرین سے اور سیون بلڈرز سے بڑے فخر سے کہا تھا کہ جمائلہ [...] دیش پہنچتے ہی عدنان کو اپنے شکنجے میں لے لے گی۔ اس طرح وہ ایک بار پھر فرہاد علی تیمور پر سبقت لے جائے گا۔ اس [...] حاوی ہو جائے گا۔ اسے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دے [...] افسوس.... یہ ایسا خواب تھا جو تعبیر کی طرف نہیں آرہا تھا۔

لوٹی کے آلۂ کاروں نے عالی کو حیدرآباد دکن کے [...] پوش علاقے میں پہنچا دیا تھا۔ وہاں ایک چھوٹا سا بنگلا کرائے [...] لیا گیا تھا۔ لوٹی نہیں چاہتی تھی کہ وہ تنہا وہاں رہے اور دوسرا [...] انٹیلی جنس والے اس کے پیچھے پڑ جائیں لہٰذا ایک آلۂ کار کے ماں باپ بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ اسے اپنی بیٹی کہنے لگے تھے۔

اب سے پہلے کتنے ہی دشمنوں نے عالی کو اپنے زیر اثر لانا چاہا تھا لیکن کامیابی لوٹی کے حصے میں آئی تھی۔ وہ [...] پر خود کو بھول گئی تھی۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش ہوگئی [...] کہ اس کا نام امبر ہے۔ اس کی ماں کا نام زیتون اور باپ کا نام دلدار خان ہے۔ وہ حیدرآباد دکن کی رہنے والی ہے۔

لوٹی نے یہ طے کر لیا تھا کہ ہر دوسرے تیسرے دن [...] پر تنویمی عمل کرتی رہے گی تاکہ وہ کبھی اس کی گرفت سے [...] سکے۔ یہ جانتی تھی کہ عالی کتنی خطرناک ہے؟ اسے ذرا [...] نجات حاصل کرنے کا موقع ملے گا تو وہ اس کے [...] کی۔ وہ بہت محتاط رہنا چاہتی تھی۔ اس نے چوبیس [...] اس پر دوبارہ تنویمی عمل کیا۔ اسے پوری طرح اپنے [...] لینے کے بعد لوٹی کو اطمینان حاصل ہوا۔

دوسرے دن امریکی اکابرین نے مجھ سے رابطہ [...] میں نے کہا۔ "بہت عرصے بعد میری یاد آئی ہے؟ خیریت [...]

"[...] ٹیلی پیتھی کا ہتھیار ہے'

[...] جب تک آپ کے پاس [...] خیریت تو ہو ہی نہیں سکتی۔ ہم آپ سے دشمنی جاری [...] ورنہ ہی دوستی چاہتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ کبھی کبھی [...] باز آتے ہیں۔"

"میں نے کوئی دشمنی نہیں کی ہے۔ آپ ایسی باتیں [...] کر رہے ہیں؟"

"آپ جھوٹ بول کر ہمیں دھوکا نہیں دے سکیں [...] ہم نے پورے ثبوت کے ساتھ معلوم کیا ہے' آپ نے [...] تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا ہے۔ انہیں بابا صاحب کے ادارے میں قیدی بنا کر رکھا پھر ان کے برین واش کیے۔ انہیں عیسائی سے مسلمان بنا دیا اور اب اپنا معمول [...] تابعدار بنا کر ان سے کام لے رہے ہیں۔"

"ذرا ٹھہر ٹھہر کر بولیں۔ سانس لیے بغیر اتنے سارے الزامات لگائے چلے جا رہے ہیں۔ ان الزامات کی کوئی تک بھی ہے؟"

"ٹھیک ہے... ہم ٹھہر ٹھہر کر پوچھتے ہیں۔ کیا آپ نے [...] تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا نہیں کیا ہے؟"

"یہ سراسر الزام ہے۔ آپ کے ذہن میں یہ بات کہاں آئی؟ آخر معاملہ کیا ہے؟ مجھ پر ایسا الزام کیوں لگایا جا رہا ہے؟"

امریکی آرمی کے اعلیٰ افسر نے کہا۔ "آپ نے اس [...] غریب لڑکی جمائلہ کو قیدی بنا کر رکھا تھا۔ یہ جانتے ہیں [...] وہ کیسی پُراسرار قوتوں کی مالک ہے؟ جب وہ رات کو غضب ناک ہو جاتی ہے تو اپنے راستے میں آنے والی ہر دیوار توڑ دیتی ہے۔ آپ اسے زنجیروں میں باندھ کر فولادی قید خانے میں رکھتے تھے۔ ان آہنی دیواروں میں برقی رو دوڑتی [...] تھی۔ وہ بے چاری دیواروں اور دروازوں کے قریب نہیں جا پاتی تھی۔ ساری رات قیدی بن کر رہتی تھی۔ صبح جب نارمل ہو جاتی تھی تو اسے وہاں سے نکالا جاتا تھا۔"

اگرچہ یہ سب کچھ غلط تھا لیکن ہم نے الوشے کو یہی سمجھا [...] رکھا تھا کہ وہ باہر جا کر جمائلہ کی حیثیت سے یہی دکھڑا [...] سنائے گی اور ہمارے خلاف شکایتیں کرے گی کہ اسے قیدی [...] بنا کر رکھا جاتا تھا۔ میں نے کہا۔ "آپ درست فرما رہے [...] ہیں۔ ہم رات کو اسے قیدی بنا کر رکھتے تھے اور دن کے وقت [...] چھوڑ دیتے تھے کیونکہ وہ نارمل ہو جاتی تھی۔ آخر آپ کہنا کیا [...] چاہتے ہیں؟"

"[...] یہ کہ وہ پُراسرار قوتوں کی مالک جب قیدی بن کر اس کوٹھڑی میں رہتی تھی تو اس کی قوت سماعت غیر معمولی ہو جاتی تھی۔ وہ آس پاس کی کوٹھڑیوں کے قیدیوں کی باتیں سنتی رہتی تھی۔ اسی طرح اس نے ہمارے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی باتیں سنیں اور یہ سمجھ لیا کہ انہیں اغوا کر کے قیدی بنایا گیا ہے۔ کیا آپ جمائلہ کے اس بیان سے انکار کریں گے؟"

"آپ آگے بیان کریں۔ میں پوری بات سننے کے بعد جواب دوں گا۔"

اس اعلیٰ افسر نے کہا۔ "دوسری رات ہمارے وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی کوٹھڑی میں نہیں تھے لیکن جمائلہ کافی فاصلے پر ہونے والی گفتگو بھی سن لیا کرتی ہے۔ اس نے سنا کہ ان کے دماغوں کو واش کیا گیا ہے۔ انہیں مسلمان بنا دیا گیا ہے اور ان کے نام بھی بدل دیے گئے ہیں۔ آپ لوگوں کی یہ سازش ہمیں کبھی معلوم نہ ہوتی لیکن آپ نے جمائلہ کو قیدی بنا کر ہمارے لیے معلومات کا راستہ کھول دیا ہے۔ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہمارے وہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے اب مسلمان بن کر آپ کے کام آرہے ہیں۔"

"میں دعوے سے کہتا ہوں' جمائلہ نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے۔ بے شک... وہ خطرناک ہے اور شیطانی قوتوں کے زیر اثر رہتی ہے لیکن جھوٹ کبھی نہیں بولے گی۔"

"یعنی آپ انکار کر رہے ہیں؟"

"بے شک میں نے آپ کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا ہے اور نہ ہی بابا صاحب کے ادارے میں کسی پر جبر کیا جاتا ہے۔ ہم نے جمائلہ کو تو آزمائشی طور پر اپنے پاس رکھا تھا۔ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ وہ یہاں رہ کر نارمل حالت میں رہتی ہے یا نہیں؟ لیکن جب ناکامی ہوئی تو ہم نے اسے رہا کر دیا۔ دنیا میں ہمارے جتنے بھی دوست اور دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ان سب سے پوچھ کر دیکھ لیں۔ وہ یہی کہیں گے کہ ہم نے جبراً کبھی کسی کو اپنا اسیر نہیں بنایا ہے اگر عارضی طور پر کسی کو اپنے شکنجے میں لیا تو چند گھنٹوں بعد ہی اسے رہا بھی کر دیا۔"

وہ تمام اکابرین اس بات کو مانتے تھے کہ ماضی میں کئی بار میں نے ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا اسیر بنایا تھا اور پھر انہیں رہا بھی کر دیا تھا۔ ہمیشہ کسی کو اپنا تابعدار بنا کر کبھی نہیں رکھا۔

ایک اعلیٰ عہدیدار نے کہا۔ "بے شک .... ماضی میں آپ نے ایسا کیا ہے۔ ہمارے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو گرفتار کرنے کے بعد رہا کر دیا لیکن اب تمہارے اور اس

ادارے کے طور طریقے بدلتے جارہے ہیں۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ تم لوگ فرعون بنتے جارہے ہو۔''

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''کسی سے بھی پوچھ لو۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سب ہی یہ کہیں گے کہ سپر پاور بننے کے غرور میں تم ہی لوگ فرعونیت دکھاتے رہتے ہو۔''

''کام کی بات کرو۔ کیا تم ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو واپس نہیں کرو گے؟''

''پہلے یہ ثابت کردو کہ وہ ہماری قید میں ہیں۔ جمائلہ سے میری فون پر بات کراؤ اگر وہ فون پر یہ کہہ دے کہ اس نے یہ بیان دیا ہے تو پھر میں اس الزام کو درست تسلیم کرلوں گا۔''

''اچھی بات ہے۔ ہم جلد ہی جمائلہ سے تمہاری بات کرائیں گے۔ وہ ہمارے سامنے اعتراف کرے گی کہ اس نے فرہاد ٹو کو جو بیان دیا ہے' وہ درست ہے۔''

میں نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ ''اچھا تو یہ بات ہے۔ آپ لوگوں سے فرہاد ٹو نے کہا ہے کہ یہ سارا بیان جمائلہ کا ہے؟ بس ابھی سے لکھ لیں کہ یہ سراسر فراڈ ہے۔ فرہاد ٹو آپ کو بڑی خوبصورتی سے دھوکا دے رہا ہے۔ آپ کے ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس نے غلام بنا رکھا ہے اور الزام مجھ پر لگا رہا ہے۔ میں فون بند کررہا ہوں۔ چاہوں گا کہ جلد ہی جمائلہ سے میری بات کرائی جائے۔''

میں نے رابطہ ختم کردیا۔ یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ جمائلہ کا یعنی میری پوتی انوشے کا بیان کیا ہوگا؟ وہ ایسا بیان کبھی نہیں دے گی کہ ہم نے تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو صرف اپنا قیدی نہیں بنایا ہے بلکہ جبراً مسلمان بھی بنایا ہے۔ ایسی بے تکی باتیں وہ کبھی جمائلہ کی حیثیت سے بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔ ان اکابرین سے طویل بحث کے بعد آخر میں یہ حقیقت معلوم ہوگئی کہ اس بہروپیے نے میرے خلاف زہر اُگلا ہے۔

کبھی کبھی میں حیرانی سے سوچتا تھا' یہ میرا ہمزاد بننے والا کہاں سے پیدا ہوگیا ہے؟ جہاں سے بھی آیا ہے' میرا دشمن بن کر کیوں آیا ہے؟ اس نے بالکل مجھ جیسا فرہاد علی تیمور بننے کے لیے برسوں ٹریننگ حاصل کی ہوگی؟ لیکن یہ ٹریننگ کہاں حاصل کی ہوگی؟ آخر یہ کون ہے....؟ کون ہے یہ....؟

☆☆☆

فرہاد ٹو صبح ہی سے اپنے اندر کچھ عجیب سا محسوس کررہا تھا۔ ایک تبدیلی سی محسوس ہورہی تھی۔ صبح ہوتے ہی اس کے سامنے جمائلہ (انوشے) تبدیل ہوگئی تھی۔ بالکل نارمل ہوگئی تھی۔ اس کے ساتھ ہر صبح ایسا ہی ہوتا تھا لیکن میری ... میں فرہاد ٹو کے ساتھ پہلی بار ایسا ہورہا تھا۔

انہوں نے ایک ہوٹل میں دو کمرے لیے تھے۔ جمائلہ (انوشے) نے کہا۔ ''میں تمام رات جاگتی رہی ہوں ... سونا چاہتی ہوں۔ دوپہر ایک بجے تک بیدار ہوکر پہلے ظہر کی نماز ادا کروں گی پھر تم سے باتیں ہوں گی۔''

یہ کہہ کر وہ اپنے روم میں چلی گئی۔ دروازہ اندر سے بند ہوگیا۔ وہ اپنے روم میں آیا تو اچانک ہی دماغ میں دھند چھانے لگی۔ ایک نشے کی سی کیفیت طاری ہونے لگی۔ وہ بے اختیار زیرلب بڑبڑانے لگا۔ ''ماسٹر....! مائی ماسٹر....! مائی برین ماسٹر....! میں آرہا ہوں۔''

وہ آگے بڑھتے بڑھتے بستر پر گر کر چاروں شانے چت ہوگیا۔ اس کی کھلی آنکھوں کے سامنے وہ کمرا جیسے بجھ رہا تھا۔ روشنی ختم ہورہی تھی۔ آہستہ آہستہ تاریکی چھارہی تھی۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی۔ ''میری کال آرہی ہے۔ میرے دماغ کا مالک....میرا برین ماسٹر مجھے بلا رہا ہے....''

اس کی سوچ کی لہریں کبھی تاریکیوں سے اور کبھی اجلے دھندلکوں سے گزر رہی تھیں۔ ان لمحات میں اس کا ذہن اپنے قابو میں نہیں تھا۔ انسان کبھی اپنے اختیار میں رہ کر اپنی ذہانت سے سوچتا سمجھتا ہے اور کبھی بے اختیار ہوجاتا ہے۔ وہ کسی دوسری شخصیت سے متاثر ہوکر' اس سے دہشت زدہ ہوکر' تنویمی عمل کے زیرِ اثر آکر اپنا دماغ اپنے عامل کے حوالے کردیتا ہے۔ فرہاد ٹو نے اپنا ذہن برین ماسٹر کے حوالے کیا تھا۔

وہ اچھی طرح نہیں جانتا تھا کہ برین ماسٹر کون ہے؟ بس اتنا معلوم تھا کہ وہ ایک نہیں.... کتنے ہی انسانی دماغوں کا مالک ہے۔ انہیں اپنی مرضی کے مطابق ڈھالتا ہے۔ ان کی شخصیت تبدیل کرتا ہے۔ کسی کو غلام' کسی کو بادشاہ اور کسی کو ... کا اِکّا بنا دیتا ہے۔

شاید وہ دنیا زمین کی تہ میں تھی۔ وہ زیرِ زمین سفر کرتا ہوا اونچی فلک بوس عمارتوں کے درمیان سے گزرتا ہوا ایک عمارت میں آگیا تھا۔ وہاں بڑے بڑے ہال کمروں میں بڑی بڑی مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ سیدھا چلتا ہوا ایک کے سامنے آیا۔ وہاں ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔ اس کی طرح ... ہاتھوں اور دو پیروں والا انسان تھا۔ اس کے شانے پر ... تھا۔ سر میں دماغ تھا لیکن چہرے پر آنکھیں' ناک' منہ اور کان دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ یعنی اس کی کوئی شناخت نہیں تھی۔ آگے پھر کہیں جاکر اسے دیکھا جاتا تو شاید بے چہرہ ہونے کی وجہ سے پہچانا جاتا۔

اس بے چہرہ شخص نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کیا تو وہ ایک طرف سے کھلتی چلی گئی۔ فرہاد ٹو آگے بڑھ کر اس مشین میں داخل ہوگیا۔ اندر دور تک راستہ بنا ہوا تھا۔ آس پاس کئی میزیں اور مشینیں دکھائی دے رہی تھیں۔ ایک میز پر کمپیوٹر رکھا ہوا تھا۔ وہاں ایک چھوٹا سا بلب جل بجھ رہا تھا اور حروف نمایاں ہورہے تھے۔ لکھا تھا۔ ''یوزمی.....''

وہ اس کمپیوٹر کے سامنے جاکر بیٹھ گیا۔ اسے آپریٹ کرنے لگا۔ مانیٹر پر ایک سوال ابھرا۔ ''تم کون ہو؟ اپنے نام کے پہلے تین حروف پنچ کرو۔''

اس نے اپنے نام کے پہلے تین حروف الف' اے' آر پنچ کیے پھر کی بورڈ کے ایک بٹن کو دبایا۔ دوسرے ہی لمحے میں مانیٹر پر تحریر ابھری۔ ''یور آئی ڈین ٹی ٹی.....سی ڈی نمبر زیرو زن...''

اس نے میز کی ایک دراز کو کھولا۔ وہاں سے سی ڈی نمبر زن نکال کر اسے سی پی یو میں انٹر کیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی مانیٹر پر ایک خوبرو' قدآور دکھائی دینے لگا۔ اسپیکر سے آواز ابھرنے لگی۔ ''یہ تم ہو۔ تمہارا نام کلیم الدین بابر ہے۔ اس وقت تم انڈیا کے ایک شہر ناگ پور میں ہو۔ تم یہیں پیدا ہوئے تھے یہیں جوان ہوئے۔ پندرہ برس کی عمر میں تم فرہاد علی تیمور سے متاثر ہوئے۔ تمہارے اندر ٹیلی پیتھی سیکھنے کا جنون پیدا ہوا۔''

سامنے مانیٹر پر مناظر بدل رہے تھے۔ وہ کلیم الدین بابر ٹیلی پیتھی سیکھنے کے مختلف مراحل سے گزرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اسپیکر سے آواز ابھر رہی تھی۔ ''تم بہت ضدی ہو۔ بہت ہی مضبوط قوتِ ارادی کے مالک ہو۔ تمہارے جیسے افراد ہی ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرتے ہیں اور تم نے دن رات کی محنت سے اٹھارہ برس کی عمر میں یہ علم حاصل کرلیا اور آیندہ برسوں میں اس علم پر پختگی اور عبور حاصل کرتے رہے۔''

مانیٹر پر وہ جوڈو کراٹے لڑتا ہوا اور جمناسٹک کی مشقیں کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اسپیکر سے کہا جارہا تھا۔ ''تم فرہاد کی داستان پڑھتے تھے اور اس کی ایک ایک بات نوٹ کرکے اس پر عمل کرتے رہتے تھے۔ تمہاری یہ دلی خواہش تھی کہ کسی دن فرہاد علی تیمور سے ملاقات کرو اور یہ ثابت کرو کہ تم اس کی طرح بن گئے ہو اگر فرہاد علی تیمور کا ہاتھ تمہارے سر پر ہو تو تم اس کے جانشین بھی بن سکتے ہو۔''

مانیٹر پر منظر بدل گیا۔ نیم تاریکی میں ایک قدآور سایہ دکھائی دے رہا تھا۔ آواز ابھر رہی تھی۔ ''میں برین ماسٹر ہوں....''

وہ ایک طرف سے چلتا ہوا ایک ریوالونگ چیئر پر آکر بیٹھ گیا۔ اس کی آواز ابھر رہی تھی۔ ''میں ہنٹر ہوں۔ شکار کھیلتا ہوں۔ انتہائی قابل اور باصلاحیت افراد کو اپنی انڈر ورلڈ میں لے آتا ہوں۔ ان کے مزاج اور ان کی صلاحیتوں کے مطابق ان کی شخصیت تبدیل کردیتا ہوں۔ میرے آدمی بڑی مشکلوں سے تمہیں اغوا کرکے یہاں لائے تھے۔ تم آنا نہیں چاہتے تھے۔ تبدیل نہیں ہونا چاہتے تھے لیکن.....''

وہ ایک ذرا توقف سے بولا۔ ''میں برین ماسٹر ہوں۔ جس کا برین مجھے پسند آتا ہے۔ میں اس پر قبضہ جمالیتا ہوں۔ تم مجھے بہت زیادہ پسند آئے تھے۔ میں ایک عرصے سے یہ چاہتا تھا' ہماری دنیا میں فرہاد علی تیمور کا کوئی ثانی ہونا چاہیے۔ وہ دوسرا فرہاد ایسا مکمل ہو کہ اصل فرہاد علی تیمور کی بیویاں اور بچے بھی اسے دیکھ کر دھوکا کھا جائیں۔''

وہ ریوالونگ چیئر پر اِدھر سے اُدھر گھومتے ہوئے بولا۔ ''کلیم الدین! تم نے اپنا پہلا چہرہ دیکھا۔ اب پھر دیکھو۔''

مانیٹر پر وہی خوبرو' قدآور کلیم الدین بابر نظر آنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی میں بھی دکھائی دینے لگا۔ برین ماسٹر کہہ رہا تھا۔ ''یہ فرہاد علی تیمور نہیں ہے۔ یہ تم ہو۔ تم اپنا پہلا چہرہ اور پہلی شخصیت بالکل بھول چکے ہو۔ آئینے کے سامنے خود کو فرہاد علی تیمور کے روپ میں دیکھتے ہو۔ یہ ہمارا کارنامہ ہے۔ ہم نے تمہیں سر سے پاؤں تک ہو بہو فرہاد علی تیمور بنادیا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں ....ہمارے پاس فرہاد علی تیمور کی دس انگلیوں کے پرنٹس موجود ہیں۔ ہم نے ان پرنٹس کے مطابق تمہاری دس انگلیوں پر سرجری کرائی اگر اصل فرہاد علی تیمور کو پہچاننے کے لیے فنگر پرنٹس دیکھے جائیں گے تو ساری دنیا کے ماہرین یہی کہیں گے کہ تم ہی اصل فرہاد علی تیمور ہو۔''

وہ ریوالونگ چیئر پر آہستہ آہستہ گھومتے ہوئے بولا۔ ''اب عملی طور پر یہ ثابت کرنا تھا کہ واقعی تم فرہاد علی تیمور ہو اور وہ جو فرہاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ جھوٹا اور مکار ہے۔ میری پلاننگ کے مطابق وہ فرہاد زوال کی طرف جاتے جاتے بالآخر نابود ہوجائے گا اور تم اس کی جگہ لے لو گے۔''

مانیٹر پر منظر بدل گیا۔ کلیم الدین بابر عرف فرہاد ٹو خود کو مختلف قسم کی ٹریننگ حاصل کرتے دیکھ رہا تھا۔ برین ماسٹر کی آواز ابھر رہی تھی۔ ''تم فرہاد علی تیمور سے اتنے متاثر تھے کہ خود ہی اس کی نقل کرتے رہتے تھے۔ اس کی طرح کتنی ہی صلاحیتوں کے مالک بن جانا چاہتے تھے۔ اس لیے جب

تمہیں ٹریننگ دی گئی تو تم جلد سے جلد عملی طور پر بھی خود کو فرہاد ثابت کرتے گئے۔"

منظر بدل گیا۔ برین ماسٹر پھر سایہ سایہ سا دکھائی دینے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "تمہیں فرہاد علی تیمور کو چیلنج کرنے کے لیے منظر عام پر بھیجا گیا ہے۔ تم نے بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں اور ناکام بھی ہو رہے ہو۔ کوئی بات نہیں۔ ابھی تو ابتدا ہے۔ انتہا وہی ہوگی جو ہم چاہتے ہیں۔ ایک وقت ایسا آئے گا' جب فرہاد بڑی رازداری سے مارا جائے گا اور اس کی جگہ تم لے لو گے پھر تم پر کوئی شبہ نہیں کرے گا۔ کسی کو پتا نہیں چلے گا کہ اصل فرہاد علی تیمور اپنی سانسیں پوری کر کے اس دنیا سے جا چکا ہے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔ "بس ایک قباحت ہے۔ تم فرہاد بن کر اس کے پورے خاندان کو دھوکا دے سکو گے لیکن بابا صاحب کے ادارے میں نہیں جا سکو گے۔ وہاں روحانی علوم رکھنے والے بزرگوں کا سامنا نہیں کر سکو گے۔ اس ادارے میں قدم رکھتے ہی تمہارا بھید کھل جائے گا۔"

وہ ذرا چپ ہوا پھر بولا۔ "میں نے دنیا کے بہترین تجربہ کار سائنس دانوں' انتہائی تجربہ کار ڈاکٹروں اور غیر معمولی ذہانت رکھنے والوں کے دماغوں پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔ میں ان سب کے برین کا ماسٹر ہوں۔ ان کے ذریعے ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتا ہوں لیکن روحانی قوتیں ہوں یا پراسرار شیطانی طاقتیں ہوں۔ ان پر میرا بس نہیں چلتا۔ آیندہ میری پلاننگ ہے کہ میں۔ کسی شیطانی قوت کے حامل کو ٹریپ کروں اور یہاں لا کر اس کے دماغ کی اسٹڈی کروں۔ یہ معلوم کروں کہ آخر ان کے دماغ میں وہ پُراسرار قوتیں کہاں سے آتی ہیں؟ اور وہ کس طرح ان سے متاثر ہوتے ہیں؟ اسی طرح میں کسی ایسے شخص کو بھی ٹریپ کروں گا جو روحانی علوم حاصل کر رہا ہو۔"

وہ ریوالونگ چیئر پر گھومتے ہوئے بولا۔ "یہ سی ڈی تمہاری معلومات کے لیے ہے۔ جب بھی یہاں آؤ تو اس کے ذریعے [illegible] بارے میں بہت سی معلومات حاصل کرتے رہو۔"

منظر بدل گیا۔ تین ادھیڑ عمر افراد دکھائی دینے لگے برین ماسٹر کی آواز ابھری۔ "یہ تینوں دنیا کے انتہائی دولت مند افراد میں سے ہیں۔ یہ خود نہیں جانتے کہ ان کے پاس کتنی دولت ہے؟ ان کی دولت سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کیونکہ یہ تینوں اصلی نہیں ہیں۔ تمہاری طرح ڈپلیکیٹ ہیں۔ ہم نے ان تینوں اصل افراد کو دوسری دنیا میں پہنچا دیا ہے اور ان کی جگہ یہ ڈپلیکیٹ لے آئے ہیں۔ ان کے صرف چہرے جسامت اور قد ہی نہیں.... فنگر پرنٹس بھی بالکل ان اصل افراد کی طرح ہیں۔ کوئی ان پر شبہ کر رہا ہے اور نہ ہی آیندہ بھی کرے گا۔"

منظر بدل گیا۔ دو ادھیڑ عمر کے افراد دکھائی دینے لگے۔ ایک امریکی آرمی کے یونیفارم میں تھا اور دوسرا سوٹ میں دکھائی دے رہا تھا۔ برین ماسٹر کی آواز ابھر رہی تھی۔ "یہ امریکی اکابرین میں سے دو افراد ہیں۔ اپنے ملک کے اہم معاملات میں اپنا فیصلہ سناتے ہیں اور اکابرین میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک فارن منسٹر ہے اور دوسرا آرمی میں میجر ہے۔"

ایک ذرا توقف سے آواز سنائی دی۔ "یہ دونوں بھی ہمارے بنائے ہوئے ڈپلیکیٹ ہیں۔ اصل نابود ہو چکے ہیں۔ یہ ہمارے دو آدمی وہاں کام کر رہے ہیں اور ہمیں فائدہ پہنچا رہے ہیں۔"

ایک کے بعد ایک منظر بدلنے لگا۔ کبھی اسرائیلی اکابرین میں سے ایک دو افراد دکھائی دیتے تھے۔ کبھی فرانس' کبھی جرمنی' کبھی یو کے کے اہم ترین افراد نظر آتے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سب اصل نہیں ہیں۔ برین ماسٹر کے بنائے ہوئے ڈپلیکیٹس ہیں۔

وہ بڑے فخر سے کہہ رہا تھا۔ "دنیا میں ابتدا سے اب تک طاقت حاصل کرنے اور ساری دنیا پر حکومت کرنے کے کتنے ہی ہتھکنڈے استعمال کیے گئے۔ کتنے ہی جنگجو فاتح اور شاطر سیاستدان آئے لیکن کوئی ایک شخص پوری دنیا پر حکومت نہیں کر سکا مگر میں کروں گا۔ میں....."

میں نے طاقت و اقتدار حاصل کرنے کا نیا فارمولا اور نیا طریقہ اختیار کیا ہے۔ وہ یہ کہ جس حکمران کو جھکا نہیں سکتے اس کا ایک ڈپلیکیٹ تیار کرو اور اصل کی جگہ اس تابعدار ڈپلیکیٹ کو پہنچا دو۔ حکومتوں کے سیاسی اور فوجی شعبوں میں' سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں اور ٹیلی پیتھی کی دنیا میں جب میرے ڈپلیکیٹس کی تعداد رفتہ رفتہ بڑھتی جائے گی تو میں یہاں بیٹھ کر ان کے ذریعے پوری دنیا پر حکومت کرتا رہوں گا۔"

اس سی ڈی زیرو ون کے اختتام پر لکھا ہوا تھا۔ "برین ماسٹر" پھر اس کے نیچے لکھا ہوا تھا۔ "دی ڈپلیکیٹ مافیا۔"

بابر عرف فرہاد ٹو نے انٹرنیٹ کے ذریعے برین ماسٹر سے رابطہ کیا۔ اس نے کہا۔ "تم خیال خوانی کے ذریعے بھی مجھ سے رابطہ کر سکتے ہو لیکن میں کمپیوٹر کے وسیلے سے رابطہ کر[illegible] یادہ بہتر سمجھتا ہوں۔"

فرہاد ٹو نے عملی طور پر وہاں کمپیوٹر کو آپریٹ نہیں کیا [illegible] اسے سی ڈی زیرو ون کے بارے میں پوری معلومات حاصل نہیں۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اسی کو مانیٹر پر دیکھ رہا [illegible]

اب بھی خیال خوانی کے ذریعے انٹرنیٹ پر باتیں کر رہا [illegible] برین ماسٹر نے کہا۔ "تم نے پھر ایک بار اپنی پچھلی ہسٹری معلوم کی ہے۔ موجودہ فرہاد کے روپ میں رہ کر جو کچھ کر رہے ہو' وہ میری نظروں میں ہے۔ تم نے تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔ میں تمہارے اس کارنامے سے بہت خوش ہوں۔"

"شکریہ برین ماسٹر! جب میں نے دیکھا کہ فرہاد اپنی ٹیلی پیتھی کی فوج کے ذریعے مجھ پر سبقت لے جاتا ہے تو میں نے سوچا' مجھے بھی ایک فوج تیار کرنی چاہیے۔ اس لیے میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو زیادہ سے زیادہ ٹریپ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"میرا حکم ہے' تم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج نہ بناؤ۔ مجھے ان کی ضرورت ہے۔ ان تینوں کو یہاں لایا جائے گا۔ فرہاد کے بیٹے کبریا اور اس کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ڈپلیکیٹ بنایا جائے گا۔"

وہ قائل ہو کر بولا۔ "واقعی یہ زبردست تدبیر ہے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد کی آستین میں سانپ بن کر رہیں گے۔"

"میں دنیا کے ہر طاقتور کا ایک ڈپلیکیٹ تیار کرتا رہوں گا۔ ان میں سب سے اہم ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ہم جتنے خیال خوانی کرنے والوں کو ٹریپ کر سکیں گے' اتنی زیادہ کامیابیاں حاصل ہوتی رہیں گی۔ مجھے اس نئی صدی میں پوری دنیا پر حکومت کرنی ہے اور میں ضرور کروں گا۔"

"کیا آپ نے فی الوقت کوئی نیا ڈپلیکیٹ تیار کیا ہے؟"

"ہاں.... میں نے آج سے پندرہ برس پہلے ایک دس برس کے بچے کو حبسِ بے جا میں رکھا تھا۔ دنیا کے شور اور ہنگامے سے دور اسے ایک چار دیواری میں قیدی بنا کر رکھتا تو اس کی قوت سماعت کو زیادہ سے زیادہ تیز تر کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ آوازیں ریکارڈ کرنے اور انہیں نشر کرنے [illegible] ایک ماہر اسے ٹریننگ دیتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی [illegible] مختلف قسم کی ٹریننگ دی جا رہی تھی۔ اب وہ تمہاری طرح پچیس برس کا جوان ہو گیا ہے۔"

اس نے پوچھا۔ "کیا اس کی قوت سماعت تیز ہو چکی ہے؟"

"حیرت انگیز طور پر اتنی تیز ہے کہ کوئی یقین نہیں کرے گا۔ ابتدائی ٹریننگ کے تین برس بعد اس میں اتنی مہارت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ دیوار کے دوسری طرف سو گز کے فاصلے پر ہونے والی گفتگو سن لیا کرتا تھا۔ اب تو پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہونے والی باتیں سن لیا کرتا ہے۔"

"واقعی آپ نے اس کے اندر ایک ناقابلِ یقین اور حیرت انگیز صلاحیت پیدا کر دی ہے۔ آپ اس نوجوان کو کہاں استعمال کریں گے؟"

برین ماسٹر نے کہا۔ "میرے دو سب سے بڑے ٹارگٹ ہیں۔ ایک تو فرہاد علی تیمور ہے۔ جس کی جگہ تمہیں ہر حال میں لینی ہے اور تم لو گے۔ دوسرا ٹارگٹ امریکا ہے۔ سُپر پاور مجھے بننا ہے۔ میں اس ملک کو جلد ہی زوال کی طرف لے آؤں گا۔"

"میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"میری اس ڈپلیکیٹ مافیا تنظیم میں صرف ہم دو ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ میں خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ چاہتا ہوں۔ تم اپنے ان تینوں تابعداروں پر پھر تنویمی عمل کرو اور ان کے ذہن میں یہ نقش کر دو کہ انہیں میرے پاس خود ہی پہنچنا ہے۔ ان کے دماغوں میں پتا ٹھکانا نقش ہوگا تو وہ کسی روک ٹوک کے بغیر یہاں چلے آئیں گے۔"

"میں عدنان کو حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوں۔ اسے قابو میں کرنے کے بعد ہی فرہاد کو کمزور بنا سکوں گا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا' آپ ان تینوں پر تنویمی عمل کر کے انہیں اپنے پاس آنے پر مجبور کر دیں؟"

"ٹھیک ہے... تم اپنی جگہ مصروف رہو۔ میں ان تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر عمل کرتا ہوں۔"

"کیا اب مجھے جانا چاہیے؟"

"ایک اور اہم بات رہ گئی ہے۔ وہ یہ کہ عدنان کو حاصل کرتے ہی جمائلہ کو میرے پاس بھیج دو۔ میں اس کے دماغ کی اسٹڈی کروں گا۔ پُراسرار قوتیں کس طرح اس پر حاوی ہوتی ہیں؟"

"اچھی بات ہے۔ میں عدنان کو حاصل کرتے ہی جمائلہ کو آپ کے حوالے کر دوں گا۔"

"ویل۔ یو سے گو ناؤ....."

اس نے آنکھیں بند کیں۔ ذہن کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ وہ ہوٹل کے کمرے میں بیڈ پر

چاروں شانے چت لیٹا ہوا تھا اور خالی الذہنی کے عالم میں چھت کو تک رہا تھا۔

وہ تھوڑی دیر تک یونہی پڑا رہا پھر برین ماسٹر کے متعلق سوچنے لگا۔ اس کی پلاننگ اتنی زبردست تھی کہ وہ ڈپلیکیٹس کی تعداد بڑھاتے بڑھاتے پوری دنیا پر واقعی حکومت کر سکتا تھا۔ دنیا پر حکومت کرنے کا یہ بالکل نیا آئیڈیا اور بالکل اچھوتا فارمولا تھا۔

وہ پچھلی تمام رات الوشے کے ساتھ جاگتا رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد گہری نیند میں ڈوب گیا۔ فرہاد علی تیمور بننا بڑا مہنگا پڑ رہا تھا۔ دن رات کی محنت تھی۔ سکون اور آرام کبھی کبھی ہی نصیب ہوتا تھا۔ اب بھی وہ خواہ مخواہ الوشے کے ساتھ عدنان کی تلاش میں بھاگتا پھر رہا تھا۔ اس کا خاطر خواہ نتیجہ حاصل ہونے والا نہیں تھا۔

دوپہر دو بجے آنکھ کھلی۔ وہ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر الوشے کے پاس آیا۔ وہ ظہر کی نماز ادا کر رہی تھی۔ وہ واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد الوشے نے آ کر کہا۔ ''میں تو شام تک اسی طرح عبادت میں مصروف رہوں گی یا کہیں ذرا آؤٹنگ کے لیے جاؤں گی۔ تمہارا کیا پروگرام ہے؟''

وہ بولا۔ ''ہمیں آس پاس کے کسی ملک میں جانا چاہیے۔ وہاں تم اپنی پُراسرار قوت کے ذریعے اس بچے کے بارے میں کچھ معلوم کر سکو گی۔''

''ہم ابھی یہاں سے روانہ ہوں گے تو شام تک کسی دوسرے ملک میں پہنچ سکیں گے۔ تمہیں کسی فلائٹ میں دو سیٹیں حاصل کر لینی چاہئیں۔''

''ٹھیک ہے، میں ابھی جاتا ہوں۔ کیا تم بھی آؤٹنگ کی غرض سے ساتھ چلنا پسند کرو گی؟''

''ہاں کچھ دیر کھلی فضا میں رہنا چاہتی ہوں۔ تم نیچے چلو۔ میں ابھی آتی ہوں۔''

وہ اپنے کمرے میں آ کر سوچنے لگی۔ ''کم بخت ...میرے بھائی (عدنان) کو اغوا کرنے کے لیے کس قدر بے چین ہے؟ اسے بڑا اطمینان ہے' میرے ذریعے کامیابی حاصل کرے گا۔ کیوں نہ میں اس کا اطمینان غارت کر دوں؟''

اس نے سوچ کر اپنی مما الپا سے رابطہ کیا۔ وہ خوش ہو کر بولی۔ ''ہائے میری جان! کتنے انتظار کے بعد تم نے یاد کیا ہے؟ میں سوچتی تھی' تمہارے پاس آؤں لیکن تم نے مجھے منع کر دیا تھا۔ اب بتاؤ' کیا ہو رہا ہے؟''

وہ اپنے حالات بتانے لگی۔ اس نے کہا۔ ''میں اُس کم بخت بہروپیے کو اپنے پیچھے دوڑانا چاہتی ہوں۔ آپ کچھ ایسی پلاننگ کریں کہ میں گم ہو جاؤں اور یہ مجھے تلاش کرتا رہے۔''

''یہ کون سی بڑی بات ہے؟ میرے آلۂ کار تمہیں گن پوائنٹ پر اغوا کریں گے اور اسے اپنے پیچھے دوڑاتے رہیں گے۔''

''وہ میرے دماغ میں آتا رہے گا۔ اگرچہ میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتی ہوں' سانس روک لیتی ہوں لیکن جمائلہ کی حیثیت سے ابھی ایک نارمل لڑکی رہوں گی۔ اسے اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکوں گی۔''

''کوئی بات نہیں۔ ابھی چار گھنٹے بعد شام ہو جائے گی۔ رات کا اندھیرا پھیلنے لگے گا تو تم جمائلہ کی حیثیت سے تبدیل ہونے کا مظاہرہ کرو گی اور ایسے وقت جمائلہ اپنے اندر کسی کی بھی آمد پسند نہیں کرتی ہے۔ تم اسے بھی اپنے دماغ سے بھگاتی رہو گی۔''

''میرے پاپا کہاں ہیں؟''

''واش روم میں ہیں اگر تم ہمارے پاس آ جاؤ تو بڑی خوشی ہو گی۔ بائی دا وے.... ابھی تم کہاں ہو؟''

''میں کلکتے میں ہوں۔''

''ہم ممبئی میں ہیں۔ کیوں نہ اس بہروپیے کو کلکتے سے ممبئی تک دوڑایا جائے؟''

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ ''مما! بڑا مزہ آئے گا۔ آپ کچھ کریں۔ میں کمرے سے باہر جا رہی ہوں۔ وہ نیچے میرا انتظار کر رہا ہے۔ آپ میرے دماغ میں رہ سکتی ہیں۔''

''میں ابھی جا رہی ہوں۔ کسی بھی پہلی فلائٹ میں تمہارے لیے ایک سیٹ حاصل کروں گی۔ تاکہ تم آج رات تک ہمارے پاس ممبئی آ سکو۔''

وہ کمرے سے نکل کر لفٹ کے ذریعے نیچے آئی۔ فرہاد اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہوٹل سے باہر آ کر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا پھر اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے بولا۔ ''پہلے ہمیں کسی ایئر ویز ایجنسی میں جانا چاہیے۔ آس پاس کے کسی ملک میں بھی جانے والی فلائٹ میں جگہ ملے تو ابھی ہمیں ٹکٹ لے لینے چاہئیں۔''

وہ بولی۔ ''چار بج چکے ہیں۔ دو یا ڈھائی گھنٹے بعد میں تبدیل ہو جاؤں گی۔ اسی حساب سے ٹکٹ لو۔ میں نہیں چاہتی کہ سفر کے دوران مجھ میں تبدیلی پیدا ہو۔''

الپا پرانی اور تجربہ کار ٹیلی پیتھی جاننے والی تھی۔ کبھی ... سے دشمنی کرتے ہوئے' کبھی دوستی کرتے ہوئے طرح طرح کے ہتھکنڈے سیکھ چکی تھی۔ اس نے آدھے گھنٹے کے اندر ممبئی جانے والی فلائٹ میں بیٹی کے لیے ایک سیٹ حاصل کر لی۔ اس کے دماغ میں آ کر معلوم کیا کہ وہ فرہاد ٹو کے ساتھ کہاں جا رہی ہے؟ پھر اس نے اپنے دو آلۂ کاروں کو اس کے پیچھے لگا دیا۔

فرہاد ٹو نے ایک ٹریولنگ ایجنسی میں پہنچ کر انڈونیشیا جانے کے لیے دو سیٹیں حاصل کیں۔ الپا نے بیٹی کے پاس آ کر کہا۔ ''ابھی میرے آلۂ کار تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔ تم انہیں دیکھ کر خوفزدہ ہو جاؤ گی پھر وہ جہاں جانے کو کہیں گے' وہاں جاؤ گی۔''

وہ ماں کی باتیں سنتی رہی اور مسکرا کر فرہاد ٹو سے باتیں کرتی رہی۔ پھر وہ ایجنسی سے باہر آ کر گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ایسے ہی وقت دو افراد اچانک ہی پچھلی سیٹ کے دروازے کھول کر اندر آ گئے۔ اس سے پہلے کہ فرہاد ٹو ایک ذرا سی پھرتی دکھاتا۔ ایک نے ریوالور کی نال اس کی کنپٹی سے لگا دی۔

زیادہ تشویش کی بات نہیں تھی۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے ان کے ہاتھ سے ریوالور گرا سکتا تھا۔ اس نے پوچھا۔ ''کون ہو تم لوگ....؟ کیا چاہتے ہو؟''

ایک نے منہ سے بے ڈھنگی سی آوازیں نکالیں۔ اشارے سے الوشے کو کہنے لگا کہ وہ گاڑی سے اترے۔

الوشے بری طرح سہمی ہوئی تھی۔ گن پوائنٹ پر تھی۔ وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ فرہاد ٹو نے دوسرے شخص سے کہا۔ ''یہ گونگا ہے۔ تم تو بول سکتے ہو؟ آخر کیا چاہتے ہو؟''

اسے توقع تھی کہ وہ بولے گا لیکن اچانک ہی اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس نے ریوالور کے دستے سے زوردار ضرب لگائی۔ اس کا سر چکرا گیا۔ آنکھوں کے سامنے قمقمے سے جلنے بجھنے لگے پھر اس کا سر ڈھلک کر اسٹیئرنگ پر آ کر ٹک گیا۔

الوشے ان آلۂ کاروں کی گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی تھی اور ایئرپورٹ کی طرف جا رہی تھی۔ الپا نے کہا۔ ''بیٹی! اس بہروپیے نے تمہارے گرینڈ پا کو بہت تنگ کیا ہے۔ تمہاری گرینڈ مما کو گولی مار کر زخمی کیا تھا۔ اب یہ بے بس ہے' بے ہوش پڑا ہے۔ ہوش میں آئے گا تو دماغ کمزور رہے گا۔ میں اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لوں گی۔''

الوشے نے کہا۔ ''اونو مما! میں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی وقت بھی اس کے اندر پہنچ سکتی ہوں لیکن گرینڈ ماما (...) نے اور جناب تبریزی نے ہدایت کی ہے کہ میں اس کے دماغ میں نہ جاؤں۔ نہ ہی اسے کبھی اپنا معمول اور تابعدار بناؤں۔''

الپا نے حیرانی سے پوچھا۔ ''انہوں نے ایسی ہدایات کیوں کی ہیں؟ جبکہ دشمن آسانی سے ہمارے قابو میں آ رہا ہے؟''

''ہمارے بزرگ دینی اور روحانی معاملات کو ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے مجھے اتنا ہی بتایا ہے کہ فی الوقت اسے ڈھیل دینی ہے لہٰذا ہم قدرتی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔''

''ٹھیک ہے، میں اسے اپنا تابعدار نہیں بناؤں گی۔ تمہارے لیے ممبئی آنے والی فلائٹ میں سیٹ ریزرو ہے۔ اس فلائٹ کا وقت ہو چکا ہے۔ میں معلوم کرتی ہوں' تم کتنی دیر میں ایئرپورٹ پہنچ رہی ہو؟''

اس کی بات ختم ہوتے ہی وہ ایئرپورٹ پہنچ گئی پھر بولی۔ ''مما! آپ فکر نہ کریں۔ میں ابھی آ رہی ہوں۔''

فرہاد ٹو اس رینٹیڈ کار کی اگلی سیٹ پر بے ہوشی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر اسٹیئرنگ پر ٹکا ہوا تھا۔ پندرہ یا بیس منٹ کے بعد ایک ٹریفک سارجنٹ نے وہاں آ کر کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ اسے آواز دی پھر ہاتھ آگے بڑھا کر اسے جھنجھوڑا تو وہ ایک طرف ڈھلک گیا۔ اس نے فوراً ہی وہاں ڈیوٹی پر حاضر رہنے والے افسر کو بلایا۔ پتا چلا' اس کے سر کے پچھلے حصے سے خون بہہ رہا ہے اور وہ بے ہوش ہو چکا ہے۔ اسے فوراً ہی اسپتال پہنچا دیا گیا۔

اسپتال پہنچنے تک وہ ہوش میں آنے لگا۔ ہر ٹیلی پیتھی جاننے والے کو سب سے پہلے یہی فکر ہوتی ہے کہ اس کی غفلت کے دوران اس کے ساتھ کیا ہو چکا ہے؟

فرہاد ٹو نے سوچا۔ ''کیا اس وقت کوئی میرے اندر موجود ہے؟ کیا میرا دماغ واقعی کمزور ہو گیا ہے؟''

اس نے اپنے آپ کو آزمانے کے لیے خیال خوانی کی پرواز کرنی چاہی تو ناکام ہو گیا۔ اس کا دل ڈوبنے لگا۔ گھبرا کر سوچنے لگا۔ ''کیا کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے مجھ پر حملہ کیا تھا؟ کیا وہ ابھی میرے اندر موجود ہے؟''

اس نے سوچ کے ذریعے پوچھا۔ ''کیا کوئی موجود ہے؟ مجھ سے بات کرو۔ مجھے بتاؤ' کیوں دشمنی کر رہے ہو؟''

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ اس نے کئی بار ایسے سوالات کیے لیکن اس کے اندر گہری خاموشی اور سناٹا چھایا رہا۔ دل کو ایک ذرا اطمینان ہوا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر نہیں ہے۔ یہ تو پورا یقین تھا کہ کسی نے اس پر تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔ کیونکہ وہ اب تک بے ہوش پڑا تھا اور بے ہوشی کی

حالت میں کسی کو ہپناٹائز نہیں کیا جاسکتا۔

وہ بڑی بے بسی سے سوچنے لگا۔ ''کیا کروں؟ کس طرح برین ماسٹر کو اطلاع دوں؟ ابھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے اندر نہیں ہے لیکن کسی وقت بھی کوئی آ سکتا ہے۔''

اسے سب سے زیادہ خطرہ لومی کی طرف سے تھا۔ وہ عدنان کے سلسلے میں باتیں کرنے کے لیے کسی وقت بھی اس کے پاس آسکتی تھی۔

وہ دعائیں مانگنے لگا کہ وہ فون کے ذریعے ہی رابطہ کرے۔ ایسے وقت وہ اس سے اپنی کمزوری چھپانے کی حتی الامکان کوششیں کرتا رہے گا۔ اس نے ڈاکٹر سے کہا۔ ''میں بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ پلیز ... مجھے کوئی ایسی زود اثر دوا دیں یا انجکشن لگائیں کہ میں فوری طور پر دماغی توانائی حاصل کرسکوں۔''

ڈاکٹر نے کہا۔ ''آپ فکر نہ کریں۔ رفتہ رفتہ توانائی حاصل ہوجائے گی۔''

وہ جھنجلا کر بولا۔ ''آپ نہیں سمجھتے ہیں۔ میرا مزاج ایسا ہے۔ میں کمزوری برداشت نہیں کرتا۔ مہنگی سے مہنگی دوا ہو تو آپ مجھے دیں۔ میں ابھی آپ کو بھرپور فیس دے سکتا ہوں۔''

ڈاکٹر نے کہا۔ ''باہر پولیس والے آپ کا بیان لینا چاہتے ہیں۔ آپ انہیں بیان دیں۔ میں آپ کو ایک بہت ہی زود اثر انجکشن لگاؤں گا۔ دس پندرہ منٹ کے اندر ہی حیرت انگیز طور پر آپ توانائی محسوس کرنے لگیں گے لیکن میں دس ہزار روپے لوں گا۔''

فرہاد نے اپنے لباس کے اندر سے ہزار ہزار کے کئی نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیے۔ وہ خوش ہوکر وہاں سے جاتے ہوئے بولا۔ ''بس میں ابھی انجکشن لے کر آتا ہوں۔''

اس کے جاتے ہی پولیس آفیسر ایک سپاہی کے ساتھ اندر آگیا۔ فرہاد ٹو نے پریشان ہوکر کہا۔ ''پلیز آفیسر! مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔ میں بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ بس اتنا سمجھ لیں کہ کسی انجان دشمن نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ میں اندازے سے بھی یہ نہیں بتا سکوں گا کہ وہ دشمن کون ہے؟ پلیز ...اس معاملے کو یہیں ختم کردیں۔''

آفیسر نے کہا۔ ''ہم فرض شناس لوگ ہیں۔ اپنی ڈیوٹی ... طرح انجام دیتے ہیں۔ اس مجرم کو پکڑ کر رہیں گے۔''

... نے جیب کے اندر ہاتھ ڈال کر ہزار ہزار کے پانچ ... لے پھر انہیں آفیسر کو دیتے ہوئے کہا۔ ''فار گاڈ سیک! یہ معاملہ یہیں ختم کردیں۔''

وہ نوٹوں کو جیب میں رکھ کر ہنستے ہوئے بولا۔ ''جیسی آپ کی مرضی۔ ہم تو قانون کے سیوک ہیں۔''

وہ کمرے سے چلا گیا۔ ڈاکٹر ایک انجکشن لے کر آگیا۔ ہر لمحہ اس کا دل اس خوف سے لرز رہا تھا کہ وہ کم بخت لومی اس کے دماغ میں نہ چلی آئے۔ ڈاکٹر نے اسے انجکشن لگاتے ہوئے کہا۔ ''فکر نہ کریں۔ ابھی پندرہ منٹ کے اندر آپ کو دماغی توانائی حاصل ہوجائے گی۔''

اس نے تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو شکار کیا تھا۔ اب ایک بچے کو ٹریپ کرنے کے لیے نکلا ہوا تھا۔ حالات نے اسے ایسے موڑ پر پہنچا دیا تھا کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے کسی وقت بھی آ کر ٹریپ کرسکتا تھا۔ موجودہ حالات میں یہ کہا جا سکتا تھا کہ صیاد اپنے دام میں خود آ پھنس گیا......

تقریباً پندرہ منٹ گزر گئے۔ اس نے سوچا کہ اب وہ کسی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روکنے کے قابل ہو چکا ہے یا نہیں؟ یہ تو اسی وقت معلوم ہوسکتا تھا جب کوئی اس کے اندر آتا اور وہ دعائیں مانگ رہا تھا کہ کوئی نہ آئے۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کرنی چاہی تو ناکام رہا۔ مایوسی سے سر تھام کر بیٹھ گیا۔ وہ ہر دو چار منٹ کے بعد کوشش کر رہا تھا۔ آخر آدھے گھنٹے بعد خوشی سے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا برین ماسٹر کے پاس پہنچ گیا تھا۔ پھر بولا۔ ''برین ماسٹر! میں مصیبت میں ہوں۔ پلیز ...آپ میرے پاس چلے آئیں۔''

برین ماسٹر نے اس کے اندر آ کر خیالات پڑھے پھر کہا۔ ''تم بہت لکی ہو۔ میں تمہارے چور خیالات کو اچھی طرح کھنگال چکا ہوں۔ ابھی تک کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اندر نہیں آیا تھا اور نہ اس وقت کوئی موجود ہے۔ میں اپنے معاملات میں بہت مصروف ہوں۔ اس لیے جا رہا ہوں۔ محتاط رہو اور دیکھو کہ وہ حملہ کرنے والے جانے کو کہاں لے گئے ہیں؟''

برین ماسٹر چلا گیا۔ اس نے فوراً ہی الوشے کے اندر آ کر پوچھا۔ ''جمیلہ! تم کہاں ہو؟''

وہ پریشانی ظاہر کرتے ہوئے بولی۔ ''تم کہاں ہو؟ کیسے ہو؟ میں تمہارے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی ہوں۔''

''میں ابھی ٹھیک ہوں۔ ایک اسپتال میں ہوں۔''

''اسپتال میں ہو اور کہہ رہے ہو' ٹھیک ہوں؟ تم نے ... گھنٹے بعد مجھ سے رابطہ کیا ہے۔ سچ سچ بتاؤ' تمہارے ... کیا ہو رہا تھا؟ تم کس مصیبت میں پڑ گئے ہو؟''

''بے شک ...میں ایک مصیبت میں مبتلا ہوگیا تھا۔ تھینکس گاڈ! اب ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں' ... ہوائی جہاز میں ہو۔ کہاں جا رہی ہو؟''

''یہ جہاز مجھے ممبئی پہنچائے گا۔ اس ریوالور والے نے ... دی تھی' اگر میں اس فلائٹ میں یہاں سے نہ گئی تو وہ ... مجھے گولی مار دے گا۔ میں تمہاری سلامتی کی خاطر ممبئی تک ... سفر کر رہی ہوں۔''

وہ بولا۔ ''وہ کوئی سڑک چھاپ لٹیرے تھے۔ میرے ... میں ڈیڑھ لاکھ روپے تھے۔ وہ لوگ لے گئے ہیں۔''

الوشے نے کہا۔ ''میرے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔ ... پرس میں پچاس ہزار ڈالرز تھے۔ اس ریوالور والے ... مجھ سے چھین لیے۔ مجھے ٹکٹ دے کر کہا' ابھی ممبئی جاؤ۔ ... رہو گی تو پولیس والوں کو پیچھے لگا دوں گا۔ آئندہ اپنے ... کو زندہ سلامت دیکھنا چاہتی ہو تو چپ چاپ یہاں سے ... جاؤ۔''

پھر وہ اچانک ہی کمزور سی آواز میں بولی۔ ''اوہ خدایا! ... کی اذان کا وقت ہو رہا ہے۔ باہر اندھیرا پھیلنے والا ہے۔ میں تبدیل ہونے والی ہوں۔ دس پندرہ منٹ کے بعد تم ... اندر نہیں آسکو گے۔''

''ہم موبائل فون کے ذریعے باتیں کریں گے۔''

وہ بولی۔ ''اس کم بخت نے مجھ سے موبائل فون بھی ... لیا ہے۔ میں ممبئی جا کر نیا خرید لوں گی۔''

وہ بولا۔ ''میرے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔ میرا فون بھی ... گیا ہے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کروں گا۔''

وہ بولی۔ ''ہرگز نہیں ...تم جانتے ہو' جب میں تبدیل ... ہوتی ہوں تو اپنے دماغ میں کسی کو نہیں آنے دیتی۔ یہ ... مزاج کے خلاف ہے۔''

وہ بولا۔ ''ہماری مضبوط دوستی کے پیشِ نظر اسے ... برداشت کرو اور وہاں پہنچ کر نیا موبائل نمبر مجھے بتاؤ۔''

''میں کوشش کروں گی اگر برداشت نہ کرسکی اور تم سے ... نہ ہوسکا تو دوسرے دن نارمل ہونے کے بعد آسانی سے ... ہو سکے گا پھر تم میرے دماغ میں آؤ گے' میں اعتراض ... کروں گی۔''

... کھڑکی کے باہر دیکھتے ہوئے بولی۔ ''دن کی روشنی ڈوب رہی ہے۔ تاریکی پھیلتی جا رہی ہے۔ خدا حافظ! میں بھی جا رہی ہوں۔''

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ اسے اپنے دماغ سے بھگا دیا۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہوکر جھنجلانے لگا۔ ''کیا مصیبت ہے؟ رات ہوتے ہی وہ میرے کام آنے والی تھی۔ اس سے پہلے ہی بچھڑ گئی ہے۔ مجھے بھی کسی پہلی فلائٹ سے ممبئی جانا ہوگا۔ ورنہ کل رات بھی اس سے کام نہیں لے سکوں گا۔''

ممبئی جانے کے لیے یا اس اسپتال سے نکل کر شہر میں گھومنے' پھرنے اور کھانے پینے کے لیے رقم کی ضرورت تھی۔ اس پر حملہ کرنے والے اس کی تمام رقم لوٹ کر لے گئے تھے۔ لباس کے اندر چند ہزار روپے پڑے ہوئے تھے۔

ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہوتی۔ وہ جب چاہتے ہیں' گھر بیٹھے بڑی سے بڑی رقم حاصل کرلیتے ہیں۔ اس نے پولیس آفیسر کے بارے میں سوچا پھر خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس وقت وہ آفیسر فون کے ذریعے ایک بہت بڑے اسمگلر سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کا ایک خاص بندہ گرفتار ہوگیا تھا اور اسمگلر اس کی رہائی کے لیے انسپکٹر کو دس ہزار روپے دینا چاہتا تھا لیکن انسپکٹر اس سے پچیس ہزار کا مطالبہ کر رہا تھا۔ آخر پندرہ ہزار میں معاملہ طے ہوگیا۔

اسمگلر نے کہا۔ ''میرا آدمی ابھی تمہارے پاس پہنچ رہا ہے۔ رقم ملتے ہی اسے رہا کردو۔''

اسمگلر کا نام جے بھاٹیا تھا۔ فرہاد ٹو نے اس کے اندر پہنچ کر معلوم کیا کہ اس کے پاس کتنا کیش ہے؟ پتا چلا' اس کے گھر میں پانچ لاکھ سے کچھ زیادہ کیش رکھا ہوا ہے۔ یہ معلومات فراہم کرتے ہی وہ غائب دماغ ہوگیا۔ اس نے فرہاد ٹو کی مرضی کے مطابق سیف کو کھولا پھر اس میں سے کیش نکال کر ایک شاپر میں بھرنے لگا۔ اس کارروائی سے فارغ ہونے کے بعد وہ شاپر لے کر اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا پھر اسے اسٹارٹ کرکے آگے بڑھانے لگا۔ اس کا ڈرائیور اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔

جے بھاٹیا ڈرائیونگ کے معاملے میں کمزور تھا۔ کئی بار حادثات سے دو چار ہو چکا تھا۔ ڈرائیور کا خیال تھا کہ اس بار بھی وہ اسپتال پہنچے گا۔

اسے تو اسپتال پہنچنا ہی تھا۔ فرہاد ٹو اس کے دماغ میں رہ کر ڈرائیو کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد ہی وہ اسپتال پہنچ گیا۔ جے بھاٹیا نے کمرے میں آ کر اس شاپر کو فرہاد ٹو کے قدموں میں رکھ دیا پھر کوئی بات کیے بغیر پلٹ کر وہاں سے چلا گیا

فرہاد تو پوری طرح اس کے دماغ پر قبضہ جمائے ہوئے تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس وقت کہاں ہے؟ کیا کر رہا ہے؟ بس تیزی سے ڈرائیو کرتا جا رہا تھا۔ اسے اس وقت ہوش آیا جب اس کی گاڑی راستے کے کنارے ایک بجلی کے کھمبے سے ٹکرا گئی۔

فرہاد تو وہ شاپر اٹھا کر اسپتال سے باہر آیا پھر شہر کے کسی ٹریول ایجنٹ کے پاس جانے لگا۔ وہ کسی بھی فلائٹ میں جگہ حاصل کر سکتا تھا۔ آج ہی رات کو یا کل دن میں کسی وقت جمائلہ کے پاس ممبئی پہنچ سکتا تھا۔

انوشے نے یہ کہہ کر اسے دماغ سے نکال دیا تھا کہ وہ تبدیل ہو رہی ہے۔ جبکہ وہ نہ تو جمائلہ تھی اور نہ ہی تبدیل ہو کر [illegible] ہو سکتی تھی۔ بڑے سکون سے مسافروں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی۔ کھڑکی کے باہر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ نہ زمین دکھائی دے رہی تھی' نہ آسمان نظر آ رہا تھا۔ اس تاریکی میں کوئی شیطانی قوت اس پر حاوی نہیں ہو رہی تھی۔

وہ تقریباً آٹھ بجے ممبئی پہنچ گئی۔ الپا اور پارس اپنی بیٹی کو ریسیو کرنے کے لیے ایر پورٹ پہنچے ہوئے تھے۔ وزیٹرز لابی میں اس کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ ماں باپ ہو کر بیٹی کو نہیں پہچان سکتے تھے۔ کیونکہ اس کا چہرہ تبدیل ہو چکا تھا۔ وہ جمائلہ کی صورت لیے پھر رہی تھی۔

ایر پورٹ میں کئی جوان لڑکیاں آتی جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ اگرچہ انوشے اپنی عمر کے حساب سے جوان نہیں ہوئی تھی لیکن نو برس کی عمر میں ایسی قد آور اور صحت مند ہو گئی تھی کہ ذرا سی مصنوعی تبدیلیاں لانے کے بعد بھرپور دوشیزہ دکھائی دینے لگی تھی۔

ماں باپ کے لیے جو بچی تھی' وہ اب جوان ہو گئی تھی اس لیے وہ اسے نہیں پہچان سکتے تھے۔ آس پاس سے گزرنے والی ہر لڑکی کو توجہ سے دیکھ رہے تھے۔ الپا نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا۔ ''بیٹی! تم کہاں ہو؟''

وہ بولی۔ ''مما! جب تک میں نہ کہوں' آپ میرے دماغ میں نہ آئیں۔ ٹیلی پیتھی کے بغیر مجھے پہچاننے کی کوشش کریں۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں' آپ میں سے کوئی مجھے پہچان سکتا ہے یا نہیں؟''

الپا نے مسکرا کر پارس سے کہا۔ ''بیٹی ہم سے آنکھ مچولی کھیل رہی ہے۔ چیلنج کر رہی ہے کہ ہم اسے پہچان لیں۔''

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ''چیلنج قبول ہے۔ میں اسے دیکھتے ہی پہچان لوں گا۔''

انوشے نے ایک نوجوان لڑکی کے دماغ پر قبضہ جمایا۔

وہ ٹرالی میں سامان لیے الپا اور پارس کے سامنے سے گزرتے ہوئے ذرا رک گئی۔ متلاشی نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ پارس نے آگے بڑھ کر کہا۔ ''زیادہ ایکٹنگ نہ کرو۔ میں نے اپنی بیٹی کو پہچان لیا ہے۔''

وہ دونوں بازو پھیلاتے ہوئے بولا۔ ''آؤ۔ اپنے باپ کے گلے لگ جاؤ۔''

وہ حیرانی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ ''سوری..... آپ کون ہیں؟ مجھے اپنی بیٹی کہہ رہے ہیں؟ کیا باپ ہو کر اپنی بیٹی کو نہیں پہچانتے ہیں؟''

الپا نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''یہ مذاق کب تک جاری رہے گا؟ تم ہم سے کب تک چھپتی رہو گی؟''

لڑکی نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ ''میں ایب نارمل نہیں ہوں لیکن آپ دونوں ضرور ہیں۔''

یہ کہہ کر وہ ٹرالی دھکیلتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔ الپا نے اس کے اندر پہنچ کر مختصر سے خیالات پڑھے پھر پارس سے کہا۔ ''ہم دھوکا کھا گئے۔ یہ ہماری انوشے نہیں ہے۔''

وہ بولا۔ ''یہ تو زبردست چیلنج ہو گیا۔ اب تو میں اپنی بیٹی کو پہچان کر ہی رہوں گا۔''

انوشے اپنا ہینڈ بیگ اٹھائے اِدھر اُدھر دیکھتی ہوئی ان کے قریب آئی۔ ایک شخص لائیٹر سے سگریٹ سلگا رہا تھا۔ وہ اس سے بولی۔ ''میں ایک مصیبت زدہ لڑکی ہوں۔ کیا آپ میری کچھ مدد کریں گے؟''

وہ اسے شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ ''میرے ساتھ چلو۔ دن رات تمہاری مدد کرتا رہوں گا۔''

انوشے نے ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر یہ تاثر دیا کہ وہ ہاتھ نہیں ہتھوڑا ہے۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے جا کر فرش پر گر پڑا۔ الپا' پارس اور دوسرے لوگ فوراً ہی اس کے قریب آ کر پوچھنے لگے۔ ''کیا ہوا؟''

وہ بولی۔ ''یہ مجھے تنہا دیکھ کر بدتمیزی کر رہا تھا۔ میرا ایک ہاتھ اسے ہمیشہ یاد رہے گا۔''

کچھ لوگ اس شخص کو لعن طعن کرتے ہوئے چلے گئے۔ الپا اور پارس ٹٹولتی ہوئی نظروں سے بیٹی کو دیکھ رہے تھے۔ ماں نے فوراً ہی اس کے خیالات پڑھے۔ ایسے وقت [illegible] گئی کہ بیٹی روحانی ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو راہ سے بے راہ کر سکتی ہے۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ ایک دولت مند باپ کی بیٹی ہے۔ [illegible] عشق میں مبتلا ہو کر گھر سے بھاگ آئی ہے۔ وہ پارس سے بولی۔ ''یہ ہماری بیٹی نہیں ہے۔ گھر سے بھاگی ہوئی ایک لڑکی ہے۔''

انوشے نے جلدی سے کہا۔ ''آپ نے بالکل صحیح اندازہ لگایا ہے۔ میں اپنے پریمی کی تلاش میں یہاں آئی ہوں۔ اس نے کہا تھا' مجھے ایر پورٹ لینے آئے گا لیکن وہ کہیں نظر نہیں آ رہا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا' اتنے بڑے شہر میں کہاں جاؤں؟''

الپا نے کہا۔ ''یہ تو ماں باپ کو دھوکا دینے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔ محبت اندھی ہوتی ہے مگر تمہاری تو جوانی بھی اندھی ہے۔ کچھ سوچے سمجھے بغیر اتنے بڑے شہر میں چلی آئی ہو۔ اب کہاں بھٹکتی پھرو گی؟''

''اسی لیے تو کہتی ہوں' میری کچھ مدد کریں۔ دو چار دن کے لیے اپنے پاس رکھ لیں۔ میں اپنے پریمی کو تلاش کر سکوں۔''

پارس نے کہا۔ ''ہم یہاں اپنی بیٹی کو ریسیو کرنے آئے ہیں۔ تم آگے جا کر اپنے پریمی کو تلاش کرو اگر وہ نہ ملے تو ہمارے پاس آ جانا۔ ہم تمہیں پناہ دیں گے۔ ابھی جاؤ۔ ہمیں ڈسٹرب نہ کرو۔''

وہ دل ہی دل میں مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ وہ دونوں دور تک متلاشی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ بیٹی سامنے سے گزر گئی تھی اور وہ اسے پہچان نہیں پائے تھے۔ انوشے کو یہ آنکھ مچولی بہت اچھی لگ رہی تھی۔

دنیا کے ہر ایر پورٹ میں اشتہاری بینرز اور طرح طرح کے پوسٹر لگے رہتے ہیں۔ انوشے ایک پوسٹر کے قریب سے گزرتے ہوئے ٹھٹھک گئی۔ اس پر اہرام مصر کی تصویروں کے ساتھ ابوالہول کی بھی ایک بڑی سی تصویر بنی ہوئی تھی۔ ''سی دی ونڈرفل پیرامڈز... ٹریول بائی انڈین ایر لائنز''

ابوالہول کی تصویر دیکھتے ہی انوشے کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ پچھلی رات بھی یہی ہوا تھا' جب وہ پیرس میں فرہاد کے اپارٹمنٹ میں آئی تھی تو وہاں ابوالہول کے بت کو دیکھتے ہی ایسا لگا تھا' جیسے شیطانی قوت اس پر حاوی ہو رہی ہو۔ ایر پورٹ کی وزیٹرز لابی میں بھی اس پر وہی کیفیت طاری ہو رہی تھی۔ وہ بے اختیار اس پوسٹر کی طرف کھنچی جا رہی تھی۔ ایسے وقت روحانی قوت کے ذریعے خود کو سنبھالنے کی ضرورت تھی۔ اس کے اندر خیر اور شر کی زبردست جنگ شروع ہو چکی تھی۔ وہ پوسٹر کے قریب پہنچ گئی تھی۔ ہاتھ سے بیگ چھوٹ کر فرش پر گر گیا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر سر کو اِدھر سے اُدھر جھٹکتے ہوئے ابوالہول کی مناجات کرنے لگی۔ اس کے گن گانے لگی۔

آس پاس سے گزرنے والے ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگے۔ پارس نے چونک کر کہا۔ ''الپا! وہ دیکھو! وہ لڑکی ابوالہول کے پوسٹر کے سامنے کیا کر رہی ہے؟''

الپا نے اُدھر بڑھتے ہوئے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی پھر ایک دم سے گھبرا کر بولی۔ ''پارس! یہ ہماری انوشے ہے۔ اس پر شیطانی قوت حاوی ہو رہی ہے۔ اسے فوراً سنبھالو۔''

وہ دوڑتے ہوئے اس کے دائیں بائیں آ گئے۔ الپا نے اس کے دونوں بازوؤں کو تھام لیا۔ پارس نے کہا۔ ''بیٹی! بہت آنکھ مچولی ہو چکی۔ چلو یہاں سے...''

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک جھٹکا سا لگا۔ انوشے نے ایک ہی جھٹکے میں ان دونوں کو دور پھینک دیا تھا۔ یہ ثابت ہو رہا تھا کہ واقعی شیطانی قوت حاوی ہو رہی ہے۔

ایسی بات نہیں تھی۔ ابھی شیطانی قوت اس پر پوری طرح حاوی نہیں ہوئی تھی۔ اس کے دماغ کے کسی گوشے سے کلام پاک کی تلاوت ابھر رہی تھی۔ اس نے چیخ کر اپنی دادی آمنہ کو پکارا۔ ''گرینڈ ماما! کم اور ہیئر...''

آمنہ عبادت میں مصروف تھی۔ ایک دم سے چونک کر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اپنی پوتی کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے آتے ہی شیطانی قوتیں دھیمی پڑنے لگیں۔ انوشے کو شر سے پوری طرح محفوظ رکھنا تھا۔ پچھلی رات اسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنا اسکارف ابوالہول کے بت پر ڈال دے۔ اسے چھپا دے۔ اس طرح وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

آمنہ نے پارس کے اندر پہنچ کر کہا۔ ''بیٹے اس ابوالہول کے پوسٹر کو فوراً ہی ضائع کرو۔''

ماں کا حکم سنتے ہی پارس نے چھلانگ لگا کر اس پوسٹر کو نوچ لیا۔ اسے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگا۔ آمنہ نے اپنی پوتی کی آنکھیں بند کر دی تھیں اور اس کے اندر کلام پاک کی تلاوت کر رہی تھی۔

ایر پورٹ کے سکیورٹی افسر اور گارڈز نے آ کر پارس کا محاسبہ کیا۔ ''یہ کیا پاگل پن ہے؟ آپ نے ہمارے اشتہاری پوسٹر کو کیوں ضائع کیا ہے؟ جانتے ہیں' اس کی قیمت کیا ہے؟ صرف ایک اشتہار سے ٹریولنگ کمپنیوں کو لاکھوں کا فائدہ پہنچتا ہے۔''

پارس نے کہا۔ ''ہماری بیٹی ذہنی مریضہ ہے۔ ایک تو کر

کٹے مجسمے کو دیکھ نہیں سکتی۔ دیکھا ہے۔ ۔۔۔ دورہ پڑنے لگا تھا۔ ہم نے اپنی بیٹی کی سلامتی کے لیے ۔۔۔ یا ہے۔ اب جو بھی جرمانہ ہوگا' ہم اسے ادا کریں گے۔"

انہیں سکیورٹی دفتر میں طلب کیا گیا۔ وہاں ان پر دس ہزار روپے جرمانہ لگایا گیا۔ انہوں نے فوراً ہی وہ رقم ادا کی پھر انوشے کے ساتھ وہاں سے اپنے اپارٹمنٹ کی طرف جانے لگے۔ وہ نارمل ہو چکی تھی۔ کار کی پچھلی سیٹ پر الپا سے لگی بیٹھی تھی۔

پارس نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے تشویش کا اظہار کیا۔ "کل بھی میری بٹی کے ساتھ یہی ہوا تھا۔ کیا ہر رات یہ ایسے عذاب سے گزرتی رہے گی؟"

الپا نے کہا۔ "میں یہی سوچ رہی ہوں۔ ہماری انوشے روحانیت ۔۔۔ حامل ہے۔ اس پر شیطانی قوتوں کو حاوی نہیں ہونا چاہیے۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟"

وہ دونوں تھوڑی دیر تک چپ رہے۔ موجودہ حالات پر غور کرتے رہے پھر پارس نے کہا۔ "ایک بات سمجھ میں آتی ہے۔ تاریکی پھیلتے ہی جمائلہ تبدیل ہو جاتی تھی۔ بالکل ابنارمل ہو جاتی تھی۔ ہماری انوشے تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ اس پر تاریکی کا اثر نہیں ہوتا ہے لیکن جب یہ ابوالہول کے بت کو دیکھتی ہے تب ہی یہ اچانک تبدیل ہونے لگتی ہے۔"

الپا نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔ "بے شک، پچھلی رات اس نے اس بہروپیے کے اپارٹمنٹ میں اس بت کو دیکھا تھا۔ آج یہاں اس کا پوسٹر دیکھا تو پچھلی رات کی طرح اس وقت بھی اس پر شیطانی قوت حاوی ہونے لگی تھی۔"

انوشے نے کہا۔ "میں بھی یہی سمجھ رہی ہوں۔ رات کے وقت مجھے ابوالہول کی تصویر کو یا اس کے بت کو نہیں دیکھنا چاہیے۔ اس کے سامنے نہیں جانا چاہیے۔"

الپا نے کہا۔ "تمہارا چہرہ' تمہاری جسامت اور شخصیت بالکل جمائلہ کی طرح ہے۔ تم اس بت کے سامنے جاتی ہو تو شیطان تمہیں دیکھ کر دھوکا کھا جاتا ہے۔"

"تعجب ہے۔ شیطان بھی دھوکا کھاتا ہے؟"

"بے شک.... جو دھوکا دیتے ہیں' وہ دھوکا کھاتے بھی ہیں۔"

وہ تینوں اپنے اپارٹمنٹ میں پہنچ گئے۔ پارس نے کہا۔ "ایک بات یہ سمجھ میں آتی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ جن کسی لڑکی پر عاشق ہو گیا ہے۔ اسی طرح شیطان جمائلہ پر عاشق ہو گیا ہے۔ اس لڑکی کو اپنے لیے بہت اہم بنا چکا ہے۔ وہ ہماری انوشے کو دیکھ کر دھوکا ۔۔۔ کھا رہا ہے۔ بلکہ جمائلہ کو تلاش کرنے کے لیے اسے پریشان کرتا ہے ۔۔۔ کہ وہ ہماری انوشے کے ذریعے ہی جمائلہ تک پہنچ سکے۔"

الپا نے پریشان ہو کر کہا۔ "کل سے اب تک انوشے اور اس کی دادی کی روحانی قوتیں غالب آ رہی ہیں لیکن ایسا کب تک ہوتا رہے گا؟ کیا آئندہ بھی ۔۔۔ رات کے وقت شیطان ہماری بیٹی پر غالب آنا چاہے گا؟"

"فی الحال تو یہی بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ انوشے کو ابوالہول کے بت سے اور اس کی تصویروں سے دور رکھا جائے۔"

وہ بولی۔ "بیٹی! تمہیں بھی محتاط رہنا چاہیے۔ یہی کوشش کرو کہ اس ناک کٹے شیطان کی تصویر یا بت سے تمہارا سامنا نہ ہو۔"

"مما! میں اس منحوس کی صورت بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتی لیکن کل سے ایسا ہی ہو رہا ہے۔ وہ شیطان پہلے فرہاد کے ذریعے میرے سامنے آیا اور اب ایئرپورٹ کی دیوار پر لگے ہوئے پوسٹر کے ذریعے سامنے آ گیا۔"

اس نے پارس سے کہا۔ "پاپا! کیا یہ شیطان اسی طرح کسی نہ کسی بہانے میرے سامنے آتا رہے گا؟"

وہ بولا۔ "کچھ ایسی ہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ وہ کم بخت، مختلف بہانوں سے تمہارے سامنے آ رہا ہے۔ دو راتوں میں ایسا ہو چکا ہے۔ آئندہ تیسری رات دیکھا جائے گا۔ کیا ہونے والا ہے؟"

الپا نے وہاں سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تم باپ بیٹی باتیں کرو۔ میں ذرا پاپا سے باتیں کرنے جا رہی ہوں۔"

وہ دوسرے بیڈروم میں آ کر آرام سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ پھر میرے پاس پہنچ کر بولی۔ "پاپا! آپ مصروف نہ ہوں تو میں باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "کوئی خاص مصروفیت نہیں ہے۔ بولو... کیا کہنا چاہتی ہو؟"

وہ مجھے انوشے کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگی کہ اب تک اس کے ساتھ کیا ہوتا رہا ہے؟ میں نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا۔ "عجیب سی بات ہے کہ جمائلہ اس ادارے میں آ کر محفوظ ہو گئی ہے اور ہماری بیٹی جمائلہ بن کر باہر جانے ہی شیطانی قوت کی زد میں آنے لگی ہے؟"

وہ بولی۔ "آج دوسری رات گزر رہی ہے۔ کل تیسری رات کو آزمایا جائے گا۔ کیا شیطان پھر نئے حیلے بہانے سے ابوالہول کو ہماری بیٹی کے سامنے لائے گا؟ اگر ایسا ہوگا پاپا! پھر سمجھ لیں کہ آپ کی پوتی ہر رات خطرات سے کھیلتی رہے ۔۔۔ کیا اسے مسلسل جمائلہ بنائے رکھنا مناسب ہوگا؟"

"تم اپنی پوری زندگی میں بڑی بڑی مصیبتوں سے گزرتی آئی ہو۔ بڑے بڑے خطرات سے کھیلتی رہی ہو لیکن اب بیٹی کے معاملے میں پریشان ہو رہی ہو۔ اولاد کو اپنی طرح فولاد بنانے کے لیے پہلے دل کو پتھر بنانا پڑتا ہے۔ جناب تبریزی جب تک چاہیں گے' وہ جمائلہ بن کر رہے گی۔ ہم سب اس کی پشت پر ہیں۔ اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔"

"جناب تبریزی کی ہدایات پہلے سمجھ میں نہیں آتیں۔ بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ ہمیں قدرتی قوانین کے مطابق روکتے ٹوکتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات ان کی ہدایات ناقابلِ فہم ہوتی ہیں۔"

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

وہ بولی۔ "انہوں نے انوشے کو ہدایت کی ہے کہ وہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس بہروپیے کو کبھی اپنے زیرِ اثر نہ لائے۔ آج شام ایک سنہری موقع میرے ہاتھ آ رہا تھا۔ میرے آلۂ کار نے اس بہروپیے کے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ وہ تقریباً ڈیڑھ یا دو گھنٹے تک دماغی کمزوری میں مبتلا رہا۔ میں اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لینا چاہتی تھی لیکن انوشے نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ جناب تبریزی کی ہدایت ہے' قدرت اسے ڈھیل دے رہی ہے۔ ہمیں قدرت کے خلاف اسے اپنی گرفت میں نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی اپنا تابعدار بنانا چاہیے۔"

"انوشے درست کہہ رہی ہے۔ کیا تم جناب تبریزی کی ہدایات پر عمل کر رہی ہو؟ مجھے سچ سچ بتاؤ۔"

"میں اتنے بڑے بزرگ کی ہدایات کے خلاف کچھ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ میں نے اسے تابعدار نہیں بنایا ہے مگر....."

میں نے پوچھا۔ "مگر کیا....؟"

"میں نے اس کے اندر پہنچ کر چور خیالات پڑھے ہیں۔ دیکھیں نا پاپا! ہمیں منع کیا گیا ہے کہ اسے اپنا تابعدار نہ بنائیں لیکن چور خیالات پڑھنے پر پابندی نہیں لگائی گئی ہے اس لیے میں نے ایسا کیا ہے۔ کیا آپ مجھ سے ناراض ہوں گے؟"

"نہیں... تم نے سوچا ہوگا کہ پھر کبھی ایسا سنہری موقع ہاتھ نہ آئے لہٰذا اس کے خیالات پڑھ لینے چاہئیں۔ بہرحال کوئی بات نہیں....."

میں نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ "اصل بات یہ ہے کہ میں بھی اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے بے چین رہتا ہوں۔ وہ کم بخت کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ کیا اس کے چور خیالات نے تمہیں کچھ بتایا ہے؟"

"یس پاپا! میں نے بہت کچھ معلوم کیا ہے۔ اس کا اصل نام کلیم الدین بابر ہے۔ وہ انڈیا کے ایک شہر ناگ پور میں پیدا ہوا تھا۔ ابتدا ہی سے آپ سے متاثر رہا ہے۔ آپ کی طرح ٹیلی پیتھی سیکھنے کی کوشش کرتا رہا چونکہ مضبوط قوتِ ارادی کا مالک ہے' اس لیے اس نے یہ علم سیکھ ہی لیا۔ اسے آپ کی آڈیو کیسٹ سنائی گئی تھیں اور ویڈیو فلمیں دکھائی گئی تھیں۔ وہ آپ کی تمام حرکات و سکنات کی ہو بہو نقل کرنا سیکھ گیا ہے۔"

میں نے پوچھا۔ "اس کی سرپرستی کون کر رہا ہے؟ کیا اس کا تعلق کسی بڑے ملک سے یا کسی خطرناک تنظیم سے ہے؟"

"یس پاپا! اس کے خیالات پڑھ کر تو میں حیران رہ گئی۔ ایک نئی اور خطرناک تنظیم کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوا ہے۔ وہ لوگ اب تک دنیا کی نظروں میں نہیں آئے ہیں۔ بڑی رازداری سے کام کر رہے ہیں۔ اس تنظیم کا نام ڈپلیکیٹ مافیا ہے۔"

میں نے کہا۔ "یہ تو کچھ عجیب سا نام ہے۔"

"آپ اس بہروپیے فرہاد سے نمٹ رہے ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ وہ ہو بہو آپ جیسا ہے۔ اس ڈپلیکیٹ کو اسی تنظیم کے سربراہ نے تیار کیا ہے۔ اس سربراہ کو سب ہی برین ماسٹر کہتے ہیں۔"

"بڑے دلچسپ انکشافات ہو رہے ہیں۔ آگے بولو۔"

"وہ برین ماسٹر دنیا کی اہم ترین شخصیات کے دماغوں پر حکومت کرتا ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ امریکی اکابرین میں جو وزیرِ خارجہ ہے' وہ اصل نہیں ہے۔ بلکہ اس اصل کو غائب کر دیا گیا ہے اور اس کا ڈپلیکیٹ وہاں پہنچا دیا گیا ہے۔ اسی طرح امریکی آرمی کے ایک میجر کا بھی ڈپلیکیٹ وہاں پہنچا ہوا ہے اور اصل میجر کو غائب کر دیا گیا ہے۔ سیاسی شعبوں میں' آرمی کے شعبوں میں' سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں جتنی اہم شخصیات ہیں۔ ان میں سے ایک آدھ ایسی ہیں' جو اصل نہیں ہیں۔ ان کے ڈپلیکیٹ وہاں کام کر رہے ہیں اور یہ سب برین ماسٹر کا کمال ہے۔"

وہ بتانے لگی کہ اس نے کس طرح دنیا کے سب سے بڑے چند دولت مند لوگوں کو بھی ٹریپ کیا ہے؟ اب ان کی جگہ ان کے ڈپلیکیٹ پہنچے ہوئے ہیں۔ وہ ان کی دولت سے خوب فائدہ اٹھا رہا ہے۔ آج تک پوری دنیا میں کسی ایک شخص کی حکومت قائم نہیں ہوئی اور وہ دعویٰ کر رہا ہے کہ تمام ملکوں

کے تمام اہم شعبوں میں اپنے ڈپلیکیٹ پہنچا کر پوری دنیا پر تنہا حکومت کرے گا۔

میں نے کہا۔ ''اس میں شبہ نہیں کہ اس نے پوری دنیا پر حکومت کرنے کے لیے ایک بالکل ہی نیا اور انوکھا طریقہ اختیار کیا ہے اور نہایت رازداری کے ساتھ اہم شخصیات کے ڈپلیکیٹ تیار کرتا جا رہا ہے۔ الپا! تم نے اس بہروپیے کے خیالات پڑھ کر بہت اچھا کیا۔ ہمیں ایسا راز معلوم ہوا ہے جو شاید آخر وقت تک کسی کو معلوم نہ ہوتا۔ آئندہ ہم دیکھیں گے کہ یہ برین ماسٹر کون ہے اور اپنے اہم چمچوں کے ساتھ کہاں پایا جاتا ہے؟''

الپا نے کہا۔ ''وہ اپنی تنظیم میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد بڑھانے کی فکر میں ہے۔ اب تک وہاں صرف برین ماسٹر اور بہروپیا فرہاد، ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ اب تین خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ ہونے والا ہے۔''

میں نے پوچھا۔ ''وہ کیسے؟''

''اس بہروپیے کے خیالات پڑھنے سے بڑی اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ اس نے بڑی رازداری سے تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا تابعدار بنا کر کہیں چھپا رکھا ہے۔''

یہ بات سنتے ہی میں چونک گیا۔ سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ''امریکی اکابرین اپنے ان تین گمشدہ خیال خوانی کرنے والوں کے لیے بہت پریشان ہیں۔ ہمیں الزام دے رہے ہیں کہ وہ تینوں بابا صاحب کے ادارے میں قید ہیں۔ ان کے برین واش کیے گئے ہیں۔ انہیں عیسائی سے مسلمان بنایا گیا ہے اور اب وہ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی حیثیت سے بابا صاحب کے ادارے کی خدمت کرتے رہیں گے۔''

''اوہ گاڈ! ایسا سفید جھوٹ اور بابا صاحب کے ادارے کے لیے ایسا شر انگیز پروپیگنڈا؟ میں اس کم بخت کے خیالات پڑھ چکی ہوں۔ امریکی اکابرین کو اسی نے ہمارے خلاف بھڑکایا ہے۔''

میں نے کہا۔ ''بیٹی! پھر تو تم نے یہ بھی معلوم کیا ہوگا کہ اس نے ان تینوں کا کہاں چھپا رکھا ہے؟''

''میں ایسے معاملات میں چُوکنے والی نہیں ہوں پاپا! میں نے ان کا پتا ٹھکانا معلوم کیا ہے۔ آپ فوراً اسے نوٹ کریں۔ ہمارے ادارے کے جاسوس اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو جتنی جلدی ہو سکے وہاں پہنچائیں۔ ان کا محاصرہ کریں۔''

''بے شک.... ان تینوں کو جلد سے جلد اپنی گرفت میں لینا ہوگا۔ بابا صاحب کے ادارے پر لگائے گئے الزامات کو دھونا ہوگا اور ان تینوں کو برین ماسٹر تک پہنچنے سے روکنا بھی ہوگا۔ تم میرے دماغ میں رہ کر ان کے نام اور پتے بتاتی رہو۔''

میں نے تین خیال خوانی کرنے والوں کو اپنے دماغ میں بلایا پھر کہا۔ ''الپا تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام اور موجودہ ایڈریس بتا رہی ہے' انہیں ذہن نشین کرلو۔''

الپا نے کہا۔ ''ایک کا نام واکس مین' دوسرے کا نام گائی اور تیسرے کا نام کرمسن واسکوڈی ہے۔ ان میں سے ایک پیرس میں' دوسرا فرینکفرٹ میں اور تیسرا استنبول میں ہے۔''

وہ ان کی رہائش گاہوں کا مکمل پتا بتانے لگی۔ میں نے کہا۔ ''پیرس' استنبول اور فرینکفرٹ میں ہمارے جتنے جاسوس ہیں۔ ان کہو کہ ان کی رہائش گاہوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔ انہیں پہلی فرصت میں بے ہوش کر دیں۔ تینوں کو بڑی رازداری سے کسی محفوظ پناہ گاہ میں رکھا جائے پھر میں آگے بتاؤں گا' ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا ہے؟''

ہمارے وہ خیال خوانی کرنے والے حکم کی تعمیل کرنے چلے گئے۔ الپا نے کہا۔ ''پاپا! برین ماسٹر کی وہ تنظیم بہت ہی مستحکم ہے لیکن وہ آپ کے معاملے میں کمزور ہے۔ آپ کا مکمل ڈپلیکیٹ بنانے کے باوجود وہ اسے بابا صاحب کے ادارے میں نہیں پہنچا سکتے۔ وہاں قدم رکھتے ہی اس بہروپیے کا بھید کھل جائے گا۔ ایک اور بات ہے....''

''ہاں بیٹی بولو۔''

''برین ماسٹر شیطانی قوتوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے' یہ جاننا چاہتا ہے کہ یہ کس طرح انسانی ذہن پر اثر انداز ہوتی ہیں؟ اس نے اس بہروپیے کو حکم دیا ہے کہ جمائلہ کو اس کے پاس پہنچایا جائے۔ وہ اس کے اندر دماغ کے ایک ایک فنکشن کو سمجھنا چاہتا ہے کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے شیطانی قوتوں کا توڑ کیسے کیا جا سکتا ہے؟''

میں نے کہا۔ ''جمائلہ ہمارے ادارے میں دو دنوں اور دو راتوں تک رہی۔ ہم نے اس کے دماغ میں رہ کر اچھی طرح اسٹڈی کی ہے۔''

''پاپا! وہاں ادارے میں روحانی قوتوں کا غلبہ تھا۔ شیطانی قوتیں بالکل ہی کمزور پڑ گئی تھیں۔ نہ ہونے کے برابر تھیں۔ برین ماسٹر کا خیال ہے کہ جمائلہ اس کے پاس آئے گی اور وہاں شیطانی قوتوں کا غلبہ ہوگا تو وہ بہت کچھ معلوم کر سکے گا۔''

میں نے مسکرا کر کہا۔ ''جمائلہ اس کے ہاتھ نہیں آئے گی۔ وہ تو ادارے میں ہے۔ وہیں تعلیم و تربیت حاصل کرتی رہے گی۔''

''پاپا! آپ میری بات نہیں سمجھ رہے ہیں۔ میری بیٹی جمائلہ بن کر دوستوں اور دشمنوں کے سامنے آئی ہے۔ برین ماسٹر تو یہی سمجھ رہا ہے کہ وہ اصلی جمائلہ ہے لہٰذا وہ میری بیٹی کو اغوا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔''

میں اس پہلو پر غور کرنے لگا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ''ایک طرف ابوالہول کی شیطانی قوتیں اس کا پیچھا کر رہی ہیں۔ دوسری طرف برین ماسٹر اور وہ بہروپیا اس کے پیچھے پڑے رہیں گے۔ موقع ملتے ہی اسے اغوا کرلیں گے.... پاپا! میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔''

میں نے ذرا سخت لہجے میں کہا۔ ''تمہاری ممتا تمہیں کمزور بنا رہی ہے۔ یہ کیوں سمجھتی ہو کہ انوشے بالکل تنہا ہے؟ ہم سب اس کے آس پاس نہیں ہیں؟''

''بے شک ... ہم سب دن رات اس کی نگرانی کریں گے' حفاظت کرتے رہیں گے لیکن بدنصیبی کو کون سمجھتا ہے؟ کس وقت بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔''

''روحانیت کے مراحل سے گزرنے والے خوش نصیبی کو اور بدنصیبی کو ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ آمنہ اور جناب تمریزی یہ جانتے ہوں گے کہ آئندہ انوشے کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ وہ تمہاری بیٹی کو' میری پوتی کو کسی کھائی میں گرنے کے لیے نہیں چھوڑیں گے۔ تمہیں کم از کم ان بزرگوں پر بھروسا کرنا چاہیے۔''

وہ سر جھکا کر بولی۔ ''سوری پاپا! میں واقعی جذباتی ہو گئی تھی۔ ہمارے بزرگوں نے انوشے کو اس ادارے میں رکھ کر تعلیم و تربیت دی۔ اسے اس قابل بنایا کہ وہ اتنی کم عمری میں بہت بڑا کارنامہ انجام دینے کے لیے میدانِ عمل میں آئی ہے۔ میں اپنے بزرگوں پر بھروسا کروں گی۔ حرفِ شکایت زبان پر نہیں لاؤں گی۔''

''یہ اچھی بات ہے۔ چلو ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس چلیں۔''

''ایک منٹ پاپا! ہم اتنی دیر سے باتیں کر رہے ہیں لیکن آپ نے اب تک عدنان اور عالی کا ذکر نہیں کیا۔ کیا آپ ان کی طرف سے مطمئن ہیں؟''

''ہاں... کسی حد تک اطمینان ہے۔ وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا ٹونی سجے تمہیں یاد ہوگا؟''

''ہاں... وہ کچھ عرصے سے بالکل ہی غائب ہو گیا ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟''

''عالی کو اور عدنان کو اسی نے اغوا کیا ہے۔ کم بخت عالی پر عاشق ہو گیا ہے۔ میرا داماد بننا چاہتا ہے۔ یہ بھی کہتا ہے کہ وہ یہودی اور عالی مسلمان ہے۔ اس لیے میں اسے داماد نہیں بناؤں گا۔''

''اس کا مطلب ہے' اس نے آپ کو راضی کرنے کے لیے عدنان اور عالی کو اغوا کیا ہے؟''

''ہاں ایسی ہی بات ہے۔ اگرچہ اس نے جارحانہ انداز اختیار کیا ہے لیکن بڑی شرافت سے یہ بھی کہہ رہا ہے کہ عدنان کو صرف انیس دنوں تک شیوانی کے ساتھ اپنے پاس رکھے گا۔ جب وہ اس دنیا سے چلی جائے گی تو میرے پوتے کو ادارے میں پہنچا دے گا۔''

''کیا آپ کو یقین ہے وہ ایسا کرے گا؟''

''کرے یا نہ کرے..... انیس دنوں تک وہ ماں بیٹے کہیں کسی پناہ گاہ میں محفوظ رہیں گے۔ انہیں نہ چھیڑا جائے تو بہتر ہے اگر شیوانی کی موت کے بعد وہ عدنان کو واپس نہیں کرے گا تو پھر اس سے نمٹ لیا جائے گا۔ میں بڑی خاموشی سے سراغ لگا رہا ہوں' ٹونی سجے کہاں ہو سکتا ہے؟ ویسے اس نے قسم کھا کر یہ بھی یقین دلایا ہے کہ عالی کی عزت پر آنچ نہیں آنے دے گا۔ اسے بڑی محبت سے اپنی طرف مائل کرے گا۔ وہ مائل نہیں ہوگی تو اس کی طلب سے دستبردار ہونے کی کوشش کرے گا۔''

''پاپا! مجھے اس پر بھروسا نہیں ہے۔ وہ عالی کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر پتا نہیں اس کے ساتھ کیسا سلوک کر رہا ہوگا؟ پلیز.. آپ اس پر بھروسا نہ کریں۔ کسی بھی طرح معلوم کریں' وہ کم بخت کہاں چھپا ہوا ہے؟''

''میں پوری کوشش کر رہا ہوں۔ خدا نے چاہا تو جلد ہی اس کی گردن دبوچ لوں گا۔''

ہم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے اندر پہنچے۔ اس سے پوچھا۔ ''کیا ہو رہا ہے؟''

وہ بولا۔ ''سر! یہاں پیرس میں جو ٹیلی پیتھی جاننے والا چھپا ہوا تھا' اس کا نام واکس مین ہے۔ ہم نے انجکشن لگا کر اسے دماغی کمزوری میں مبتلا کر دیا ہے۔ آپ اس کے خیالات پڑھ سکتے ہیں۔''

میں نے اور الپا نے اس کے مختصر سے خیالات پڑھے۔ وہ بہروپیے کلیم الدین بابر کے زیرِ اثر رہ کر یہ بھول چکا تھا کہ اسے کس طرح ٹریپ لیا گیا تھا اور تنویمی عمل کے ذریعے تابعدار بنایا گیا تھا؟ اب دماغی کمزوری ہونے کے باعث تنویمی عمل زائل ہو گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ ''پتا نہیں' کر

نامعلوم ٹیلی پیتھی جاننے والے نے میرے دماغ پر قبضہ جمایا تھا؟ اب یاد آرہا ہے‘ اس نے مجھ پر تنویمی عمل کیا تھا۔ مجھے اپنا تابعدار بنا لیا تھا۔ شاید اب میں اس کے اثر سے نکل گیا ہوں۔ اوہ گاڈ! میرے اندر اتنی توانائی آجائے کہ میں خیال خوانی کے ذریعے اپنے لوگوں کو مدد کے لیے پکار سکوں...“

میں نے اس کی سوچ میں سوال کیا۔ ”کیا اس نامعلوم ٹیلی پیتھی جاننے والے نے مجھے کسی ادارے میں لے جا کر قید کیا تھا؟ کیا وہاں میرے ساتھ مزید دو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی تھے؟“

اس نے حیرانی سے سوچا۔ ”میرے اندر ایسا سوال کیوں پیدا ہورہا ہے؟ جبکہ میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوا۔ نہ کسی نے مجھے قیدی بنایا تھا اور نہ ہی دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے ساتھ قیدی بنے ہوئے تھے۔“

میں نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کہا۔ ”ابھی ایک آدھ گھنٹے میں اس کی دماغی توانائی بحال ہوجائے گی۔ اسے اپنے لوگوں سے رابطہ کرنے دو۔ میں چاہتا ہوں‘ یہ اپنے وطن واپس چلے جائیں۔“

میں نے اور الپا نے اپنے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے رابطہ کیا۔ اس نے کہا۔ ”سر! اس کا نام لٹف گائی ہے۔ ہم نے عارضی طور پر اس کے دماغ کو کمزور کر دیا ہے۔ آپ اس کے خیالات پڑھ سکتے ہیں۔“

ہم نے اس کے خیالات پڑھے۔ وہ بھی وائس مین کی طرح سوچ رہا تھا کہ کسی انجانے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اسے اپنا تابعدار بنالیا تھا۔ اسے بھی کسی ادارے میں قیدی بنا کر نہیں رکھا گیا تھا۔

اس کے بارے میں بھی یہی فیصلہ کیا گیا کہ دماغی توانائی بحال ہوتے ہی اسے امریکی اکابرین سے رابطہ کرنے کا موقع دیا جائے گا تاکہ وہ بھی اپنے وطن واپس چلا گائے۔

پھر ہم تیسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کرمسن واسکوڈی کے دماغ میں پہنچے۔ وائس مین اور لٹف گائی کی طرح اس کی سوچ نے بھی وہی بتایا۔ ہم نے اس کے بارے میں بھی وہی فیصلہ کیا کہ اسے اپنے وطن واپس جانا چاہیے۔

اور یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں تھا۔ ایسے ہی وقت ہم نے واسکوڈی کے دماغ میں کسی کی آواز سنی۔ وہ حیرانی سے پوچھ رہا تھا۔ ”تم دماغی طور پر کمزور کیسے ہوگئے؟“

اس کی سوچ نے کہا۔ ”دو افراد میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھے گن پوائنٹ پر رکھا اور ایک انجکشن لگایا۔ جس کے اثر سے میرا دماغ کمزور ہوگیا ہے۔ مگر تم کون ہو؟“

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ لٹف گائی کے دماغ میں پہنچا تو وہاں بھی یہ معلوم ہوا کہ اسے ذہنی طور پر کمزور کر دیا گیا ہے۔ پھر وہ وائس مین کے پاس آیا۔ وہاں بھی یہی معاملہ تھا۔

اس نے فوراً ہی فرہادٹو کے دماغ میں آکر کہا۔ ”غضب ہوگیا... ان تینوں کو کسی نے ٹریپ کیا ہے۔ ان کے دماغ اس وقت کمزور ہیں۔ وہ بے بسی سے اپنی اپنی جگہ پڑے ہوئے ہیں۔“

فرہادٹو نے بے یقینی سے کہا۔ ”ماسٹر! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ تینوں ایک دوسرے سے ہزاروں میل کے فاصلے پر رہتے ہیں۔ ہمارا کوئی دشمن کسی ایک کے پاس پہنچا تھا تو فوراً ہی باقی دو کے پاس کیسے پہنچ گیا؟“

برین ماسٹر نے کہا۔ ”کسی ایک نے نہیں‘ ایک سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے انہیں دماغی کمزوری میں مبتلا کیا ہے اور یہ کام فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ہی ہوسکتا ہے۔“

”میں حیران ہوں‘ فرہاد ان تینوں تک کیسے پہنچ گیا؟“

”جیسے بھی پہنچا ہو۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہماری گرفت سے نکلنا نہیں چاہیے۔ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان پر تنویمی عمل کریں گے تو ہم ان سے خاموش رہ کر معلوم کریں گے کہ ان کے دماغوں کو کس آواز اور لب و لہجے کے ذریعے لاک کیا جارہا ہے؟ اس کے بعد ہم پھر موقع پا کر انہیں دوبارہ اپنی گرفت میں لے آئیں گے۔“

ہم نے کرمسن واسکوڈی کے دماغ میں رہ کر برین ماسٹر کی آواز سنی تھی۔ وہ اس کی دماغی کمزوری پر حیران ہورہا تھا۔ اس وقت ہم نہیں جانتے تھے کہ وہی برین ماسٹر ہے۔ ان تینوں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑی خاموشی سے ان تینوں کے دماغوں میں موجود رہے اور انتظار کرنے لگے کہ آئندہ وہ ان کے اندر آکر بولے گا؟

اِدھر ہم خاموش تھے‘ اُدھر وہ خاموشی سے ہماری پیش قدمی کے لیے منتظر تھے۔ پتا نہیں، آئندہ وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے درمیان کس طرح رُلنے والے تھے!

ویسے پہلی بار خیال خوانی کے ذریعے برین ماسٹر سے ٹکراؤ ہونے والا تھا۔

ایک طرف میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ دوسری طرف فرہادٹو اور برین ماسٹر تھے اور ہمارے یہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے سینڈوچ بنے ہوئے تھے۔ ہم نے ان تینوں کو دماغی طور پر کمزور بنادیا تھا۔ اس کے بعد وہ فرہادٹو کے تنویمی عمل سے نجات پا کر اب یہ سوچ رہے تھے کہ جیسے ہی دماغی توانائی بحال ہوگی تو وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنے اکابرین سے رابطہ کریں گے اور اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مدد کے لیے بلائیں گے۔

فرہادٹو نے انہیں اپنا تابعدار بنانے کے بعد جہاں کا تہاں رکھا تھا۔ وہاں ٹیلی فون نہیں تھا اور ہم نے خود کو ان سے ظاہر نہیں کیا تھا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ وہ خود ہی اپنے اکابرین سے رابطہ کرکے یہ بیان دیں کہ انہیں بابا صاحب کے ادارے میں قیدی نہیں بنایا گیا تھا اور نہ ہی انہیں مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والا بنایا گیا ہے۔ اس طرح فرہادٹو نے ہم پر جو الزام لگایا تھا وہ یکسر غلط ثابت ہونے والا تھا۔

وہ تینوں بے چینی سے منتظر تھے کہ ان کی دماغی توانائی بحال ہوجائے۔ اس سے پہلے ہی فرہادٹو اور برین ماسٹر ان کے دماغ میں آگئے تھے۔ یہ دیکھ کر پریشان ہورہے تھے کہ ان تینوں کو رازداری سے چھپا کر رکھنے کے باوجود کوئی ان تک پہنچ گیا ہے اور انہیں ان کے اثر سے بھی نکال چکا ہے۔

وہ یقین کے ساتھ سمجھ گئے تھے کہ ایسا میں نے ہی کیا ہے۔ لیکن وہ ان تینوں کے اندر آکر خاموش تھے۔ چپ چاپ دیکھنا چاہتے تھے کہ میں یا میرے ساتھی ان سے کچھ نہ کچھ بولیں گے اور تنویمی عمل کے ذریعے ضرور انہیں اپنا تابعدار بنائیں گے۔

یہ تو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے‘ کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا دماغ کمزور ہوجائے تو دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے نظرانداز نہیں کرتا۔ پہلی فرصت میں اسے اپنا تابعدار بناتا ہے۔ برین ماسٹر اور فرہادٹو انہیں پھر سے اپنی گرفت میں لینا چاہتے تھے اور یہی ہمارے بارے میں سوچ رہے تھے کہ ہم بھی ایسا ہی کرنے والے ہیں۔

ان تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام وائس مین، لٹف گائی اور کرمسن واسکوڈی تھے۔ ٹیلی پیتھی جاننے کے باوجود برین ماسٹر کی پوزیشن کمزور تھی۔ وہ اور فرہادٹو دو ہی خیال خوانی کرنے والے تھے جبکہ شکار تین عدد تھے۔ وہ بیک وقت تینوں کے پاس نہیں جاسکتے تھے۔ پہلے دو کے اندر جا کر معلوم کرتے تھے کہ ہم سے کوئی کچھ بول رہا ہے پھر تیسرے کے پاس پہنچتے تھے۔ اس طرح انہیں اِدھر سے اُدھر خیال خوانی کی چھلانگ لگانی پڑ رہی تھی۔

ہماری مسلسل خاموشی سے وہ جھنجھلا رہے تھے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ جب ہم نے ان تینوں کو ٹریپ کرلیا ہے‘ انہیں ان سے چھین لیا ہے تو ہم ان پر تنویمی عمل کیوں نہیں کررہے ہیں؟

یہی ایک بات سمجھ میں آرہی تھی کہ ہم سب محتاط ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ دونوں موجود ہوں گے۔ لہٰذا ابھی عمل نہیں کرنا چاہیے۔ کسی مناسب وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔

برین ماسٹر اور فرہادٹو نے ان کے اندر اپنی آواز نہیں سنائی بلکہ ان کی سوچ کے ذریعے سوال پیدا کیا کہ وہ کس طرح ٹریپ کیے گئے ہیں؟ ان کے پاس ضرور کوئی آیا ہوگا؟

ان تینوں کی سوچ نے یہی جواب دیا کہ ان کے پاس دو اجنبی آئے تھے۔ ایک نے انہیں گن پوائنٹ پر رکھا تھا۔ دوسرے نے ایک انجکشن لگایا تھا پھر جیسے آئے تھے‘ ویسے ہی خاموشی سے چلے گئے۔ اب کوئی سامنے آرہا ہے اور نہ ہی کوئی انہیں مخاطب کررہا ہے۔ پتا نہیں وہ کون لوگ تھے؟ لیکن جو بھی تھے ان کے لیے فرشتہ ثابت ہوئے تھے۔ انہیں نامعلوم شخص کے اثر سے نکال کر گئے تھے۔

برین ماسٹر نے فرہادٹو کے پاس آکر کہا۔ ”یہ فرہاد بہت ہی مکار ہے۔ ہمیں اس کی ہسٹری نہیں بھولنی چاہیے۔ یہ کبھی اپنے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا غلام نہیں بناتا ہے۔ ہمیں اس پہلو سے بھی سوچنا چاہیے کہ وہ ان تینوں کو ہم سے نجات دلانے کے بعد جاچکا ہے اور یہ سمجھ رہا ہے کہ جب یہ تینوں دماغی توانائی حاصل کرلیں گے تو خود ہی اپنے اکابرین سے رابطہ کرکے ہماری ان خفیہ پناہ گاہوں سے چلے جائیں گے۔“

فرہادٹو نے کہا۔ ”اور ہم انہیں جانے نہیں دیں گے۔ ہمیں فی الحال یہ معلوم کرنا چاہیے کہ فرہاد اور اس کے ساتھی موجود ہیں یا نہیں؟ اگر ہم اسی طرح انتظار کرتے رہے تو یہ تینوں توانائی حاصل کرتے ہی سانس روک کر ہماری سوچ کی لہروں کو بھگا دیں گے اور خیال خوانی کے ذریعے اپنے لوگوں سے رابطہ کریں گے۔“

برین ماسٹر نے کہا۔ ”ہم بھی ایسے نادان نہیں ہیں کہ انہیں دماغی توانائی حاصل کرنے دیں۔ اس سے پہلے ہی ان کے اندر زلزلہ پیدا کریں گے پھر سے ان کے دماغوں کو کمزور بنا کر چھوڑ دیں گے پھر دیکھیں گے کہ فرہاد ان کا مسیحا بن کر ان کے لیے کیا کرسکے گا؟“

انہیں طویل خاموشی نے اُلجھا دیا تھا۔ بظاہر تو ایسا ہی

لگ رہا تھا' جیسے ہم سب وہاں سے جا چکے ہیں لیکن عقل کہہ رہی تھی کہ ہم ان کا انتظار کر رہے ہیں اور انہیں کسی بھی منفی عمل سے روکنے والے ہیں۔

آخر ماسٹر نے فرہاد ٹو سے کہا۔ ''یہ کم بخت تو بہت ہی ڈھیٹ ہے۔ جب تک اسے مجبور نہیں کیا جائے گا' اس وقت تک نہیں بولے گا۔ ایک گھنٹا گزر چکا ہے۔ ہمارا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ تم ہی اسے مخاطب کرو۔''

فرہاد ٹو نے وائس مین کے اندر آکر کہا۔ ''ہیلو، میں بہت دیر سے تمہارے خیالات پڑھ رہا ہوں۔ یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ تم میرے عمل سے نجات پا چکے ہو۔ مجھے بتاؤ' وہ نجات دہندہ کون ہے؟''

وائس مین نے کہا۔ ''پہلے تم بتاؤ' تم کون ہو؟ مجھے اپنا غلام کیوں بنا رکھا تھا؟''

''میں فرہاد علی تیمور ہوں۔''

وائس مین نے میری مرضی کے مطابق پوچھا۔ ''کیا دو نمبر ہو؟''

''نہیں، میں اصلی فرہاد ہوں۔''

''تم جھوٹ بول رہے ہو۔ فرہاد علی کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ خواہ مخواہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ٹریپ نہیں کرتا اگر کسی دشمنی کی بنا پر ایسا کرتا ہے تو اس کے دماغ میں رہ کر اسے غلام نہیں بناتا۔ کوئی سمجھوتا کرتا ہے یا کوئی سزا دیتا ہے پھر چلا جاتا ہے۔''

''بکواس نہ کرو۔ معلوم ہوتا ہے' میرے آنے سے پہلے ہی فرہاد نے یہ باتیں تمہارے دماغ میں نقش کر دی ہیں۔''

''جب سے میں نے تمہارے سحر سے نجات پائی ہے تب سے اپنے اندر کسی کی آواز نہیں سنی۔ اتنی دیر کے بعد بھی تم ہی بول رہے ہو۔''

''جھوٹ مت بولو۔ کسی نے تمہارے اندر آکر تمہیں مجھ سے نجات دلائی ہے اور جب کوئی آیا ہوگا تو اس نے ضرور کچھ نہ کچھ کہا ہوگا۔''

''کسی نے میرے اندر کچھ نہیں کہا ہے۔ بس دو اجنبی آئے تھے۔ ان میں سے ایک نے مجھے انجکشن لگایا اس کے بعد وہ چپ چاپ واپس چلے گئے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔''

''تم ایک رائے تو قائم کر سکتے ہو کہ ایسا کس نے کیا ہوگا؟''

''اگرچہ ہم امریکی اسے اپنا دشمن سمجھتے ہیں لیکن وہ ٹیلی پیتھی کے معاملے میں اصولوں کا پابند ہے اور وہ فرہاد علی تیمور ہی ہے۔ تم اسے نقصان پہنچانا چاہتے ہو۔ اس نے تمہیں نقصان پہنچانے کے لیے مجھے تم سے نجات دلائی ہے۔ میری سمجھ میں تو یہی بات آتی ہے۔''

برین ماسٹر بھی واسکوڈی اور مف گائی سے کچھ اسی طرح کے سوالات کر رہا تھا اور اسے بھی ایسے ہی جواب مل رہے تھے۔

آخر ان دونوں نے مجبور ہو کر ان کے اندر مجھے مخاطب کیا۔ ''فرہاد علی تیمور! اگر ابھی تم موجود ہو تو خاموش نہ رہو اور موجود نہیں ہو تب بھی تمہارا کوئی ساتھی ان تینوں کے اندر ضرور حاضر ہے اور ہماری باتیں بھی سن رہا ہے اگر ہم سے دشمنی کر رہے ہو تو بزدلوں کی طرح منہ نہ چھپاؤ۔ ہم سے بات کرو۔''

وہ دونوں ایک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے اندر موجود تھے اور جواب کا انتظار کر رہے تھے لیکن جواب میں وہی خاموشی تھی۔

میں پہلی بار برین ماسٹر کی آواز سن رہا تھا۔ وہ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ ''فرہاد! مجھ سے دشمنی نہ کرو تمہارا پوتا اپنی ماں کے ساتھ کہیں بھٹک رہا ہے۔ اعلیٰ بی بی' پارس' پورس اور کبریٰ سب ہی بابا صاحب کے ادارے سے باہر مختلف ممالک میں ہیں۔ میں ان میں سے کسی کو بھی ٹریپ کروں گا تو تم میرے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔ میں نے اب تک تم سے کوئی دشمنی نہیں کی ہے۔ لہٰذا مجھے دشمنی پر مجبور نہ کرو۔ مجھ سے بات کرو۔ کوئی سمجھوتا کرو۔''

میں یہ نہیں جانتا تھا کہ برین ماسٹر مجھ سے مخاطب ہو رہا ہے لیکن میں نے اندازہ کر لیا کہ فرہاد ٹو کے علاوہ وہ دوسرا کوئی بولنے والا برین ماسٹر ہی ہو سکتا ہے۔ اس کی ڈپلیکیٹ بابا تنظیم میں بس وہی دو ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے جو ان تینوں کے درمیان بھٹک رہے تھے۔

میں اپنی طویل خاموشی سے انہیں شدید جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر رہا تھا۔ فرہاد ٹو نے کہا۔ ''تم کیا سمجھتے ہو؟ کیا ہم ان تینوں کو دوبارہ غلام نہیں بنا سکیں گے؟ اگر تم نے رکاوٹ پیدا کی تو ہم ان کے اندر زلزلہ پیدا کریں گے۔ تینوں کو دماغی کمزوری میں مبتلا رکھیں گے جب تک ہمیں کامیابی نہیں ہوگی ہم انہیں نہ تو تمہارے ہاتھ لگنے دیں گے اور نہ ہی امریکا واپس جانے دیں گے۔''

برین ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ ''بہتر یہی ہے' ہم سے بات کرو۔ کوئی سمجھوتا کرو۔ ہم آدھے گھنٹے تک تمہارے بولنے کا انتظار کریں گے۔ اس کے بعد پھر ان کے اندر زلزلے پیدا کرنے لگیں گے۔''

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ’’اب سے بیس منٹ کے بعد ان تینوں کے اندر محتاط رہو۔ اتنی مضبوط گرفت رکھو کہ وہ زلزلہ پیدا نہ کرسکیں۔‘‘

پھر میں نے ایک امریکی اعلیٰ عہدے دار کے پاس آکر کہا۔ ’’میں یہ بتانے آیا ہوں کہ تمہارے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اس وقت کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ جلد ہی وہ گواہی دیں گے کہ میں نے انہیں اغوا کیا تھا اور نہ ہی اپنا غلام بنایا تھا۔ یہ سب اس بہروپیے فرہاد کا کام ہے۔‘‘

’’کیا تم ہمیں ان تینوں کے پاس پہنچا سکتے ہو؟‘‘

’’وہ ہزاروں میل کے فاصلے پر ہیں۔ اس لیے تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی ان کے اندر پہنچ سکیں گے۔ اس سے پہلے میں تمہارے خیال خوانی جاننے والوں سے چند اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں۔‘‘

ان کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ایک آلۂ کار کے ذریعے مجھ سے رابطہ کیا۔ میں نے کہا۔ ’’میری دو اہم باتوں پر عمل کرو گے تو سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟ سب تمہارے سامنے آجائے گا۔ پہلی بات یہ کہ ان تینوں کے دماغ میں پہنچ کر بالکل خاموش رہو اور چور خیالات پڑھتے رہو۔ کیونکہ ان کے اندر خیال خوانی کرنے والے دشمن چھپے ہوئے ہیں۔‘‘

انہوں نے کہا۔ ’’ٹھیک ہے، ہم خاموشی سے ان کے خیالات پڑھتے رہیں گے اور حقیقت معلوم کرتے رہیں گے۔‘‘

میں نے کہا۔ ’’تم لوگوں کے لیے ایک اہم معلومات ہے اور وہ یہ کہ ہماری دنیا میں ایک ایسی خطرناک تنظیم ہے‘ جو بڑی راز داری سے سرنگ بناتی ہوئی تمام بڑے چھوٹے ممالک کے حکمرانوں کے اندر جگہ بنارہی ہے۔‘‘

ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا۔ ’’ہم اپنے طور پر ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں گے۔ تم برا نہ مناؤ۔ ہم کسی پر بھی بھروسا نہیں کرنا چاہتے۔‘‘

’’میں یہی چاہوں گا کہ تم اپنے طور پر معلومات حاصل کرو۔ فی الحال اس بات کو راز میں ہی رکھو کہ تمہارے اکابرین کے اندر جو فارن منسٹر ہے اور جو آرمی کا میجر ہے‘ وہ دونوں آستین کے سانپ ہیں۔‘‘

’’کیا تم یہ ثابت کرسکو گے؟‘‘

’’بے شک، ثابت کروں گا لیکن پہلے اپنے ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دشمنوں سے نجات دلواؤ۔ انہوں نے مجھے چیلنج کیا ہے‘ اگر میں ان سے کوئی سمجھوتا نہیں کروں گا تو وہ آدھے گھنٹے کے بعد وقفے وقفے سے زلزلہ پیدا کرتے رہیں گے اور ان کے دماغوں کو کمزور بناتے رہیں گے۔‘‘

’’وقت بہت کم ہے۔ ہمیں وہاں جاکر ان کی حفاظت کرنی ہوگی۔‘‘

میں نے کہا۔ ’’فکر نہ کرو، یہ میری ذمہ داری ہے۔ مجھ پر ان تینوں کے اغوا کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ اس لیے میں بھی انہیں بہ حفاظت تمہارے حوالے کرنا چاہوں گا۔ تم اپنے ساتھیوں کے اندر جاکر پندرہ منٹ میں ان کے چور خیالات پڑھو اور حقائق معلوم کرو۔ اس کے بعد میں ان کے دماغ میں دشمنوں سے بات کروں گا۔ تم وہ باتیں سنتے رہو گے۔ مداخلت نہیں کرو گے۔‘‘

وہ دونوں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ایک اور ساتھی کو لے کر ان تینوں کے اندر پہنچ گئے۔ چور خیالات پڑھنے لگے۔ ان تینوں کی سوچ بتارہی تھی کہ ایک اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے پتا نہیں کس طرح ان کے دماغوں پر قبضہ جمایا تھا اور انہیں اپنا غلام بنالیا تھا؟

میں اور میرے ساتھی ان کی باتیں خاموشی سے سن رہے تھے۔ وہاں برین ماسٹر اور فرہاد ٹو بھی موجود ہوں گے لیکن وہ سمجھ نہیں پارہے تھے کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ساتھیوں کے اندر پہنچے ہوئے ہیں اور انہی کی سوچ میں سوالات کرتے ہوئے جواب حاصل کررہے ہیں۔

میں انہیں بڑا ہی تھکا دینے والا انتظار کراتا رہا پھر فرہاد ٹو کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ ’’میں فرہاد بننے والے اس بہروپیے کو مخاطب کررہا ہوں۔ کیا وہ ابھی موجود ہے؟‘‘

فرہاد ٹو نے فوراً ہی کہا۔ ’’ہاں، ہم موجود ہیں۔‘‘

میں نے کہا۔ ’’ہم کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم تنہا نہیں ہو؟ ویسے میں نے خاموش رہ کر کسی دوسرے کی بھی آواز سنی ہے۔ کیا تم اپنے ساتھ ایک اور خیال خوانی کرنے والا رکھتے ہو؟‘‘

برین ماسٹر نے بھی کہا۔ ’’ہاں، میں اس فرہاد ٹو کا ساتھی ہوں اگر تم ابھی نہ آتے تو ہم دس منٹ کے بعد ان تینوں کے اندر زلزلے پیدا کرنے والے تھے۔‘‘

’’کیوں ان بے چاروں کو عذاب میں مبتلا کرو گے؟ میں تم سے سمجھوتا کرسکتا ہوں۔ اس سے پہلے اپنی چند شرائط تسلیم کراؤں گا۔‘‘

فرہاد ٹو نے پوچھا۔ ’’تمہاری وہ شرائط کیا ہیں؟‘‘

’’سب سے پہلی شرط تو یہ ہے کہ میں تمہیں فرہاد ٹو نہیں کہوں گا اگر مجھ سے مذاکرات جاری رکھنا ہیں تو اپنا کوئی اصلی یا فرضی نام بتاؤ اور آئندہ کبھی فرہاد ٹو نہ کہلاؤ۔‘‘

اس نے کہا۔ ’’تم مجھے کسی بھی فرضی نام سے مخاطب کرسکتے ہو۔‘‘

’’اپنا مذہب بتاؤ؟ میں اس کے مطابق تمہارا نام رکھوں گا۔‘‘

اس نے کہا۔ ’’میں ایک مسلم ہوں۔‘‘

’’یہ سن کر افسوس ہوا کہ تم مسلمان ہو اور اپنے ہی مسلم عالی کے لیے مصائب پیدا کررہے ہو۔ بہرحال تمہارا ایک مسلمان سا نام یہی ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں بابر کہہ کر مخاطب کروں۔‘‘

فرہاد ٹو اور برین ماسٹر دونوں ہی چونک گئے۔ وہ فرہاد ٹو سے بولا۔ ’’یہ تم [illegible] انداز سے کہہ رہا ہے مگر صحیح کہہ رہا ہے۔‘‘

میں نے پوچھا۔ ’’کیا تمہیں یہ نام پسند نہیں ہے؟‘‘

’’نہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم مجھے اسی نام سے پکار سکتے ہو۔ اپنی دوسری شرط بیان کرو؟‘‘

’’دوسری شرط یہ ہے کہ میرے کچھ سوالات کے جواب دو۔ پہلا سوال یہ ہے کہ ان تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تم کس طرح ٹریپ کیا تھا؟‘‘

اس نے جواب میں کہا۔ ’’وائس مین کے بارے میں تو جانتے ہی ہو۔ تمہاری بیٹی عالی نے اسے اپنا تابعدار بنایا تھا۔ اتفاق سے میں اس کے اندر پہنچا تو مجھے بھی جگہ مل گئی اور میں نے اسے تمہاری بیٹی سے چھین لیا۔‘‘

اس نے دوسرے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے بارے میں بتایا۔ ’’میں ٹف گائی کی ایک محبوبہ کے اندر پہنچ گیا تھا۔ اس محبوبہ کی ماں کے ذریعے ٹف گائی کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کردیا تھا اور اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے اپنا تابعدار بنالیا تھا۔‘‘

میں نے پوچھا۔ ’’اور تیسرے کو...؟‘‘

’’ٹف گائی کو غلام بناتے وقت پتا چلا کہ وہ اور کرمسن گہرے دوست ہیں۔ ایک دوسرے کا نام‘ پتا اور فون نمبر بھی جانتے ہیں پھر یہ کہ کرمسن واسکوڈی اس وقت بیمار تھا۔ اسپتال میں تھا۔ یہ معلوم ہوتے ہی میں اس کے اندر بھی آسانی سے پہنچ گیا۔ تم تو سمجھ سکتے ہو‘ ایک بیمار کو اپنا غلام بنانا کتنا آسان ہوتا ہے۔‘‘

میں نے کہا۔ ’’تمہاری ان حرکتوں سے پتا چل رہا ہے کہ تم زیادہ سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے زیر اثر لانا چاہتے ہو؟ ان کی ایک فوج بنانا چاہتے ہو؟‘‘

’’جب تم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنا سکتے ہو تو

میں کیوں نہیں بنا سکتا؟"
"چلو، کوشش کر کے دیکھ لو۔ ابھی تو ناکامی ہو رہی ہے۔ بائی داوے۔ یہ تمہارا دوسرا ساتھی کون ہے؟ مجھے اس کے بارے میں بھی کچھ بتاؤ۔"
برین ماسٹر نے کہا۔ "تم فضول سوال کر رہے ہو۔ کام کی بات کرو۔ ان تینوں کو ہمارے حوالے کرنے کے سلسلے میں سمجھوتا کرو۔"
میں نے کہا۔ "مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم انہیں اپنا غلام بنا سکتے ہو لیکن میں امریکی اکابرین کی نظروں میں مجرم بن گیا ہوں۔ اس بابر نے ان سے کہا ہے کہ میں نے ان تینوں کو اغوا کیا ہے اور اپنا غلام بنایا ہے۔ صرف مجھے ہی نہیں...... اس نے بابا صاحب کے ادارے کو بھی بدنام کیا ہے۔ سفید جھوٹ کہا ہے کہ ہم نے ان تینوں کو بابا صاحب کے ادارے میں اپنا قیدی بنا کر رکھا تھا پھر ان کے برین واش کر کے انہیں مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے بنا کر ان سے کام لے رہے ہیں لہٰذا یہ الزام جب تک ختم نہیں ہوگا' میں کوئی سمجھوتا نہیں کروں گا۔"
برین ماسٹر نے کہا۔ "یہ الزام مٹ جائے گا۔ ہم امریکی اکابرین سے کہہ دیں گے کہ ان تینوں کو ہم نے غلام بنایا ہے اور اب تک فرہاد پر خواہ مخواہ الزام دھرتے رہے ہیں۔"
میں نے ان سے ایسے سوال اس لیے کیے تھے کہ ان تینوں کے اندر چھپے ہوئے تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے سچ معلوم کرتے رہیں۔ ویسے بھی وہ ان کے چور خیالات کے ذریعے یہ معلوم کر چکے تھے کہ ان میں سے کسی کو بابا صاحب کے ادارے میں قیدی بنا کر نہیں رکھا گیا تھا اور نہ ہی انہیں مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والا بنایا گیا تھا۔ وہ ان تینوں کو دوبارہ غلام بنانے کے لیے مجھ سے سمجھوتا کرنا چاہتے تھے۔ بڑے مزے سے سچ اُگل رہے تھے اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو رہا تھا۔
میں نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مخصوص انجکشنوں کے ساتھ الرٹ رہنے کے لیے کہا تھا۔ وہ سب پیرس استنبول میں ان کی خفیہ پناہ گاہوں کے باہر موجود تھے۔ میرا حکم سنتے ہی فوراً اندر آ گئے پھر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر ان کے بازوؤں میں انجکشن لگا دیے۔
میں نے کہا۔ "بہروپیے بابر! تم نے اپنے ساتھی کا نام نہیں بتایا۔ کوئی بات نہیں' اب تم ہفتوں اور مہینوں ان کے دماغوں میں آ کر انتظار کرتے رہو کہ یہ کب کوما سے باہر آئیں گے اور کب تم انہیں اپنا غلام بنا سکو گے؟"
میری بات سنتے ہی انہوں نے فوراً ہی ان کے اندر زلزلہ پیدا کرنا چاہا تو پتا چلا کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان کے دماغوں کو مضبوطی سے اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ چند منٹ کے بعد پتا چلا کہ ہماری گرفت بھی کمزور ہو چکی ہے۔ وہ تینوں کوما میں چلے گئے ہیں۔ آئندہ ان کے اندر پہنچ کر یہ تو معلوم کیا جا سکتا تھا کہ وہ زندہ ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ انہیں اب ان خفیہ پناہ گاہوں سے کہاں پہنچایا جا رہا ہے؟
برین ماسٹر نے جھنجلا کر کہا۔ "میں نے پہلی بار ایسا دھوکا کھایا ہے۔ اپنی طاقت اور ذہانت کے غرور میں تھوڑی دیر کے لیے یہ بھول گیا تھا کہ وہ مکار سمجھوتے کا جھانسا دے رہا ہے اگر میں آدھے گھنٹے کی مہلت نہ دیتا اور ان کے اندر زلزلے پیدا کر دیتا تو اس وقت وہ تینوں ہماری گرفت میں ہوتے۔"
فرہاد ٹو نے کہا۔ "ہم نے بڑی رازداری سے ان تینوں کو یہاں کی خفیہ پناہ گاہوں میں چھپا رکھا تھا۔ پتا نہیں وہ کم بخت کیسے ان کے دماغوں میں پہنچ گیا؟ یہ ماننا پڑتا ہے وہ شیطان ہے۔ جہاں سوچا بھی نہیں جا سکتا، وہاں پہنچ جاتا ہے۔"
"اس نے مجھے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ میں چاہتا ہوں' اسے فوراً ہی منہ توڑ جواب دیا جائے۔ تم کسی بھی طرح اس کی کسی بھی اولاد کو اغوا کرو۔ صرف عدنان کے پیچھے نہ پڑو۔ عالی' پارس' پورس اور کبریا کے بارے میں معلوم کرو کہ وہ کن ملکوں میں ہیں اور ان کی شہ رگ تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے؟"
وہ بولا۔ "جمائلہ زندہ باد...... میں اس کے ذریعے کسی بھی مطلوبہ فرد تک پہنچ سکتا ہوں۔"
"بس تم ابھی جاؤ۔ ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔"
وہ تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے اکابرین کے پاس آ کر پوری رپورٹ پیش کر رہے تھے اور یہ بھی کہہ رہے تھے کہ اپنے تین خیال خوانی کرنے والوں کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے فی الحال انہیں کوما میں پہنچا دیا گیا ہے۔
آرمی کے ایک افسر نے پوچھا۔ "وہ تینوں اس وقت کس ملک میں ہیں؟"
"ایک فرانس میں ہے۔ دوسرا جرمنی میں اور تیسرا استنبول میں ہے۔ ہم عارضی طور پر انہیں ایک محفوظ پنا

میں لے آئے ہیں۔ ہماری کوشش ہے' کل تک انہیں واشنگٹن پہنچا دیا جائے۔"
ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا۔ "ہم خواہ مخواہ فرہاد علی تیمور کو الزام دے رہے تھے۔ جبکہ فرہاد ٹو نے ان تینوں کو اغوا کیا تھا اور اپنا غلام بنا کر رکھا تھا۔ اب بھی انہیں ٹریپ کرنا چاہتا تھا۔ وہ فرہاد علی تیمور کے مقابلے میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنانا چاہتا ہے۔"
ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا۔ "آئندہ وہ رابطہ کرے تو اس سے بات کی جائے لیکن بھروسا نہ کیا جائے۔ اسے فرہاد ٹو بھی نہ کہا جائے۔ مسٹر فرہاد نے اس کا فرضی نام بابر رکھا ہے۔ ہم بھی اسے بابر کہہ کر مخاطب کریں گے۔"
میں نے ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہا تھا کہ وہ اکابرین کو رپورٹ دینے کے بعد مجھ سے بات کریں۔ انہوں نے ایک آلہ کار کے ذریعے رابطہ کیا اور پھر پوچھا۔ "کیا آپ ثابت کر سکیں گے کہ ہمارے اکابرین میں فارن منسٹر اور آرمی کا میجر...... آستین کے سانپ ہیں؟"
میں نے کہا۔ "میں صرف ثابت ہی نہیں کروں گا۔ بلکہ یہ انکشاف بھی کروں گا کہ وہ دونوں بہروپیے ہیں۔ تمہارا اصلی فارن منسٹر اور اصلی آرمی میجر اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ بابر اور اس کے ساتھی نے انہیں دوسری دنیا میں پہنچا دیا ہے۔"
انہوں نے شدید حیرانی اور بے یقینی سے کہا۔ "آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہاں ان کے ڈپلیکیس کام کر رہے ہیں؟"
"ہاں، اگر تم لوگوں نے مجھ سے تعاون کیا تو میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا۔"
میں نے انہیں برین ماسٹر کا نام بتایا اور نہ ہی کسی ڈپلیکیٹ خفیہ تنظیم کا ذکر کیا۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ "مسٹر فرہاد! ہم آپ سے بھرپور تعاون کریں گے۔"
میں نے کہا۔ "تمہارا وہ فارن منسٹر اور آرمی کا میجر یقیناً یوگا کے ماہر ہوں گے؟"
"ہاں...... ہم آپ سے تعاون کرنے کے لیے ان کے دماغوں میں نہیں جا سکیں گے۔ نہ ہی ان کے چور خیالات پڑھ سکیں گے۔"
میں نے کہا۔ "کچھ تو دشواریوں کا سامنا کرنا ہوگا۔ کسی بھی طرح دماغوں کو کمزور بنا کر ان کے خیالات پڑھنے ہوں گے۔"
"اگر ان کے چور خیالات نے یہ بتایا کہ وہ اصلی ہیں تو......؟"
"تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے برین کو اچھی طرح واش کیا گیا ہے۔ ان کے چور خیالات میں بھی یہی باتیں نقش کی گئی ہیں کہ ان میں سے ایک فارن منسٹر ہے اور دوسرا آرمی کا میجر......"
"لیکن ہم کیسے یقین کریں کہ ان کے برین واش کیے گئے ہیں؟"
ایک نے کہا۔ "ایک طریقہ ہے۔ ان ڈپلیکیس کے فنگر پرنٹس مختلف ہوں گے۔ ہمارے اصل فارن منسٹر اور آرمی کے میجر سے مطابقت نہیں رکھتے ہوں گے۔"
میں نے کہا۔ "نہیں...... انہیں مکمل طریقے سے ڈپلیکیٹ بنایا گیا ہے۔ جو اصل فارن منسٹر اور آرمی کا میجر تھا' ان کی دس دس انگلیوں کے مکمل نشانات لیے گئے پھر ان کی ایک باریک جھلی تیار کی گئی۔ اس جھلی کو ان کی انگلیوں پر چڑھا دیا گیا ہے۔ ان کے ہاتھوں کی بڑی خوبصورتی سے سرجری کی گئی ہے۔"
"ایسا ہے تو ہم اپنے ماہر سرجن کے ذریعے اس جھلی کو اتار کر حقیقت سے پردہ اٹھا سکتے ہیں۔"
میں نے کہا۔ "میں یہی چاہتا ہوں' انہیں کسی طرح ٹریپ کیا جائے' بے ہوش کیا جائے اور ان کی انگلیوں کی جھلیاں اتار لی جائیں۔"
ایک نے کہا۔ "اگر یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ ڈپلیکیس ہیں تو پھر ہم تھرڈ ڈگری کے ذریعے ان سے ساری حقیقت اُگلوا لیں گے کہ وہ کون ہیں اور کس نے انہیں ہمارے درمیان پہنچایا ہے؟"
میں نے کہا۔ "ایسے وقت غصے کو تھوک دو۔ بڑے صبر سے انجان بن کر چپ چاپ ان کے دماغوں میں آتے جاتے رہو۔ رفتہ رفتہ معلوم کرتے رہو کہ اندر ہی اندر وہ کن لوگوں سے رابطہ کرتے ہیں؟ کہاں سے انہیں ہدایات ملتی ہیں؟ ان کے پیچھے چھپے ہوئے افراد اتنی زبردست سازشیں کیوں کر رہے ہیں؟ ان کے مقاصد کیا ہیں؟"
"بے شک...... ہم صبر و استقلال سے کام لیں گے۔ فی الحال ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ چپ چاپ حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔"
ایک نے کہا۔ "ہم آپ کے مشوروں پر عمل کریں گے اور اس طرح وہ ڈپلیکیٹ ثابت ہوں گے تو ہم ہمیشہ آپ کی عزت کرتے رہیں گے۔"
"تم سب مجھ سے دشمنی کرتے رہے اس کے باوجود

میں نے ماضی میں بھی بہت سی نیکیاں کی ہیں۔ جنہیں تم سب بھول جاتے ہو۔ اس نیکی کو بھی بھول جاؤ گے۔ کوئی بات نہیں ...مگر میں ایک بات کہہ دیتا ہوں' میں نے بڑی شرافت سے ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تمہارے حوالے کیا ہے اور تمہارے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو آستین کے سانپوں تک پہنچا رہا ہوں۔ اس کے بعد بھی آیندہ کبھی مجھ پر کوئی الزام عائد کیا گیا یا کسی بھی طرح کی دشمنی کی گئی تو ابھی جس قدر فائدے پہنچا رہا ہوں' اس سے کہیں زیادہ نقصان پہنچاؤں گا۔ میں جتنا اچھا دوست ہوں' اُتنا ہی خطرناک دشمن بھی ہوں۔"

میں انہیں اچھی طرح دھمکیاں دے کر چلا آیا۔ تھوری دیر تک برین ماسٹر کے بارے میں سوچتا رہا۔ میں اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا اگر کبھی وہ بہروپیا بابر میری گرفت میں آجاتا تو میں اس کے ذریعے باآسانی برین ماسٹر تک پہنچ سکتا تھا یا اس کے بنائے ہوئے جتنے ڈپلیکیس تھے، ان کے اندر جگہ بنا کر ان کے ذریعے بہت کچھ معلوم کر سکتا تھا۔

میں نے الپا کو بلایا۔ اسے بتایا کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے فارن منسٹر اور آرمی کے ایک میجر کا محاسبہ کرنے والے ہیں۔ انہیں دماغی کمزوری میں مبتلا کر کے ان کے چور خیالات پڑھیں گے پھر ان کی دس انگلیوں سے مصنوعی جھلی اتار کر حقیقت معلوم کریں گے۔

وہ بولی۔ "یہ تو بڑی اچھی بات ہوگی۔ وہ لوگ اپنے طور پر انہیں دماغی کمزوری میں مبتلا کریں گے اور ہم بھی خاموشی سے ان کے اندر جگہ بنا کر معلومات حاصل کرتے رہیں گے۔"

"میں یہی چاہتا ہوں۔ تم صرف اتنا معلوم کرو کہ ان کے دماغوں کو کب کمزور کیا جائے گا؟ جب وہ کمزوری میں مبتلا ہوں گے تو میں کردنا اور کبریا کو وہاں پہنچادوں گا۔ وہ دونوں فارن منسٹر اور آرمی کے میجر کے اندر رہ کر معلومات حاصل کرتے رہیں گے۔ کوئی خاص اطلاع ہوگی تو فوراً ہی ہمیں باخبر کریں گے۔"

وہ بولی۔ "برین ماسٹر نے کتنے ہی ممالک کے حکمرانوں کے درمیان اپنے ڈپلیکیٹ پہنچائے ہیں۔ میں ان سب کے نام پتے نوٹ کر چکی ہوں۔ آپ بھی نوٹ کریں۔ فی الحال یو کے' فرانس اور جرمنی میں ہمارے ادارے کے جتنے جاسوس ہیں' انہیں یہ نام پتے نوٹ کرائیں اور تاکید کریں کہ وہ کسی بھی طرح ان افراد تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ ہم ان سب کے دماغوں کو کمزور بنا کر برین ماسٹر کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکیں گے۔"

میں نے تائید کی۔ "ہم اسی طرح آہستہ آہستہ سرنگ بناتے ہوئے برین ماسٹر تک پہنچ سکیں گے۔ شرط یہ ہے کہ اسے کسی طرح کا شبہ نہ ہو۔ میں نے ان امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سختی سے تاکید کی ہے کہ ان کے فارن منسٹر اور آرمی کے میجر کا پول کھلنے کے بعد کسی پر حقیقت ظاہر نہ کی جائے۔ چپ چاپ معلومات حاصل کی جائے کہ ان کے پیچھے کون سی پُراسرار تنظیم چھپی ہوئی ہے؟ اس طرح شاید وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی برین ماسٹر تک پہنچ جائیں۔ اور وہ پہنچیں یا نہ پہنچیں، ہم ان کے ذریعے معلومات حاصل کرتے رہیں گے۔"

برین ماسٹر تک پہنچنا مشکل تو تھا مگر ناممکن نہیں تھا۔ میں جو حکمتِ عملی اختیار کر رہا تھا، اس کے پیشِ نظر کامیابی ممکن تھی۔

برین ماسٹر کو پسینہ آرہا تھا۔ وہ پہلی بار انڈر ورلڈ سے نکل کر اوپن ورلڈ میں میرے مدِمقابل آیا تھا۔ پوری دنیا پر تنہا حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا اور اس میں کوئی شبہ بھی نہیں تھا۔ وہ آہستہ آہستہ بڑی خاموشی اور رازداری سے ہر ملک میں اور وہاں کے ہر شعبے میں اپنی مرضی کے آدمی پہنچا رہا تھا۔ بڑی قوتیں اور بڑے مستحکم اختیارات حاصل کرتا جا رہا تھا۔ وہ دن دور نہیں تھا' جب وہ زیرِ زمین رہ کر ساری دنیا پر حکومت کرتا رہتا اور دنیا والے حیران اور پریشان ہوتے رہتے کہ ان کا نادیدہ حکمران کون ہے؟

میری زندگی میں بھی بارہا ایسے مجرم آئے تھے' جو ہمیشہ چھپ کر رہنا چاہتے تھے' پُراسرار بن کر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ وہ نادیدہ ہیں اور ان کا بھید کوئی نہیں جان سکتا جبکہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد ایسی ہے جو ازل سے راز میں ہے اور ابد تک رہے گی۔ ہماری دنیا میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کوئی ایک بندہ ساری عمر پُراسرار رہ کر دنیا سے گزر گیا ہو۔

بھلا کوئی پُراسرار اور روپوش کیسے رہ سکتا ہے۔ وہ پیدا ہوتے ہی ظاہر ہو جاتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے پیدا نہیں کیا (اور جب رازِ ہستی ہے وہ خود ہی آیا ہے..... خود آ وہی خدا ہے۔)

پھر بھی بے پناہ طاقت اور غیر معمولی ذہانت رکھنے والے پُراسرار بننے کی کوشش کرتے ہی رہتے ہیں اگر برین ماسٹر چپ چاپ ڈپلیکیس بناتا رہتا اور اپنے مطلوبہ ممالک کے مطلوبہ شعبوں میں انہیں پہنچاتا رہتا تو شاید اسے اپنے خواب کی تعبیر مل جاتی۔ شاید وہ ساری دنیا پر تنہا حکومت کرنے لگتا لیکن ضروری نہیں کہ بندہ جو چاہے وہ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ بندہ اسرار کے لبادے میں چھپتے چھپتے پانک ہی ننگا ہو جاتا ہے۔

برین ماسٹر کو ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نہیں ٹکرانا چاہیے تھا لیکن یہ بھی اس کی مجبوری تھی۔ اس نے بہت کوشش کے بعد کلیم الدین بابر (فرہاد ٹو) کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ اس کی تنظیم میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ ہوتا رہے۔ وہ بہروپیے بابر کو تابعدار بنانے میں کامیاب رہا تھا مگر تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تابعدار بنانے کی کوشش ناکام ہو رہی تھی اور ایسا ہماری مداخلت سے ہی ہو رہا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہم اسے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ انہیں اس سے چھین کر لے جا سکتے ہیں۔

ناکامی اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ وہ انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔ اس نے ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا تھا۔ حکومت اور آرمی کے اہم شعبوں سے تعلق رکھنے والے جہاندیدہ مشیر اس کے زیرِ اثر رہتے تھے۔ اس کے ہنگامی اجلاس میں شامل ہو جاتے تھے۔ ان کے علاوہ بابر کی اہمیت اس لیے تھی کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا تھا اور فرہاد علی تیمور کا اہم رول ادا کر رہا تھا۔ برین ماسٹر کے لیے دوسرا اہم شخص آوڈی مین تھا۔ وہ غیر معمولی قوتِ سماعت کا حامل تھا۔ کہیں ایک جگہ بیٹھ کر اپنے آس پاس پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہونے والی گفتگو صاف طور پر سن لیتا تھا۔

ایک اور اہم شخص کا نام راک فیلو تھا۔ وہ بلا کا شاطر تھا۔ سیاسی شطرنج کی بساط پر جوڑ توڑ کا ماہر کہلاتا تھا۔ وہ سب ہی میرے اور بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے۔

وہ سب ایک میز کے اطراف بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے ایک شاہانہ طرز کی کرسی خالی تھی۔ وہ برین ماسٹر کے لیے تھی۔ لیکن وہ کسی کے سامنے نہیں آتا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے بات کرتا تھا۔ ٹھیک اس کرسی کے سامنے میز کے دوسری طرف ایک اور کرسی خالی تھی۔ وہ فرہاد ٹو کے لیے تھی۔ چونکہ وہ وہاں سے ہزاروں میل دور تھا اور دوسرے معاملات میں مصروف تھا۔ اس لیے حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا وہ بھی خیال خوانی کے ذریعے وہاں موجود تھا۔

سیاسی شاطر راک فیلو نے برین ماسٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ماسٹر، میرے دماغ میں رہ کر یہ دیکھ رہے ہیں کہ سامنے شطرنج کی بساط بچھی ہوئی ہے۔ دائیں بائیں آگے پیچھے کتنے ہی مہرے ہیں۔ میں نے آپ کو ایک خانے پر رکھا ہوا ہے۔ آپ کو مشورہ دیا تھا کہ یہاں سے کسی بھی خانے پر چل کر کسی بھی مہرے کو مات دے سکتے ہیں لیکن اس ایک خانے کی طرف نہ جائیں' جسے بابا صاحب کا ادارہ کہا جاتا ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا۔ "میں نے تمہارے مشورے پر عمل کیا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کی طرف کبھی رُخ نہیں کیا۔"

"آپ نے میرے مشورے کو پوری طرح سنا اور نہ ہی پوری طرح اس پر عمل کیا۔ میں نے یہ کہا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے کسی معمولی شخص کو بھی نہ چھیڑا جائے جبکہ وہاں کے سب سے اہم شخص فرہاد علی تیمور کو ہی چھیڑا گیا ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا۔ "ہمیں زیادہ سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضرورت ہے۔ آج نہیں تو کل اس سلسلے میں فرہاد علی سے ٹکرانا ہی تھا اگر وہ دوسروں کے لیے ناقابلِ شکست ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم بھی اسے زیر نہیں کر سکیں گے۔"

فرہاد ٹو نے کہا۔ "میں فرہاد علی سے براہِ راست ٹکراتا رہا ہوں۔ ابھی اس سے مات کھائی ہے تو کیا ہوا؟ اس سے پہلے اسے بڑے ہی زبردست طریقے سے مات دیتا آیا ہوں۔"

ایک مشیر نے کہا۔ "جنگ جاری رہے تو کبھی کسی کا اور کبھی کسی کا پلڑا بھاری ہوتا رہتا ہے اگر ابھی فرہاد بھاری پڑ رہا ہے تو کوئی بات نہیں۔ ہم یہاں یہی سوچنے اور سمجھنے کے لیے بیٹھے ہیں کہ اگلی بار ہمیں اس پر کس طرح بھاری پڑنا ہے؟"

دوسرے مشیر نے کہا۔ "ہم یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ فرہاد ہم پر بھاری پڑ رہا ہے؟ جبکہ وہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی... [illegible] انہیں حاصل کر پایا ہے اور نہ ہی ہم ابھی انہیں اپنی گرفت میں لینے کی پوزیشن میں ہیں۔ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ آیندہ فرہاد کی حکمتِ عملی کیا ہوگی؟ وہ کس طرح ان تینوں کو کوما سے نکال کر اپنے زیرِ اثر لائے گا؟"

برین ماسٹر نے کہا۔ "اور ہماری حکمتِ عملی کیا ہوگی؟ یا تو ہم ان تینوں کو ہر قیمت پر حاصل کریں گے یا پھر انہیں زندہ سلامت فرہاد کے شکنجے میں جانے نہیں دیں گے۔"

بابر نے کہا۔ "میں اب سے ایک گھنٹے پہلے امریکی اکابرین کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ انہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ

ان کے تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو فرہاد علی نے یا بابا صاحب کے ادارے والوں نے اغوا کیا تھا اور نہ ہی انہیں مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والا بنایا گیا تھا۔ میرا یہ جھوٹ کھل گیا ہے۔ جب وہ تینوں دماغی کمزوری میں مبتلا تھے تب ہی فرہاد نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان کے اندر پہنچا دیا تھا تاکہ وہ اپنے تین ساتھیوں کی مدد کریں اور ان کے چور خیالات پڑھیں۔"

برین ماسٹر نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے' فرہاد ہم سے سمجھوتے کا بہانہ کر کے ہمیں باتوں میں اُلجھاتا رہا اور دوسری طرف امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو وہاں پہنچا کر ہماری گفتگو انہیں سناتا رہا؟"

"ہاں، یہی بات ہے۔ اس طرح اس نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم امریکا اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دشمن ہیں۔"

بابر نے کہا۔ "میں بھی یہی کہہ رہا تھا۔ ایک گھنٹے پہلے امریکی اکابرین کے درمیان رہ کر ان کی باتیں سن رہا تھا۔ ان کی باتوں سے معلوم ہوا کہ فرہاد نے ان تینوں کو کوما میں پہنچانے کے بعد انہیں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے حوالے کر دیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ آئندہ اس پر بے تکے الزام لگائے گئے تو وہ ان کے خلاف بدترین کارروائی کرے گا۔ مختصر یہ کہ وہ ان تینوں کو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے حوالے کر چکا ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا۔ "اوہ، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ان کوما میں گئے ہوئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے آئندہ امریکی ٹیلی پیتھی والوں سے نمٹنا ہوگا؟"

"ہاں، یہی ہمارے حق میں بہتر ہوا ہے۔ فرہاد اس معاملے سے کنارہ کش ہو چکا ہے۔ اب ہمارا مقابلہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے ہے۔ انہیں کسی طرح بھی گمراہ کر کے ان تین کوما میں رہنے والوں کو اپنے شکنجے میں لینا ہوگا۔"

ایک مشیر نے کہا۔ "بے شک، فرہاد کی حیثیت فی الحال ثانوی ہوگئی ہے۔ ہمیں اب اس معاملے پر بحث کرنی ہوگی کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کس طرح نمٹا جائے؟"

آڈی مین نے کہا۔ "میں پانچ کلو میٹر دور کی گفتگو آسانی سے سن لیتا ہوں۔ لہٰذا برین ماسٹر کا حکم ہوگا تو میں واشنگٹن جا کر رہوں گا۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اسی شہر میں رہتے ہوں گے۔ میں اپنی پناہ گاہ میں ان کی باتیں سن سکوں گا اگر وہ الگ الگ شہروں میں ہوں گے تب بھی ایک

آدھ کا سراغ لگانے کے بعد اس کے ذریعے باقی دوسروں کا بھی سراغ لگا لیا جائے گا اور اس طرح میں ہر ایک کی بات سن سکوں گا۔"

برین ماسٹر نے کہا۔ "بے شک، ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان خیال خوانی کرنے والوں کے اندر نہیں پہنچ پائیں گے لیکن تم بہت دور رہ کر بھی ان کی باتیں سن کر معلوم کر سکو گے کہ وہ کہاں ہیں؟ ان کی رہائش گاہیں اور فون نمبر کیا ہیں؟"

تمام افراد نے تائید کی کہ غیر معمولی قوتِ سماعت رکھنے والے آڈی مین کو کسی بھی پہلی فلائٹ سے واشنگٹن جانا چاہیے۔

برین ماسٹر نے کہا۔ "ان امریکی ٹیلی پیتھی والوں سے نمٹنا بہت مشکل نہیں ہوگا۔ آڈی مین کے ذریعے مشکل آسان ہو جائے گی۔ ہمارا سب سے اہم' سب سے خطرناک ٹارگٹ فرہاد علی تیمور ہی ہے۔ میں یہ کبھی نہیں بھول سکتا کہ اس کم بخت نے ہم سے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھین لیا ہے۔ ہمیں اب تک یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ وہ ان تینوں تک کیسے پہنچ گیا تھا؟ آئندہ بھی وہ ہمیں مختلف پہلوؤں سے نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

راک فیلو نے کہا۔ "آپ اور بابر ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ آپ دونوں ہی فرہاد سے نمٹ سکتے ہیں۔"

ماسٹر نے کہا۔ "ہمارا آڈی مین ان امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نمٹنے جائے گا اور بابر فرہاد تک پہنچنے کا راستہ ہموار کرے گا۔ کس طرح کرے گا؟ یہ میں ابھی بتاتا ہوں۔"

وہ کچھ دیر چپ رہا پھر بولا۔ "فرہاد کی ایک بیٹی اور تین بیٹے ہیں۔ عالی' پارس' پورس اور کبریا...... ان میں سے تین عالی' پارس اور پورس انڈیا میں ہیں۔ کبریا کہاں ہے؟ اس کا سراغ لگایا جائے گا۔ ہم نے ان چاروں کو یا ان میں سے کسی ایک کو اغوا کرنا ہے لیکن اس دوران اس کے پوتے عدنان کا پیچھا بھی نہیں چھوڑا جائے گا۔ یہی سب فرہاد کی کمزوریاں ہیں۔ انہیں ہم اپنے شکنجے میں لیتے ہی اسے کمزور بنا سکتے ہیں اور اپنی انگلیوں پر نچا سکتے ہیں۔"

ایسے وقت ماسٹر کی سب سے بڑی حسرت یہ تھی کہ وہ کسی بھی طرح مجھے اپنے زیرِ اثر لے آئے۔ اپنا تابعدار بنا لے پھر تو اسے پوری دنیا پر تنہا حکمرانی کرنے سے کوئی بھی نہیں روک سکے گا۔ اب سے پہلے کتنے ہی پُراسرار بن کر رہنے والے شہزوروں نے ایسی ہی آرزو کی تھی اور یہ حسرت لے کر اس دنیا سے چلے گئے تھے لیکن کبھی کبھی کسی کی کوئی

حسرت پوری ہو جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے ماسٹر کی بھی یہ آرزو پوری ہو جائے اگر نہ ہوئی تو یہی کہا جائے گا۔ حسرت ان غنچوں پر جو بن کھلے مرجھا گئے......

تین گھنٹے کے بعد واشنگٹن جانے والی ایک فلائٹ میں آڈی مین کے لیے ایک سیٹ او کے کرا دی گئی۔ ماسٹر نے بابر سے کہا۔ "تم ابھی جاؤ اور جمائلہ سے رابطہ کرو۔"

اس نے کہا۔ "ابھی وہ خطرناک بنی ہوئی ہے۔ ایسے وقت وہ کسی کو بھی دماغ میں نہیں آنے دیتی۔"

"اس سے فون پر رابطہ کرو۔"

"جن لوگوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا اور مجھے بے ہوش کر دیا تھا، وہی لوگ اسے اغوا کر کے لے گئے ہیں اور انہوں نے اس کا موبائل بھی چھین لیا ہے۔"

اس نے جھنجلا کر کہا۔ "کیا مصیبت ہے؟ اب اس سے رابطہ کیسے کرو گے؟"

"وہاں انڈیا میں ابھی رات ہے۔ صبح ہوتے ہی وہ نارمل ہو جائے گی تب میں اس کے دماغ میں جا کر اس سے بات کر سکوں گا۔ اسے ایک نیا موبائل فون دلواؤں گا۔ تاکہ رات کو بھی جب وہ ابنارمل رہے تو فون کے ذریعے مجھ سے بات کر سکے۔"

"اس وقت وہ کہاں ہوگی؟"

"وہ ممبئی گئی ہوئی ہے۔ میں بھی صبح کی فلائٹ سے ممبئی جا رہا ہوں۔ اس بار اسے نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گا۔"

"عالی' پارس اور پورس انڈیا میں ہیں۔ معلوم کرنے کی کوشش کرو' وہ کن شہروں میں ہیں؟"

"بس، کل ایک دن کی بات ہے۔ وہ دن کے وقت نارمل رہے گی۔ شام ہوتے ہی ابنارمل ہو جائے گی تو میری مرضی کے مطابق ان تینوں بہن بھائیوں کو پہلے ممبئی میں پھر دہلی میں اور پھر دوسرے شہروں میں تلاش کرے گی۔ مجھے یقین ہے' کل رات کو ہی ہم ان تینوں تک پہنچ جائیں گے۔"

"لوی کرسٹی واقعی سونیا کی طرح انتہائی مکار اور تیز طرار ہے۔ ایسی عورت کو ہماری تنظیم میں میرے زیرِ اثر رہنا چاہیے۔"

"میں نے تو کوشش کی تھی۔ اسی لیے اسے اپنی معمولہ بنانا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ اسے آپ تک پہنچاتا' وہ کم بخت ہاتھ سے نکل گئی۔"

"جمائلہ واقعی ہمارے بہت کام آنے والی لڑکی ہے۔ وہ ان کو کہیں چھپنے نہیں دے گی۔ کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ نکالے گی۔"

"آپ اطمینان رکھیں۔ جمائلہ مجھے اپنا بہترین دوست سمجھتی ہے۔ میری ہر بات مانتی ہے۔ میں اس سے بڑے بڑے کام لے سکوں گا۔"

"جمائلہ ہمارے لیے آکسیجن کی طرح بہت اہم ہو گئی ہے۔ تم ممبئی کب پہنچ رہے ہو؟"

"میں ابھی ایئر پورٹ جا رہا ہوں۔ چھ بجے کی فلائٹ ہے۔ دن نکلتے ہی ساڑھے سات بجے ممبئی پہنچ جاؤں گا۔"

وہ جمائلہ کے پھیر میں پڑے ہوئے تھے۔ یہ بھی نہیں جان سکتے تھے کہ انوشے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ وہ پارس اور الپا کے پاس ممبئی میں تھی۔ بہت عرصے کے بعد ماں، باپ بیٹی آ ملے تھے اس لیے رات کو دیر تک جاگتے رہے اور آپس میں ہنستے بولتے رہے۔ الپا نے کہا۔ "بیٹی! وہ بہروپیا تمہارے پیچھے پیچھے یہاں پہنچے گا۔ کیا تم اس سے ملاقات کرو گی؟"

پارس نے کہا۔ "اگر اس سے ملنے جاؤ گی تو ہم سے بچھڑ جاؤ گی۔ کچھ ایسا کرو کہ دو چار روز ہمارے ساتھ بھی گزار سکو۔"

"میں پہلے گرینڈ مما (آمنہ) سے ہدایات لوں گی۔ وہ جو کہیں گی' اسی پر عمل کروں گی۔"

الپا اور پارس جانتے تھے کہ دادی اور پوتی روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ کرتی ہیں۔ پارس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا۔ "بیٹی! تم اپنی دادی سے رابطہ کرو پھر جو بھی بات ہو' ہمیں صبح بتاؤ۔ اب ہم سونے جا رہے ہیں۔"

وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ انوشے نے دروازے کو اندر سے بند کر لیا پھر آرام کرسی پر بیٹھ گئی۔ آنکھیں بند کرتے ہی اپنی دادی کے پاس پہنچ کر بولی۔ "السلام علیکم......"

آمنہ نے خوش ہو کر کہا۔ "وعلیکم السلام! مجھ سے ہدایت حاصل کرنے آئی ہو؟"

"یس گرینڈ مما! کل وہ ممبئی پہنچنے والا ہے۔ میں اس سے کترانا چاہتی ہوں۔ کیا یہ مناسب رہے گا؟"

"وہ تمہارے ذریعے میرے پوتے عدنان تک پہنچنا چاہتا ہے۔ صرف یہ بات عدنان تک محدود ہوتی تو کوئی بات نہ تھی۔ تم اسے آئندہ بھی بھٹکاتی رہتیں لیکن وہ میرے دوسرے بچوں کو بھی نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ میں اعلیٰ حضرت (جناب تبریزیؒ) سے ہدایت حاصل کرتی ہوں۔ تم میرے پاس ہی

رہو۔"

آمنہ نے جناب تمریزی سے رابطہ کیا پھر پوچھا۔"اعلیٰ حضرت! کیا آپ مصروف ہیں؟"

"نہیں، میں دادی اور پوتی کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ جب انسان طاقت اور وسیع اختیارات کے غرور میں حد سے زیادہ بڑھنے لگتا ہے تب قدرت اسے اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ جمائلہ کے ذریعے تمہاری تمام اولاد کو اور خصوصاً فرہاد کو اپنے زیر اثر لے آئیں۔ جبکہ قدرت کو یہ منظور نہیں ہے۔"

آمنہ نے کہا۔"خدا کا شکر ہے کہ قدرتی حالات ہمارے موافق ہیں۔ اب آپ فرمائیں' انوشے کو کیا کرنا چاہیے؟"

انہوں نے انوشے کو مخاطب کیا۔ وہ بولی۔"میں حاضر ہوں۔ اعلیٰ حضرت... !"

انہوں نے کہا۔"تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس بہروپیے کے اندر جا سکتی ہو۔ اسے عارضی طور پر دماغی کمزوری میں مبتلا کرو اور نومی کرسٹل کو اس کے پاس پہنچا دو۔ اس طرح وہ بہروپیا تمہارے راستے سے دور ہو جائے گا۔ اب مجھے تنہا چھوڑ دو۔"

وہ دادی اور پوتی . ان کے دماغ سے چلی آئیں۔

انوشے نے خوش ہو کر کہا۔"آئی لو یو گرینڈ ماما! اب تو میں اپنی مما اور پاپا کے ساتھ کچھ روز گزاروں گی۔ خوب انجوائے کروں گی۔ اچھا اب میں جاتی ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے دادی کا بوسہ لیا پھر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی۔

فرہاد ٹو اور نومی کرسٹل یوگا میں مہارت رکھتے تھے۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتے تھے لیکن روحانیت کے دوش پر آنے والی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتے تھے۔

وہ آنکھیں بند کر کے فرہاد ٹو کے پاس پہنچ گئی پھر بھی ہوا۔ اسے ایک ذرا شبہ نہ ہوا کہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے کوئی اس کے اندر پہنچی ہوئی ہے۔

وہ جہاز کی سیٹ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ انوشے کے بزرگوں نے اسے اس کے اندر پہلی بار جانے کی اجازت دی تھی۔ وہ اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ اس سے پہلے الپا نے جتنی معلومات حاصل کی تھیں۔ وہ ساری معلومات اسے بھی حاصل ہونے لگیں۔

وہ اس کے خیالات پڑھ کر حیران ہو رہی تھی پھر اس نے مجھے مخاطب کیا۔"گرینڈ پا! اعلیٰ حضرت اور گرینڈ ماما نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں خیال خوانی کے ذریعے اس بہروپیے کے اندر جا سکتی ہوں۔ ابھی میں نے اس کے چور خیالات سے ایسی حیرت انگیز اور ناقابل یقین معلومات حاصل کی ہیں کہ آپ سنیں گے تو دنگ رہ جائیں گے۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔"میری پوتی مجھے یہ بتانے آئی ہے کہ اس بہروپیے کا اصلی نام کلیم الدین بابر ہے؟"

"یس گرینڈ پا!"

"اور یہ کہ اس کا تعلق ایک خفیہ تنظیم ڈپلیکیٹس مافیا سے ہے اور اس مافیا کا سربراہ برین ماسٹر ہے؟"

اس نے جلدی سے کہا۔"یس پاپا! آپ تو سب کچھ جانتے ہیں۔"

"میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ تمہیں جمائلہ سمجھ کر ٹریپ کرنا چاہتے ہیں۔ اپنا اسیر بنا کر اپنے زیر اثر لا کر تم سے اہم کام لینا چاہتے ہیں۔ فی الحال عدنان' عالی پارس اور پورس کو کسی بھی طرح اپنے شکنجے میں لے کر مجھے کمزور بنانا چاہتے ہیں۔"

وہ بڑے فخر سے بولی۔"اوہ گرینڈ پا! آپ واقعی ٹیلی پیتھی کی دنیا کے انسائیکلو پیڈیا ہیں۔ دنیا جہان کی معلومات آپ کے اندر نقش رہتی ہیں۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔"ایسی کوئی بات نہیں ہے بیٹی! میری مصروفیات اور حالات مجھے دور تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ چلو اچھا ہے کہ تم نے بہروپیے بابر کے چور خیالات پڑھ لیے۔ اب کیا کرنے والی ہو؟"

"وہ کل کلکتے سے ممبئی میرے پاس ہی آ رہا ہے۔ مما اسے راستے سے بھٹکا رہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے، تم اپنا کام کرو۔ کوئی پریشانی ہو تو مجھے یاد کرو۔"

وہ پھر بابر کے اندر آ گئی۔ وہاں صبح کی چائے پیش کی جا رہی تھی۔ اس وقت وہ ایک ایک گھونٹ چائے پی رہا تھا اور کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔"صبح کی ہلکی ہلکی روشنی ابھر رہی ہے۔ جمائلہ نارمل ہو رہی ہو گی۔ چائے پینے کے بعد اس کے دماغ میں پہنچوں گا۔ اسے اپنے آنے کی خوشخبری سناؤں گا۔"

انوشے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے دماغ کو آہستہ آہستہ کمزور بنا رہی تھی۔ چائے کا آخری گھونٹ پینے کے بعد وہ کچھ کمزوری محسوس کرنے لگا۔ انوشے اس کے ذہن میں یہ بات نقش کر رہی تھی کہ وہ کئی گھنٹوں تک دماغی کمزوری

میں مبتلا رہے گا۔

وہ گہری گہری سانس لے رہا تھا۔ اس اندیشے میں مبتلا ہو رہا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے۔ اس نے پریشان ہو کر سوچا۔"کیا میں کمزور پڑ رہا ہوں؟ کیا میرا دماغ کمزور ہو رہا ہے؟"

یہ خیال پیدا ہوتے ہی اس پر گھبراہٹ طاری ہونے لگی۔ اس نے دماغی توانائی کو آزمانے کے لیے خیال خوانی کی پرواز کی لیکن پر کٹے پرندے کی طرح پھڑپھڑا کر رہ گیا اور بوکھلا کر طیارے کی چھت کو تکنے لگا۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ اچانک وہ خیال خوانی کی صلاحیت سے محروم ہو گیا ہے۔ اس کا دل ڈوبنے لگا۔ وہ فوراً ہی برین ماسٹر کو اس کمزوری سے آگاہ کرنا چاہتا تھا لیکن کیسے کرتا؟ خیال خوانی کے قابل ہی نہیں رہا تھا اور پرواز کے دوران موبائل فون استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

وہ بے چین ہو کر کھڑا ہو گیا۔ ایک ایئر ہوسٹس وہاں سے گزر رہی تھی۔ وہ چیخ کر بولا۔"تم نے میری چائے میں کیا ملایا ہے؟ اسے پیتے ہی میں کمزور ہو گیا ہوں۔"

تمام مسافر اسے چونک کر دیکھ رہے تھے۔ ایئر ہوسٹس بھی پریشان ہو گئی تھی۔ ایک مسافر نے پوچھا۔"تم کمزور ہو گئے ہو تو اتنی زور سے کیسے چیخ رہے ہو؟"

اب وہ کیا سمجھاتا کہ وہ اس وقت غصے کی شدت سے چیخ پڑا ہے۔ ورنہ حالت تو یہ تھی کہ اور زیادہ کمزوری محسوس کرنے لگا تھا۔ وہ نڈھال سا ہو کر گرنے کے انداز میں اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

ایئر ہوسٹس نے رحم طلب نظروں سے مسافروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔"مسٹر! میں نے یہی چائے تمام مسافروں کو بھی پلائی ہے۔ لیکن کسی نے کوئی شکایت نہیں کی ہے۔"

ایک مسافر نے کہا۔"یقیناً تم کسی مرض میں مبتلا ہو یا تم پر کسی طرح کا دورہ پڑتا ہے۔"

اب وہ کسی کو کیسے یقین دلاتا کہ وہ مریض نہیں ہے' اسے مریض بنا دیا گیا ہے۔ پہلا سوال یہی پیدا ہو رہا تھا کہ کس نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ وہ سوچنا چاہتا تھا سمجھنا چاہتا تھا کہ اسے کمزور بنا کر کون اس کے اندر پہنچا ہوا ہے؟ اس نے پوچھا۔"کون ہو تم؟"

وہ جواب کا انتظار کرنے لگا لیکن اندر بالکل خاموشی اور سناٹا تھا۔ ایئر ہوسٹس کا ساتھی اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پوچھ رہا تھا۔"اگر آپ کی طبیعت خراب ہے تو کوئی دوا دی جائے؟ مسافروں میں کوئی ڈاکٹر ہو سکتا ہے۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

فرہاد ٹو نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔"نہیں، مجھے کسی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے۔ بس خاموشی چاہیے۔ مجھے اب ڈسٹرب نہ کیا جائے۔"

انوشے اسے دماغی کمزوری میں مبتلا کرتے ہی نومی کے اندر پہنچ گئی تھی۔ اس کے چور خیالات پڑھ رہی تھی۔ اسے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ وہ جنیوا جانے والی ہے۔ وہاں اس کے دادا کے ساتھ کچھ عرصے تک رہنے والی ہے۔ انوشے ابھی معصوم تھی۔ اسے ایسی باتوں کا علم نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن ہم بھی تو اس سے اس کی عمر سے زیادہ کام لے رہے تھے اور حالات بھی اسے زیادہ سے زیادہ تجربات سکھا رہے تھے۔ بہرحال اس نے نومی کے ذہن میں فرہاد ٹو کے بارے میں سوچ پیدا کی۔ وہ سوچنے لگی۔"وہ بہروپیا کہاں ہے؟ پچھلے کئی گھنٹوں سے رابطہ نہیں کر رہا ہے۔ کیا اس نے عدنان کو ٹریپ کرنے کا خیال چھوڑ دیا ہے؟"

نومی نے احتیاط شیوانی اور عدنان کے پاس پہنچ کر دیکھا۔ وہ دونوں خیریت سے تھے اور اس کی خفیہ پناہ گاہ میں آرام کر رہے تھے۔ انوشے بڑی آسانی سے معلوم کر چکی تھی کہ نومی نے ان ماں بیٹے کو برما کے ایک علاقے میں چھپا کر رکھا ہے۔

وہ اس سلسلے میں کوئی جوابی کارروائی نہیں کر سکتی تھی۔ اسے ہدایت کی گئی تھی کہ ماں بیٹے جہاں بھی ہیں' انہیں وہیں رہنے دیا جائے۔ اس نے نومی کے اندر یہ سوچ پیدا کی کہ فرہاد ٹو سے رابطہ کرنا چاہیے۔ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کیا کرتا پھر رہا ہے؟

اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا لیکن الپا کے آلۂ کاروں نے کلکتے میں ہی اس بہروپیے کا فون چھین لیا تھا لہٰذا رابطہ نہ ہو سکا۔

نومی یہ سمجھ نہیں سکتی تھی کہ وہ اس وقت انوشے کی روحانی ٹیلی پیتھی کے زیر اثر ہے۔ اس نے اس کی مرضی کے مطابق خیال خوانی کی پرواز کی پھر بڑی آسانی سے اس بہروپیے کے اندر پہنچ کر حیران رہ گئی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کا دماغ کمزور ہو گا اور اسے وہاں جگہ مل جائے گی۔

وہ اسے مخاطب کرنے سے پہلے اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ اسے اس کی پوری ہسٹری معلوم ہو رہی تھی۔ برین ماسٹر کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم ہو رہا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حاصل کرنے کے سلسلے میں برین ماسٹر اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے

درمیان کیسی رسا کشی شروع ہو چکی ہے۔ وہ تینوں کوما میں ہیں۔ ابھی کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس کے ہاتھ لگیں گے؟

نومی کو پورا یقین تھا کہ وہ فرہاد ٹو کو اپنا معمول اور تابعدار بنا سکے گی اس لیے وہ نہایت اطمینان سے اس کی اور برین ماسٹر کی ہسٹری معلوم کر رہی تھی۔

وہ آنکھیں بند کیے جہاز کی سیٹ پر نیم دراز تھا۔ ایسے ہی وقت نومی کی آواز سن کر ایک دم سے چونک گیا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ''ہائے فرہاد! جس فرہاد کو دنیا جانتی ہے۔ وہ کبھی یوں چوہے کی طرح پکڑا نہیں گیا۔''

وہ ایک دم سے گھبرا کر بولا۔ ''نومی......! تم......؟ تم نے مجھے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا ہے؟ تم بہت ذلیل ہو...... کمینی ہو......''

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ ''ایسی حالت میں آدمی گالیاں دیتا ہے اور کتے کی طرح بھونکتا رہتا ہے۔ تم یقین کرو یا نہ کرو، میں نے تمہیں دماغی کمزوری میں مبتلا نہیں کیا ہے۔ بس، تمہارا مقدر ہی خراب تھا۔ پتا نہیں چائے پینے کے بعد کیسے کمزور پڑ گئے؟ میں تمہارے اندر آتی جاتی رہوں گی اور معلوم کرنے کی کوشش کرتی رہوں گی کہ ایسا کس نے کیا ہے؟ جب یقین ہو جائے گا کہ تمہارے دماغ میں صرف میں ہی داخل ہو سکتی ہوں تو پھر تمہیں بڑے پیار سے اپنا غلام بنا لوں گی۔''

اس نے تڑپ کر کہا۔ ''نہیں، تم ایسا نہیں کرو گی۔ ہم دوست ہیں۔ دیکھو! پچھلے دنوں یہ طے کیا تھا کہ ہم آئندہ ایک دوسرے کو ٹریپ نہیں کریں گے بلکہ دوست بن کر ہمیشہ ایک دوسرے کے کام آتے رہیں گے۔''

''میں تم سے بحث نہیں کروں گی۔ ابھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے آرام کرو۔ میں تمہاری حفاظت کرتی رہوں گی۔''

''میری حفاظت نہ کرو۔ فار گاڈ سیک، یہاں سے چلی جاؤ۔ میرا پیچھا چھوڑ دو۔ تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ...... مجھے ایک چانس دو۔ ذرا سنبھلنے دو۔''

''آج تک دوستوں نے، دشمنوں نے کبھی فرہاد کو اس طرح گڑگڑاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ تم کیسے فرہاد ہو؟ پہاڑ ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو اس حالت میں بھی سر بلند رکھو۔ کیوں ایک عورت کے سامنے جھک رہے ہو؟''

''میں پہاڑ نہیں ہوں۔ ذرہ ہوں۔ فار گاڈ سیک...... مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔''

''کیوں پریشان ہو رہے ہو؟ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا رہی ہوں۔ تم پر تنویمی عمل نہیں کر رہی ہوں۔ اپنا غلام نہیں بنا رہی ہوں۔ دیکھو! تم کتنے آرام سے ہو۔''

جہاز ممبئی پہنچ کر رن وے پر اتر رہا تھا۔ وہ بولا۔ ''میں خوب سمجھ رہا ہوں۔ تم مجھے یہاں گہری نیند نہیں سلا سکو گی۔ مجھ پر عمل نہیں کر سکو گی۔ اس لیے مناسب جگہ اور وقت کا انتظار کر رہی ہو۔''

''تم تو خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔ یہ لو۔ میں جا رہی ہوں۔ تم آرام سے رہو۔ اب نہیں آؤں گی۔''

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔ وہ جھنجلا کر بولا۔ ''میرا مذاق اڑا رہی ہو؟ تم یہاں سے نہیں جاؤ گی۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں، خاموش رہ کر میری نگرانی کرتی رہو گی۔''

وہ بول رہا تھا۔ ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا لیکن اسے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ مسافر جہاز سے اتر رہے تھے۔ اس نے اسٹیوارڈ سے کہا۔ ''میرے لیے وہیل چیئر منگوائی جائے۔ میں بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔''

وہ آدھے گھنٹے کے بعد وہیل چیئر پر بیٹھ کر لگیج ہال سے گزرتا ہوا باہر آ گیا۔ اس نے سوچ لیا تھا، ممبئی پہنچتے ہی کسی پی سی او کے ذریعے برین ماسٹر سے رابطہ کرے گا۔ وہ اسے فوراً ہی تحفظ دے گا۔ وہ سوچنے لگا۔ ''اگر نومی واپس جا چکی ہے تو تھینکس گاڈ، وہ چلی جائے تو اچھا ہے پھر واپس نہ آئے۔''

وہ وہیل چیئر پر بیٹھا ہوا ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر آ گیا تھا پھر ایک ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر بولا۔ ''مجھے پرل ہوٹل میں پہنچا دو۔''

وہ ایئر پورٹ سے ہی فون کے ذریعے برین ماسٹر سے رابطہ کر سکتا تھا لیکن ذہن میں یہ بات آ رہی تھی کہ ہوٹل پہنچ کر فون کرنا چاہیے۔

ہوٹل میں پہنچ کر ایک کمرا لینے کے بعد اس نے سوچا۔ ''اب کمرے کے اندر جا کر آرام سے بیٹھ کر برین ماسٹر سے بات کروں گا۔''

وہ لفٹ کے ذریعے اوپر اپنے کمرے میں آ گیا پھر وہاں پہنچ کر بیڈ کے سرے پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد چاروں شانے چت لیٹ گیا۔ ذہن میں یہ بات آ رہی تھی کہ ابھی ذرا آرام کرنا چاہیے۔ آنکھ بند کر کے سو جانا چاہیے۔ نیند پوری کرنے کے بعد برین ماسٹر سے بات ہو گی۔

پھر وہ ایک دم سے اُلجھ کر بولا۔ ''میں خوب سمجھ رہا ہوں نومی! تم میرے اندر ہی ہو۔ ایئر پورٹ سے یہاں تک فون کے ذریعے بات کرنے کا موقع نہیں دے رہی ہو۔ اوہ گاڈ! اب میں کیا کروں؟ تم سے پیچھا کس طرح چھڑاؤں؟''

وہ بولی۔ ''تم یہ تو سمجھ گئے ہو گے کہ میں نے تمہارے خیالات کے ذریعے تمہاری اور ماسٹر کی پوری ہسٹری معلوم کر لی ہے؟''

وہ جھکتے ہوئے انداز میں بولا۔ ''ہاں، تم بہت کچھ معلوم کر سکتی ہو اور کر بھی چکی ہو۔ پلیز، مجھ سے دوستی کرو۔ سمجھوتا کرو۔''

''تمہارے چور خیالات نے بتایا ہے، برین ماسٹر کے لیے جمائلہ بہت ہی اہم ہے۔ اس کے ذریعے تم فرہاد علی کی بیٹی اور تین بیٹوں تک آسانی سے پہنچ سکتے ہو۔ عدنان تک بھی پہنچ سکتے ہو۔ اس نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ تم مجھے بھی ٹریپ کرو گے اور ماسٹر تک پہنچاؤ گے۔ وہ مجھ جیسی تیز طرار ٹیلی پیتھی جاننے والی کو اپنے زیر اثر رکھنا چاہتا ہے۔''

''ہاں، وہ ایسا چاہتا ہے لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں، قسم کھاتا ہوں، تمہیں کبھی ٹریپ نہیں کروں گا۔ کبھی اس کے پاس نہیں پہنچاؤں گا۔''

وہ قہقہہ لگانے لگی پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعے اسے تھپک تھپک کر گہری نیند سلا دیا۔ وہ اس کے اندر خاموش رہ کر بہت دیر تک انتظار کرتی رہی کہ شاید کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی وہاں چھپا ہو گا۔ وہ اس پر تنویمی عمل کرنے کے دوران میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ کوئی مداخلت کر سکتا ہے لیکن ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔

اس نے اس کے ذہن میں یہ باتیں نقش کیں کہ وہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد یہ بھول جائے گا کہ نومی کرسٹل اس کے اندر آئی تھی اور اس نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔ نہ اسے یہ بات یاد رہے گی اور نہ ہی ماسٹر کو یہ معلوم ہو گا کہ وہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت کا غلام بن چکا ہے۔

اس نے دستور کے مطابق ایک مخصوص لب و لہجے کو اس کے ذہن میں نقش کیا اور حکم دیا کہ جب وہ اس لب و لہجے کے ساتھ آئے گی تو وہ اسے کبھی محسوس نہیں کرے گا لیکن جب کسی اور حیثیت سے آئے گی تو وہ سانس روک کر اسے بھگا دیا کرے گا۔ اس طرح اسے یقین ہوتا رہے گا کہ نومی نے اس پر عمل نہیں کیا ہے اور نہ وہ کسی کا تابعدار ہے۔

وہ یہ بھی بھول جائے گا کہ جہاز میں چائے پینے کے بعد کمزوری میں مبتلا ہو گیا تھا۔ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد اس کے ذہن میں یہ بات آئے گی کہ وہ سفر کے دوران صحت مند تھا۔ ممبئی ایئر پورٹ سے ہوٹل تک آیا تھا کیونکہ تھکا ہوا تھا اس لیے کمرا کرائے پر لینے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے سو گیا تھا۔

ایسے وقت نومی یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ انوشے اس کے اندر موجود ہے اور اسی کی مرضی کے مطابق وہ فرہاد ٹو کو ہپناٹائز کر رہی ہے۔

وہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔ نومی کو پوری طرح اطمینان حاصل نہیں ہوا تھا۔ اسے یہ شبہ تھا کہ فرہاد ٹو کے اندر کوئی نہ کوئی چھپا ہوا ہے جو خود کو ظاہر نہیں کر رہا ہے۔ اس کے باوجود اس نے اپنا کام کیا تھا اور اب نتیجے کی منتظر تھی۔ بس ایک امید تھی کہ کامیابی بھی ہو سکتی ہے۔

وہ جمائلہ کے بارے میں سوچنے لگی۔ ''صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔ وہ اب نارمل ہو چکی ہو گی۔ ممبئی شہر میں کہیں فرہاد ٹو کا انتظار کر رہی ہو گی۔ مجھے اس سے رابطہ کرنا چاہیے۔''

اس نے جمائلہ کی آواز اور لب و لہجے کو یاد کیا پھر اسے گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ انوشے کے اندر پہنچنا چاہا تو سوچ کی لہریں بھٹکنے لگیں۔ انوشے اپنا لب و لہجہ بدل چکی تھی۔ اس کی دادی آمنہ نے اس سے رابطہ کیا تھا اور کہا تھا۔ ''تم نے اس بہروپیے کے اندر جا کر اسے راستے سے بھٹکا دیا ہے۔ اب وہ تمہاری طرف نہیں آ سکے گا۔ تمہارا کام ختم ہو چکا ہے لہٰذا روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی کے اندر نہ جاؤ اگر کوئی کسی اور وجہ سے دماغی کمزوری میں مبتلا ہو تب اس کے اندر جا سکتی ہو۔ فی الحال جمائلہ کا لب و لہجہ ترک کر دو اور اپنا لب و لہجہ اختیار کر لو۔''

اس نے اپنی دادی کی ہدایت پر عمل کیا تھا جس کے نتیجے میں نومی بھٹک رہی تھی اور اپنی مطلوبہ جمائلہ تک پہنچ نہیں پا رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ وہ جمائلہ کے لب و لہجے کو درست طریقے سے گرفت میں نہیں لے رہی ہے۔ بابر تنویمی نیند سے بیدار ہو گا تو وہ بھی جمائلہ کی طرف جائے گا۔ ایسے وقت وہ اس کے اندر چھپ کر رہے گی۔ وہ جمائلہ کو برین ماسٹر تک پہنچانے کی تدبیر کرے گا اور ایسی کسی بھی تدبیر پر وہ اسے عمل نہیں کرنے دے گی۔

یہ نومی کی بہت بڑی کامیابی اور خوش نصیبی تھی کہ اس نے بابر کو اپنا تابعدار بنا لیا تھا۔ دیکھا جائے تو اسے قدم قدم پر کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں۔ جیسے خوش نصیبی اس کے مقدر میں لکھ دی گئی تھی۔ ایک تو اس نے عدنان اور شیوانی کو حاصل کر لیا تھا اور بڑی کامیابی سے انہیں چھپا کر رکھا تھا۔ دوسری طرف عالی کو بھی اپنے زیر اثر لا کر اسے حیدر آباد دکن پہنچا دیا تھا۔ اس طرح میری دو بڑی کمزوریاں اس کے ہاتھ آ گئی تھیں۔

اور آج سب سے بڑی کامیابی یہ حاصل ہو رہی تھی کہ وہ دوسری صبح جینوا میں مجھ سے ملنے والی تھی۔ میرے ساتھ

ہفتوں اور مہینوں رہنے والی تھی۔ جب زندگی کے ہر مرحلے پر کامیابی ملتی رہتی ہے تو انسان مغرور ہو جاتا ہے۔ قدرت کو یہ منظور نہیں تھا کہ وہ مغرور ہو جائے اور ہمیشہ کامیاب ہوتی رہے۔ قدرت کے قانون کے مطابق کبھی دھوپ کبھی چھاؤں کبھی خوشی کبھی غم، کبھی کامیابی کبھی ناکامی مقدر بنتی رہتی ہے۔

اسے ایک ذرا ناکام بنانے کے لیے قدرت نے انوشے کو اس کے اندر پہنچا دیا تھا۔ اس نے اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کیا تھا کہ عدنان اور شیوانی برما کے ایک علاقے میں بڑے آرام سے وقت گزار رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ انوشے کو تاکید کی گئی تھی کہ وہ ماں بیٹے کے معاملے میں مداخلت نہ کرے۔ وہ جہاں ہیں انہیں وہیں رہنے دیا جائے تا کہ شیوانی اپنی مختصر سی زندگی بیٹے کے ساتھ ہنسی خوشی گزار سکے۔

انوشے نے نوی کے چور خیالات پڑھ کر دوسری بات یہ معلوم کی تھی کہ عالی کو حیدرآباد دکن کے ایک علاقے میں پہنچایا گیا ہے۔ انوشے کو صرف عدنان اور شیوانی کے معاملے میں پابند کیا گیا تھا۔ اس لیے وہ ان سے دور رہی لیکن عالی کے پاس پہنچ گئی۔

وہاں پہنچتے ہی اس نے کلام پاک کی ایک چھوٹی سی آیت پڑھی۔ اس کے ساتھ ہی عالی کا ذہن جیسے روشن ہو گیا۔ تاریکی چھٹ گئی تنویمی عمل کے تمام اثرات ایک دم سے زائل ہو گئے۔ وہ ایک بیڈ پر آرام سے لیٹی ہوئی تھی، اٹھ کر بیٹھ گئی۔

اسے پچھلی باتیں یاد آنے لگیں کہ وہ کس طرح ہوٹل کی لفٹ میں تھی اور وہاں اسے حادثہ پیش آیا تھا۔ ایسے وقت کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے یا والی نے اس حادثے سے فائدہ اٹھا کر اس پر تنویمی عمل کیا تھا اور اسے اپنی معمولہ بنا لیا تھا۔ اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس پر عمل کرنے والی نوی ہی تھی۔

یہ بات صرف انوشے جانتی تھی اور اسے اپنے بزرگوں کی ہدایت کے مطابق اپنی زبان بند رکھنی تھی۔ اس نے ہمیں بھی اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا۔ وہ بڑی خاموشی سے عالی کے پاس پہنچی۔ اسے عمل کے اثر سے نجات دلائی پھر وہاں سے چلی آئی۔

عالی نے اس کمرے سے باہر آ کر دوسرے کمرے میں ایک عمر رسیدہ خاتون کو ایک شخص کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے دیکھا۔ خاتون نے اس کو دیکھتے ہی کہا۔ ''آؤ بیٹی! یہاں بیٹھو۔ کیا تمہاری نیند پوری ہو گئی؟''

وہ بولی۔ ''پہلے مجھے یہ بتاؤ' تم دونوں کون ہو اور میں یہاں کیسے آئی؟''

انہوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر اس شخص نے کہا۔ ''بیٹی! میں تمہارا باپ ہوں۔ یہ تمہاری ماں ہے۔ ہم نے تمہیں ایک بیٹی کی طرح رکھا ہے پھر یہ کیوں پوچھ رہی ہو؟''

''اس لیے کہ میں تمہاری بیٹی نہیں ہوں۔ تم لوگ مجھے کہاں سے لائے ہو؟ یہ کون سی جگہ ہے؟''

اسے بتایا گیا کہ وہ حیدرآباد ہے۔ ان کے بیٹے نے کہا تھا کہ اس لڑکی کو اپنی بیٹی بنا کر رکھا جائے۔ یہ کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرے گی۔ یہاں ان کے ساتھ آرام سے رہے گی۔

عالی ان کا بیان سن رہی تھی اور سوچ رہی تھی۔ ''جس نے مجھے ٹریپ کیا ہے۔ وہ جب بھی آئے میں سانس روک کر اسے بھگاؤں گی تو وہ اپنے آلہ کاروں کے ذریعے مجھ پر حملے کرے گا۔ سب سے پہلے مجھے یہ جگہ چھوڑ کر کہیں دور چلے جانا چاہیے۔''

وہ وہاں سے جانے لگی۔ ان دونوں نے دروازے پر آ کر راستہ روکتے ہوئے کہا۔ ''بیٹی! اس طرح ہمیں چھوڑ کر نہ جاؤ۔ ہمارے بیٹے کو آنے دو۔''

''آپ دونوں نے مجھے بیٹی کہا ہے۔ عزت آبرو سے یہاں رکھا ہے اس لیے میں آپ کی عزت کرتی ہوں۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ کوئی گستاخی نہ کروں تو راستے سے ہٹ جائیں۔''

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر سر جھکا کر اس کے راستے سے ہٹ گئے۔ وہ ان کے درمیان سے گزرتی ہوئی اس مکان سے باہر آ گئی۔

اس نے ان عارضی ماں باپ کے خیالات سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ کس شہر کے کس علاقے میں ہے۔ اس نے مکان سے باہر آ کر مجھے مخاطب کیا۔ میں نے خوش ہو کر پوچھا۔ ''بیٹی! تم کہاں ہو؟ کیسی ہو؟''

''میں اس وقت حیدرآباد دکن میں ہوں۔ اس انجانے شہر میں دماغی طور پر حاضر رہنا چاہتی ہوں اس لیے آپ ایک بڑی رقم میرے پاس پہنچائیں اور یہاں کی کسی بھی [illegible] فلائٹ میں سیٹ حاصل کریں۔ میں سسٹر اور پارس کے [illegible] ممبئی جانا چاہتی ہوں۔''

''ٹھیک ہے، تمہیں وہیں جانا چاہیے۔ انوشے بھی وہیں پہنچی ہوئی ہے۔ میں ابھی سارے انتظام کرتا ہوں۔''

وہ ایک فٹ پاتھ پر چل رہی تھی۔ کوئی ٹیکسی نظر آتی تو اس میں بیٹھ کر ایئرپورٹ کی طرف جانے والی تھی۔ ایسے ہی

وقت ایک کار اس کے قریب آ کر رک گئی۔ اس میں سے دو شخص گن لیے ہوئے باہر آئے پھر اس کا نشانہ لیتے ہوئے بولے۔ ''چپ چاپ کار میں بیٹھ جاؤ......''

عالی نے سر گھما کر دیکھا۔ کار کے اندر وہی عمر رسیدہ خاتون اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی جس نے اسے عارضی طور پر بیٹی بنا رکھا تھا۔ عالی نے کہا۔ ''ماں جی! آپ اپنے بیٹے کی سلامتی چاہتی ہیں تو اسے سمجھائیں' یہاں سے چلا جائے۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دے۔''

وہ دونوں نوی کے آلہ کار تھے۔ وہ اس وقت موجود نہیں تھی لیکن وہ حکم کے غلام تھے۔ عالی کی غلامی کر رہے تھے اور اسے کہیں جانے سے روکنا چاہتے تھے۔ راستے اور فٹ پاتھ سے گزرنے والے لوگ ان دونوں کے ہاتھ میں گن دیکھ کر ٹھٹک گئے تھے۔ سہم کر ان سے کترا رہے تھے۔ ایک نے دور سے ہی للکارا۔ ''اے! یہ کیا بدمعاشی ہے؟ اس لڑکی کو گن پوائنٹ پر کہاں لے جانا چاہتے ہو؟''

اس کے جواب میں ایک آلہ کار نے ہوائی فائر کیا تو بھگدڑ مچ گئی۔ دوسرے آلہ کار نے ہنستے ہوئے عالی سے کہا۔ ''دیکھ لیا تم نے...... یہاں کوئی تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔''

اس نے دھمکی دینے کے انداز میں گن کا رخ اس کی طرف کیا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے تو ہوا کا رخ بھی بدل جاتا ہے۔ گن کیا چیز ہے؟

اس آلہ کار نے ٹریگر کو دبایا' گولی چلی' اس کا ساتھی ایک دم سے اچھل کر فٹ پاتھ پر گر پڑا۔ اس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی۔ وہ تکلیف سے تڑپ کر کہہ رہا تھا۔ ''اُلو کے پٹھے! تو نے مجھ پر گولی کیوں چلائی ہے؟ کیا تو پاگل کا بچہ ہے؟''

عالی چاہتی تھی کہ وہ دوسرا بھی زخمی ہو جائے اور خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر گولی مارے۔ اس سے پہلے ہی ایک مضبوط ہاتھ نے آ کر اس آلہ کار کی گردن دبوچ لی۔ دوسرے ہاتھ سے اس کے گن والے ہاتھ کو بلند کیا تو گولی چل پڑی۔ وہ گولی اوپر کی طرف گئی۔

عالی اس اجنبی جوان کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی کلائی پر اس جوان کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ گن ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی تھی۔ وہ ایک باڈی بلڈر تھا۔ سینہ چٹان کی طرح چوڑا تھا۔ اس نے اس آلہ کار کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر کار کی چھت پر پھینک دیا۔

عالی کسی حد تک اس سے متاثر ہو رہی تھی۔ چپ چاپ دیکھ رہی تھی۔ کار میں بیٹھے ہوئے ماں باپ باہر آ گئے تھے۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر گڑگڑا رہے تھے۔ ''ہمارے بیٹے کو نہ مارو۔ خدا کے لیے اسے چھوڑ دو۔''

اجنبی جوان نے کہا۔ ''جب یہ ایک اکیلی لڑکی پر ظلم کر رہا تھا۔ اس وقت تمہاری ممتا بیدار نہیں ہوئی تھی؟''

بوڑھے نے کہا۔ ''بیٹے! ہم اسے بہت سمجھاتے ہیں مگر یہ گمراہ ہو چکا ہے۔ ہتھیار لے کر شہر میں وارداتیں کرتا پھرتا ہے۔ کتنی بار جیل جا چکا ہے۔ اسے نصیحت نہیں ہوتی۔''

اجنبی نے اس آلہ کار کے منہ پر ایک گھونسا جڑتے ہوئے کہا۔ ''تو پھر اسے مار ہی ڈالو۔ شیطان اگر بیٹا بن کر پیدا ہو جائے تو اس سے محبت نہیں کرنی چاہیے۔''

عالی نے آگے بڑھ کر کہا۔ ''مسٹر! اسے چھوڑ دو۔ اس کی درندگی کے باوجود میں اسے معاف کر رہی ہوں۔ تم بھی معاف کر دو۔''

پولیس بھی آ گئی تھی۔ انسپکٹر نے ان کی گردنیں دبوچتے ہوئے کہا۔ ''یہ بدمعاش ابھی چار مینار کی طرف سے فائرنگ کرتے ہوئے آ رہے ہیں۔ میں انہیں حوالات میں جا کر الٹا لٹکاؤں گا۔''

وہ ان کو گرفتار کر کے لے گئے۔ بھیڑ آہستہ آہستہ چھٹ گئی۔ جوان نے عالی سے پوچھا۔ ''کیا تم اکیلی ہو؟ کہاں جانا ہے؟ چلو، میں پہنچا دوں۔''

وہ اس کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے بولی۔ ''میں اس شہر میں پہلی بار آئی ہوں۔ بالکل اکیلی ہوں۔ ایئرپورٹ جانا چاہتی ہوں۔''

اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''وہ میری کار ہے۔ بڑے آرام سے ایئرپورٹ پہنچا دوں گا۔ اس سے پہلے اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو ہم ایک ایک کپ کافی پی لیں؟ آج سردی کچھ زیادہ ہی ہے۔''

وہ مسکرا کر بولی۔ ''مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔''

دونوں ایک قریبی ریسٹورنٹ میں آ گئے۔ وہ سوچ رہی تھی۔ ''یہ باڈی بلڈر ہے۔ زبردست فائٹر ہے۔ ضرور یوگا کا ماہر ہو گا۔ میں اس کے اندر جانا چاہوں گی تو یہ سانس روک لے گا۔ ہو سکتا ہے مجھ پر شبہ کرے گا۔''

وہ دونوں ایک میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ عالی نے کہا۔ ''آپ نے ایسے وقت میری مدد کی۔ جب دوسرے لوگ دور ہی دور سے تماشا دیکھ رہے تھے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔''

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ''یہ بالکل فلمی صورت حال

تھی۔ ہماری انڈین فلموں میں یہی ہوتا ہے۔ بے چاری ہیروئن اکیلی ہوتی ہے۔ اسے کچھ غنڈے گھیر لیتے ہیں پھر اچانک ہیرو آ کر ان غنڈوں سے فائٹ کرتا ہے۔ اس کی مدد کرتا ہے۔ وہ اس سے متاثر ہوتی ہے پھر اگلے ہی سین میں وہ دونوں پیار بھرے گیت گانے لگتے ہیں۔"

عالی اس بات پر بے ساختہ ہنسنے لگی۔ وہ بولا۔ "تم مائنڈ نہ کرنا میں محض مذاق کر رہا ہوں۔ اگر سچ مچ ایسا ہوگا اور مجھے پیار بھرا کوئی گیت گانا پڑے گا تو میرے حلق سے ڈھیچوں ڈھیچوں کی آواز ہی نکلے گی کیونکہ میں گانا نہیں جانتا۔"

عالی اور کھلکھلا کر ہنسنے لگی پھر بولی۔ "آپ بہت زندہ دل ہیں۔"

"میں دوسروں کو مسکراہٹ دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ انسان ہوں کبھی مجھ سے غلطی بھی ہوتی ہوگی' کبھی منہ سے جھوٹ نکل جاتا ہوگا' کبھی انجانے میں مجھ سے کسی کو دکھ پہنچا ہوگا۔ خدا معاف کرنے والا ہے۔ ویسے بعض اوقات جب سچ کہتا ہوں تو لوگوں کو یقین نہیں ہوتا۔"

عالی نے حیرانی سے پوچھا۔ "کیوں ایسی کیا بات ہے؟ جب آپ سچ کہتے ہیں تو دوسرے یقین کیوں نہیں کرتے؟"

"اگر میں ابھی ایک سچ بولوں تو آپ کو بھی یقین نہیں ہوگا۔"

"میں یقین کروں گی۔ آپ بولیں۔"

"میں یہ پہلے سے جانتا تھا کہ تم سے اس طرح ملاقات ہوگی۔"

"آپ یہ کس طرح جانتے تھے؟"

"میں ابھی جواب دیتا ہوں۔ پہلے یہ بتاؤ کیا تمہارے نام کا پہلا حرف الف ہے؟"

عالی نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا پھر اس نے پوچھا۔ "کیا تمہاری والدہ کے نام کا پہلا حرف س ہے؟"

عالی نے پھر ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ وہ بولا۔ "میرا زائچہ بالکل درست ہے۔ آج کی تاریخ میں ایک نوجوان خوبصورت لڑکی سے ڈرامائی انداز میں ملاقات ہونی تھی، سو ہوگئی اور یہی ملاقات ہمیں دوست بنائے گی پھر یہ دوستی رفتہ رفتہ ہمارے دلوں میں محبت پیدا کرے گی۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "یہاں آپ کا زائچہ ذرا گڑبڑا گیا ہے کہ ہماری دوستی ایئر پورٹ تک ہی رہے گی۔ میں کسی بھی پہلی ... سے ممبئی جا رہی ہوں۔"

اس جوان نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر اپنی جیب سے ہوائی جہاز کے دو ٹکٹ نکال کر اس کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "میرے زائچے کے مطابق میں کسی کے ساتھ سفر کر سکتا ہوں اور نہیں بھی کر سکتا۔ مجھے کل صبح کی فلائٹ سے ممبئی جانا ہے اس لیے میں نے احتیاطاً دو ٹکٹ لے لیے......"

عالی نے پوچھا۔ "یہ دوسرا ٹکٹ کس کے لیے ہے؟"

وہ بڑے اعتماد سے بولا۔ "اپنی اجنبی ہم سفر کے لیے...... ہاتھ کی لکیروں اور زائچے کے مطابق ہمیں بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ کچھ باتیں راز میں ہوتی ہیں اور کچھ واضح ہو جاتی ہیں۔ میرے زائچے میں اک ذرا سا شبہ اس لیے ہے کہ کل صبح کی فلائٹ سے تمہارے ساتھ ممبئی جا بھی سکتا ہوں اور نہیں بھی۔ اگر میں نہ گیا تو تم بھی نہیں جا سکو گی۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "آپ اپنی ذات میں بڑی دلچسپیاں رکھتے ہیں۔ کیا مجھے جانے سے روکیں گے؟"

اس نے کان پکڑتے ہوئے کہا۔ "میری کیا مجال ہے کہ میں روکوں۔ قدرت کو منظور ہوا تو ہم دونوں کل جائیں گے ورنہ نہیں جائیں گے۔"

وہ ایسی باتیں کر رہا تھا کہ عالی اس میں دلچسپی لینے لگی۔ اس نے پوچھا۔ "آپ کا نام کیا ہے؟"

"میرا نام ایمان علی ہے۔"

"آپ نے یہ تو بتا دیا کہ میرے نام کا پہلا حرف الف اور میری والدہ کے نام کا پہلا حرف س ہے۔ کیا ہم ماں بیٹی کا پورا نام بتا سکتے ہیں؟"

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ "نہیں، میں علم نجوم میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ بچپن سے ہی یہ شوق ہے۔ زائچے کے مطابق آج جو لڑکی مجھ سے ملے گی اس کے نام کا پہلا حرف الف اور اس کی والدہ کے نام کا پہلا حرف س ہونا چاہیے۔ یہ دونوں حروف میرے لیے باعث رحمت ہیں اور آج تم سے ملاقات ہوئی ہے۔ کیا اپنا اور اپنی والدہ کا نام بتاؤ گی؟"

"میرا نام اعلیٰ بی بی ہے لیکن عالی کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے اور میری والدہ کا نام سونیا فرہاد ہے۔ آپ اب اپنے بارے میں کچھ بتائیں؟"

"اپنا نام تو بتا ہی چکا ہوں۔ خاندانی رئیس ہوں۔ فکرِ معاش نہیں ہے۔ بس دو ہی شوق ہیں۔ ایک تو یہ کہ علم نجوم میں مہارت حاصل کرتا رہوں اور دوسرا یہ کہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک گھومتا پھرتا رہوں۔ لوگوں سے متاثر ... سکھ میں تو سب ہی کام آتے ہیں، دکھ میں لوگوں کے کام آتا رہوں۔"

"آپ تو بہت ہی نیک خیالات اور جذبات رکھتے ہیں ... مل کر خوشی ہو رہی ہے۔"

... کافی آ چکی تھی۔ وہ ایک ایک گھونٹ پینے لگے اور ساتھ ... باتیں بھی کرتے رہے۔ اسی وقت میں نے عالی کو ...

"بیٹی! میں نے کل صبح کی فلائٹ میں ایک سیٹ ... کرائی تھی۔ یہاں سے کثیر تعداد میں عازمینِ حج روانہ ہو ... رہے ہیں۔ وہ یہاں سے ممبئی جائیں گے پھر وہاں سے مکہ ... کا سفر کریں گے۔ ان حاجیوں کے رشتے دار انہیں ممبئی ... الوداع کہنا چاہتے ہیں مگر کتنے ہی ایسے ہیں جنہیں ان ... ساتھ جانے کے لیے جہاز میں سیٹ نہیں مل رہی ہے۔"

عالی نے کافی کا ایک گھونٹ حلق سے اتار کر پوچھا۔ "آپ نے میری سیٹ کیسے حاصل کی؟"

"ایک شخص فلم انڈسٹری میں ہیرو بننے جا رہا تھا۔ میں ... نے اسے مجبور کیا کہ یہیں رک جائے اور میری بیٹی کا انتظار ... کرے۔ جب تم اس کے پاس پہنچیں تو وہ اپنا ٹکٹ تمہیں ... دے دیتا لیکن......"

"لیکن کیا پاپا......!"

"وہاں ایک اور تمہاری جیسی بیٹی تھی۔ وہ اپنے بوڑھے ... باپ کو الوداع کہنے کے لیے ممبئی تک جانا چاہتی تھی لہٰذا میں ... نے وہ ٹکٹ اس کے حوالے کر دیا۔"

"پاپا! آپ نے بہت اچھا کیا۔ میرے لیے ٹکٹ کا انتظام ہو گیا ہے۔ آپ میرے اندر رہ کر خیالات پڑھیں۔ میں ایک جوان کے ساتھ بیٹھی کافی پی رہی ہوں۔ اس کا نام ایمان علی ہے۔ باڈی بلڈر ہے۔ یوگا کا ماہر بھی ہوگا۔"

ممی نے اپنی بیٹی کے خیالات پڑھے۔ ایمان علی کے ... بارے میں وہ تمام تفصیلات معلوم کیں جو عالی کو معلوم ہو چکی تھیں۔

ممی نے کہا۔ "عالی! یہ جوان تو بہت ہی دلچسپ ہے۔ علم نجوم میں اچھی خاصی مہارت رکھتا ہے۔ اب تک کی باتیں درست ثابت ہوئی ہیں اور شاید یہ بات بھی درست ہونے والی ہے کہ کل تم اس کے ساتھ ممبئی تک کا سفر نہ کر سکو۔"

"پاپا! یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"بیٹی! دراصل میں نے ایئر پورٹ میں لوگوں کی بھیڑ دیکھی ہے۔ حاجیوں کے ساتھ ان کی بیٹیاں' بہوئیں' بہنیں' بیٹے سب ہی آ رہے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ انہیں ... کہنے کے لیے ممبئی تک جائیں لیکن کسی کو سیٹ نہیں مل ... رہی۔ یہاں میری نظر میں ایسے دو جوان بیٹے ہیں' جو ... اپنے ماں باپ کو ممبئی تک پہنچانا چاہتے ہیں۔"

"پاپا! میں سمجھ گئی۔ ابھی ایمان علی سے کہتی ہوں کہ اس کے پاس جو دو ٹکٹ ہیں۔ وہ ان جوان بیٹوں کو دے دے۔ تاکہ وہ اپنے بوڑھے ماں باپ کو الوداع کہنے کے لیے ممبئی تک جا سکیں۔"

ایمان علی کافی پی رہا تھا اور توجہ سے عالی کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے پوچھا۔ "تم کس سوچ میں گم ہو؟"

وہ بولی۔ "میں سوچ رہی ہوں' دنیا کے ہر ملک اور ہر شہر سے کثیر تعداد میں مسلمان حج کی سعادت حاصل کرنے جا رہے ہیں۔ اس شہر سے بھی جا رہے ہوں گے؟"

"بے شک، یہاں سے ممبئی اور دہلی جانے والی ہر فلائٹ کے وقت ایئر پورٹ پر بڑی بھیڑ ہوتی ہے۔ حج کرنے والوں کے ٹکٹ تو پہلے سے ریزرو ہو جاتے ہیں لیکن ان کے رشتے داروں کو ممبئی تک جانے کے لیے ٹکٹ نہیں ملتے۔"

عالی نے پوچھا۔ "کیا ہم مسلمان ہونے کے ناتے ان کے کام نہیں آ سکتے؟"

اس نے سوالیہ نظروں سے عالی کو دیکھا۔ وہ بولی۔ "آپ کے پاس اس وقت دو ٹکٹ ہیں اگر ہم ممبئی نہ جائیں اور یہ ٹکٹ کسی ضرورت مند کو دے دیں تو ان بے چاروں کا بھلا ہو جائے گا۔"

اس نے بہت ہی متاثر ہو کر عالی کو دیکھا پھر کہا۔ "خدا کی قسم! مجھے تمہاری یہ بات سن کر شرم آ رہی ہے کہ ایسا نیک خیال میرے دل میں پیدا کیوں نہیں ہوا؟ ہم ابھی یہاں سے ایئر پورٹ جائیں گے اور وہاں جو بھی ضرورت مند ہوگا' اسے اپنے ٹکٹ مفت میں دے دیں گے۔"

میں اس کے نیک خیالات سن کر خوش ہو رہا تھا۔ وہ بظاہر جیسا بھی تھا۔ ہمارے سامنے تھا۔ باطن میں کیسا ہے؟ یہ رفتہ رفتہ معلوم ہونے والا تھا۔

☆☆☆

وہ تنویمی نیند سے بیدار ہو گیا۔ آنکھیں کھول کر چھت کو تکنے لگا اور سوچنے لگا کہ اس وقت کہاں ہے؟

بار بار جگہ بدلتی رہے تو گہری نیند سو کر اٹھنے والوں کو یاد نہیں رہتا کہ وہ کہاں سوئے تھے؟ ذہن پر زور ڈالنے کے بعد یاد آتا ہے۔ اسے بھی یاد آ گیا کہ وہ کلکتے سے ممبئی آیا تھا۔ ہوٹل کا ایک کمرا کرائے پر لیا تھا پھر کمرے میں آتے ہی سو گیا تھا۔

جہاز میں سفر کے دوران وہ کس طرح ذہنی کمزوری میں مبتلا ہو گیا تھا اور کس طرح لومی نے آ کر اسے اپنا تابعدار بنایا تھا۔ یہ سب وہ بھول چکا تھا۔ اس نے گھڑی دیکھی' دن کے گیارہ بج رہے تھے۔

وہ سر تھام کر زیرِ لب بڑبڑایا۔ ''اوہ گاڈ! میں گہری نیند کیوں سو گیا تھا؟ مجھے تو جمائلہ سے رابطہ کرنا تھا۔ اب تک تو وہ نارمل ہو چکی ہوگی۔ مجھے اپنے اندر آنے سے نہیں روکے گی۔''

وہ اب سے پانچ گھنٹے پہلے ذہنی کمزوری میں مبتلا ہوا تھا۔ یہ بات اسے یاد نہیں تھی۔ کیونکہ دماغی توانائی بحال ہو گئی تھی۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کر کے جمائلہ کے اندر پہنچنا چاہا تو سوچ کی لہریں بھٹکنے لگیں۔ اس نے ایک نہیں کئی بار اس کے اندر پہنچنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہوتا رہا۔

حیرانی سے سوچنے لگا۔ ''میری سوچ کی لہروں کو اس کا دماغ کیوں نہیں مل رہا ہے؟ ایسا تو اس وقت ہی ہوتا ہے جب کسی کا دماغ مردہ ہو جاتا ہے۔ کیا جمائلہ مر چکی ہے؟''

اس نے خود ہی انکار میں سر ہلایا۔ یہ یقین کرنے والی بات ہی نہیں تھی۔ اس نے سوچا۔ ''اگر وہ کسی حادثے کا شکار ہوئی ہوگی تب بھی میں یقین نہیں کروں گا کہ وہ اتنی جلدی مر سکتی ہے۔''

پھر اس نے سوچا۔ ''پتا نہیں کیوں میرا ذہن بوجھل سا ہے۔ مجھے نہا دھو کر فریش ہونا چاہیے۔ اس کے بعد ہی میں اس سے رابطہ کروں گا۔''

آدھے گھنٹے کے بعد وہ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر باہر آیا تو بھوک لگنے لگی لیکن کھانے سے زیادہ جمائلہ ضروری تھی۔ وہ گم ہونے والی کہیں مل نہیں رہی تھی۔

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کی سوچ کی لہریں فضا میں بھٹکنے لگیں۔ یہ یقین ہو گیا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے جمائلہ تک نہیں پہنچ پائے گا۔

ایسے ہی وقت ماسٹر نے اسے مخاطب کیا۔ ''ابھی انڈیا میں دن کا وقت ہوگا۔ جمائلہ نارمل ہو چکی ہوگی۔ کیا تم اس کے ساتھ ہی ہو؟''

اس نے کہا۔ ''نو ماسٹر! میں اس وقت بہت پریشان ہوں۔ جمائلہ کہیں گم ہو گئی ہے؟''

''یہ کیا بک رہے ہو؟ وہ کیسے گم ہو سکتی ہے؟ کیا تمہیں اپنے دماغ میں آنے سے روک رہی ہے؟''

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری سوچ کی لہروں کو اس کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔''

''یعنی تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس کا دماغ مردہ ہو چکا ہے؟ وہ مر چکی ہے؟''

''نو ماسٹر! کل شام تک وہ کلکتے میں میرے ساتھ ہی تھی۔ بہت صحت مند اور چاق و چوبند تھی۔ میرا دل نہیں مانتا کہ وہ مر چکی ہے۔''

''دل کی نہیں.... دماغ کی بات مانو۔ میں تمہارے اندر ہوں۔ خیال خوانی کی پرواز کرو اور اس کے اندر پہنچنے کی کوشش کرو۔ میں دیکھتا ہوں' اس کا دماغ کیوں نہیں مل رہا ہے؟''

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی لیکن اس بار بھی ناکامی ہوئی۔ وہ بھٹکتا ہوا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ ماسٹر نے کہا۔ ''یہ تو ہمارے لیے بہت بڑے صدمے کی بات ہے کہ جمائلہ جیسی کام آنے والی لڑکی اب ہمارے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ وہ مر چکی ہے۔''

''ماسٹر! وہ بہت پُراسرار لڑکی ہے۔ ہو سکتا ہے' شیطانی قوت نے دن کے وقت بھی اسے جکڑ رکھا ہو؟ اس کے اندر کوئی ایسی تبدیلی آئی ہو کہ دماغ پتھر ہو گیا ہو؟ کسی بھی خیال خوانی کی لہر کو محسوس کرنے کے قابل نہ رہا ہو؟''

''ہاں، اس طرح سوچا جائے تو ایک اُمید پیدا ہوتی ہے کہ وہ کہیں زندہ ہے مگر کہاں ہے؟ ہمیں تو ابھی اس کی ضرورت ہے۔ اس کے ذریعے فرہاد کے پوتے' بیٹی اور بیٹوں تک پہنچنا ہے۔''

فرہاد ٹو نے کہا۔ ''ایسا بھی ہو سکتا ہے' جمائلہ کو کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ٹریپ کر لیا ہو' اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہو۔ وہ دن کے وقت ایک سیدھی سادی سی لڑکی ہوتی ہے۔ شام تک ہی اس کی تابعدار بن کر رہے گی لیکن تبدیلی آتے ہی وہ عمل کے سائے سے نکل جائے گی اور اس عمل کرنے والے کی ایسی کی تیسی کر دے گی۔''

ماسٹر نے خوش ہو کر کہا۔ ''واقعی، یہ پہلو قابلِ غور ہے۔ اسے ضرور کسی نے ٹریپ کر کے اپنا تابعدار بنالیا ہے۔ ہمیں شام تک انتظار کرنا ہوگا۔ اب میں جا رہا ہوں۔ نومی کو تلاش کرو۔ وہ سونیا کی طرح ذہین اور مکار ہے پھر یہ کہ ٹیلی پیتھی بھی جانتی ہے۔ ہمارے بہت کام آئے گی۔''

''یس ماسٹر! میں ابھی اس سے رابطہ کروں گا۔''

وہ چلا گیا۔ فرہاد ٹو اس کمرے میں تنہا ایک کرسی پر سر جھکا کر بیٹھا رہا۔ سوچتا رہا۔ ''یہ سب کیا ہو رہا؟ پہلے فرہاد نے مجھے مات دی۔ میرے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھین لیا۔ اب جمائلہ اچانک کہیں گم ہو گئی ہے۔ شام تک ہی پتا چلے گا کہ وہ کہاں ہے؟ عدنان اور اس کی ماں کا بھی کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے۔ پتا نہیں' وہ بھی کہاں جا کر گم ہو گئے ہیں۔''

اس نے نومی کے متعلق سوچا۔ ''وہ بہت گہری ہے۔ ضرور اس کم بخت نے ہی عدنان اور اس کی ماں کو اغوا کیا ہے اور کہیں چھپا کر رکھا ہے لیکن وہ مجھ سے یہ بات چھپا رہی

اس نے اس سے فون کے ذریعے رابطہ کیا پھر کہا۔ ''تم یہ نیا نمبر اپنے فون پر پڑھ رہی ہوگی۔ اسے نوٹ کر کے ہمارے مشترکہ آلہ کار کے دماغ میں آ جاؤ۔ میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔''

''میں ابھی واش روم میں ہوں۔ تھوڑی دیر بعد اس آلہ کار کے اندر آؤں گی۔''

وہ فون بند کر کے اس کے اندر پہنچ گئی۔ خیالات پڑھ کر اطمینان حاصل ہوا کہ وہ پوری طرح اس کا تابعدار بن چکا ہے۔ یہ بھول چکا ہے کہ کسی نے اس پر عمل کیا ہے۔

اس نے یہ بھی معلوم کیا کہ فرہاد ٹو نے تنویمی نیند سے بیدار ہوتے ہی جمائلہ سے رابطہ کرنا چاہا تھا لیکن اس کی سوچ کی لہروں کو اس پُراسرار لڑکی کا دماغ نہیں ملا تھا۔ نومی بھی اسی طرح ناکام ہوتی رہی تھی۔ اب سوچ رہی تھی کہ یقیناً وہ مر چکی ہے۔ یا اس کے ساتھ ایسی کوئی بات ہو رہی ہے جو فی الوقت سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔

وہ سوچتے سوچتے چونک گئی۔ اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک آواز سنائی دی۔ ''عالی......''

وہ سمجھ نہ سکی کہ یہ آواز کس کی تھی؟ وہ جو کوئی بھی ہو' اس نے عالی کا نام لیا تھا۔ اس نے تھوڑی دیر تک انتظار کیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ پھر آئے گا یا آئے گی۔

لیکن کوئی بھی اس کے اندر نہیں آیا۔ ایک اندیشہ پیدا ہوا' کیا عالی کے ساتھ کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے؟

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی۔ عالی کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ اس کی سوچ کی لہریں پلٹ گئیں۔ یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ میری جس بیٹی کو اس نے اپنی تابعدار بنا کر رکھا تھا۔ وہ ہاتھ سے نکل چکی ہے۔

وہ ہر پندرہ یا بارہ گھنٹے کے بعد عالی پر عمل کرتی رہی تھی۔ تاکہ اس کا عمل مستحکم رہے اور وہ کبھی اس کے اثر سے نہ نکل سکے پھر وہ کیسے نکل گئی؟

یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی کہ بار بار عمل کی زنجیر میں جکڑنے کے بعد کوئی ہاتھ سے نکل جائے۔ اس نے پھر دوسری بار کوشش کی' عالی کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ اب یہ ثابت ہو گیا کہ بار بار کیا جانے والا عمل بھی بے اثر ہو چکا ہے۔

وہ سوچ رہی تھی۔ ''ابھی کون دماغ میں آیا تھا؟ کس نے عالی کا نام لیا تھا؟ میں نے اس لڑکی کو تابعدار بنایا تھا لیکن خود کو اس پر ظاہر نہیں کیا تھا اگر وہ نجات پا چکی ہے تو یہ کبھی نہیں سمجھ سکے گی کہ اسے ٹریپ کرنے والی میں ہی ہوں۔ ابھی عالی میرے اندر نہیں آئی تھی۔ کوئی دوسری آئی تھی ......یا آیا تھا۔''

نومی یہ کبھی سمجھ نہیں سکتی تھی کہ انوشے نے اس کے اندر آ کر عالی کا نام لیا تھا اور پھر واپس چلی گئی تھی۔ وہ اسی معاملے میں الجھتی رہی کہ عالی کس طرح اس کے عمل کے اثر سے نکل گئی ہے؟ کسی نہ کسی نے اسے نجات دلائی ہے؟ وہ کون ہو سکتا ہے؟

فون کے بزر نے اسے چونکا دیا۔ اس نے آن کر کے کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے بابر نے کہا۔ ''تم تھوڑی دیر میں ہمارے آلہ کار کے اندر آنے والی تھیں۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔''

''بس، ابھی پہنچ رہی ہوں۔''

اس نے فون بند کیا پھر خیال خوانی کے ذریعے اس آلہ کار کے اندر پہنچ کر کہا۔ ''ہاں، میں آ گئی ہوں۔ بولو کیا بات ہے؟''

بابر نے کہا۔ ''تم تو اجنبی کی طرح آتی ہو اور بڑی بے رخی سے بات کر کے چلی جاتی ہو۔ میں یہ جانتا ہوں' تم میرے ہر برے وقت میں کام آ سکتی ہو۔ کیا یہ نہیں سمجھتیں کہ میں بھی تمہارے برے وقت میں کام آ سکتا ہوں؟ اگر ایسا نہیں سمجھتی ہو تو اس کا مطلب ہے' بہت مغرور ہو گئی ہو۔''

''میں نہ تو پہلے مغرور تھی۔ نہ اب ہوں۔ اپنے کسی معاملے میں ہی اُلجھی ہوئی ہوں۔ عدنان اور اس کی ماں شیوانی نہ جانے کہاں گم ہو کر رہ گئے ہیں؟ کس نے انہیں اغوا کیا ہے؟ میں نہیں جانتی لیکن فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ مجھے اپنی حفاظت کے لیے بہت ہی حاضر دماغی سے کام لینا پڑ رہا ہے۔''

''تم باتیں بنانا خوب جانتی ہو۔ مجھے اپنا دوست بھی کہتی ہو اور مجھ سے اپنے راز بھی چھپاتی ہو۔''

''تمہارا کیا خیال ہے؟ میں تم سے کیا چھپا رہی ہوں؟''

''یہی کہ عدنان اور شیوانی کو تم نے اغوا کیا ہے۔ انہیں کہیں چھپا کر رکھا ہے اگر تم اس بات کا اعتراف کر لو گی تو کیا میں تمہارا راز دار بن کر نہیں رہ سکوں گا؟ کیا تمہارے کام نہیں آؤں گا؟''

''اگر ایسا ہوتا تو میں فرہاد اور اس کے ساتھیوں سے خوفزدہ نہ رہتی۔ اپنی سلامتی کے لیے یوں چھپتی نہ پھرتی بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر فرہاد سے اپنے کئی مطالبات منواتی۔''

”نہیں لومی! یہ بات میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں کہ فرہاد سے تمہاری دوستی ہو چکی ہے۔ پتا نہیں، تم دونوں کے درمیان کیسا سمجھوتا ہوا ہے کہ وہ تمہاری ہر بات مان لیتا ہے؟ اس نے تمہارا مطالبہ مان کر ہی جمائکہ کو بابا صاحب کے ادارے سے رہائی دلوائی تھی۔“

”یہ نہ بھولو' بنگلا دیش میں تم عدنان کو ان سے چھین لینا چاہتے تھے۔ میں اس کے سامنے ڈھال بن گئی تھی۔ اسے اغوا ہونے سے بچایا تھا۔ اس بات نے فرہاد کو متاثر کیا ہے تب سے وہ میری عزت کرتا ہے۔“

”عزت کرتا ہے اسی لیے عدنان کے اغوا کے سلسلے میں تم پر شبہ کر رہا ہے اور تم اس سے چھپتی پھر رہی ہو؟“

”دوستی اور دشمنی کے انداز بدلتے رہتے ہیں۔ عدنان اپنی ای کے ساتھ پھر کہیں گم ہو گیا ہے۔ فرہاد صرف مجھ پر ہی نہیں دوسرے دشمنوں پر بھی شبہ کر رہا ہے۔ میں اسے ایسا کرنے سے منع نہیں کر سکتی۔ میں تو اس کوشش میں ہوں کہ پھر سے اس کا اعتماد حاصل کر لوں۔“

”لومی! تم بہت گہری ہو۔ میں تم سے کچھ بھی نہیں اُگلوا سکوں گا اور تم کبھی مجھ سے سچ نہیں بولو گی۔“

”میں ایک سچ بولنے جا رہی ہوں اور وہ یہ کہ میں نے شادی کر لی ہے۔“

یہ سن کر وہ ہنسنے لگا۔ لومی نے پوچھا۔ ”ہنس کیوں رہے ہو؟“

”اس سے بڑا سفید جھوٹ تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ بھلا بتاؤ تو سہی، وہ بے چارہ بدنصیب کون ہے؟“

”وہ ایسا ہے کہ اس سے شادی کرنے کے بعد میں خوش نصیب ہو گئی ہوں۔ تم اسے جھوٹ یا مذاق سمجھتے رہو۔ میں تم سے اب کم از کم ایک ماہ تک رابطہ نہیں کروں گی۔ کیونکہ ہنی مون منانے جا رہی ہوں۔“

”چلو، میں اسے سچ مان لیتا ہوں۔ اس خوش نصیب کا نام تو بتا دو؟“

”میں اپنے جیون ساتھی کا نام اور پتا کبھی کسی کو بتاؤں گی اور نہ ہی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اس کی آواز سناؤں گی۔ اگرچہ وہ بہت ہی زبردست ہے۔ کسی سے زیر نہیں ہو سکتا پھر بھی میں محتاط رہوں گی۔“

”تم کہتی ہو' وہ ایسا ہے۔ جس سے شادی کرنے کے بعد تم خوش نصیب ہو گئی ہو۔ اس کا مطلب ہے' وہ بہت بڑا اور نامور آدمی ہے۔ تمہارا کہنا ہے' وہ کسی سے زیر نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ چٹان کی طرح ہے پھر تم نے کہا کہ وہ زبردست ہے یعنی وہ فرہاد علی تیمور ہے۔“

وہ ہنسنے لگی پھر بولی۔ ”تمہاری عقل کا ماتم کرنا چاہیے۔ کیا میں اتنی احمق ہوں کہ اس کے شکنجے میں پھنسنے کے لیے اس سے شادی کروں گی؟ اس کی تنہائی میں جاؤں گی؟“

”باتیں کیوں بنا رہی ہو؟ وہ کبھی کسی کو ہمیشہ قیدی بنا کر نہیں رکھتا۔ پچھلے دنوں کلکتے میں وہ تمہاری شہ رگ کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے چاقو کی نوک سے تمہارے بدن پر صرف ایک خراش ڈالی تھی۔ وہ چاہتا تو تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنی کنیز بنا لیتا، ٹیلی پیتھی کی صلاحیت سے محروم کر دیتا لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ تمہارے ساتھ اس کا جو رویہ ہے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تم پر مرمٹا ہے۔ تمہارے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہے اور تم اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھا رہی ہو اس کے ساتھ ہنی مون منانے کہیں جا رہی ہو۔“

وہ جذباتی انداز میں بولی۔ ”ہائے ہنی مون...... اب تو تم میرے پیچھے ہی پڑ جاؤ گے۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہو گے کہ میں نے واقعی فرہاد سے شادی کی ہے یا نہیں؟ میں کس ملک کے کس شہر میں اس کے ساتھ ہنی مون منا رہی ہوں؟“

”میں تمہارا دوست ہوں۔ اس دوستی کی خاطر فرہاد سے دشمنی بھلا دوں گا۔ اسے بھی مبارک باد دوں گا۔“

”تم تو فرہاد سے دشمنی کرنے کے لیے ہی پیدا کیے گئے ہو۔ آگ جلانے کے لیے پیدا کی جاتی ہے اور وہ یہ کہے کہ کسی کو نہیں جلائے گی تو پھر میں یقین کر لوں گی۔ تم فرہاد سے دشمنی نہیں کرو گے۔“

”کوئی بات نہیں...... میری بات کا یقین نہ کرو لیکن میں اپنے طور پر تم سے دوستی نبھاتا رہوں گا۔ اس پہلو کو نظر انداز نہ کرو کہ آئندہ میں کسی بھی برے وقت میں تمہارے کام آتا رہوں گا۔ ہو سکے تو میری ایک بات مان لو۔“

”کون سی بات منوانا چاہتے ہو؟“

”بہت ہی معمولی سی بات ہے۔ ہنی مون کے دوران ساری دنیا سے کنارہ کشی کرنا لیکن مجھے نظر انداز نہ کرنا۔ کبھی کبھی رابطہ کرتی رہنا اور مجھے اجازت دو کہ میں تم سے فون پر بات کر سکوں۔“

”اور اس طرح یہ معلوم کر سکو کہ میں اپنے جیون ساتھی کے ساتھ کہاں ہنی مون منا رہی ہوں؟ ہم بہت لمبی بات کر چکے ہیں۔ اب میں جا رہی ہوں۔ میرے میاں مجھے اشارے سے بلا رہے ہیں اور اچھی بیوی وہی ہوتی ہے جو اپنے میاں کے اشاروں پر ناچتی ہے۔ میں ناچنے جا رہی ہوں۔ گڈ

بائے۔“

وہ اس آلہ کار کے دماغ میں سے نکل کر فرہاد لو کے اندر ...ئی۔ وہ آوازیں دے رہا تھا۔ ”لومی! جسٹ آ منٹ۔ ...ری ایک بات تو سن لو۔ آئندہ ہم اس آلۂ کار کے ذریعے ...ت نہیں کریں گے۔ فون کے ذریعے بات کرنا مناسب ...ہے گا۔ میرا خیال ہے، تم اس مشورے کو مان لو گی۔“

اس نے جواب کا انتظار کیا لیکن خاموشی چھائی رہی۔ ...چار بار آواز دینے کے بعد کوئی جواب نہیں ملا تب اس نے ...اگواری سے سوچا۔ ”سالی! بہت مغرور ہو گئی ہے۔ میں ...ورے یقین سے کہتا ہوں اس نے فرہاد کو پھانس لیا ہے۔ ...ب اس کے ساتھ دن رات گزارنے والی ہے۔ آئندہ اسی ...کے لیے کام کرتی رہے گی اور مجھے خواہ مخواہ دوستی کا جھانسا ...تی رہے گی۔ میں بھی جھانسے میں آنے والا نہیں ہوں۔ اس ...ا پیچھا چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ کسی بھی طرح معلوم کرنے ...کی کوشش کروں گا کہ یہ فرہاد کے ساتھ کہاں ہنی مون منا رہی ...ہے؟“

لومی اس کے چور خیالات پڑھ رہی تھی اور مسکرا رہی ...تھی۔ اب تو وہ بڑی آسانی سے اسے اپنی انگلیوں پر نچا سکتی ...تھی۔ وہ اس کے پیچھے آنا بھی چاہتا تو کسی اور کو اس کے پیچھے ...لگا سکتی تھی۔ ایسے چکر میں ڈال سکتی تھی کہ وہ چکراتا ہی رہتا۔

☆☆☆

تین آزاد ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ذکر ہو چکا ...ہے۔ ان میں سے ایک کرونا تھی۔ جواب میری بیٹی بن چکی ...تھی۔ میرے لیے کام کر رہی تھی۔ دوسرا فرمان تھا اور تیسرا ...ٹونی جے تھا...... جب تک عالی نے لومی کے چنگل سے نجات ...حاصل نہیں کی تھی تب تک میں اسی دھوکے میں رہا کہ ٹونی جے ...نے اسے اغوا کیا ہے۔

میں نے کرونا سے کہا۔ ”بیٹی! اس کم بخت ٹونی جے کو ...کسی طرح تلاش کرو۔ اس نے ہی عالی کو اغوا کیا ہے۔ وہ ...شرافت سے مجھے بلیک میل کر رہا ہے۔ میرا داماد بننا چاہتا ...ہے۔“

...وہ بولی۔ ”میں حیران ہوں پاپا! اس یہودی ٹیلی پیتھی ...جاننے والے کی اتنی مجال ہو گئی کہ اس نے عالی پر ہاتھ ڈالا ...اور آپ کا داماد بننے کے خواب دیکھ رہا ہے؟ میں اس کا ...پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔ اسے تلاش کر کے آپ کی ٹھوکروں ...میں پچھاڑوں گی۔“

”وہ ایک طویل عرصے سے غائب ہے۔ پتا نہیں کہاں ...اور کس طرح زندگی گزار رہا ہے؟ اسے تلاش کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔“

”کیا آپ فرمان کا کوئی پتا ٹھکانا بتا سکتے ہیں؟“

”وہ بھی ایک طویل عرصے سے کہیں گم ہو گیا ہے۔ اس نے کبھی ہم سے رابطہ نہیں کیا۔“

کرونا نے کہا۔ ”فرمان اور ٹونی جے بہت گہرے دوست بن چکے تھے۔ وہ ایک دوسرے کے بارے میں جانتے ہوں گے۔ کسی طرح فرمان کا پتا مل جائے تو ہم ٹونی جے تک بھی پہنچ سکیں گے۔“

میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ مجھے یاد آ رہا تھا کہ فرمان سے عالی کی پہلی ملاقات قاہرہ میں ہوئی تھی۔ ان دنوں فرمان ایک بہت ہی خطرناک لیڈی وچ ڈاکٹر کا شاگرد تھا۔ اس نے اسی سے ٹیلی پیتھی سیکھی تھی اور کچھ پراسرار علوم بھی سیکھ رہا تھا۔

جب اس لیڈی ڈاکٹر کا مقابلہ عالی سے شروع ہوا تو فرمان عالی سے متاثر ہو گیا اور اس شیطانی علوم رکھنے والی لیڈی ڈاکٹر سے نفرت کرنے لگا۔ بالآخر وہ ڈاکٹر ماری گئی۔

میں نے کرونا کو فرمان کی ہسٹری سنائی۔ اس نے کہا۔ ”پاپا! فرمان زیادہ جدوجہد والی زندگی گزارنا نہیں چاہتا تھا۔ ہو سکتا ہے' اپنے آبائی وطن چلا گیا ہو۔ جیسا کہ آپ نے بتایا' قاہرہ سے تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر اس کی زمین و جائداد ہے۔ میرا خیال ہے' وہ وہیں گیا ہو گا اور گمنام رہ کر زندگی گزار رہا ہو گا۔“

میں نے تائید کی۔ ”تمہارا خیال درست بھی ہو سکتا ہے۔ بہتر ہے' تم قاہرہ جاؤ۔ ہو سکتا ہے وہاں اس سے ملاقات ہو جائے۔“

میرے مشورے کے مطابق وہ قاہرہ چلی گئی تھی۔ اس کے بعد ہی عالی نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے مخاطب کیا تھا اور یہ بتایا تھا کہ اس نے کسی کے تنویمی عمل سے نجات حاصل کر لی ہے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میری پوتی الوشے نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے رہائی دلوائی تھی۔

جیسا کہ روحانی علوم میں مہارت رکھنے والے دوسروں کو قدرتی راز نہیں بتاتے۔ اسی طرح الوشے نے بھی یہ نہیں بتایا کہ عالی پر کس نے عمل کیا تھا؟ قدرت کے رازوں سے انجان رہ کر ہی انسان اپنی ذہانت سے حقائق معلوم کرتا ہے اور ایک دن ہم یہ معلوم کرنے والے تھے کہ میری بیٹی سے کس نے دشمنی کی تھی؟

فرہاد لو کی مصروفیات بڑھ رہی تھیں۔ وہ پرین ماسٹر کے ساتھ رہ کر خیال خوانی کے ذریعے ان تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر جاتا تھا۔ جو کوما میں تھے۔ ان کے

دماغ میں سوچ کی لہریں اثر انداز نہیں ہوتی تھیں۔ ان کے اپنے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے سوچ کے ذریعے آتے تھے پھر یہ دیکھ کر واپس چلے جاتے تھے کہ وہ بدستور کوما میں ہیں۔

ان تینوں کو جس عمارت میں رکھا گیا تھا۔ اس کے اندر اور باہر مسلح فوجیوں کا سخت پہرا تھا۔ امریکی اکابرین کو بھی وہاں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی کے ذریعے ان پہریداروں کے اندر آتے تھے اور ان تین کوما میں رہنے والوں کی خیریت معلوم کر کے واپس چلے جاتے تھے۔

وہ غیر معمولی قوت سماعت رکھنے والا آوڈی مین واشنگٹن پہنچ گیا تھا۔ وہاں ایک ہوٹل کے کمرے میں بیٹھ کر امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آوازیں سننے کی کوشش کر رہا تھا۔ برین ماسٹر اور فرہاد ٹو نے ان تمام امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آواز اور لب و لہجہ اس کے ذہن میں نقش کیا تھا۔ آوڈی مین بند کمرے میں بیٹھا تنہائی اور خاموشی میں ان آوازوں کو اور لب و لہجے کو سننے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسے جلد ہی کامیابی ہوئی کیونکہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے گونگے تو نہیں تھے۔ آپس میں ایک دوسرے سے بولتے تھے۔ اپنے رشتے داروں یا دوست احباب سے بات کرتے تھے، آوڈی مین نے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کی آواز سنی۔ وہ فون کے ذریعے ایک سکیورٹی افسر سے کوما میں رہنے والوں کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

سکیورٹی افسر نے کہا۔ ''ابھی ڈاکٹر آیا تھا۔ اس نے انجکشن کے ذریعے ان تینوں کے اندر خوراک پہنچائی ہے۔ آپ اس ڈاکٹر سے بات کریں۔ وہ آپ کو تفصیل سے بتائے گا۔''

''ٹھیک ہے، میں ابھی پانچ یا دس منٹ کے بعد ڈاکٹر سے رابطہ کروں گا۔''

پھر خاموشی چھا گئی۔ ادھر فون کا رابطہ ختم ہو گیا تھا۔ آوڈی مین نے فوراً ہی فون کے ذریعے ماسٹر کو مخاطب کیا۔ ''ابھی پانچ یا دس منٹ میں آپ کو فون پر ہونے والی گفتگو سناؤں گا۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس ڈاکٹر سے بات کرے گا' جو ان تین کوما میں رہنے والوں کو انجکشن کے ذریعے خوراک پہنچاتا ہے اور ان کی دیکھ بھال کرتا ہے۔''

برین ماسٹر نے فرہاد ٹو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''فوراً آوڈی مین کے اندر پہنچو۔''

وہ دونوں اس کے اندر پہنچے۔ دس منٹ کے اندر ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی آواز سنائی دی۔ وہ فون کے ذریعے ڈاکٹر سے بات کر رہا تھا۔ ان کوما میں رہنے والوں کی خیریت معلوم کر رہا تھا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ ''میں انہیں انجکشن کے ذریعے خوراک دے رہا ہوں۔ وہ تینوں صحت مند ہیں۔ اس کے باوجود انہیں دو یا تین دن سے زیادہ کوما میں نہیں رکھنا چاہیے۔''

''ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمارے وہ تینوں ساتھی تکلیف میں مبتلا نہ رہیں لیکن دشمن ان کی تاک میں ہیں۔ جب تک یہ یقین نہیں ہوگا کہ وہ ان کا پیچھا چھوڑ چکے ہیں' ان کے اندر نہیں آتے ہیں تب تک ہم انہیں کوما سے نکال نہیں پائیں گے۔''

ماسٹر اس ڈاکٹر کی آواز سنتے ہی اس کے اندر پہنچ گیا تھا۔ اب وہ ڈاکٹر اس کی مرضی کے مطابق پوچھ رہا تھا۔ ''آپ کو کیسے یقین ہوگا کہ دشمن ان تینوں کے اندر نہیں آ رہے ہیں؟''

''ہم نے احتیاطی تدابیر کی ہیں۔ آپ کو بھی سختی سے تاکید کی گئی ہے کہ ان تینوں کے آس پاس رہ کر اپنے منہ سے آواز نہ نکالیں۔ کسی سے کوئی بات نہ کریں۔ اس کمرے میں اور کمرے کے باہر آس پاس یوگا جاننے والے پہریدار ہیں۔ وہ آپ کی نگرانی کرتے ہیں۔ جب تک گونگے بنے رہیں گے' ان کے معالج رہیں گے اگر کسی سے ذرا سی بھی بات کریں گے تو آپ کو وہاں سے ہٹا دیا جائے گا۔''

ڈاکٹر نے کہا۔ ''میں اپنے معاملے میں بہت محتاط ہوں۔ میرے منہ سے کبھی کوئی بات نہیں نکلے گی۔''

''آپ اسی طرح گونگے بنے رہے تو دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ان تینوں کے اندر بار بار آ کر ناکام ہوتے رہیں گے۔ جب بیزار ہو جائیں گے تب ہم کوئی مناسب موقع دیکھ کر انہیں کوما سے نکالیں گے اور مختصر سے تنویمی عمل کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کر دیں گے۔''

ان کا فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔ آوڈی مین کے دماغ میں خاموشی چھا گئی۔ ماسٹر نے خوش ہو کر کہا۔ ''آوڈی مین! تمہاری یہ قوت سماعت ہمارے بہت کام آ رہی ہے۔ آئندہ بھی آئے گی۔ اب وہ ڈاکٹر ہی ہمارا آلہ کار بنے گا۔ ہم جلد ہی اس کے ذریعے ان تینوں کو اپنی گرفت میں لے لیں گے۔''

فرہاد ٹو نے کہا۔ ''ماسٹر! ممبئی میں شام کے چھ بجے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد تاریکی پھیلنے والی ہے اگر جمائلہ زندہ ہے تو وہ ضرور تبدیل ہوگی۔ اس پر شیطانی قوت حاوی ہوگی اور میں اس سے رابطہ کر سکوں گا۔''

برین ماسٹر نے کہا۔ ''بے شک، تم جاؤ۔ جمائلہ کی گمشدگی نے ہمیں پریشان کر دیا ہے۔ جن مسائل کو ہم آسانی سے حل کر سکتے تھے۔ وہی ہمارے لیے مشکل بنتے جا رہے ہیں۔''

فرہاد ٹو دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ وہ ہوٹل کے کمرے میں لباس تبدیل کر کے بالکل تیار بیٹھا ہوا تھا کہ جیسے ہی جمائلہ سے رابطہ ہوگا' اس کا پتا ٹھکانا معلوم ہوگا تو وہ اس کی طرف دوڑ پڑے گا۔

وہ کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ اوپر آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ دن کی روشنی بجھ رہی تھی۔ کچھ دیر میں تاریکی پھیلنے ہی والی تھی۔

لومی بھی اسی تجسس میں مبتلا تھی کہ جمائلہ زندہ ہے یا مر چکی ہے؟ یہ معلوم کرنے کے لیے وہ فرہاد ٹو کے اندر چپ چاپ چلی آئی۔

کھڑکی کے باہر تاریکی چھا گئی۔ وہ وہاں سے پلٹ کر فون کے پاس آ کر بیٹھ گیا پھر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اسے امید تو نہیں تھی کہ جمائلہ کا دماغ ملے گا لیکن مل گیا۔ وہ ایک دم سے چیخ کر بولی۔ ''کون ہے؟''

اس نے جلدی سے کہا۔ ''جمائلہ! پلیز سانس نہ روکنا۔ میں تمہارا دوست فرہاد ٹو بول رہا ہوں۔ میرا فون نمبر نوٹ کرو۔ میں تم سے ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔''

اس نے اپنا سیل نمبر اور اس ہوٹل کا فون نمبر لکھوایا۔ الوشے نے سانس روک لی۔ وہ واپس چلا گیا۔ وہ جانتی تھی کہ فرہاد ٹو اندھیرا ہوتے ہی اس سے رابطہ کرے گا اس لیے وہ اپنے کمرے میں تنہا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے ایک موبائل کے ذریعے رابطہ کیا پھر پوچھا۔ ''ہاں، اب بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟''

''میں صبح سے تمہارے لیے پریشان ہوں۔ میری سوچ کی لہروں کو تمہارا دماغ نہیں مل رہا تھا۔ ایسا تو اس وقت ہوتا ہے جب دماغ مردہ ہو جاتا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا تھا جمائلہ......!''

وہ بولی۔ ''مجھے تو ایسا ہی لگ رہا تھا' جیسے صبح سے شام تک کے لیے مر گئی تھی۔ آج صبح نارمل ہونے کے بعد اچانک مجھے ایک ذہنی جھٹکا سا لگا۔ اس کے بعد مجھے کوئی خبر نہ رہی کہ میں اس دنیا میں ہوں بھی یا نہیں؟''

''میں تمہارے لیے بہت پریشان ہوں۔ تمہارے پاس آ کر تمہاری حفاظت کروں گا پھر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ مجھے بتاؤ' تم کہاں ہو؟ میں ابھی' اسی وقت آنا چاہتا ہوں۔''

الوشے مسکرانے لگی پھر ذرا پریشانی ظاہر کرتے ہوئے بولی۔ ''پہلے یہ بتاؤ' تم کہاں ہو؟''

''تمہاری ہی تلاش میں ممبئی پہنچا ہوا ہوں۔''

''اوہ گاڈ! میں اس ملک میں نہیں ہوں۔ پتا نہیں کس نے مجھے قاہرہ پہنچا دیا ہے؟''

وہ تقریباً چیخ کر حیرانی سے بولا۔ ''کیا قاہرہ......؟ اوہ گاڈ! تم وہاں کیسے پہنچ گئیں؟''

''میں کیا جانوں کیسے پہنچ گئی؟ کہہ تو رہی ہوں صبح سے غائب دماغ ہوں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے مر چکی ہوں۔ ابھی زندگی ملی ہے تو دیکھ رہی ہوں' اپنے ابوالہول کے شہر پہنچی ہوئی ہوں۔ میرا دل اور دماغ کہتا ہے ابوالہول نے ہی مجھے یہاں بلایا ہے۔ میں ابھی اس کے پاس جا رہی ہوں اور یہ فون بند کر رہی ہوں۔''

''جسٹ آ منٹ! میری بات تو سن لو۔ میں تمہاری جیسی دوست کو کھونا نہیں چاہتا۔ کل ہی کسی بھی فلائٹ سے تمہارے پاس قاہرہ پہنچوں گا۔ میرا انتظار کرنا۔ کل نارمل ہو جاؤ گی تو خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کروں گا۔''

اس کی بات ختم ہوتے ہی الوشے نے فون بند کر دیا۔ فرہاد ٹو نے اپنے فون کو دیکھا پھر جھنجھلا کر کہا۔ ''شٹ...... یہ کیا مصیبت پر مصیبت آ رہی ہے؟ پہلے تو ایسے گم ہو گئی جیسے مر گئی ہو۔ اب رابطہ ہونے پر پتا چل رہا ہے' موصوفہ قاہرہ پہنچی ہوئی ہیں۔ مجھے کسی بھی پہلی فلائٹ سے وہاں جانا ہوگا۔''

لومی فرہاد ٹو کے اندر سے چلی گئی۔ سوچنے لگی۔ ''عجیب پُراسرار لڑکی ہے؟ کل رات معلوم ہوا' ممبئی میں ہے۔ صبح معلوم ہوا کہ مر گئی ہے اور اب رات کو پتا چل رہا ہے کہ قاہرہ میں ہے۔ پتا نہیں کل صبح کیا سننے کو ملے گا؟ بے شک، عجوبہ ہے۔ بہت ہی دلچسپ ہے۔ میں دور ہی دور سے اس کی اسٹڈی کرتی رہوں گی۔''

الوشے فون بند کرنے کے بعد واش روم میں آئی تھوڑی دیر کے بعد تولیے سے ہاتھ منہ پونچھتی ہوئی آئینے کے سامنے آئی۔ وہ خود کو بہت ہی ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ اندھیرا ہونے کے بعد اب تک کوئی شیطانی قوت اسے چھو کر بھی نہیں گزر رہی تھی۔ وہ اپنے کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ وہاں الپا اور پارس ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں نے مسکرا کر بیٹی کو دیکھا۔ پارس نے کہا۔ ''آؤ میری جان! اپنے پاپا کے پاس بیٹھو۔''

الپا پارس سے دور ہوگئی۔ بیٹی ان کے درمیان آ کر بیٹھ گئی۔ وہ ایک انگلش مووی دیکھ رہے تھے۔ الپا نے پوچھا۔ ''کیا اس بہروپیے کو ٹرخا دیا ہے؟''

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ ''ہاں، میں نے اس سے کہا ہے کہ میں ابھی قاہرہ میں ہوں۔ اب وہ کسی بھی پہلی فلائٹ سے قاہرہ جانے کی کوشش کر رہا ہوگا۔''

پارس نے ہنس کر کہا۔ ''اچھا ہے۔ اسے کوشش کرنے دو۔ کم بخت ہمارے پاپا کا نقال بن کر آیا تھا۔ پاپا کی ہی سب سے چھوٹی پوتی اسے دن میں تارے دکھا رہی ہے۔''

انوشے نے کہا۔ ''پاپا! اب آپ دونوں مووی انجوائے کریں۔ میں اپنے بیڈروم میں جا رہی ہوں۔''

الپا نے کہا۔ ''ہمارے ساتھ رہو۔ یہ مووی بڑی دلچسپ ہے۔ ابھی ختم ہونے والی ہے۔ اس کے بعد رات کا کھانا کھائیں گے پھر سونے کے لیے چلی جانا۔''

وہ ان کے درمیان سے اٹھ رہی تھی پھر بیٹھ گئی۔ ایسے ہی وقت ٹی وی پر پیش کی جانے والی فلم کا منظر بدل گیا۔ قاہرہ کا شہر اور اہرام مصر دکھائی دے رہے تھے پھر ابوالہول کا بت ٹی وی کی اسکرین پر دکھائی دینے لگا۔ انوشے کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ جیسے اسے شیطانی قوت نے متاثر کیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ بچپن کی عادت کے مطابق بسم اللہ پڑھ کر ایک آیت کی تلاوت کرنے لگی۔

الپا اور پارس نے چونک کر بیٹی کو دیکھا۔ فوراً ہی یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ آج کی رات پھر گڑبڑ ہونے والی ہے۔ وہ ایمان اور شیطان کی قوت کے درمیان اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ جس چینل سے وہ فلم آ رہی تھی۔ وہاں کسی ٹیکنیکل خرابی کی وجہ سے سین بدل گیا تھا۔ ابوالہول کا بت اسکرین پر ٹھہر گیا تھا۔ فلم نہ آگے بڑھ رہی تھی نہ ختم ہو رہی تھی۔

اسے ٹیکنیکل خرابی بھی کہا جا سکتا تھا اور شیطانی قوت بھی...... ابوالہول اپنے سامنے جمائلہ کو دیکھتے ہی ٹھہر گیا تھا۔ وہ بھی اس کی طرف کھنچی جا رہی تھی اور خود کو روکنے کی کوشش بھی کر رہی تھی۔

الپا نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے آمنہ سے کہا۔ ''آپ فوراً انوشے کے پاس آئیں۔ اس پر پھر وہی شیطانی قوت حاوی ہونا چاہتی ہے۔''

دوسرے ہی لمحے میں آمنہ اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے پہنچتے ہی انوشے اس بت کی طرف بڑھتے بڑھتے رک گئی۔ اسے اب ایک نیا حوصلہ مل رہا تھا۔ آمنہ بھی اس کے اندر تلاوت کر رہی تھی۔ پارس ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ٹی وی کو بند کرنا چاہتا تھا لیکن وہ بند نہیں ہو رہا تھا۔ اسکرین روشن تھی۔ ابوالہول اسی طرح دکھائی دے رہا تھا۔

الپا دوڑتی ہوئی جا کر ٹی وی کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اس نے اسکرین کو اپنے وجود سے ڈھانپ لیا۔ ٹی وی سے عجیب سی کرخت شیطانی آواز ابھرنے لگی۔ الپا نے پوری قوت سے ٹی وی کو ٹرالی سے نیچے پھینک دیا۔ ایک زوردار دھماکا سا ہوا۔ اسکرین کا شیشہ چور چور ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ابوالہول بھی نابود ہو گیا۔

انوشے پیچھے جا کر تھکے ہوئے انداز میں ایک صوفے پر ڈھے گئی۔ گہری گہری سانس لینے لگی اور کہنے لگی۔ ''تھینک یو گرینڈ ماما! آپ کے آنے سے میرے اندر حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے۔''

آمنہ نے کہا۔ ''اپنوں کو تھینکس نہیں کہتے۔ تمہاری مما نے بروقت ذہانت سے کام لیتے ہوئے ٹی وی کو توڑ دیا۔ اپنی مما کو کس کرو۔ اب میں جا رہی ہوں۔''

الپا نے اس کے قریب آ کر اسے اپنے بازوؤں میں لیتے ہوئے پوچھا۔ ''اب میری بیٹی کیسا محسوس کر رہی ہے؟''

اس نے الپا کو چوم کر کہا۔ ''ابھی گرینڈ ماما نے کہا ہے کہ میں آپ کی بروقت ذہانت پر تھینکس نہ کہوں۔ آپ کو چوم لوں۔''

الپا نے بھی اسے چوم لیا پھر کہا۔ ''بیٹی! اپنی گرینڈ ماما سے کہو' جمائلہ کا یہ بہروپ تمہیں بہت مہنگا پڑ رہا ہے۔ ابھی وہ تمہارے پاس آئی تھیں۔ انہوں نے دیکھا ہے' آج تیسری رات بھی وہ شیطان کس بہانے سے ٹی وی اسکرین پر آ گیا؟''

''میں ان سے کیا کہوں؟ انہوں نے خود دیکھا ہے۔ وہ بھی مجھے جان سے زیادہ چاہتی ہیں۔ کبھی خطرات سے کھیلنے نہیں دیں گی۔ انہیں خود فیصلہ کرنے دیں کہ آیندہ مجھے اس بہروپ میں رہنا ہے یا نہیں؟''

آمنہ نے اسے بچپن سے ہی اپنی گود میں کھلایا تھا۔ اس کی پرورش کی تھی۔ جب سے وہ پڑھنے لکھنے کے قابل ہوئی تھی تب سے اسے روحانیت کی بنیاد پر تعلیم دیتی آ رہی تھی اور اس کی تربیت کر رہی تھی۔ انسان کو اپنی زندگی میں مصائب اور خطرات سے دوچار ہونا ہی پڑتا ہے۔ وہ جانتی تھی کہ اس کی پوتی بھی طرح طرح کے آزمائشی مرحلوں سے گزرتی رہے گی۔

لیکن جمائلہ بن کر شیطان کے راستے سے گزرنا مہنگا پڑ رہا تھا اگر وہ شام سے صبح تک اپنی پوتی کے اندر رہتی تو شیطان کو بری طرح پسپا کر سکتی تھی۔ انہیں اپنی پوتی کی طرف ... کر آنے کا موقع بھی نہ دیتی لیکن وہ روحانیت کے اس ... ملے سے گزر رہی تھی۔ جہاں انسان دنیاوی معاملات سے ... کشی اختیار کر لیتا ہے اور دن رات عبادت میں مصروف ... اللہ تعالیٰ کی ذات میں گم ہو جاتا ہے۔ وہ کبھی کبھی ہماری ... کل گھڑی میں کام آ جاتی تھی ورنہ ہم سے بھی لاتعلق رہا ... رتی تھی۔

وہ انوشے کو دل کی گہرائی سے چاہتی تھی۔ اس سے لا... تعلق نہیں رہ سکتی تھی۔ اس نے پریشان ہو کر جناب تبریزی کو ... طب کیا۔ ''اعلیٰ حضرت! مجھے دنیاوی معاملوں میں دلچسپی ... نہیں لینی چاہیے لیکن اپنی پوتی کے لیے بہت پریشان ... ہوں۔ جب سے وہ جمائلہ کے روپ میں آئی ہے تب سے ... شیطان ابوالہول کے حوالے سے کسی نہ کسی طرح اسے متاثر ... کرنے اور اس پر حاوی ہونے کے لیے چلا آتا ہے۔''

انہوں نے کہا۔ ''اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کھلی چھٹی دے ... رکھی ہے۔ اسے اس قدر آزاد اور بااختیار رکھا ہے کہ انسان ... کے ہوش و حواس پر بھی چھا جاتا ہے اور بہت سے بہانوں سے ... انسان کو ایمان کے راستوں سے بھٹکاتا رہتا ہے۔''

''اعلیٰ حضرت! میری بچی تو سچ مچ جمائلہ نہیں ہے پھر ... شیطان اس کے پیچھے کیوں پڑتا ہے؟''

''ایسی بات نہیں ہے کہ شیطان انتہائی ذہین ہے۔ وہ ... کبھی کبھی دھوکا کھاتا ہے۔ کبھی کبھی ایمان کے سامنے کمزور پڑ ... جاتا ہے اور ایمان والوں سے کترا کر دوسری طرف نکل جاتا ... ہے۔ جمائلہ کی ہسٹری کا بچپن سے مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ... ہے کہ شیطان صرف رات کی تاریکی میں اس کے چہرے کو ... دکھاتا ہے اور صبح کی اذان ہوتے ہی اس کے چہرے کو بھول ... جاتا ہے۔''

''اعلیٰ حضرت! اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟''

''فی الحال یہ کرو کہ انوشے کے چہرے سے عارضی طور ... جمائلہ کا چہرہ مٹا دو۔ میک اپ کے ذریعے اسے چھپا دو۔ ... نے تین راتوں تک شیطانی ہتھکنڈے دیکھے ہیں۔ آیندہ ... کی رات کو دیکھا جائے گا کہ وہ انوشے کی طرف آئے گا یا ... نہیں؟ اس کے پیچھے چھپے ہوئے جمائلہ کے چہرے کو پہچان ... سکتا یا نہیں؟ جاؤ! اپنی پوتی سے کہو کہ وہ اپنا چہرہ اور لب و لہجہ ... بدل لے۔''

آمنہ نے مطمئن ہو کر کہا۔ ''آپ کا بہت بہت شکریہ ... اعلیٰ حضرت! میں ابھی انوشے کو سمجھاتی ہوں۔''

وہ فوراً ہی انوشے کے پاس آ کر بولی۔ ''بیٹی! اعلیٰ حضرت نے کہا ہے کہ تم عارضی طور پر اپنا چہرہ بدل لو۔ جمائلہ کی آواز اور لب و لہجے کو بھی اپنے ذہن سے نکال دو۔''

اس نے کہا۔ ''گرینڈ ماما! میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ وہ شیطان جمائلہ کے چہرے کی طرف کھنچا آتا ہے۔ یہ چہرہ چھپ جائے گا تو شاید وہ میری طرف نہ آئے؟''

''تین راتیں گزر چکی ہیں۔ ہم چوتھی رات یہی آزمائیں گے کہ جب جمائلہ کا چہرہ چھپ جائے گا تو کیا وہ شیطانی قوت پھر بھی تم پر حاوی ہونا چاہے گی؟ میں دعا کرتی رہوں گی۔ اللہ نے چاہا تو تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ اب میں جا رہی ہوں۔''

وہ چلی گئی۔ انوشے نے الپا سے کہا۔ ''مما! میں نہ کہتی تھی' میری گرینڈ ماما میرے لیے بہت فکرمند ہوں گی۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت سے بات کی ہے۔ انہوں نے مشورہ دیا ہے کہ مجھے اپنا چہرہ عارضی طور پر بدل لینا چاہیے۔ جمائلہ کی آواز اور لب و لہجے کو بھی بھول جانا چاہیے۔''

الپا اور پارس نے اس کی بات سن کر ایک ذرا اطمینان کی سانس لی کہ آیندہ چوتھی رات کو ان کی بیٹی پر کوئی شیطانی حملہ نہیں ہوگا اور آمنہ اپنی پوتی کی حفاظت کے لیے اس رات بھی اس کے اندر موجود رہے گی۔

☆☆☆

پیا ملن کا وقت آ گیا۔ نومی کرسٹل صبح سات بجے کی فلائٹ سے جنیوا پہنچ گئی۔ اس نے جھیل کے کنارے ایک بہت ہی مہنگا کاٹیج کرائے پر حاصل کیا تھا پھر فون کے ذریعے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''ہائے فرہاد! میں تو یہاں پہنچ چکی ہوں۔ جھیل کنارے ایک بہت ہی خوبصورت کاٹیج بھی حاصل کر لیا ہے۔ تم کہاں ہو؟''

میں پچھلی رات ہی جنیوا پہنچ گیا تھا لیکن اس سے ذرا آنکھ مچولی کھیلنا چاہتا تھا۔ فوراً ہی اس کے سامنے جانا مناسب نہیں تھا۔

میں نے کہا۔ ''سوری نومی! میں ایک مسئلے میں الجھ گیا تھا۔ اب وہ مسئلہ حل ہو چکا ہے پھر بھی میں آج شام کی فلائٹ سے وہاں پہنچ جاؤں گا۔''

''جب مسئلہ حل ہو ہی چکا ہے تو پھر دیر کیوں؟ بائی دا وے...... وہ مسئلہ کیا تھا؟''

''ایک باپ اپنی اولاد کے لیے فکرمند رہتا ہے۔ تم تو جانتی ہو عالی کو اغوا کیا گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے وہ اس دشمن کے چنگل سے نکل چکی ہے۔ اب آزاد ہو گئی ہے۔ اس کی طرف سے کوئی فکر نہیں رہی ہے لیکن میں ٹونی بے کا سراغ لگا رہا

ہوں کہ وہ کہاں چھپا ہوا ہے؟ میں اسے سزا ضرور دوں گا۔"

"بے شک، اسے سزا ملنی چاہیے۔ میں بھی سوچ رہی ہوں' اسے کہاں تلاش کیا جا سکتا ہے؟ یہ ذرا مشکل سے ہی معلوم ہوگا کہ وہ کہاں گمنامی کی زندگی گزار رہا ہے؟"

میں نے کہا۔ "اب یہ باتیں چھوڑو۔ آج سے ہم صرف پیار محبت کی باتیں کریں گے اور زیادہ سے زیادہ لائف انجوائے کریں گے۔ اب یہ بتاؤ' تمہارا کاٹیج نمبر کیا ہے؟"

اس نے بڑی شوخی سے کہا۔ "کاٹیج کا نمبر نہیں بتاؤں گی۔ ابھی اسے لاک کر رہی ہوں۔ تمہارے یہاں آنے تک کسی ہوٹل میں رہوں گی۔ تم مجھے تلاش کرتے ہوئے مجھ تک پہنچو گے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اچھا تو آنکھ مچولی کھیلنا چاہتی ہو؟ میں وہاں چھ بجے پہنچنے والا ہوں۔ کیا ایئرپورٹ بھی نہیں آؤ گی؟"

"میں آؤں گی لیکن نظروں کے سامنے نہیں آؤں گی۔"

"اس آنکھ مچولی میں میری آنکھوں پر پٹی بندھی رہے گی۔ کیونکہ تم اصلی چہرے کے ساتھ نہیں رہو گی۔ یقیناً کسی بہروپ میں ہی ہو گی اور میں تو اپنے اصلی چہرے کے ساتھ ہوں۔ تم مجھے دور سے ہی پہچان لو گی۔"

"جب میں استنبول میں تھی تب چہرے کی پلاسٹک سرجری کرائی تھی۔ وہی چہرہ لیے پھر رہی ہوں اگر تمہیں پسند نہ آیا تو میں پھر سے پلاسٹک سرجری کراؤں گی۔ تم جیسا چاہو گے' ویسا ہی چہرہ ہو جائے گا۔"

"ابھی تو موجودہ چہرے کو پہچاننے کا چیلنج ہے۔ ویسے میں تمہیں ایئرپورٹ پر ہی پہچان لوں گا۔ تم ابھی کیا کر رہی ہو؟"

"عورت دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو۔ کسی بھی حال میں ہو' شاپنگ ضرور کرتی ہے۔ میں ایک بوتیک میں ہوں۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے' کس قسم کا لباس پسند کروں کہ تم مجھے دیکھو تو دیکھتے ہی رہ جاؤ۔"

"وہاں ہلکی برف باری ہو رہی ہو گی۔ ایسے میں اورنج کلر کا لباس مجھے بہت اچھا لگے گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "مجھے بے وقوف بنا رہے ہو۔ تاکہ میں تمہاری پسند کا یہ کلر پہنوں اور تم مجھے دیکھتے ہی پہچان لو۔"

"مجھے دو کلر پسند ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک تو پہنو۔"

"تو وہ دوسرا پسندیدہ کلر کون سا ہے؟"

"نیوی بلیو......"

"ٹھیک ہے، میں یہ دونوں رنگ خرید لوں گی لیکن ابھی نہیں پہنوں گی۔ جب تم مجھے ڈھونڈ لو گے تب تمہارے پسند کے کلر پہنوں گی۔"

میں اسے باتوں میں اُلجھا رہا تھا اور کار ڈرائیو کرتا ہوا ایک شاپنگ پلازا کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں دو بڑے شاپنگ پلازا تھے۔ ان کے علاوہ بھی کئی چھوٹے بڑے جنرل اسٹور تھے۔ جہاں عورتوں کی ضروریات کے سامان ملتے تھے۔ نومی کو باتوں میں الجھا کر میں نے دو باتیں معلوم کیں۔ ایک تو یہ کہ وہ کسی شاپنگ سینٹر میں ہے اور دوسری بات یہ کہ وہ ملبوسات خرید رہی ہے۔ لہٰذا کسی بوتیک میں ہی ہو گی۔ اب میری پسند کے مطابق اورنج اور نیوی بلیو کلر کے لباس خرید رہی ہو گی۔

اسے یہ اندیشہ نہیں ہوگا کہ میں اس کا تعاقب بھی کر سکتا ہوں۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ شام کی فلائٹ سے ہی آنے والا ہوں۔ بہرحال' وہاں جتنے بوتیک تھے' میں اُدھر جانے لگا۔

دسمبر کی شدید سردی تھی۔ کبھی کبھی برف باری ہونے لگتی تھی۔ دنیا کی بے شمار امیر ترین خواتین اور مرد حضرات کرسمس منانے کے لیے سوئٹزرلینڈ آتے ہیں۔ شمالی علاقوں میں سال کے بارہ مہینے برف جمی رہتی ہے۔ اسکیٹنگ (برف پر پھسلنے کا کھیل) کرنے اور یہ تماشہ دیکھنے کے لیے شوقین لاکھوں کی تعداد میں وہاں آتے ہیں۔

جنیوا میں بھی دنیا کی حسین لڑکیاں کرسمس منانے آئی ہوئی تھیں۔ اس میلے میں نومی کو پہچاننا مشکل تھا۔ وہ کئی ماہ پہلے سونیا بن کر میری تنہائی میں آئی تھی تب ہی میں نے اسے دیکھا تھا۔ چہرے کی بناوٹ' اس کے قد اور جسامت سے اسے پہچان سکتا تھا۔ میں وہاں عورتوں لڑکیوں کی بھیڑ میں اس سے مطابقت رکھنے والیوں کو دیکھ رہا تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر پہچان نہیں سکتی تھی کیونکہ میں اپنے اصلی چہرے کے ساتھ نہیں تھا۔

اصلی چہرے والا فرہاد شام کی فلائٹ سے وہاں پہنچنے والا تھا۔ وہ ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا اور اکثر ضرورت کے وقت میری ڈمی بن کر اہم رول ادا کیا کرتا تھا۔ وہاں بھی فرہاد علی تیمور بن کر شام چھ بجے آنے والا تھا۔

وہاں شاپنگ پلازا میں کتنی ہی ایسی لڑکیاں نظر آ رہی تھیں جو نومی سے مطابقت رکھتی تھیں۔ ایک لڑکی پر بہت شبہ ہوا۔ وہ دکاندار سے بات کر رہی تھی۔ میں نے قریب سے اس کی آواز سنی پھر خیال خوانی کی چھلانگ لگائی اگر وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لیتی تو پھر وہی نومی تھی لیکن

[اس] نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کیا۔ سانس نہیں روکی [او]ر میں با آسانی اس کے اندر پہنچ گیا۔

ایسا کئی لڑکیوں کے ساتھ ہوا۔ وہاں سیکڑوں لڑکیاں [تھ]یں۔ میں کس کس کے اندر جاتا رہتا؟ پتا نہیں اس نے کس [ط]رح خود کو چھپا رکھا تھا؟ ایک خیال یہ بھی تھا کہ وہ مجھے دھوکا [د]ینے کے لیے عمر رسیدہ خاتون کے بھیس میں بھی ہو سکتی [ہ]ے۔ اگرچہ اسے ڈھونڈنے میں ناکامی ہو رہی تھی لیکن مجھے [س]مجھنے کا موقع مل رہا تھا کہ وہ بڑی مکار ہے۔ بڑی چالاکی [س]ے اپنے آپ کو چھپا کر رکھ سکتی ہے۔

ہمارے درمیان یہ طے پایا تھا کہ آج رات ڈنر کے [و]قت تک وہ مجھ سے چھپتی رہے گی اور میں اسے ڈھونڈنے کی [ک]وشش کروں گا پھر وہ خود ہی سامنے آ جائے گی اور میں یہ [چ]اہتا تھا کہ اس وقت تک مجھے اس کی اصلیت معلوم ہو جائے [ک]ہ واقعی وہ خود وہاں ہے یا اس نے بھی اپنی کوئی ڈمی وہاں بھیج دی ہے؟

میں ایک بوتیک کے سامنے سے گزرتے ہوئے ٹھٹک گیا۔ کاؤنٹر کے سامنے ایک بہت ہی خوبصورت سی لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ بالکل نومی کرسٹل کی طرح لگ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا' جیسے اس نے برائے نام عارضی میک اپ کے ذریعے خود کو تبدیل کیا ہے۔ اس وقت وہ حسینہ اپنے [بیگ] سے موبائل فون نکال کر نمبر پنچ کر رہی تھی۔

ٹھیک ایسے ہی وقت میرے موبائل کا بزر بولنے لگا۔ میں نے چونک کر اپنے فون کو دیکھا۔ اسکرین پر نومی کے نمبر دکھائی دے رہے تھے۔ اُدھر وہ حسینہ بھی موبائل فون کان سے لگائے کھڑی تھی۔ میں نے اپنا فون آن کر کے کان سے لگایا تو نومی کی آواز سنائی دی۔ "ہائے فرہاد! مجھے لگ رہا ہے' جیسے تم میری نگرانی کر رہے ہو۔"

"جب تم شام کے چھ بجے ایئرپورٹ آؤ گی اور مجھے [طیارے] سے اتر کر امیگریشن کاؤنٹر سے گزرتے ہوئے دیکھو گی تو [پ]ھر تمہیں یقین ہو جائے گا کہ میں ابھی یہاں نہیں ہوں۔"

"مجھے یقین ہے' تم سچ بول رہے ہو لیکن میں نادان بچی نہیں ہوں۔ یہ اچھی طرح جانتی ہوں' تم نے یہاں آنے سے پہلے جنیوا میں کئی آلہ کار بنا لیے ہیں اور اب ان کے ذریعے مجھے تلاش کر رہے ہو۔"

"یہ تو سب ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے کرتے ہیں۔ تم نے بھی وہاں کئی آلہ کار رکھے ہوں گے۔"

"ہاں، میرے ہی ایک آلہ کار نے ابھی اطلاع دی ہے کہ ایک شخص بہت دیر سے میرے پیچھے لگا ہوا ہے۔ میرا دل اس اندیشے سے ڈر رہا ہے کہ کہیں پکڑی نہ جاؤں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "شاید تم پکڑی گئی ہو؟ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ ایک بوتیک میں کاؤنٹر کے پاس کھڑی فون کو کان سے لگائے باتیں کر رہی ہو۔"

"او گاڈ! میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی' تم اتنی جلدی مجھے ڈھونڈ نکالو گے؟ چلو کوئی بات نہیں۔ اپنے آلہ کار سے کہو' میرے پاس آئے۔"

میں فون کان سے لگائے ہلکے ہلکے چلتا ہوا بوتیک میں آیا پھر اس لڑکی کے قریب پہنچ کر بولا۔ "اب میں فون بند کر رہا ہوں۔ میرا آلہ کار تم سے براہِ راست بات کرے گا۔"

میں نے فون بند کر دیا۔ مسکرا کر اس حسینہ کو دیکھنے لگا۔ اسے بھی اپنا فون بند کرنا چاہیے تھا لیکن وہ اسے کان سے لگائے بات کر رہی تھی۔ "او نو جیری! میں آج ہی کسی اسکیٹنگ کلب میں داخلہ لوں گی۔ تمہارے ساتھ برف پر پھسلتے رہنے کو دل کرتا ہے۔"

میں اس لڑکی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ دوسرے ہی لمحے میں مایوسی ہوئی۔ وہ نومی نہیں تھی۔ میں نے گھوم کر اِدھر اُدھر دوسرے کاؤنٹر پر بھی دیکھا۔ کتنی ہی لڑکیاں خریداری میں مصروف تھیں لیکن ان میں سے کوئی بھی نومی سے مطابقت نہیں رکھتی تھیں۔

میرے فون کا بزر پھر سے بولنے لگا۔ میں نے اسے آن کر کے کان سے لگایا۔ نومی پوچھ رہی تھی۔ "تم تو فون بند کرتے ہی میرے پاس پہنچنے والے تھے۔ کہاں گم ہو گئے؟"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "یہاں ایک حسینہ بالکل تمہارے قد و قامت اور جسامت سے مطابقت رکھتی ہے۔ میرے سامنے ہے۔ مجھے دھوکا ہوا تھا۔"

وہ بھی ہنسنے لگی پھر بولی۔ "چلو...... اچھا ہی ہوا۔ میں تو گھبرا گئی تھی۔ اب تو اس پلازا سے ہی جا رہی ہوں۔ تم بہت خطرناک ہو۔ مجھے آج رات ڈنر تک تم سے بچ کر رہنا چاہیے۔ میں فون بند کر کے یہاں سے جا رہی ہوں۔"

ایسے ہی وقت میں نے سر گھما کر بوتیک سے باہر دیکھا تو عورتوں اور مردوں کی بھیڑ میں ایک حسینہ تیزی سے چلتی ہوئی جا رہی تھی اور کان سے فون ہٹا کر اسے آف کر کے اپنے بیگ میں رکھ رہی تھی۔

میں دکان سے باہر آ کر اس کے پیچھے جانے لگا۔ ہمارے درمیان جیسے عورتوں اور مردوں کا سمندر تھا۔ ان لہروں کو چیر کر ان سے کتراتے ہوئے میں فوراً ہی اس کے قریب نہیں پہنچ سکتا تھا۔

وہ باہر جا کر سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی ایک سرخ رنگ کی اسپورٹس کار میں بیٹھ گئی۔ میں بھی تیزی سے پلٹ کر اپنی کار کی طرف جانے لگا۔ میری کار اس سے بیس میٹر دور کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اپنی گاڑی اسٹارٹ کر کے وہاں سے جا رہی تھی۔ میں نے فوراً ہی اپنی کار میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کیا پھر اس کے پیچھے جانے لگا۔ یہ یقین نہیں تھا کہ وہ لومی ہی ہوگی مگر ہو بھی ہو سکتی تھی۔ سچ تو یہ تھا کہ اس آنکھ مچولی میں مزہ بھی آ رہا تھا اور وقت بھی اچھا گزر رہا تھا۔

لیکن برا وقت آتے کتنی دیر لگتی ہے؟ لومی نے اپنی کار کی پچھلی سیٹ کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ وہ اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔ ذرا سا دور جانے کے بعد ایک ریوالور کی نال اس کی گردن سے لگ گئی۔ بھرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ ''اپنے کالج کی طرف چلو......''

لومی نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ زیرلب بڑبڑانے لگا۔ ''شٹ! یہ ابھی کیا ہوا تھا؟ میں نے اچانک ہی بے چین ہو کر سانس کیوں روک لی تھی؟''

وہ یوگا کا ماہر نہیں تھا۔ نہ ٹیلی پیتھی کے بارے میں کچھ جانتا تھا۔ چونکہ صحت مند باڈی بلڈر تھا اس لیے اس کے اندر پہنچا نہیں جا سکتا تھا۔ جب بھی وہ جاتی تھی تو وہ بے اختیار سانس روک لیتا تھا۔

لومی نے پوچھا۔ ''تم مجھے کالج کی طرف جانے کا کیوں کہہ رہے ہو؟''

''ہم صبح سے تمہاری نگرانی کر رہے ہیں۔ تم بینک گئی تھیں۔ وہاں سے پتا نہیں کتنی رقم نکالی ہے؟ پھر تم کالج میں گئی تھیں۔ وہاں ایک گھنٹا گزار کر شاپنگ کرنے چلی آئی تھیں۔ اب ہم جاننا چاہتے ہیں' بینک سے نکالی ہوئی رقم اس وقت تمہارے بیگ میں ہے یا اسے کالج میں لاک کیا ہوا ہے؟''

میں بھی اپنی کار ڈرائیو کرتا ہوا اس کار کے پیچھے جا رہا تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ لومی نے اس سے کہا۔ ''میں نے پچاس ہزار ڈالرز نکالے تھے۔ ابھی دس ہزار کی شاپنگ کی ہے۔ باقی چالیس ہزار میرے بیگ میں رکھے ہوئے ہیں۔ انہیں لو اور میرا پیچھا چھوڑو۔''

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ''ایسے کیسے چھوڑ دیں؟ ہم نے بھی گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ تم بینک سے سیدھی شاپنگ کرنے بھی جا سکتی تھیں لیکن پہلے اپنے کالج میں گئی تھیں۔ ہمارا تجربہ کہتا ہے' تم نے وہاں بھی اچھی خاصی رقم محفوظ کی ہوگی پھر پچاس ہزار ڈالر لے کر شاپنگ کے لیے نکلی ہوگی۔''

لومی نے پھر اس کے اندر پہنچنے کی کوشش کی۔ اس نے سانس روکتے ہوئے جھنجلا کر کہا۔ ''شٹ! یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟ ابھی پھر میری کھوپڑی کے اندر کچھ ہوا تھا۔''

پھر اس نے گھور کر آگے بیٹھی ہوئی لومی سے پوچھا۔ ''اے! کیا تم وچ ڈاکٹر (جادوگرنی) ہو؟''

وہ بولی۔ ''میں وچ ڈاکٹر تو نہیں ہوں لیکن اس سے بھی زیادہ بہت کچھ ہوں۔ دیکھنا چاہتے ہو......؟''

وہ بہت تیز رفتاری سے کار چلا رہی تھی۔ اپنی بات ختم کرتے ہی اس نے اچانک بریک لگایا تو کار ایک جھٹکے سے رکی۔ وہ اگلی سیٹ سے ٹکرایا۔ ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر سامنے لومی کے قدموں میں آ گرا۔ وہ پہلے سے سنبھلی ہوئی تھی اس لیے اسٹیئرنگ سیٹ سے بہت آہستگی سے ٹکرائی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ ریوالور اٹھا لیا۔

میں اپنے سامنے سرخ رنگ کی کار کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ موجودہ صورت حال کے مطابق اس کار کو رکنا چاہیے تھا لیکن وہ اپنی کسی منزل کی طرف جا رہی تھی۔ میں پھر دھوکا کھاتے ہوئے کسی دوسری حسینہ کے پیچھے چلا جا رہا تھا۔

وہ اس اجنبی کو گن پوائنٹ پر لیتے ہوئے بولی۔ ''دیکھ لیا تم نے...... میں کیسی خطرناک وچ ڈاکٹر ہوں؟''

اجنبی نے سوچتی ہوئی نظروں سے ریوالور کی طرف دیکھا۔ اس کا سیفٹی کیچ ہٹا ہوا نہیں تھا۔ جتنی دیر میں وہ اسے ہٹا کر ٹریگر دباتی، اتنی دیر میں وہ بہت کچھ کر سکتا تھا۔ اس نے اچانک ہی ریوالور پر ایک ہاتھ مارا پھر دوسرا ہاتھ لومی کے منہ پر جڑنا چاہتا تھا مگر وہ جھک گئی۔ وار خالی گیا۔ جواباً لومی کا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا تو پتا چلا کہ وہ بھی اچھی خاصی فائٹر ہے۔ وہ پچھلی سیٹ پر جا گرا تھا۔ وہاں سے پلٹ کر اس کی طرف آیا تو ایک دم سے ٹھٹک گیا۔ لومی نے ریوالور کا سیفٹی کیچ ہٹا دیا تھا۔ انگلی ٹریگر پر تھی۔

وہ گھبرا کر بولا۔ ''مجھے معلوم ہے تم قانون کی گرفت میں آ جاؤ گی۔ تمہارے اس بیان پر یقین نہیں کیا جائے گا کہ میں تمہیں لوٹنے کے لیے یہاں آیا تھا۔ یہ ریوالور میرا نہیں ہے۔ تمہارا ہی ہے۔''

''میں بھی تمہیں جان سے نہیں ماروں گی۔ صرف زخمی کروں گی پھر پولیس تم سے خود ہی حقیقت اگلوا لے گی۔''

''اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ دراصل میں تمہیں باتوں میں الجھا رہا تھا۔ دیکھو! اب کیا ہونے والا ہے؟''

ان کے قریب ایک اور کار آ کر رک گئی تھی۔ اس میں سے تین گن مین نکل کر باہر آئے۔ انہوں نے لومی کی کار کی کھڑکیوں کے پاس آ کر اسے گن پوائنٹ پر رکھ لیا۔ انہوں نے گنیں اس طرح چھپائی ہوئی تھیں کہ وہاں سے گزرنے والے لوگوں کو پتا نہ چلا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟

ایک گن مین نے لومی سے کہا۔ ''تم شور مچاؤ گی تو ہم پھنسیں گے لیکن تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔''

دوسرے نے کہا۔ ''تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ خاموشی سے میرے ساتھی کا ریوالور اسے واپس کر دو۔''

پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص نے اپنا ہاتھ بڑھایا لومی نے مجبوراً وہ ریوالور اس کے حوالے کر دیا۔ ان میں سے ایک دروازہ کھول کر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ باقی دو گن مین اپنی کار میں واپس چلے گئے پھر وہ دونوں کاریں آگے پیچھے جانے لگیں۔

وہ بری طرح پھنس چکی تھی۔ ٹیلی پیتھی کا ہتھیار بھی استعمال نہیں کر سکتی تھی۔ جو آدمی اس کے ساتھ تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ریوالور اور دوسرے ہاتھ میں بیئر کا کین تھا۔ وہ بیئر پی رہا تھا۔ لومی آسانی سے اس کے اندر جا سکتی تھی لیکن اس کے ذریعے کوئی واردات کرتی تو ساتھ آنے والی کار اس کا راستہ روک لیتی پھر اسے گن پوائنٹ پر رکھا جاتا بلکہ شوٹ کر دیا جاتا یا زخمی کر دیا جاتا۔

وہ بولی۔ ''میں نے کہا ہے' میرے بیگ میں اس وقت چالیس ہزار ڈالر ہیں۔ یہ تم لے لو۔ مجھے کیوں پریشان کر رہے ہو؟''

پیچھے بیٹھے ہوئے اسی شخص نے کہا۔ ''میں بھی کہہ چکا ہوں' ہم تمہارے کالج میں جائیں گے۔ وہاں دیکھیں گے کہ تم نے کتنی رقم چھپا کر رکھی ہے؟''

وہ بولی۔ ''مجھے معلوم ہونا چاہیے' رقم لینے کے بعد مجھ سے کیسا سلوک کرو گے؟''

''تم ہم پر مہربانی کرو گی تو ہم بھی تم پر مہربانی کریں گے۔ رقم لینے کے بعد تمہارے منہ میں کپڑا ٹھونسیں گے اور تمہیں رسی سے باندھ کر چلے جائیں گے تاکہ ہمارے پیچھے پولیس سے رابطہ نہ کر سکو۔''

اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے گن مین نے ایک ہاتھ سے اس کے رخسار کو سہلاتے ہوئے کہا۔ ''ویسے تم بہت چکنی ہو۔ مزہ آئے گا......''

وہ اس کے اندر پہنچ گئی۔ خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا' وہ دو بجے سے اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔ انہیں یقین ہے' اس نے بینک سے رقم نکالنے کے بعد اسے کالج میں چھپا کر رکھا ہے اور وہ درست ہی سمجھ رہے تھے۔ کالج میں ایک لاکھ ڈالرز رکھے ہوئے تھے۔ آج ان سب کی چاندی ہونے والی تھی۔

اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ ان کی نیت خراب ہے۔ رقم حاصل کرنے کے بعد وہ اس کے حسن و شباب کی دھجیاں اڑانے والے ہیں۔ اس کے بعد اسے زندہ چھوڑ کر نہیں جائیں گے اگر پولیس کی شناختی پریڈ میں پکڑے جائیں گے تو وہ انہیں پہچان لے گی پھر وہ لمبی سزا پانے کے لیے جیل کی سلاخوں کے پیچھے چلے جائیں گے اور وہ ایسی کوئی غلطی نہیں کرنے والے تھے۔

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی کہ ایسی حالت میں کیا کرے؟ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی ایک کو نقصان پہنچاتی تو اس کے تین ساتھی اسے فوراً ہی گولی مار دیتے یا زخمی کر دیتے۔ دونوں ہی صورتوں میں نقصان تھا۔ یا تو وہ جان سے جاتی یا پھر زخمی ہو کر دماغی طور پر کمزور ہو جاتی اور دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا چارہ بن جاتی۔

ادھر چار گن مین تھے۔ وہ بھی اسے زندہ چھوڑنے والے نہیں تھے۔ رقم کے ساتھ ساتھ عزت بھی لوٹنے والے تھے۔ قانون کے محافظ بعد میں آ کر جو کچھ بھی کرتے مگر وہ تو اپنی جان سے جاتی۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا ایسے وقت کیا کرنا چاہیے؟ ذہن میں ایک بات ہی آ رہی تھی کہ اس برے وقت میں، میں ہی اس کے کام آ سکتا ہوں۔

ایسے میں سوال پیدا ہوا کہ مجھے کس طرح مخاطب کرے؟ وہ مجھے اپنے دماغ میں نہیں آنے دیتی تھی۔ فون کے ذریعے رابطہ کرتی تھی اور اس وقت وہ گن مین اسے فون کرنے کی اجازت ہرگز نہ دیتے۔

بس ایک ہی صورت رہ گئی تھی کہ وہ مجھے اپنے اندر بلاتی اور میں اس کے خیالات پڑھ کر موجودہ صورت حال کو سمجھ لیتا۔ ان لوگوں کے ہاتھوں زخمی ہو کر دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کو اپنے اندر جگہ دینے سے تو یہی بہتر تھا کہ وہ مجھے اپنے اندر آنے کی دعوت دیتی۔

اس نے بہت مجبور ہو کر مجھے مخاطب کیا۔ ''فرہاد! فوراً میرے اندر آؤ۔''

میں نے کہا۔ ''تعجب ہے۔ مجھے اپنے اندر بلا رہی ہو؟ کیا مجھ سے خطرہ نہیں کہ میں تمہارے دماغ پر قبضہ جما لوں گا؟''

''میں اس وقت خطرات میں گھری ہوئی ہوں۔ زیادہ نہ بولو۔ فوراً آ جاؤ۔''

وہ واپس چلی گئی۔ میں دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ دو آدمیوں نے اسے گن پوائنٹ پر رکھا ہوا ہے۔ اس کے خیالات نے بتایا کچھ دیر پہلے اس کی کار ایک جگہ رکی تھی۔ دوسری کار میں دوسرے گن مین وہاں آئے تھے اور اب اسے گھیر کر لے جا رہے ہیں۔

میں نے سوچا۔ ''میں جس کار کے پیچھے ہوں وہ تو کہیں نہیں رکی تھی......؟''

اس کا مطلب یہ تھا کہ میں ایک بار پھر دھوکا کھا رہا تھا۔ میں نے اپنی کار کو سڑک کے کنارے روک دیا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ''یہ شخص جو میرے ساتھ بیٹھا ہے۔ بیئر پی رہا ہے۔ اس کے اندر آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے۔ اس کے ذریعے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے لیکن پیچھے کار میں بھی دو گن مین آ رہے ہیں۔

میں نے کہا۔ ''انہیں آنے دو۔ اب تم تنہا نہیں ہو۔ ہم دو خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ مجھے اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کی آواز سناؤ پھر دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔''

نومی نے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو مسکرا کر دیکھا پھر کہا۔ ''ابھی تم میری تعریف کر رہے تھے۔ کیا میں واقعی خوبصورت ہوں؟''

اس نے بڑی ہوس ناک نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''یہاں کیا تعریف کروں؟ کاٹیج میں چلو۔ وہاں تمہارے......''

وہ آگے شرمناک الفاظ استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی میں اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کی زبان دانتوں کے نیچے لے آیا۔ وہ بیٹھے بیٹھے تکلیف کی شدت سے تڑپ گیا۔ حلق سے ایک کراہ نکلی پھر وہ ہائے ہائے کرنے لگا۔ اس کے ساتھی نے پوچھا۔ ''کیا ہو گیا ہے؟''

وہ ایک ہاتھ منہ پر رکھے تکلیف برداشت کر رہا تھا پھر میری مرضی کے مطابق وہاں سے اٹھ کر پچھلی سیٹ پر جانے لگا۔ اس کے ساتھی نے پھر پوچھا۔ ''کیا ہو گیا ہے تمہیں......؟''

وہ اپنی جیب سے ایک چاقو نکالتے ہوئے بولا۔ ''اگلی سیٹ پر کانٹا چبھ رہا ہے۔ اب یہاں بھی کانٹے چبھنے لگیں گے۔''

یہ کہتے ہی اس نے چاقو کی نوک سے اپنے ساتھی کے جسم پر خراش ڈالی۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کا اپنا ساتھی ایسی حرکت کرے گا۔ اس نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا۔ ''کتے کے بچے! کیا تو پاگل ہو گیا ہے؟''

میں نے اس کے اندر پہنچتے ہی ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر اچھل پڑا۔ سر کار کی چھت سے ٹکرایا پھر وہ نیچے سیٹ کے درمیان گر کر تڑپنے لگا۔ نومی مسکراتے ہوئے کار ڈرائیو کر رہی تھی۔ میں نے چاقو والے کے ذریعے سر گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا تو وہ پیچھے آنے والی کار بھی قریب آ رہی تھی۔

میں نے نومی سے کہا۔ ''کار کو قریب نہ آنے دو۔ گاڑی کی رفتار تیز کرو۔''

وہ رفتار بڑھانے لگی۔ دونوں کاروں کے درمیان زیادہ سے زیادہ فاصلہ قائم کرنے لگی۔ میں نے جس کے اندر زلزلہ پیدا کیا تھا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق دروازے کو کھولا پھر دماغی تکلیف برداشت نہ کرتے ہوئے باہر کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ بیچ سڑک پر جا کر گرا تھا۔ اگر پیچھے آنے والی کار تیزی سے بریک نہ لگاتی تو وہ اپنے ہی لوگوں کی کار سے کچلا جاتا۔

اس کے ساتھیوں نے باہر نکل کر حیرانی سے دیکھا۔ وہ نیم مردہ ہو چکا تھا۔ انہیں بتا نہیں سکتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ وہ فوراً ہی اپنی کار میں آ کر بیٹھ گئے پھر نومی کا پیچھا کرنے لگے۔

نومی کے پیچھے چاقو والا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔ ''ہائے! میرا دوست باہر چلا گیا۔ میں اس کے بغیر کیسے رہ سکتا ہوں؟''

اس نے بھی کھلے ہوئے دروازے سے باہر چھلانگ لگا دی۔ پیچھے آنے والی گاڑی ایک بار پھر رک گئی۔ وہ بڑی حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ ان کا دوسرا ساتھی بھی کار سے باہر نکل کر سڑک پر گر پڑا تھا۔ وہ سر کے بل گرا تھا۔ گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے تو اس کا دم نکل چکا تھا۔

ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس لڑکی نے ان دونوں کو کس طرح باہر پھینک دیا ہے؟ جبکہ دونوں کے پاس ہتھیار تھے اور وہ کار چلا رہی ہے۔ اس نے ڈرائیونگ کے دوران انہیں کس طرح اپنے قابو میں کیا اور کس طرح باہر پھینک دیا......؟

پچھلی سیٹ کا دروازہ اب تک کھلا ہوا تھا۔ نومی نے آگے جا کر کار روک دی پھر پیچھے کی طرف جھک کر اس دروازے کو بند کر دیا۔ وہاں سیٹ پر ایک ریوالور رکھا ہوا تھا۔ میں نے کہا۔ ''اسے اٹھا لو اور کار کو واپس موڑ لو۔''

وہ حیرانی سے بولی۔ ''یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا میں ان دشمنوں کی طرف جاؤں؟''

''تم کیا سمجھتی ہو؟ وہ جو دو بچے ہیں کیا تمہارا پیچھا چھوڑ دیں گے؟ وہ اپنے دو ساتھیوں کا انجام دیکھ کر خوفزدہ ہوں گے انہیں اور زیادہ دہشت زدہ کرو۔''

اس نے ریوالور اٹھا لیا۔ اسٹیرنگ سیٹ پر جم کر بیٹھ گئی ...کار کو ایک طرف موڑ دیا۔ تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر ان کی ...رکی ہوئی تھی۔ اب وہ اس کی کار کا تعاقب کرنے کے لیے ...کار میں بیٹھ گئے تھے۔ اسے اسٹارٹ کر کے اسی کی طرف ...ے تھے۔ نومی بھی تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتی ہوئی ان کی ...جانے لگی۔

ایک نے حیران ہو کر کہا۔ ''یہ کیا......؟ ہم تو سمجھ رہے ...وہ بھاگ جائے گی لیکن وہ تو ہماری طرف ہی آ رہی ہے۔''

نومی کی اس دلیری نے انہیں خوفزدہ کر دیا۔ وہ تیز ...ری سے ان کے سامنے آ رہی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کار ...کار ٹکرانے والی ہو۔

دوسرے نے کہا۔ ''اوہ مائی گاڈ! یہ ہے کیا بلا؟ خود بھی ...ے گی اور ہمیں بھی مار ڈالے گی۔''

سامنے سے کار تیز رفتاری سے چلی آ رہی تھی۔ وہ بری ...دہشت زدہ ہو کر اپنی کار سے نکل کر بھاگنے لگے۔ دور ...دیکھنا چاہتے تھے کہ کس طرح کار سے کار ٹکرانے والی ...نومی نے بالکل قریب آنے سے پہلے ہی اسٹیرنگ کو گھمایا ...کار سے کترا کر ہاتھ باہر نکال کر فائر کرتی ہوئی وہاں سے ...گئی۔ ان کی کار کی ونڈ اسکرین چکنا چور ہو گئی تھی اور ایک ...دھماکے سے پھٹ گیا تھا۔ لوگ اِدھر اُدھر بھاگ رہے ...اور وہ دونوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دور جانے والی نومی کی ...تک رہے تھے۔

میں نے کہا۔ ''اپنے کاٹیج کی طرف چلو۔ میں پیچھے آ رہا ہوں۔''

وہ بولی۔ ''فرہاد! مائنڈ نہ کرنا۔ تم میرے بہت کام آئے ...اب میرے دماغ میں نہ آنا۔ ہم فون کے ذریعے رابطہ ...رہا کریں گے۔''

''ٹھیک ہے، میں اب نہیں آؤں گا۔ تم یہاں سے کاٹیج ...میں آ رہا ہوں۔ کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔''

''تم تو یہاں نہیں ہو؟ مجھ سے ملنے کیسے آ رہے ہو؟ یہ کہو ...تمہارا آلۂ کار میرے پاس آئے گا۔ تم اس کے ذریعے ...کرو گے۔''

''ہاں، یہی بات ہے۔ میرا آلۂ کار تمہارے پاس آ رہا ...''

میں اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا پھر کار اسٹارٹ کر ...کے کاٹیج کی طرف جانے لگا۔ میں نے اس کے اندر ...کاٹیج کا نمبر اور پتا معلوم کر لیا تھا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا تھا کہ وہ واقعی نومی کرسٹل ہی ہے۔

جب ہم کسی کو اپنا تابعدار بناتے ہیں تو اس کے چور خیالات کو بھی بدل دیتے ہیں۔ ایسی باتیں نقش کرتے ہیں کہ چور خیالات اصلی بات نہیں بتاتے۔ وہی بتاتے ہیں جو ہم ان کے دماغ میں نقش کرتے ہیں۔

یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس وقت جو جینوا میں موجود تھی وہ اصل نومی نہ ہو۔ بلکہ اس کی ڈمی ہو۔ اس کے ذہن کے چور گوشے میں بھی یہی بات نقش کی گئی ہو کہ وہی اصل نومی ہے۔ میں دھوکا بھی کھا سکتا تھا۔

اب اس کی اصلیت معلوم کرنے کا ایک اور راستہ رہ گیا تھا۔ وہ اپنے کاٹیج میں پہنچ کر میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے وہاں پہنچتے ہی فون کے ذریعے اپنی گھبراہٹ اور پریشانی ظاہر کی پھر کہا۔ ''نومی! فوراً میرے اندر آؤ۔''

دوسرے ہی لمحے میں وہ فون بند کر کے میرے اندر پہنچ گئی۔ پریشان ہو کر بولی۔ ''کیا ہوا فرہاد! خیریت تو ہے؟''

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''بالکل خیریت سے ہوں۔ یہ آزما رہا تھا کہ تم جینوا میں موجود ہو یا نہیں......؟ ابھی جو فون پر بات کر رہی ہے، وہ فوراً ہی میرے دماغ میں آ سکتی ہے یا نہیں؟''

''تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو۔ ابھی فون پر بات کرنے والی ہی تمہارے اندر آئی ہے؟ یہ بھی تو ہو سکتا ہے، میں اپنی ڈمی کے اندر موجود ہوں اور تمہیں دھوکا دینے کے لیے کال سنتے ہی تمہارے اندر آ گئی ہوں؟''

''تم درست کہہ رہی ہو۔ کسی نہ کسی پہلو سے تو دھوکا کھانے کا چانس رہتا ہے پھر بھی ننانوے فیصد یقین ہو گیا ہے کہ خود جینوا میں موجود ہو اور میرا انتظار کر رہی ہو۔''

وہ خوش ہو کر بولی۔ ''تھینک یو فرہاد! میں جانتی ہوں 'تمہارا اعتماد مجھ پر بہت ہی مستحکم ہے۔ تمہارے اندر صرف ایک فیصد ہی شبہ رہے گا۔ میں اپنی محبت اور اپنے رویے سے اس شبے کو بھی مٹا دوں گی۔''

''میں پہنچ چکا ہوں۔ دروازہ کھولو۔''

یہ کہہ کر میں نے کال بیل کا بٹن دبایا۔ اس نے فوراً ہی آ کر دروازہ کھولا پھر مجھے دیکھتے ہی حیران رہ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ میرا کوئی آلۂ کار آ رہا ہے لیکن میں تو اپنے اصلی روپ کے ساتھ موجود تھا۔ وہ حیرانی اور بے یقینی سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

میں نے اندر آ کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ ''میں تو پچھلی رات ہی یہاں آ گیا تھا۔ تمہیں صبح سے آزما رہا تھا

بڑی حد تک تم پر اعتماد ہو چکا ہے۔ اب ایک فیصد دھوکا کھانے کا چانس ہے تو بعد میں دیکھا جائے گا۔"

وہ قریب آ کر مجھے چھو کر دیکھ رہی تھی۔ میرے چہرے اور گردن کو ٹٹول رہی تھی۔ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ میں میک اپ میں ہوں یا سرجری کرائی گئی ہے؟ اصل ہوں یا ڈمی ہوں؟

میں نے کہا۔ "ایک دوسرے کی دھڑکنوں سے لگنے کی جلدی نہیں ہے۔ تم اطمینان سے مجھے آزماؤ۔ جب میری طرح تمہیں بھی ہر پہلو سے اطمینان ہو جائے گا تو ہم ایک جان دو قالب ہو جائیں گے۔"

وہ میرے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر بڑی محبت اور بڑی عقیدت سے بولی۔ "تم میرے سامنے آئے ہو۔ میرا دل کھنچا جا رہا ہے۔ جی چاہتا ہے' کسی بھی طرح کا شبہ نہ کروں۔ تم سے لپٹ کر اپنی بے چین دھڑکنوں کو آرام پہنچاؤں لیکن ......"

وہ ایک حسرت بھری سانس لے کر بولی۔ "دانشمندی تو یہی ہو گی کہ میں اپنے جذبات پر قابو پاؤں اور تمہیں اس طرح آزماؤں کہ تم پر مکمل اعتماد ہو جائے۔"

"بے شک، تمہیں یہی کرنا چاہیے۔ آج' کل' پرسوں جتنے دن بھی لگیں۔ تم آرام سے آزماؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہفتوں اور مہینوں گزارنے آیا ہوں۔"

"تھینک یو فرہاد! تم دن رات مصروف رہتے ہو۔ اس کے باوجود مجھے زیادہ سے زیادہ وقت دو گے۔ میرے ساتھ رہو گے۔ یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ تم بھی مجھے دل و جان سے چاہنے لگے ہو۔"

میں نے کہا۔ "فریش ہونا چاہو تو واش روم میں جاؤ۔ چینج کرو پھر ہم باہر جائیں گے۔ رات کا کھانا ساتھ کھائیں گے اور یہ فیصلہ کریں گے کہ جب تک تمہارا اعتماد قائم نہ ہو۔ اس وقت تک کیا ہم ایک ہی چھت کے نیچے رات گزاریں گے یا انتظار کرتے رہیں گے؟"

وہ تڑپ کر بولی۔ "نہیں، اب میں تم سے دور نہیں رہوں گی۔ ہم اسی کاٹیج میں ایک ہی چھت کے نیچے رہیں گے لیکن جب تک اعتماد قائم نہیں ہو گا تب تک الگ الگ کمروں میں راتیں گزاریں گے۔"

پھر اس نے ذرا قریب ہو کر کہا۔ "ہم ابھی باہر نہیں جائیں گے۔ رات کو ڈنر کے وقت ہی نکلیں گے۔"

میں نے کہا۔ "چلو اچھا ہے۔ میں بھی کل رات سے جاگ رہا ہوں۔ تھوڑی دیر آرام کر لوں گا۔"

"اگر تم پچھلی رات سے جاگ رہے ہو تو صرف آرام نہیں کرو گے۔ نیند بھی پوری کرو گے۔ میں تمہیں ڈسٹرب نہیں کروں گی۔"

ہم تھوڑی دیر تک بیٹھے ایک کمرے میں باتیں کرتے رہے۔ وہ اتنی محبت' اتنی عقیدت کا اظہار کر رہی تھی جیسے اندر ہی اندر میرے قدموں میں بچھی جا رہی ہو۔

اس نے کہا۔ "اب تمہیں جا کر آرام سے سو جانا چاہیے۔ میں چاہتی ہوں نیند اچھی طرح سے پوری کر لو تاکہ ہم تمام رات جاگتے رہیں۔"

میں نے دوسرے کمرے میں آ کر دروازے کو اندر سے بند کر لیا پھر بیڈ پر آرام سے لیٹ گیا۔ میں واقعی تھکا ہوا تھا۔ رات کی نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔ میں نے کھڑکی کے پاس آ کر لوی سے کہا۔ "شام کے چھ بجے تک سوتا رہوں گا پھر کمرے سے باہر آ جاؤں گا۔"

اس نے کہا۔ "کوئی بات نہیں۔ خوب اچھی طرح نیند پوری کرو۔ میں انتظار کروں گی۔"

میں بیڈ پر آ کر لیٹ گیا۔ اپنے دماغ کو ہدایت دے کر گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

وہ میرے قریب پہنچ کر بھی دور تھی اس لیے بے چینی اور بڑھ رہی تھی۔ مجھے آزمانے کے لیے طرح طرح کی تدبیریں سوچ رہی تھی۔ اپنے کمرے میں کبھی بیٹھ رہی تھی، کبھی اٹھ کر ٹہل رہی تھی۔ ذہن میں یہ بات بھی آ رہی تھی کہ اگر دوسرے کمرے میں فرہاد علی تیمور نہیں ہے تو اس کی نیند کے دوران وہ اپنے اس آلۂ کار کے اندر موجود نہیں رہے گا۔

میں نے سونے سے پہلے اسے کہہ دیا تھا کہ چھ بجے بیدار ہو کر کمرے سے باہر آؤں گا اور اس نے بھی وعدہ کیا تھا کہ وہ ڈسٹرب نہیں کرے گی۔ اس طرح یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ چھ بجے تک نیند کے دوران میں میں اپنے اس آلہ کار کے اندر نہیں رہوں گا کیونکہ جو آلہ کار تین ساڑھے تین گھنٹے تک سوتا رہے گا اس کے اندر رہ کر بھلا میں کیا کروں گا؟ یا تو اس کے ساتھ وہیں سوتا رہوں گا یا پھر اپنی جگہ حاضر ہو کر کسی دوسری مصروفیت کی طرف دھیان دوں گا۔

وہ اس پہلو سے بھی سوچ رہی تھی۔ "فرہاد شام کو بے وقت سونے والا آدمی نہیں ہے۔ کہیں نہ کہیں مصروف رہتا ہے۔ اگر یہ واقعی آلہ کار ہے تو اسی کمرے میں شام چھ بجے تک سوتا رہے گا۔ میں اچانک اس کے اندر جاؤں تو ......؟"

پھر عقل میں بات آئی۔ "اس کے دماغ میں جانے کا مطلب تو یہی ہے کہ فرہاد کے اندر پہنچوں گی۔ وہ فوراً ہی اس آلہ کار کے اندر آ کر بیدار ہو جائے گا۔ اسے اس طرح

آزمانا غلط ہوگا۔"

وہ ٹہلنے لگی پھر ایک جگہ رک کر اس۔ نے سوچا۔ "دانش مندی تو یہ ہوگی کہ میں خیال خوانی کے ذریعے فرہاد کے اندر نہ جاؤں۔ وہ کہیں دوسری جگہ ہوگا۔ مجھے صرف اسے چونکانا چاہیے جو بند کمرے میں گہری نیند سو رہا ہے۔"

وہ ایک گھنٹے تک انتظار کرتی رہی۔ کبھی کبھی کھڑکی کے پاس آ کر اس کے پٹ کو ایک ذرا سا کھول کر دیکھتی تھی۔ یہ یقین کرتی کہ جو سامنے سو رہا ہے وہ مسلسل گہری نیند میں ہے اگر یہ فرہاد نہیں ہے تو فرہاد کہیں اور ہوگا۔ اسے جگایا جائے گا تو یہ فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے نوی کے اندر نہیں آسکے گا۔

اس نے اچھی طرح سوچ سمجھ کر کھڑکی کے شیشے کو زوردار آواز کے ساتھ توڑ دیا۔ میں ایک دم سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ اسی وقت وہ چیخ کر بولی۔ "فرہاد! فوراً میرے اندر آؤ۔ خطرہ ہے۔"

اس کی توقع کے خلاف میں دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر پہنچ کر بولا۔ "کیا بات ہے؟"

وہ گھبرا کر بولی۔ "دروازہ تو کھولو۔ باہر آؤ۔ اس کاٹیج کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔"

میں اُچھل کر بیڈ سے نیچے آیا پھر تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلا تو وہ اُچھل کر میری گردن میں باہیں ڈال کر مجھ سے لپٹ گئی۔ خوشی سے چیختے ہوئے بولی۔ "کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں تو تمہیں آزما رہی تھی۔ ہائے تم فرہاد ہو؟ میرے لیے یہاں آئے ہو؟ صرف میرے لیے...... آج میں دنیا کی سب سے خوش نصیب عورت ہوں۔"

وہ خوشی کے مارے پاگل ہو رہی تھی۔ لپٹ لپٹ کر مجھے پیار کر رہی تھی۔ مجھے پانا اس کی سب سے بڑی کامیابی تھی۔ مجھے پا کر ہی وہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں حکمرانی کر سکتی تھی۔

☆☆☆

کرونا میری ہدایت کے مطابق قاہرہ پہنچ گئی۔ وہاں کے مضافاتی علاقے میں فرمان کی زمینیں دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ وہاں کا ایک بہت بڑا جاگیردار تھا۔ کرونا نے اس علاقے میں پہنچ کر دو چار لوگوں کے خیالات پڑھے تو معلوم ہوا کہ فرمان کی حویلی کہاں ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرمان وہاں موجود ہے۔

وہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی وہاں پہنچ گئی۔ اندر پیغام بھیجا کہ فرہاد علی تیمور کی ایک بیٹی اس سے ملنے آئی ہے۔ فرمان سمجھا' اعلیٰ بی بی اس سے ملنے آئی ہے۔ وہ ننگے پاؤں دوڑتا ہوا حویلی کے دروازے پر آیا پھر کرونا کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ کچھ مایوس ہو کر بولا۔ "تم کون ہو؟"

"میرا نام کرونا ہے۔ شاید تم نے یہ نام سنا ہوگا؟ فرہاد علی تیمور نے مجھے بیٹی بنایا ہے۔"

"میں کیسے یقین کروں کہ تم سچ کہہ رہی ہو؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "تم تو ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ ابھی میرے پاپا سے رابطہ کر سکتے ہو۔ وہ تمہیں بتائیں گے کہ میں سچ بول رہی ہوں اور ان کے کہنے پر ہی تم سے ملنے آئی ہوں۔"

"اندر آؤ۔ اطمینان سے باتیں ہوں گی۔"

وہ اس کے ساتھ حویلی کے اندر آگئی۔ فرمان نے ایک خادم کو بلا کر حکم دیا۔ "یہ ہماری مہمان ہیں۔ ان کے لیے کھانے پینے کا انتظام کرو۔"

وہ بولی۔ "نہیں، میں ابھی بات کرنے کے بعد چلی جاؤں گی۔"

وہ بولا۔ "اگر یہ سچ ہے کہ پاپا نے تمہیں بیٹی بنایا ہے اور تم ان کی ہدایت پر مجھ سے ملنے آئی ہو تو میرے لیے معزز مہمان ہو۔ یہاں رہو گی' کھاؤ گی' پیو گی پھر جاؤ گی۔"

"ٹھیک ہے...... میں تمہاری میزبانی قبول کرتی ہوں۔ اب کام کی بات کرو، کیا وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ٹونی جے تمہارا بہترین دوست ہے؟"

"ہاں، وہ میرا ایک بہت اچھا دوست ہے۔"

"کیا تم یہ جانتے ہو' اس نے ہمارے پاپا کی بیٹی عالی کو اغوا کیا تھا؟"

وہ چونک کر بولا۔ "یہ کیا کہہ رہی ہو؟ وہ ایسا ہرگز نہیں کرے گا۔"

"اس نے خود ہی پاپا سے رابطہ کیا تھا اور اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ اس نے عالی کو اغوا کیا ہے۔ وہ اسے دل و جان سے چاہتا ہے اور پاپا کا داماد بننا چاہتا ہے۔"

"یہ سراسر بکواس ہے۔ میں نہیں مانتا کہ ٹونی جے پاپا سے ایسی باتیں کرے گا۔ وہ ان کی بہت عزت کرتا ہے۔ انہیں اپنا بزرگ اور استاد مانتا ہے۔ وہ کبھی ایسی گستاخی نہیں کرے گا۔"

"سانچ کو آنچ کیا......؟ تم ابھی اپنے دوست کا محاسبہ کرو اور وہ جو کہتا ہے' اس کا جواب پاپا کو سناؤ۔"

وہ موبائل اٹھا کر نمبر پنچ کرنے لگا۔ کرونا نے کہا۔ "تم دونوں دوست تو ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ اس سے خیال خوانی کے ذریعے بات کیوں نہیں کرتے؟"

"ہم دونوں دوستوں نے یہ طے کیا ہے کہ کبھی خیال

خوانی نہیں کریں گے۔ بہت ضرورت ہوگی۔ زندگی یا موت کا مسئلہ ہوگا تب ہم خیال خوانی کے ذریعے اپنا بچاؤ کریں گے۔ ورنہ ایک عام انسان کی طرح سکون سے زندگی گزاریں گے۔ ٹیلی پیتھی کا علم ویسے تو بہت اچھا ہے' غیر معمولی ہے لیکن یہ سکون بھی برباد کر دیتا ہے۔"

رابطہ ہو گیا۔ اس نے کہا۔ "ہیلو ٹونی جے! میں فرمان بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے ٹونی جے نے کہا۔ "بولو میرے دوست! بہت عرصے کے بعد مجھے یاد کر رہے ہو؟ خیریت تو ہے......؟"

"ہاں، میں تو خیریت سے ہوں لیکن تم پر یہ الزام ہے کہ تم نے فرہاد علی تیمور کی بیٹی اعلیٰ بی بی کو اغوا کیا ہے؟"

اس نے حیرانی اور پریشانی سے کہا۔ "او گاڈ! یہ بے تکا الزام کس نے مجھ پر تھوپا ہے؟"

"کسی نے پاپا سے رابطہ کیا تھا اور اعتراف کیا تھا کہ وہ ٹونی جے ہے' اس نے عالی کو اغوا کیا ہے۔ اب اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔"

ٹونی جے نے غصے سے تلملاتے ہوئے کہا۔ "ہم فرہاد صاحب کو اپنے باپ کی طرح مانتے ہیں۔ ان کی بیٹی ہماری بہن ہے۔ معلوم ہوتا ہے' کوئی میرے کاندھے پر بندوق رکھ کر چلا رہا ہے۔"

فرمان نے کہا۔ "ہم نے یہ عہد کیا تھا کہ خیال خوانی نہیں کریں گے لیکن کوئی اہم مسئلہ ہوگا تو ٹیلی پیتھی کا سہارا لیں گے۔ اب یہ ایسا مسئلہ ہے کہ تمہیں اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے پاپا سے ابھی رابطہ کرنا ہوگا۔"

"بے شک، میں ابھی اپنی صفائی پیش کرنا چاہوں گا۔"

"تو پھر میرے اندر چلے آؤ۔"

وہ فرمان کے اندر آ گیا۔ وہ اس کے ساتھ میرے اندر پہنچ گیا۔ میں نے پوچھا۔ "کون ہے؟"

"سر! میں آپ کا خادم فرمان بول رہا ہوں۔ اس وقت کرونا میرے سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ٹونی جے پر عالی کے اغوا کا بے تکا الزام عائد کیا گیا ہے۔ ابھی ٹونی جے بھی میرے ساتھ موجود ہے۔ آپ اس کا بیان سن لیں۔"

اُس وقت جنیوا میں آدھی رات گزر چکی تھی۔ میں نوی کے ساتھ ہی جاگ رہا تھا۔ وہ کچن میں میرے لیے کافی بنا رہی تھی۔

مجھے' اپنے اندر ٹونی جے کی آواز سنائی دی۔ "سر! آپ ہمارے استاد ہیں۔ باپ کی جگہ ہیں۔ میں کبھی آپ سے گستاخی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ مجھ پر سراسر الزام لگایا جا رہا ہے۔ میں نے اور فرمان نے ٹیلی پیتھی کی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے اور اپنی اپنی جگہ پر سکون زندگی گزار رہے ہیں۔ نہ کسی کے لینے میں ہیں' نہ کسی کے دینے میں......"

میں نے کہا۔ "تم فرمان کے ساتھ آ کر اپنی صفائی پیش کر رہے ہو۔ میرا دل صاف ہو گیا ہے۔ ویسے میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کس نے میری بیٹی عالی کو ٹریپ کیا تھا؟ خدا کا شکر ہے وہ اس کے تنویمی عمل سے نجات پا چکی ہے لیکن میں معلوم کرنا چاہوں گا کہ وہ انجانا دشمن کون ہے؟ ویسے وہ مجھ سے بچ نہیں سکے گا۔ تمہارا شکریہ، اب تم دونوں جا سکتے ہو۔"

وہ دونوں چلے گئے۔ ٹونی جے کی طرف سے دل صاف ہو گیا تھا۔ میں سر جھکا کر سوچنے لگا۔ میرے پوتے عدنان کو اور میری بیٹی کو اغوا کرنے کی جرأت صرف دو ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے کر سکتے ہیں۔ ایک نوی اور دوسرا وہ فرہاد تو......

وہ دو ہی انہیں یرغمال بنا کر مجھے کمزور بنا سکتے تھے اور مجھ سے طرح طرح کے مطالبات منوا سکتے تھے۔

میں اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بہروپیے کے بارے میں یہ معلوم ہو چکا تھا کہ اس نے عدنان یا عالی کو اغوا نہیں کیا ہے۔ وہ جمائکہ کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ اس کے ذریعے عدنان اور میرے دوسرے بچوں تک پہنچنا چاہتا تھا۔ وہ برین ماسٹر کے احکامات کی تعمیل کرنے کے سلسلے میں پریشان تھا۔ جمائکہ (الوشے) بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔

نوی نے مجھے کچن میں دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "یہاں کیوں آ گئے؟ میں کافی لے کر آ رہی ہوں۔"

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا پھر اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا کر وہاں سے بیڈ روم کی طرف جانے لگا۔ وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "تم میرے دیوانے بن کر مجھے دیوانی بنا رہے ہو۔ میں تو تمہارے پیار کے ایک ایک انداز سے پاگل ہو رہی ہوں۔"

میں نے کمرے میں آ کر اسے دونوں ہاتھوں سے اُچھال دیا۔ وہ بیڈ پر جا گری۔ اگرچہ چوٹ نہیں لگی تھی پھر بھی وہ کراہتے ہوئے بولی۔ "آہ...... یہ کیا ظالمانہ انداز ہے؟"

میں نے اسے حقارت سے دیکھا پھر بڑی سفاکی سے کہا۔ "تم یہاں ہنی مون منانے آئی ہو اور یہ بیڈ تمہاری آخری سیج بننے والا ہے......"

وہ سمجھ رہی تھی کہ میں اسے بڑی محبت سے بازو میں اٹھا کر لایا ہوں۔ اور جب میں نے اسے بیڈ پر پھینکا تب بھی اس نے یہی سمجھا کہ یہ میری محبت کا ظالمانہ انداز ہے لیکن میں نے تیور بدل کر کہا تو وہ ایک دم سے چونک گئی۔ میں نے کہا تھا کہ یہ ہنی مون منانے والی سیج تمہاری آخری سیج ثابت ہو سکتی ہے......

وہ پریشان ہو کر میرا منہ تکنے لگی۔ اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بج رہی تھی۔ یہ بات ذہن میں آرہی تھی کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہونے والی ہے۔ اس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔ ''تم اس انداز میں کیوں بول رہے ہو؟''

میں نے کہا۔ ''پہلے تم خود سوچو کہ میرے لیے کتنی مخلص ہو؟ اور اگر مخلص ہو تو میرے تیور کیوں بدل رہے ہیں؟''

وہ پریشان ہو کر بولی۔ ''میں کیا سوچوں کیا سمجھوں؟ میری سمجھ میں تو یہی آرہا ہے کہ ابھی پوری ایک رات بھی نہیں گزری اور تمہارا دل مجھ سے بھر گیا ہے۔''

پھر وہ مسکرانے لگی۔ انگڑائی لینے کے انداز میں بل کھا کر میرے قریب آتے ہوئے بولی۔ ''ابھی تو ابتدا ہے تمہیں خوش کرنے کا پورا موقع کہاں ملا ہے۔ ہائی داوے مجھ میں کوئی کمی کھٹک رہی ہو تو بتاؤ؟ میں اسے دور کروں گی۔''

میں نے اپنی ہتھیلی اس کے منہ پر رکھی۔ اس کا پورا چہرہ میری ہتھیلی سے چھپ گیا۔ وہ خوش ہو گئی۔ یہ بھی محبت کا ایک انداز ہوتا ہے۔ میں نے اسے ہتھیلی سے دھکا دیا۔ تو پھر پیچھے کی طرف بستر پر گر پڑی۔ وہ چند سیکنڈ تک وہیں پڑی رہی پھر سر گھما کر پریشانی اور بڑی معصومیت سے یوں دیکھا جیسے میرے اس رویے کو سمجھنے سے قاصر ہو۔

میں نے کہا۔ ''مجھے نادان سمجھ کر کب تک اداکاری دکھاؤ گی؟ میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں کہ میرا رویہ اچانک کیوں بدل گیا ہے؟ کیا میں نے تمہارے چہرے کے پیچھے چھپے ہوئے اصل چہرے کو دیکھ لیا ہے؟''

میں نے ایک طرف سے دوسری طرف جاتے ہوئے کہا۔ ''کیا مجھے تمہارے بارے میں کوئی بہت اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں؟ میں پاگل تو نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ اچانک میرا رویہ بدل جائے گا۔''

''کوئی تو بات ہے جسے تم سمجھتی ہو کہ میں اچانک دوستی سے دشمنی کی طرف کیوں آرہا ہوں؟''

میں نے اس سے ذرا دور جاتے ہوئے کہا۔ ''اگر میں ابنارمل نہیں ہوں تو بتاؤ کہ میں تمہارے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہا ہوں؟''

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی پھر گڑگڑانے کے انداز میں بولی۔ ''فار گاڈ سیک فرہاد! پہیلیاں نہ بوجھاؤ اگر میرے بارے میں کوئی الٹی سیدھی بات معلوم ہوئی ہو تو مجھے بتاؤ تب میں اپنی صفائی میں کچھ کہہ سکوں گی۔''

میں نے اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''ٹونی جے نے مجھ سے رابطہ کیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ اس نے میری بیٹی عالی کو اغوا کیا ہے، وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔''

وہ بڑی معصومیت سے بولی۔ ''تم نے مجھے یہ بات بتائی تھی پھر بعد میں یہ بھی کہا تھا کہ وہ ٹونی جے کے تنویمی عمل سے نجات پا چکی ہے۔ کیا وہ کم بخت تم سے پھر کچھ کہہ رہا ہے؟''

میں نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ ''اس کم بخت کو یہ علم ہی نہیں ہے کہ میری بیٹی کو کسی نے اغوا کیا تھا۔''

''پھر تو وہ سراسر جھوٹ بول رہا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ عالی اس کی گرفت سے نکل چکی ہے اور اب اس کے قابو میں نہیں آئے گی تو وہ اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے بیان بدل رہا ہے۔''

''وہ مجھے اپنے استاد اور باپ کا درجہ دیتا ہے اور ہمیشہ سے میری عزت کرتا رہا ہے پھر یہ کہ وہ جھوٹا ہے تو بیان کیوں بدلے گا؟ مجھ سے خوفزدہ کیوں ہو گا؟ جبکہ وہ گمنامی کی زندگی گزار رہا ہے۔ میں اس کا پتا ٹھکانا کبھی معلوم نہیں کر سکوں گا۔ کبھی اسے سزا نہیں دے سکوں گا پھر وہ مجھ سے خوفزدہ کیوں ہو گا؟''

''فرہاد! اس کے جھوٹ کا اندازہ اسی طرح سے کر سکتے ہو کہ اس نے خود اپنی زبان سے اقرار کیا تھا کہ اس نے عالی کو......''

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی میں نے زوردار طمانچہ رسید کیا، اس کا منہ گھوم گیا۔ وہ پھر بیڈ پر گر پڑی۔ میں نے کہا۔ ''اس نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ کبھی مجھ سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ تم نے ٹونی جے بن کر مجھے اس کی آواز اور لب و لہجے میں دھوکا دیا تھا۔''

اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ روتے ہوئے اٹھتے ہوئے بولی۔ ''میں آواز اور لب و لہجہ بدل کر ٹونی جے بن کر تمہیں کیوں دھوکا دوں گی؟''

''تم نے اس لیے دھوکا دیا کہ میرا دھیان تمہاری طرف نہ جائے اور میں یقین کے ساتھ ٹونی جے کو مجرم سمجھتا رہوں۔''

میں پھر اس سے ذرا دور جاتے ہوئے بولا۔ ''تم زبردست چال باز ہو۔ اس سے پہلے بھی تم نے مر جانے کی ایسی اداکاری کی تھی کہ مجھ جیسا تجربہ کار شخص بھی دھوکا کھا کر ایک عرصے تک تمہیں مردہ سمجھتا رہا تھا۔''

میں نے تین انگلیاں دکھاتے ہوئے کہا۔ ''تین آزاد خیال خوانی کرنے والوں میں کرونا میری بیٹی بن چکی ہے۔ میرے لیے کام کر رہی ہے۔ فرمان اور ٹونی جے اپنی اپنی جگہ گمنامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ انہوں نے قسم کھائی ہے کہ جب کبھی زندگی اور موت کا مسئلہ درپیش ہو گا تب ہی خیال خوانی کریں گے، ورنہ چپ چاپ ایک عام شخص کی طرح زندگی گزارتے رہیں گے۔ میں ٹونی جے کے بارے میں ٹھوس معلومات حاصل کر چکا ہوں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے عالی کو اغوا نہیں کیا تھا تو پھر کس نے کیا تھا؟''

لوی نے مجھ سے یہ بات چھپائی تھی کہ اس نے بہروپیے بابر کے دماغ میں جگہ بنائی ہے اور اسے اپنا معمول اور تابعدار بھی بنا لیا ہے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ میں بھی اس کے ساتھ بابر کے دماغ میں پہنچوں، اور دشمنی کی بدترین سزا دوں۔ وہ کم بخت بہت چالاک تھی۔ اپنے برے وقت کے لیے اسے اپنا تابعدار بنائے رکھنا چاہتی تھی۔ اس لیے مجھے اپنے اس معاملے سے دور رکھ رہی تھی۔

میں اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بولی۔ ''فار گاڈ سیک۔ مجھے ایسی نظروں سے نہ دیکھو۔ یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ بہروپیا بابر تم سے کھلی دشمنی کر رہا ہے۔ اسی نے عالی کو اغوا کیا ہو گا۔''

''اگر وہ اغوا کرتا تو عالی تقریباً پندرہ گھنٹوں تک اس کی تابعدار رہی تھی۔ وہ بڑے فخر سے مجھے چیلنج کرتے ہوئے امریکی اکابرین اور دنیا والوں سے یہ ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتا تھا کہ اس نے میری ایک بہت بڑی کمزوری اپنے ہاتھ میں لی ہے اور مجھے اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر رہا ہے۔ وہ مجھ سے طرح طرح کے مطالبات منوا سکتا تھا لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔''

وہ جواباً کچھ کہنا چاہتی تھی۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ''بس، اب مزید بحث نہ کرنا اگر تم نے اعتراف نہ کیا تو میں تمہاری جیسی جھوٹی اور چالباز عورت کے ساتھ ایک لمحہ بھی نہیں گزاروں گا۔ ابھی چلا جاؤں گا۔''

وہ بیڈ سے اتر کر دوڑتی ہوئی آ کر میرے قدموں سے لپٹ گئی۔ ''مجھے چھوڑ کر جانے کی بات نہ کرو۔ میں تمہیں پانے کے بعد کھونا نہیں چاہتی۔ میں یہ اعتراف کرتی ہوں اپنے جرم کا اعتراف کرتی ہوں کہ میں نے عالی کو اغوا کیا تھا۔ اسے اپنا تابعدار بنایا تھا۔''

وہ رو رہی تھی اور بول رہی تھی۔ ''میری محبت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں نے صرف تمہیں پانے کی خاطر ایسا کیا ہے۔ میں چاہتی تھی کہ عدنان کے علاوہ دوسری کمزوری بھی میرے ہاتھ میں رہے عالی میری قید میں رہے گی تو تم میرے بس میں رہو گے۔ میں جب تک چاہوں گی تم میرے ساتھ رہو گے اور مجھے محبتیں دیتے رہو گے۔''

وہ پہلے میرے قدموں سے لپٹی ہوئی تھی پھر میرے پیروں پر سر رکھتے ہوئے بولی۔ ''میں نے بہت بڑی حماقت کی ہے۔ تمہیں اپنا بنانے کے لیے غلط راستہ اختیار کیا۔ اب جبکہ تم مجھے صحیح راستے سے مل رہے ہو اور بھرپور محبتیں دے رہے ہو تو میری نادانی سامنے آرہی ہے۔ میں تمہارے سامنے مجرم بن گئی ہوں۔''

وہ سر اٹھا کر بولی۔ ''میں اس وقت تمہارے قدموں میں ہوں۔ مجھے ٹھوکر مارو۔ سزائیں دو اور اگر جان سے مارنا چاہتے ہو تو مار ڈالو مگر جب تک سانس چل رہی ہے اس وقت تک مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ۔''

میں اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ یہ بات سمجھ میں آرہی تھی کہ اس نے مجھے پوری طرح اپنے قابو میں رکھنے کے لیے جس طرح عدنان کو کہیں چھپا کر رکھا تھا، اسی طرح عالی کو بھی کہیں چھپا کر رکھنا چاہتی تھی۔ اب میں اس پر اعتماد کر کے اس کے ساتھ رہنے کے لیے آیا تھا تو اسے اپنی احمقانہ غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔

یہ بات بھی سمجھ میں آرہی تھی کہ وہ میری اتنی دیوانی ہے کہ تمام احتیاطی تدابیر کو بالائے طاق رکھ کر خود میرے پاس آ گئی تھی۔ اپنی کسی ڈی کو نہیں بھیجا تھا۔ مجھ پر اعتماد کر رہی تھی۔ یہ کہنا چاہیے کہ خود کو داؤ پر لگا رہی تھی۔ میں چاہتا تو اسے ابھی دماغی کمزوری میں مبتلا کر کے اپنا تابعدار بنا لیتا۔

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا، اب اس کا جرم سامنے آنے کے بعد ایسا کر سکتا تھا اور وہ خود کہہ رہی تھی کہ میں اسے سزا دوں، بلکہ جان سے ہی مار دوں، جبکہ میں خواہ مخواہ کسی کی جان نہیں لیتا لیکن میں اسے اپاہج بنا سکتا تھا۔ اسے ٹیلی پیتھی کی صلاحیت سے محروم کر سکتا تھا۔ کچھ تو سزا دے سکتا تھا۔

میں نے کہا۔ ''اٹھو، وہاں جا کر بیٹھو۔''

وہ جھک کر میرے قدموں کو چومنے لگی پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ الٹے پاؤں چلتی ہوئی سر جھکائے ایک صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا۔ ''ایک بات تو طے ہے کہ تم ناقابل اعتماد ہو۔ میں نے تم پر بھروسا کیا۔ اتنا بڑا خطرہ

مول لے کر تمہارے پاس چلا آیا۔ تم کسی بھی حیلے بہانے سے مجھے دماغی کمزوری میں مبتلا کر سکتی ہو اور مجھے اپنا تابعدار بنا سکتی ہو۔"

وہ انکار میں سر ہلا کر دونوں ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی۔ "فار گاڈ سیک۔ ایسی باتیں نہ کرو۔ مجھے ایسا کرنا ہوتا تو اب تک کر چکی ہوتی۔"

"ابھی تم نے اس لیے نہیں کیا کہ اطمینان ہے۔ ہمیں یہاں بہت عرصے تک ساتھ رہنا ہے۔ تم آرام سے مناسب وقت دیکھ کر مجھے دماغی کمزوری میں مبتلا کر سکتی ہو۔"

"میں بحث نہیں کروں گی۔ کیونکہ اب اعتماد کے قابل نہیں رہی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ مجھے سزا ضرور دو۔ تمہارے ساتھ رہنے کی خوشیاں ملتی رہیں گی تو میں بدترین سزا کو بھی برداشت کرتی رہوں گی۔"

"ایسی جذباتی باتوں سے مجھے متاثر کرنے کی کوشش نہ کرو۔ تم نے وعدہ کیا تھا کہ عدنان کو اپنے پاس شیوانی کی زندگی میں رکھو گی۔ اب اس کی زندگی انیس دن کی رہ گئی ہے۔ مجھے تو اس سلسلے میں بھی تم پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔"

"بے شک، تم بھروسا نہ کرو۔ مجھے حکم دو ابھی عدنان کے سلسلے میں کیا کروں؟"

میں اسے دیکھتے ہوئے سوچنے لگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عدنان اپنی ماں کے ساتھ نومی کی خفیہ پناہ گاہ میں محفوظ تھا اگر میں اسے وہاں سے نکال لاتا تو اگلے انیس دن تک وہ بابا صاحب کے ادارے میں نہ جاتا۔ کیونکہ ماں کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔

اور اگر اسے نومی کی پناہ گاہ سے نکال کر کسی دوسری جگہ رکھنا چاہتا تو بہرد پیا بابر اور برین ماسٹر اس کی بو سونگھتے پھر رہے تھے۔ ہماری بدنصیبی سے اور شیوانی کی پھر کسی حماقت سے وہ ماں بیٹے کو ٹریپ کر سکتے تھے۔ میں ایسا کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔

نومی میرے سامنے سر جھکائے میرے فیصلے کا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے کہا۔ "میں ابھی تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ اسی کاٹیج میں رہوں گا لیکن ہم الگ الگ کمرے میں رہیں گے اور میں کل تک یہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کروں گا کہ عدنان کے سلسلے میں آئندہ تم پر بھروسا کر سکتا ہوں یا نہیں؟"

اس نے جلدی سے کہا۔ "بے شک، تم بھروسا کر سکتے ہو۔ کیونکہ میں تمہارے پاس رہوں گی تمہاری قیدی بن کر رہوں گی۔ ابھی تنہا بیڈ روم میں سونے جاؤں گی تو تم مجھے ہتھکڑی پہنا دو، میرے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دو۔ تا کہ میں فرار نہ ہو سکوں۔ اگلے انیس دنوں تک تم مجھ سے بدترین قیدیوں جیسا سلوک کرتے رہو میں برداشت کرتی رہوں گی۔ تم اپنے طور پر محتاط رہو"

وہ صوفے سے آگے کھسک کر فرش پر گھٹنے ٹیکتے ہوئے بولی۔ "میں بڑی سے بڑی قسم کھا کر کہتی ہوں، تمہیں دھوکا نہیں دوں گی۔ تمہیں کسی بھی بہانے سے دماغی کمزوری میں مبتلا نہیں کروں گی۔ مجھے تمہاری طرف سے جان کا خوف رہے گا پھر بھی تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔"

میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے پر آیا پھر وہاں سے پلٹ کر بولا۔ "ٹھیک ہے، جب تک میں کوئی آخری فیصلہ نہ کروں تم دوسرے کمرے میں رہو گی، میں کل تک کسی نتیجے پر پہنچوں گا۔"

میں نے کمرے سے باہر آ کر سر گھما کر اسے دیکھا پھر کہا۔ "میں تمہیں قیدی نہیں بناؤں گا۔ اس دروازے کو باہر سے بند نہیں کروں گا۔ میری اس اعلیٰ ظرفی پر تمہیں شرم آئے تو ڈوب مرنا۔"

میں نے وہاں سے دوسرے کمرے میں آ کر دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ میری ڈمی بن کر آنے والا فرہاد شام کی فلائٹ سے جینوا پہنچ چکا تھا اور میں نے اسے تاکید کی تھی کہ وہ کسی ہوٹل میں قیام کرے، کبھی ضرورت پڑنے پر اسے میری جگہ آ کر میرا رول ادا کرنا ہوگا۔

نومی مجھے دھوکا دیتی آئی تھی۔ میں چاہتا تو ڈمی کو ابھی اپنی جگہ بلاتا اور یہاں سے چپ چاپ چلا جاتا۔ وہ دھوکا کھاتی رہتی اور ایک غیر مرد کے ساتھ دن رات گزارتی رہتی لیکن میں یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اپنا تن من سب کچھ صرف میرے لیے سنبھال کر رکھتی ہے۔ اس نے اس امانت میں کبھی خیانت نہیں کی، کبھی مجھے دھوکا نہیں دیا۔ میں بھی ایسا کم ظرف نہیں ہوں کہ اس کی آبرو کو اپنی ڈمی کے آگے دو کوڑی کی بنا دیتا۔

ایک مرد سے وفاداری اور محبت کے معاملے میں وہ کسی شک و شبہے کے بغیر سچی اور کھری تھی اور میں اس کی پارسائی کو داغدار نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی ڈمی اور دوسرے آلہ کاروں سے رابطہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ دور ہی دور سے نومی کی نگرانی کرتے رہیں۔ میں اس کے ساتھ باہر نکلوں تو وہ اس پر کڑی نظر رکھا کریں۔

میں ایک ایزی چیئر پر آرام سے بیٹھ گیا، مجھے آرام وسکون اور تنہائی کی ضرورت تھی۔ تا کہ میں دوسرے معاملات سے نمٹ سکوں۔ ایک اہم معاملہ تو برین ماسٹر کا تھا۔ وہ مجھے کمزور بنانے کے لیے مجھ پر قابو پانے کے لیے میرے بچوں کو ٹریپ کرنا چاہتا تھا اور میں چپ چاپ سرنگ بناتا ہوا ڈپلیکیٹس مافیا کے اندر پہنچنے کی کوششیں کر رہا تھا۔

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، برین ماسٹر نے ہر بڑے ملک کی حکومت میں اور آرمی میں اپنے ڈپلیکیٹس پہنچائے تھے۔ ان ممالک کے حکمرانوں کے جو فارن منسٹر تھے۔ وہ اصلی نہیں تھے۔ اصلی کو ختم کر کے ان کو نابود کر کے ہو بہو اسی شکل کے اور اسی جسامت کے ڈپلیکیٹس وہاں پہنچا دیے گئے تھے۔ اسی طرح ہر ملک کی آرمی میں جو میجر تھے۔ وہ بھی اصلی نہیں تھے۔ برین ماسٹر کے بنائے ہوئے ڈپلیکیٹس تھے۔ ایسے طریقہ کار سے وہ تمام بڑے ملکوں کے حکمرانوں کی سیاست کو اور عالمی طاقت کو اور کمزوریوں کو اچھی طرح سمجھتا رہتا تھا۔

الپا کو تھوڑی دیر تک بہرد پیے بابر کے خیالات پڑھنے کا موقع ملا تھا اور اس نے اس کے ذریعے ان تمام فارن منسٹرز، تمام میجرز کے نام اور پتے معلوم کر لیے تھے، اور وہ رفتہ رفتہ انہیں آلہ کار بناتی ہوئی ان تمام اہم افراد کے اندر پہنچ رہی تھی۔

میں نے الپا کے اندر پہنچ کر پوچھا۔ "میری بیٹی کیا کر رہی ہے؟"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "پاپا! میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے امریکی، فرانسیسی، جرمنی اور روسی فارن منسٹرز اور آرمی کے میجرز کے دماغوں میں جگہ بنالی ہے۔ اب میں ان کے اندر جاتی رہوں گی اور یہ معلوم کرتی رہوں گی کہ انہیں برین ماسٹر کے ذریعے کیسے احکامات مل رہے ہیں؟ اور وہ ان احکامات کے مطابق کیا کر رہے ہیں؟"

میں نے پوچھا۔ "وہ تین کوما میں رہنے والے اکابرین کا کیا بنا؟"

"وہ ابھی تک کوما میں ہیں۔ برین ماسٹر کا ایک غیر معمولی قوت سماعت رکھنے والا آوڈی مین واشنگٹن میں ہے۔ وہ ایک جگہ بیٹھ کر اپنے اطراف سے پانچ کلو میٹر دور تک کی باتیں بہ آسانی صاف طور سے سن لیتا ہے پھر برین ماسٹر اور بہرد پیے فرہاد کو اپنے اندر بلا کر ان کی آوازیں سناتا ہے۔"

میں نے کہا۔ "برین ماسٹر یہ بہت زبردست تکنیک استعمال کر رہا ہے۔ اس آوڈی مین کے ذریعے ان لوگوں کی بھی باتیں سن رہا ہے جو یوگا کے ماہر ہیں اور اسے اپنے اندر آنے نہیں دیتے۔"

الپا نے امریکن آرمی کے ایک افسر کے اندر رہ کر یہ معلوم کیا تھا کہ ایک ڈاکٹر ان تین کوما میں رہنے والوں کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ انجکشن کے ذریعے ان کے اندر خوراک پہنچاتا رہتا ہے۔ جس بنگلے میں انہیں رکھا گیا ہے وہاں آرمی کے جوانوں کا سخت پہرا ہے۔ ان تینوں کے کمروں میں کسی آرمی جوان کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ چند یوگا جاننے والے افسر اور سپاہی ہیں جو ان کے کمروں میں جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ ڈاکٹر کو ان تینوں کے پاس جانے کی اجازت ہے۔ وہ ایک آرمی افسر کی نگرانی میں ان کا معائنہ کرتا ہے۔ انجکشن کے ذریعے ان کے اندر دوائیں اور خوراک پہنچاتا ہے۔ اس کے بعد ان کمروں سے نکل آتا ہے۔

ڈاکٹر عمر رسیدہ ہے سانس روکنے کا ماہر نہیں ہے۔ اس کا دماغ حساس نہیں ہے۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا۔ اسی لیے وہ یوگا جاننے والے آرمی افسر کی نگرانی میں ان تین کوما میں رہنے والوں کے پاس جاتا ہے پھر اپنے فرائض انجام دے کر واپس چلا آتا ہے۔

الپا نے کہا۔ "غیر معمولی قوت سماعت رکھنے والا آوڈی مین یوگا کا ماہر ہے۔ اس کے باوجود میں اس کے دماغ میں اس وقت پہنچ گئی جب برین ماسٹر اور بہرد پیا فرہاد وہاں موجود تھے۔ اس لیے اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔"

میں نے پوچھا۔ "وہ یقیناً اس ڈاکٹر کے اندر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہوں گے؟"

"یس پاپا! وہ پہنچ چکے ہیں۔ آوڈی مین نے بابر اور برین ماسٹر کو اپنے اندر بلایا تھا اور انہیں اس ڈاکٹر کی آواز سنائی تھی۔ آواز سنتے ہی وہ اس کے اندر پہنچ گئے۔ میں بھی وہاں موجود تھی۔"

میں نے پوچھا۔ "امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی خیال خوانی کے ذریعے اس ڈاکٹر کی نگرانی کرتے ہوں گے؟"

"یس پاپا! اس ڈاکٹر کے چور خیالات نے بتایا ہے کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی کبھی اس کے اندر آتے ہیں۔ اس سے باتیں کرتے ہیں ان تین کوما میں رہنے والوں کے حالات معلوم کرتے ہیں۔ پھر چلے جاتے ہیں۔"

"اب وہاں کیا ہو رہا ہے؟"

"برین ماسٹر نے اس ڈاکٹر کے ذہن میں یہ بات نقش کی ہے کہ وہ رات کے دو بجے کوما میں رہنے والوں کو ایسے انجکشن لگائے گا جن کے اثر سے وہ کوما سے نکل آئیں گے۔"

''یعنی وہ آج رات انہیں کوما سے نکال کر ان پر تنویمی عمل کریں گے، انہیں اپنا تابعدار بنائیں گے۔''

''جی ہاں، ابھی میں یہی کہنے کے لیے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ آپ عالی یا کرونا کو میرے پاس بھیج دیں۔ ہم باری باری اس ڈاکٹر کے اندر رہ کر یہ دیکھتے رہیں گے کہ وہ لوگ کب تنویمی عمل کر رہے ہیں؟ ایسے وقت ہماری وہاں موجودگی بہت ضروری ہوگی۔''

''ٹھیک ہے، میں جا رہا ہوں۔ ابھی کرونا تمہارے پاس آجائے گی۔''

میں دماغی طور پر تومی کے کاٹج میں حاضر ہوگیا۔ رات کے دو بجے تھے۔ میں دبے قدموں اپنے کمرے سے نکل کر تومی کے کمرے کے پاس آیا۔ اس کے کمرے میں روشنی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ جاگ رہی تھی۔ میرا اعتماد کھونے کے بعد اسے نیند نہیں آرہی تھی۔

میں نے اپنی ڈمی کے پاس پہنچ کر پوچھا۔ ''کیا ہو رہا ہے؟''

''سر! ہمارے دو آلہ کار اس کاٹج کے آگے پیچھے موجود ہیں۔ صبح تک وہ ڈیوٹی پر رہیں گے پھر دوسرے دو آلہ کار آجائیں گے۔ میں ابھی سونے جا رہا ہوں۔ صبح اس کاٹج کے قریب رہوں گا۔''

''ٹھیک ہے، تم نیند پوری کرو۔''

میں پھر دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ اپنے کمرے میں آکر کرونا سے کہا۔ ''میرے دماغ میں آؤ۔''

وہ فوراً ہی چلی آئی۔ میں نے پوچھا۔ ''کیا تم قاہرہ میں ہو؟''

''میں اس وقت فرمان کی حویلی میں ہوں۔ وہ بڑا ہی مہمان نواز ہے۔ اس نے مجھے واپس جانے ہی نہیں دیا۔ میں کل یہاں سے جاؤں گی۔''

''ٹھیک ہے، ابھی تم الپا کے پاس جاؤ۔ وہاں تمہاری بہت ضرورت ہے۔''

''یس پاپا! میں ابھی جا رہی ہوں۔''

وہ چلی گئی۔ میں نے اپنے بیڈروم کے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر بستر پر آکر لیٹ گیا۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر لیں۔ دماغ کو ہدایت دے کر گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

☆☆☆

تیسری رات بھی انوشے پر شیطانی حملہ ہوا تھا۔ اس کے نتیجے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ انوشے عارضی طور پر جمائلہ کے روپ میں نہیں رہے گی۔ جمائلہ کے چہرے پر دوسرا چہرہ بنائے گی۔ اپنا لب ولہجہ بھی تبدیل کرے گی پھر چوتھی رات کو دیکھا جائے گا کہ شیطان اسے جمائلہ کی حیثیت سے پہچان کر اس کے قریب آئے گا یا نہیں؟

انوشے اسی رات بدل گئی تھی۔ بہروپیے بابر سے کہا تھا کہ میں اب انڈیا میں نہیں ہوں۔ پتا نہیں کس طرح قاہرہ پہنچ گئی ہوں۔ مجھے اطمینان ہے کہ میں اپنے ابوالہول کے پاس چلی آئی ہوں۔

بابر نے کہا تھا کہ دوسری صبح نارمل رہو گی تو میں تمہارے اندر آکر باتیں کروں گا، ابھی کسی بھی پہلی فلائٹ سے قاہرہ جانے کے لیے ایک سیٹ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

وہ ایک فلائٹ میں سیٹ حاصل کر کے دوسرے دن قاہرہ پہنچ گیا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے جمائلہ سے رابطہ کرنے کی کوششیں کر رہا تھا اور یہ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ اس کی سوچ کی لہریں جمائلہ کے دماغ تک نہیں پہنچ پا رہی ہیں پھر ایسا ہی لگ رہا ہے کہ جیسے جمائلہ مردہ ہو چکی ہو۔

پچھلے دن بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ صبح سے شام تک انوشے کے دماغ میں پہنچ نہیں پایا تھا۔ بھٹکتا رہا تھا اور رات کو انوشے نے بتایا تھا کہ وہ پتا نہیں کس پُراسرار قوت کے ذریعے قاہرہ پہنچ گئی ہے اور پچھلے تمام دن دماغی طور پر غائب رہی ہے۔

بابر نے سوچا کہ وہ پھر آج صبح سے شام تک غائب دماغ رہے گی۔ رات کی تاریکی پھیلنے سے پہلے ہی میں ابوالہول کے بت کے پاس جاؤں گا۔ وہ اِدھر ضرور آئے گی۔

برین ماسٹر اور بابر کے لیے جمائلہ جتنی اہم تھی اتنی ہی دردِ سر بنی ہوئی تھی۔ انوشے بڑی کامیابی سے جمائلہ کا رول ادا کرتی آرہی تھی۔ بابر بڑے فخر سے برین ماسٹر کے سامنے کہا کرتا تھا، کہ جمائلہ اس کی بہترین دوست ہے اور اس کی ہر بات اور ہر مشورے پر بے چوں وچرا عمل کرتی ہے۔

اس نے برین ماسٹر کو پہلے یہ بتایا تھا کہ جمائلہ انڈیا میں ہے اور اس کے ذریعے وہ عدنان تک پہنچ سکتا ہے اور ماسٹر نے کہا تھا فرہاد کی تقریباً تمام اولاد انڈیا میں ہے۔ ان سب کو ٹریپ کرنا ہے۔ اس کی کوئی ایک بیٹی یا بیٹا ہماری مٹھی میں آجائے تو ہم فرہاد کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں گے۔

برین ماسٹر اس بات پر جھنجھلایا ہوا تھا کہ میں نے ان کے تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھین لیا تھا اور انہیں کوما میں پہنچا دیا تھا۔ میری وجہ سے وہ بڑے مصائب کا سامنا کر رہا تھا۔

ہماری زندگی میں اب تک جتنے بھی زبردست پُراسرار بن کر رہنے والے دشمن آئے ان سب کی یہی حسرت تھی کہ کسی بھی طرح مجھے یا سونیا کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں۔ ایسی حسرتیں پوری ہونے سے پہلے ہی وہ یا تو دنیا سے اٹھ جاتے تھے، یا اسرار کے پردے سے نکل کر ہمارے سامنے رینگنے والے کیڑے بن جاتے تھے۔

حالات بتا رہے تھے کہ جلد ہی برین ماسٹر کی شامت آنے والی ہے۔ اس نے میرے مقابلے پر ایک ڈمی زہاد (بابر) کو لا کر سب سے بڑی غلطی کی تھی اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اب تک پُراسرار بن کر رہتا، اور بڑی خاموشی سے اپنے ڈپلومیسی کے ذریعے تمام بڑے اور چھوٹے ممالک کے درمیان چپ چاپ سرنگ بناتا رہتا ان کی کمزوریوں سے کھیلتا رہتا اور ان پر بڑے مزے سے کسی روک ٹوک کے بغیر حکومت کرتا رہتا۔

لیکن مجرمانہ ذہن رکھنے والے خواہ کتنے ہی شہ زور ہوں، کتنے ہی ذہین ہوں، وہ کہیں نہ کہیں ایک غلطی ضرور کرتے ہیں اور وہی ایک غلطی انہیں ان کے زوال کی طرف لے جاتی ہے۔

اب بھی برین ماسٹر عقل سے کام لے سکتا تھا۔ مجھے راستے سے ہٹانے کے بجائے خود راستے سے ہٹ جاتا۔ ان تین کوما میں رہنے والوں کی طرف سے باز آجاتا اور آوڈی مین کے ذریعے انڈیا میں میرے بچوں کو ٹریپ کرنے کی پلاننگ نہ کرتا لیکن کوئی بھی شہ زور مقابلے میں آگے بڑھ کر پیچھے نہیں ہٹتا، پیچھے ہٹنے سے اس کی انا کو ٹھیس پہنچتی ہے اور غرور کا سر نیچا ہوتا ہے اور کوئی اپنا سر جھکانا نہیں چاہتا۔ مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ مر جانا چاہتا ہے، یا مار ڈالنا چاہتا ہے۔ برین ماسٹر بھی اب مارنے یا مرنے پر آمادہ ہوگیا تھا۔

بابر اس کے حکم کے مطابق بار بار جمائلہ سے رابطہ کر رہا تھا۔ پچھلی بار تمام دن جمائلہ سے رابطہ نہ ہو سکا تھا۔ رات کو انوشے نے یہ انکشاف کیا کہ اب وہ انڈیا میں نہیں قاہرہ میں ہے اور تمام دن غائب دماغ رہی ہے۔ اسے پتا بھی نہ چل سکا کہ وہ کس طرح قاہرہ پہنچ گئی ہے؟

بابر نے یہی رائے قائم کی کہ اس بار شاید ابوالہول نے اسے اپنے قابو میں کیا ہے اور پچھلی رات سے ہی غائب دماغ بنا کر رکھا ہے اور یہ اچھی بات ہے، وہ جس قدر ابوالہول کے نرغے میں رہے گی اسی قدر فرہاد کے خلاف اس کے کام آتی رہے گی۔

اس نے کہا۔ ''جمائلہ! میں تم سے بہت سے کام لینا چاہتا تھا اور وہ کام انڈیا میں ہی ہو سکتے ہیں۔''

وہ بولی۔ ''میں جانتی ہوں۔ تم عدنان کو ٹریپ کرنا چاہتے ہو مگر میں کیا کروں؟ ادھر ابوالہول نے مجھے غائب دماغ بنا کر رکھا تھا۔ اس میں اس کی کوئی مصلحت ہوگی۔ مجھے قاہرہ پہنچنا تھا۔ اس لیے پہنچ گئی۔ اب آیندہ دیکھوں گی کہ تمہارا کوئی کام کرنے کے لیے انڈیا جا سکوں گی یا نہیں؟''

''جمائلہ! ایسا نہ کہو۔ تمہیں کسی بھی طرح انڈیا واپس آنے کا کوئی نہ کوئی موقع نکالنا ہی ہوگا۔ اپنے ابوالہول کو راضی کرنا ہوگا کہ وہ تمہیں انڈیا جانے کی اجازت دے۔ میں تمہارے پاس قاہرہ آرہا ہوں۔''

''ضرور آؤ۔ میں تمہارا ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتی۔ جب میں دن کو نارمل رہتی ہوں، اور میری تمام غیر معمولی صلاحیتیں اور قوتیں ختم ہو جاتی ہیں، اس وقت مجھے تمہاری ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں ہی محفوظ رکھ سکیں گی۔ اس لیے میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ تم چلے آؤ۔''

انوشے نے یہ کہہ کر اسے بھٹکا دیا۔ انڈیا سے قاہرہ جانے پر مجبور کر دیا اور خود انڈیا میں ہی اپنے ماں باپ کے ساتھ رہنے لگی۔ دو گھنٹے کے بعد وہاں سے ایک طیارہ قاہرہ کی طرف جانے والا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے معلومات حاصل کیں۔ اسے وہاں سیٹ مل سکتی تھی۔ اس نے فوراً ہی جا کر اپنے لیے ایک سیٹ حاصل کر لی پھر طیارے میں سفر کے دوران اس نے برین ماسٹر سے رابطہ کیا۔ اس نے جمائلہ کے بارے میں تمام باتیں تفصیل سے بتائیں۔

وہ پریشان ہو کر بولا۔ ''یہ تو بہت ہی برا ہوا، کہ وہ انڈیا سے دور چلی گئی ہے۔ اسے پھر واپس لانا ہوگا؟''

''میں ضرور اسے واپس لاؤں گا۔ ابھی قاہرہ کی طرف ہی سفر کر رہا ہوں، وہاں پہنچنے کے بعد شام ہوتے ہی ابوالہول کے بت کے پاس چلا جاؤں گا۔ وہ اُدھر ضرور آئے گی۔ وہیں ہماری ملاقات ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوگا کہ ابوالہول اسے دن کے وقت کیوں دماغی طور پر غائب رکھتا ہے؟ اور آیندہ بھی اس کے ساتھ یہی ہوگا تو میں اسے اپنے ساتھ انڈیا کس طرح لے جا سکوں گا؟ یہ ساری باتیں مجھے وہاں پہنچ کر ہی معلوم ہوں گی۔ وہاں کے وقت کے مطابق تقریباً دس گھنٹے بعد جمائلہ سے ملاقات ہوگی۔''

''ابھی بہت وقت ہے۔ اب اس ڈاکٹر کے پاس چلو۔ جو کوما میں رہنے والوں کی نگرانی کر رہا ہے۔''

غیر معمولی قوت سماعت رکھنے والا آوڈی مین واشنگٹن میں تھا۔ اس نے تقریباً دو کلومیٹر دور سے اس ڈاکٹر کی آواز

سنی تھی اور برین ماسٹر کو اس ڈاکٹر کے اندر پہنچا دیا تھا۔اس کے خیالات پڑھ کر پتا چلا کہ ڈاکٹر کو بھی بہت ہی محتاط انداز میں ان تین کوما میں رہنے والوں کے پاس بھیجا جاتا ہے۔وہ آرمی کے ایک یوگا جاننے والے اعلیٰ افسر کے ساتھ ان کے پاس جاتا تھا۔انہیں انجکشن کے ذریعے خوراک پہنچاتا تھا۔ان کا معائنہ کرتا تھا پھر وہاں سے چلا آتا تھا۔اس دوران میں وہ بالکل گونگا بنا رہتا تھا۔اسے بولنے کی اجازت نہیں تھی۔

برین ماسٹر اور بابر نے اس ڈاکٹر کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔اسے اپنا غلام بنا لیا۔ان کا منصوبہ یہ تھا کہ آیندہ ڈاکٹر وہاں جا کر انجکشن کے ذریعے ان کے اندر خوراک نہیں پہنچائے گا، بلکہ ان تینوں کو ایسا انجکشن لگائے گا کہ وہ ایک آدھ گھنٹے کے بعد کوما سے نکل آئیں گے۔ایسے ہی وقت وہ ان پر تنویمی عمل کریں گے۔انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا کر یہ باتیں ان کے دماغ میں نقش کر دیں گے، کہ وہ بظاہر خود کو کوما میں ظاہر کرتے رہیں۔آیندہ موقع پانے کے بعد انہیں کسی طرح وہاں سے نکالا جائے گا۔

اپنے اس منصوبے پر عمل کرنے سے پہلے انہوں نے آوڈی مین کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا۔"کوئی نئی تازہ اطلاع ہے؟"

اس نے کہا۔"جی ہاں، ابھی میں فون کے ذریعے آپ کو اپنے پاس بلانے والا تھا۔آرمی کے یوگا جاننے والے افسران نے یہ طے کیا ہے کہ آج آدھی رات کے بعد وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کوما سے نکالیں گے۔اور اسی وقت تنویمی عمل کر کے ان کے دماغوں کو لاک کر دیں گے۔تاکہ فرہاد اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے اندر پہنچ نہ سکیں اور یہی سمجھتے رہیں کہ وہ تینوں کوما میں پڑے ہوئے ہیں۔"

برین ماسٹر نے کہا۔"پھر تو ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم انتظار کریں گے۔جب امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ان تینوں ساتھیوں پر عمل کریں گے، تو ہم وہاں خاموشی سے موجود رہیں گے اور جس آواز اور لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کیا جائے گا' وہ ہمیں معلوم ہو جائے گا پھر ہم جب چاہیں گے' ان تینوں کے اندر پہنچ سکیں گے۔"

اس وقت امریکا میں رات کا وقت تھا۔امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے دو گھنٹے بعد اپنے ان تین کوما میں رہنے والے ساتھیوں کے اندر پہنچنے والے تھے اور ان پر عمل کرنے والے تھے۔جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے' برین ماسٹر نے تمام بڑے ممالک کی آرمی میں اور حکمران پارٹی میں اپنے ڈپلیکیٹس پہنچائے ہوئے تھے۔امریکا میں بھی ایک فارن منسٹر اور آرمی کا میجر دونوں ہی اس کے اپنے آدمی تھے۔اصل فارن منسٹر اور میجر کو ختم کر دیا گیا تھا اور ان کی جگہ انہیں پہنچا دیا گیا تھا۔وہ ہر پہلو سے اتنے مکمل ڈپلیکیٹس تھے کہ ان پر کسی کو شبہ نہیں ہو رہا تھا۔

برین ماسٹر نے بابر سے کہا۔"میں امریکی فارن منسٹر کے دماغ میں جا رہا ہوں۔تم میجر کے پاس جاؤ اور ان کی خیریت معلوم کرو۔"

وہ دونوں خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے ان کے اندر پہنچے تو ایکدم سے چونک گئے۔وہ یوگا جاننے والے آرمی افسران کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ان کا محاسبہ کیا جا رہا تھا۔ان سے کہا جا رہا تھا کہ انہیں ان دونوں پر شبہ ہے۔وہ دونوں اصلی نہیں ہیں۔

وہاں ایک افسر ڈپلیکیٹ فارن منسٹر سے کہہ رہا تھا۔"تم ہر پہلو سے مکمل دکھائی دے رہے ہو اور میجر! تم بھی ہر پہلو سے مکمل ہو پھر بھی ہم مطمئن نہیں ہیں۔"

میجر نے پوچھا۔"آخر آپ ہم پر کیوں شبہ کر رہے ہیں؟"

"ہمیں ایک ایسے اہم شخص نے تمہارے خلاف رپورٹ دی ہے کہ ہم اس کی بات کو جھٹلا نہیں سکتے اور اس کی رپورٹ کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔"

فارن منسٹر نے کہا۔"اگر ہم بہروپیے ہوتے، اگر چہرہ بدل کر آتے تو ہماری انگلیوں کے نشانات کبھی نہ بدلتے۔انسان لاکھ اپنا چہرہ اپنی شخصیت بدل لے لیکن انگلیوں کے نشانات کبھی نہیں بدلتے۔آپ نے ہماری دس دس انگلیوں کے نشانات لیے اور وہ نشان ہماری ہی انگلیوں کے ہیں اور اصلی ہیں؟"

ایک آرمی کے افسر نے کہا۔"موجودہ صدی میں ٹیکنالوجی اتنی ایڈوانس ہو گئی ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں کے نشانات بھی نقلی بن جاتے ہیں اور باریک جھلیوں پر وہ نشانات اتارنے کے بعد پلاسٹک سرجری کے ذریعے انہیں انگلیوں پر چڑھا دیا جاتا۔"

میجر نے کہا۔"آپ لوگوں نے ہماری انگلیوں کا اچھی طرح معائنہ کیا ہے اور یہ یقین ہو چکا ہے کہ ہماری انگلیوں پر جھلیاں چڑھی ہوئی نہیں ہیں۔"

ایک اور افسر نے کہا۔"وہ جھلیاں اتنی ہنر مندی سے

چڑھائی گئی ہیں کہ اصل کا گمان ہوتا ہے۔ہم آپ دونوں کی دسوں انگلیوں سے کھال اتاریں گے۔اس کھال کے نیچے تمہاری اصل کھال ضرور چھپی ہوگی۔"

فارن منسٹر نے احتجاج کیا۔"یہ سراسر ظلم ہے اگر شبہ دور کرنا ہے تو کسی ایک انگلی کی کھال اتار کر دیکھ لیں۔اگر ایک بھی انگلی پر جھلی چڑھی ہوگی تو پھر آپ کا شبہ درست ہوگا۔"

ان کی باتوں کے دوران میں وہ افسران بھی بول رہے تھے۔جو یوگا کے ماہر نہیں تھے۔اس طرح برین ماسٹر اور بابر ان کے اندر پہنچ گئے پھر ان کے خیالات پڑھتے ہی یہ انکشاف ہوا کہ فرہاد علی تیمور نے ان دونوں کے خلاف یہ اہم اطلاع پہنچائی ہے۔

یہ معلوم ہوتے ہی برین ماسٹر اور بابر دنگ رہ گئے۔ان افسران کے خیالات پڑھ کر یہ بھی معلوم ہو رہا تھا کہ میں نے انہیں کسی برین ماسٹر کے متعلق بتایا ہے اور کہا ہے کہ ایک ڈپلیکیٹس مافیا ہے، جس کا سربراہ برین ماسٹر کہلاتا ہے اور اسی نے ان کے فارن منسٹر کو اور آرمی کے میجر کو ہلاک کرنے کے بعد ان کی جگہ اپنے ڈپلیکیٹس پہنچائے ہیں۔

برین ماسٹر کا سر تھوڑی دیر کے لیے چکرا گیا۔اس نے شدید حیرانی سے کہا۔"بابر! یہ فرہاد کیا بلا ہے؟ اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ کسی خفیہ تنظیم ڈپلیکیٹس مافیا کا سربراہ برین ماسٹر ہے؟"

بابر نے کہا۔"ماسٹر! وہ انسان نہیں' واقعی شیطان ہے۔وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے نہیں بلکہ کسی شیطانی صلاحیت کے ذریعے اندر گھس کر تمام اہم راز معلوم کر لیتا ہے۔"

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔میں نے اپنے آپ کو تمام دنیا والوں سے چھپا کر رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی ہے۔فرہاد یا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی بھی ذریعے سے مجھ تک کبھی پہنچ نہیں سکتا تھا۔یہ کیسے پہنچ گیا....؟"

واقعی اس کا سر چکرا رہا تھا۔عقل کام نہیں کر رہی تھی۔اس نے کہا۔"میں تمہارے دماغ سے ابھی جا رہا ہوں۔خیال خوانی نہیں کروں گا۔پہلے ہر پہلو پر غور کروں گا کہ مجھ سے کہاں غلطی ہو رہی ہے؟"

اس کی آواز اور لہجے سے پتا چل رہا تھا کہ وہ بری طرح بوکھلا گیا ہے۔وہ کہہ رہا تھا۔"او گاڈ! غلطیاں کرنے کے دوران پتا نہیں چلتا کہ ہم کہاں اور کب غلطیاں کر رہے ہیں۔ہم دو گھنٹے کے بعد کوما میں رہنے والوں کے اندر پہنچیں گے۔اور یہ دیکھیں گے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔اگرچہ مضبوط قوت ارادی کا مالک تھا۔فولادی حوصلے رکھتا تھا لیکن زندگی میں پہلی بار اندر سے سہم گیا تھا۔وہ اس قدر محتاط رہتا تھا کہ بابر اور آوڈی مین جیسے دست راست بھی اس کی صورت تو کیا اس کا سایہ بھی دیکھ نہیں پاتے تھے۔اس کے باوجود میں اس سے ہزاروں میل دور رہنے والا اور اس سے لاتعلق رہنے والا، اس سے تعلق رکھنے والی اہم اور خفیہ معلومات تک پہنچ گیا تھا۔

وہ اپنی پوری ذہانت سے کام لیتے ہوئے سوچ رہا تھا لیکن یہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ میں اس کے بارے میں کیسے معلومات حاصل کر رہا ہوں؟ مجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ برین ماسٹر کہلاتا ہے؟ اور یہ اہم راز کیسے جان لیا کہ اس نے امریکی فارن منسٹر اور آرمی کے میجر کو ہلاک کر دیا ہے اور ان کی جگہ اپنے ڈپلیکیٹس پہنچا دیے ہیں؟ یہ اتنے گہرے راز کی بات تھی کہ یہ بات اس کا باپ اور اسے پیدا کرنے والی ماں بھی نہیں جانتی تھی۔

وہ بڑے اضطراب میں مبتلا ہو گیا تھا۔پریشان ہو کر سوچ رہا تھا۔"یہ فرہاد کیا بلا ہے؟ کیا یہ کالا جادو جانتا ہے؟ کیا پُراسرار علم کے ذریعے پاتال میں چھپے ہوئے دشمنوں تک اور دماغ کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے رازوں تک پہنچ جاتا ہے؟"

پھر اس نے خود ہی اپنے خیالات کی نفی کی۔انکار میں سر ہلا کر سوچنے لگا۔"نہیں، فرہاد کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔وہاں کالا جادو اور پُراسرار علوم جاننے والوں کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔کیا میں یہ مان لوں کہ روحانیت کے ذریعے اندر کے بھید معلوم کیے جا سکتے ہیں؟"

وہ ٹھوس مادہ پرست تھا۔روحانیت کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ان طریقوں اور ہتھکنڈوں کو سمجھنا چاہتا تھا' جن کے ذریعے میں اس کے اندر سرنگ بنا رہا تھا۔

وہ ایک گھنٹے تک مغز ماری کرتا رہا پھر بھی یہ سمجھ نہ سکا کہ میری معلومات کے ذرائع کیا ہیں؟ اس نے گھڑی دیکھی۔ایک گھنٹے کے بعد اسے خیال خوانی کرنی تھی اور ان تین کوما جاننے والوں کے اندر پہنچنا تھا۔

ایسے وقت عقل نے سمجھایا کہ صرف دشمن کے بارے میں نہ سوچے اپنا بھی محاسبہ کرے کہ خود سے کہاں غلطیاں ہو رہی ہیں؟

انسانوں کی دنیا میں یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتا لیکن جب حالات کے جوتے جم کر پڑنے لگتے ہیں تب عقل سوچنے پر مجبور کرتی ہے

کہ وہ کہاں ٹھوکریں کھا رہا ہے؟ اور کیسے ٹھوکریں کھا رہا ہے؟ اور ان کی وجوہات کیا ہیں؟
اسے بھی اپنا محاسبہ کرنے سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ مسلسل کامیابیاں حاصل کرتے کرتے وہ بہت مغرور ہو گیا ہے۔ اس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اس سے زیادہ کوئی طاقتور نہیں ہے اور کوئی اتنے وسیع ذرائع کا مالک نہیں ہے کہ اس کے سائے تک بھی پہنچ سکے۔ یہی خوش فہمی آئندہ اسے ڈبونے والی ہے۔
پھر یہ بات سمجھ میں آئی کہ اسے بابر جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا دست راست بنا کر کام لینا چاہیے تھا لیکن اسے ڈمی فرہاد نہیں بنانا چاہیے تھا۔ فرہاد بمقابلہ فرہاد کا کھیل شروع کرنے کے بعد ہی اسے پہلی بار ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا تھا۔
جب میں نے اس سے تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھین لیا اور اس کے ڈمی فرہاد کا پول کھول دیا تب اس نے تسلیم کیا کہ اس نے زندگی میں پہلی بار کسی سے مات کھائی ہے۔
اور جب یہ معلوم ہوا کہ فرہاد علی تیمور کو ایک برین ماسٹر کے وجود کا علم ہے، اور وہ اس کی ڈپلیکیٹس مانیا کے طریقہ کار سے بھی واقف ہے۔ تو وہ اندر سے لرز گیا۔ اسے یوں لگ رہا تھا۔ جیسے چاروں طرف سے ننگا ہو گیا ہے۔ جس فولادی چار دیواری میں تھا۔ وہ چار دیواری پگھل گئی ہے اور میں اسے ہر پہلو سے اور ہر طرف سے دیکھ رہا ہوں اور کسی وقت بھی اس پر جھپٹ سکتا ہوں۔
وہ جہاں تھا وہاں سکون سے بیٹھ نہیں پا رہا تھا۔ کبھی اٹھ رہا تھا۔ کبھی بیٹھ رہا تھا پھر کبھی اٹھ کر ادھر سے اُدھر ٹہلنے لگتا تھا۔ اب ایک ہی بات اس کے ذہن میں نقش ہو گئی تھی اور وہ یہ کہ جلد سے جلد مجھے کمزور بنا کر اور اپنے سامنے جھکا کر ہی محفوظ رہ سکتا ہے اور مجھ برتر ہونے والے کو کم تر بنا سکتا ہے۔
اس نے پہلے ہی یہ منصوبہ بنا رکھا تھا کہ انڈیا میں میری جتنی اولادیں ہیں انہیں ٹریپ کرے گا۔ ان میں سے کسی کو بھی اپنا قیدی بنا کر مجھے اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے گا۔
پارس الپا اور اعلیٰ بی بی کے بارے میں یہ معلوم تھا کہ وہ تینوں ممبئی میں ہیں۔ آڈی مین وہاں پہنچ کر ہر پانچ کلو میٹر کا سفر کرتے ہوئے ممبئی کے ہر علاقے میں پہنچتے ہوئے ان میں سے کسی کی بھی آواز سن سکتا تھا اور یہ معلوم کر سکتا تھا کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ اس طرح وہ بابر کو اور برین ماسٹر کو ان کے سچے ٹھکانے تک پہنچا سکتا تھا۔
اس نے بابر کو مخاطب کیا۔ ''بابر! میں زندگی میں پہلی بار فکر میں مبتلا ہو رہا ہوں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے فرہاد ہمارے آس پاس کہیں ہے اور اچانک ہی ڈرامائی انداز میں ہماری شہ رگ تک پہنچنے والا ہے۔''
وہ بولا۔ ''سچ پوچھئے تو میں بھی بہت پریشان ہو گیا ہوں۔ پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے سوچ رہا ہوں کہ اس وقت کم بخت کو ڈپلیکیٹس مانیا تنظیم کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا؟ اور وہ کیسے جانتا ہے کہ آپ برین ماسٹر کہلاتے ہیں؟''
''اب تو مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ ہمیں بچہ سمجھ کر ہم سے کھیل رہا ہے۔ ہمیں دور ہی دور سے دیکھ رہا ہے۔ ہماری مطلوبہ چیزیں ہم تک پہنچا رہا ہے پھر ہم سے چھین رہا ہے۔ جیسے عدنان ایک بار تمہارے ہاتھ آتے آتے نکل گیا۔ جمائکہ بھی پچھلے تین دن اور تین راتوں سے تمہیں ملتے ملتے نہیں مل رہی ہے اور ہمارے کسی کام نہیں آ رہی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ فرہاد کسی طرح اسے کنٹرول کر رہا ہو اور اسے ہمارے کام آنے کا موقع نہیں دے رہا ہو؟''
''اب تو اس کے بارے میں کچھ بھی سوچا جا سکتا ہے۔ وہ کچھ بھی کر سکتا ہے اگر آج رات بھی جمائکہ نے مجھ سے ملاقات نہ کی، اور میرے ہاتھ نہ آئی تو میں یقین کر لوں گا کہ فرہاد دور ہی دور سے ہمیں تماشا بنتے دیکھ رہا ہے۔''
برین ماسٹر نے کہا۔ ''اب وقت ہو رہا ہے اس ڈاکٹر کے اندر چلو، جو کوما میں رہنے والوں کی نگرانی کرتا ہے۔ ہم جلد ہی ان تینوں کے معاملے سے نمٹ لیں گے۔ اس کے بعد ہماری پہلی ترجیح یہی ہوگی کہ انڈیا میں پارس الپا اعلیٰ بی بی اور کبریا کو ٹریپ کیا جائے اور عدنان کو کسی بھی طرح تلاش کیا جائے۔''
بابر نے کہا۔ ''آپ مجھ سے بہت زیادہ ذہین ہیں اور بہت بڑی تنظیم کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود میں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں۔''
''ہاں بولو..... کیا کہنا چاہتے ہو؟''
''آپ اس وقت جہاں بھی ہیں۔ وہ جگہ فوراً چھوڑ دیں اور کسی خفیہ پناہ گاہ میں چلے جائیں۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ کم بخت کہیں سے آپ کو دیکھ رہا ہوگا۔''
اب میں ایسا بھی پہنچا ہوا نہیں تھا کہ اتنی جلدی اس کی شہ رگ تک پہنچ جاتا لیکن ان کے دل بری طرح دہل گئے تھے اور اچھی طرح سہم گئے تھے۔ مجھے ایک آسیب کی طرح اپنے حواس پر مسلط کر لیا تھا۔

برین ماسٹر نے اس کے مشورے کو فوراً ہی مان لیا اور کہا۔ ''تم ٹھیک کہتے ہو میں ابھی یہ جگہ چھوڑ دیتا ہوں۔ تم اس ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔ میں تھوڑی دیر بعد آجاؤں گا۔''

اس وقت جینوا میں صبح کے سات بج رہے تھے۔ میں نیند سے بیدار ہوگیا تھا۔ چونکہ ٹومی سے ناراض ہوکر دوسرے کمرے میں آ گیا تھا۔ اس لیے وہ بے چین تھی۔ سو نہیں سکی تھی۔ ایک تو میری فکر تھی کہ مجھے کس طرح منائے گی؟ دوسرا یہ کہ وہ دشمنوں کی بھی خیر خبر رکھنے کے معاملے میں بہت مستعد تھی۔ ہر حال میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہتی تھی اور اب تو اس نے بابر کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔ اس کے ذریعے برین ماسٹر کی بہت سی مصروفیات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگی تھی۔

اس وقت بھی وہ بابر کے اندر پہنچی ہوئی تھی اور برین ماسٹر سے ہونے والی تمام باتیں سنتی رہی تھی اور یہ معلوم کر کے فخر حاصل کر رہی تھی کہ برین ماسٹر جیسا طاقتور اور پُراسرار شخص مجھ سے خوفزدہ ہے اور مجھ سے چھپنے کے لیے کسی خفیہ پناہ گاہ میں گیا ہے۔

وہ میری ذہانت اور برتری سے اور زیادہ متاثر ہو رہی تھی۔ اسے مجھ پر پیار آ رہا تھا۔ اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا پھر بڑی عاجزی اور محبت سے پوچھا۔ ''کیا مجھ سے ناراض ہو؟''

''اگر ناراض ہوتا تو کب کا یہاں سے جا چکا ہوتا۔ میں نے کل رات ہی کہہ دیا تھا۔ کہ تمہارے ساتھ رہوں گا مگر تم پر بھروسا نہیں کروں گا۔ آخری بار آزماؤں گا کہ تم کس حد تک میرے ساتھ دیانتدار بن کر رہو گی؟''

''یہ تو تمہارا احسان ہے کہ مجھے اپنی دیانتداری ثابت کرنے کا موقع دے ہو۔ میں یہ آخری موقع ضائع نہیں کروں گی۔ ابھی ایک بہت ہی ضروری کام کی بات کرنے آئی ہوں۔''

''وہ کام کی بات کیا ہے؟''

''امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی ان تین کوما میں رہنے والے افسران کے اندر جائیں گے۔ ڈاکٹر انجکشن کے ذریعے انہیں کوما سے نکالے گا تب وہ ان تینوں پر تنویمی عمل کریں گے۔ اس کے بعد ان کے دماغوں کو لاک کر دیں گے تاکہ برین ماسٹر ان تک نہ پہنچ سکے۔ ان امریکیوں کا خیال ہے کہ تم ان کے معاملے میں مداخلت نہیں کرو گے۔''

''درست خیال ہے۔ میں ان کے کسی بھی معاملے میں دلچسپی نہیں لینا چاہتا۔''

''لیکن فرہاد! وہ برین ماسٹر تو ان کے راستے میں رکاوٹ بنے گا۔ ہمیں بھی وہاں موجود رہنا چاہیے اور برین ماسٹر کو اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔''

''میں نے کہا ناں۔ مجھے ان کے معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم مجھ سے کم سے کم بات کیا کرو۔''

''آخر کب تک مجھ سے ناراض رہو گے؟''

''میں یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ تم سے ناراض نہیں ہوں لیکن کم سے کم بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے مگر ہمارے دل ایک نہیں ہوں گے۔''

وہ میری باتوں سے مایوس ہو رہی تھی۔ اس نے کہا۔ ''ٹھیک ہے مگر ہم کام کی باتیں تو کر سکتے ہیں؟''

''امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے علاوہ کوئی دوسری بات کرو اگر وہ کام کی ہو۔''

''ایک اور اہم معلومات فراہم کر رہی ہوں اور وہ یہ ہے کہ برین ماسٹر تم سے بری طرح خوفزدہ ہے۔''

''یہ کیا بات ہوئی؟ وہ بھلا مجھ سے کیوں خوفزدہ ہوگا؟''

''تم ہو ہی ایسے کہ دشمن تمہارا نام سن کر گھبرا جاتے ہیں۔ اسے امریکی افسران کے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا ہے کہ تم اس کی خفیہ تنظیم ڈپلیکیٹس مافیا کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ اس تنظیم کا سربراہ برین ماسٹر کہلاتا ہے۔''

''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ برین ماسٹر نے یہ ساری معلومات امریکی افسران کے اندر پہنچ کر معلوم کی ہیں؟ اور یہ سب کچھ معلوم کرنے کے بعد وہ مجھ سے خوفزدہ ہے؟''

''میرے پاس ایسی معلومات کا ایک بہت ہی اہم ذریعہ ہے۔ میں اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے التجا کرتی ہوں کہ میں نے عالی کو اغوا کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ میری اس ایک غلطی کو معاف کر دو اور میری معلومات سے فائدہ اٹھاؤ۔''

میں نے اس کی التجا کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ ''مجھے یہ بتاؤ کہ تمہاری معلومات کا اہم ذریعہ کیا ہے؟ تم برین ماسٹر کے بارے میں ایسے بات کر رہی ہو جیسے اسے قریب سے دیکھتی ہو؟ اور اس کی باتیں سنتی ہو؟''

''ہاں، ابھی تھوڑی دیر پہلے برین ماسٹر اور بابر کی باتیں سنتی رہی ہوں۔ وہ دونوں تم سے خوفزدہ ہیں۔ تم یقین نہیں کرو گے کہ وہ تمہارے بارے میں کیسی باتیں کر رہے تھے؟ اور اب کس طرح تم سے محتاط رہنے والے ہیں؟''

''میں یقین کر لوں گا۔ تم زیادہ باتیں نہ بناؤ سیدھے سے سوال کا سیدھا سا جواب دو۔ تمہاری اہم معلومات کا ذریعہ کیا ہے؟''

''میں ایک بہت اہم راز بتانے جا رہی ہوں۔ وعدہ کرو مجھے دل سے معاف کر دو گے۔''

''ٹھیک ہے، اگر وہ تمہارا بہت ہی اہم راز ہوگا اور تم مجھے بتاؤ گی تو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔''

''تو پھر مجھے اپنے پاس بلاؤ۔ مجھے گلے سے لگاؤ۔ میں ایک ایسی بات کہنے والی ہوں۔ جس کی تم توقع بھی نہیں کر سکتے۔''

اس نے مجھے تجسس میں مبتلا کر دیا۔ اتنا تو یقین تھا کہ وہ واقعی کوئی بہت اہم بات کرنے والی ہے۔ اس کا کوئی اہم راز ہے۔ جسے بیان کرنے کے بعد وہ میرا دل جیت لینا چاہتی ہے۔

میں نے کہا۔ ''دروازہ کھلا ہے۔ چلی آؤ۔''

وہ خوشی سے کھل گئی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے کمرے سے نکل کر کوریڈور میں آئی پھر میرے دروازے پر پہنچی، اسے آہستگی سے کھولا۔ تو وہ کھلتا چلا گیا۔ میں اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی آ کر میری گردن میں بانہیں ڈال کر مجھ سے لپٹ گئی۔

پھر فرطِ مسرت سے رونے لگی۔ میں نے کہا۔ ''میں ابھی تمہارے آنسو پونچھوں گا۔ پہلے مجھے وہ اہم راز بتاؤ؟''

اس کے رخسار آنسوؤں سے بھیگ رہے تھے۔ وہ بولی۔ ''فرہاد! میں تمہارے دشمن بابر عرف ڈمی فرہاد کے اندر پہنچ سکتی ہوں، میں نے اسے اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔''

میں نے حیرانی اور بے یقینی سے اسے دیکھا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ ''کیوں یقین نہیں آ رہا ہے؟''

بات ہی ایسی تھی کہ فوراً یقین نہیں آ سکتا تھا۔ اب سے پہلے الپا عارضی طور پر بابر کے اندر پہنچی تھی پھر کچھ ایسا ہوا تھا کہ دوبارہ اس کے اندر نہ جا سکی۔ بابر نے دماغی توانائی حاصل کر لی تھی۔

وہ بولی۔ ''مجھے پیار کرو۔ میں ابھی یقین دلاتی ہوں۔''

میں نے اسے چوم لیا۔ اپنے ہونٹوں سے اور چہرے سے اس کے آنسو پونچھنے لگا۔ وہ سحر زدہ سی ہونے لگی۔ میں نے کہا۔ ''میں نہیں چاہتا کہ جذبات میں بہنے لگوں پہلے کام ہونا چاہیے۔ مجھے یقین دلاؤ۔''

وہ بولی۔ ''میرے اندر آجاؤ۔''

میں اس کے اندر پہنچ گیا پھر اس نے ایک مخصوص آواز اور لب و لہجہ مجھے بتایا اور کہا۔ ''اسے ذہن میں نقش کر لو۔ میں نے اسی آواز اور لب و لہجے کے ذریعے بابر کے دماغ کو لاک کیا ہے۔ ابھی اسی طرح میرے اندر خاموش رہو۔ میں اس کے اندر پہنچ رہی ہوں۔''

میں نے دوسرے ہی لمحے میں خود کو بابر کے اندر محسوس کیا۔ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ یہ تو میں جانتا تھا کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے آج رات اپنے تینوں ساتھیوں کو کوما سے نکالنے والے ہیں اور ان کے دماغوں کو لاک کرنے والے ہیں۔

الپا اور کرونا وہاں موجود تھیں۔ بابر اور برین ماسٹر بھی ان کے اندر خاموش تھے اور یہ دیکھ رہے تھے کہ تین امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ان تین کوما میں رہنے والوں پر تنویمی عمل کر رہے ہیں اور ایک مخصوص آواز اور لب و لہجے کے ذریعے ان کے دماغوں کو لاک کر رہے ہیں۔

یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد ہم دماغی طور پر حاضر ہو گئے۔ وہ پھر میری گردن میں بانہیں ڈال کر فخریہ انداز میں بولی۔ ''کیوں.... میری تعریف نہیں کرو گے؟ میں نے بابر کو زیر کر کے اس ڈمی فرہاد بننے والے کو اپنا غلام بنایا ہے۔''

''بے شک، تم نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔''

وہ بولی۔ ''اور دوسرا بڑا کام یہ کیا ہے کہ تمہاری نقل کرنے والے دشمن کے اندر تمہیں پہنچا دیا ہے۔ تم جب چاہو جیسے چاہو۔ اس کے اندر جا سکتے ہو اور جب چاہو اس کی موت بن سکتے ہو۔''

میں نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ''نہیں وہ میرے سامنے اوندھے منہ گر چکا ہے اور میں گرنے والے کو اور زیادہ گرانا نہیں چاہوں گا۔ وہ برین ماسٹر تک پہنچنے کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ ہم اس کے اندر جاتے رہیں گے اور ماسٹر کی مصروفیات سے آگاہ ہوتے رہیں گے۔''

بے شک ٹومی نے بہت بڑا کام کیا تھا۔ جو فرہاد بن کر مجھے چیلنج کر رہا تھا۔ اسے زیر کر چکی تھی۔ واقعی وہ بہت ہی ذہین اور تیز طرار تھی۔ ناممکن کو ممکن بنانا جانتی تھی۔ یہ کارنامہ انجام دینے کا سب سے بڑا انعام اس کے لیے یہی تھا کہ اسے میرا پیار ملتا رہے۔ لہٰذا میں اسے ٹوٹ کر پیار دینے لگا۔

اس نے پوچھا۔ ''اب تو تم نے مجھے دل سے معاف کر دیا ہے ناں؟''

''ہاں، میں نے معاف کیا۔ میرے خدا نے معاف کیا میں تمہیں بہت چاہوں گا، بہت پیار دوں گا لیکن تم ناقابلِ اعتماد ہو۔ تم پر کبھی بھروسا نہیں کروں گا۔''

"میں بہت ضدی ہوں فرہاد! تمہارا اعتماد حاصل کر کے ہی رہوں گی۔ فی الحال بابر کے چور خیالات پڑھو۔ دیکھو کہ اس نے برین ماسٹر کے ساتھ کیسی کیسی پلاننگ کی ہے؟ اور کس طرح وہ انڈیا میں تمہارے بچوں کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے؟"

یہ تو میں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کہ برین ماسٹر اور بابر کس طرح غیر معمولی قوت سماعت رکھنے والے آوڈی مین کے ذریعے میرے بچوں کو ٹریپ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنی داستان کا تسلسل قائم رکھنے کے لیے جو باتیں پہلے کہی تھیں۔ وہ اب مجھے معلوم ہو رہی تھیں اور یہ بہت اہم باتیں تھی۔ دشمن میرے بچوں کو اپنے قابو میں کر کے اپنا قیدی بنا کر مجھے اپنے سامنے بہت ہی کمزور اور پست قد بنا دینا چاہتا تھا۔

میں نے فوراً الپا اور عالی سے کہا کہ وہ پارس کے دماغ میں آجائیں۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی ہم سب پارس کے اندر تھے۔ الپا نے کہا۔ "ابھی میں آپ سے رابطہ کرنے والی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے تک ان کوما میں رہنے والوں کے اندر کرونا کے ساتھ تھی۔ کیا آپ وہاں کی رپورٹ سننا چاہیں گے؟"

میں نے کہا۔ "بیٹی! مجھے وہاں کے متعلق سب کچھ معلوم ہے۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان تینوں کوما میں رہنے والوں کے دماغوں کو جن آوازوں اور لب ولہجوں کے ذریعے لاک کیا ہے۔ وہ سب مجھے یاد ہیں۔ میں ابھی ایک ضروری بات کہنے آیا ہوں۔"

وہ سب توجہ سے سننے لگے۔ میں نے کہا۔ "برین ماسٹر کے دو دست راست ہیں۔ ایک بابر کے متعلق تو تم سب ہی جانتے ہو۔ دوسرا ایک اور شخص آوڈی مین ہے۔ وہ غیر معمولی قوت سماعت رکھتا ہے اور پانچ کلو میٹر دور تک ہونے والی باتیں صاف طور سے سن لیتا ہے۔"

میرے تمام بچے یہ جانتے تھے کہ دنیا کے تمام ممالک کے ریکارڈز روم میں میری اور ان کی ہسٹری موجود ہے۔ اور ہمارا پورا ریکارڈ آڈیو اور ویڈیو کی صورت میں وہاں رہتا ہے۔

میں نے کہا۔ "برین ماسٹر اپنے اس آوڈی مین کو تم سب کی آواز اور لب ولہجہ سنائے گا اور آج کل میں اسے انڈیا بھیجے گا۔ تاکہ وہ ممبئی آ کر یہاں کے ایک ایک علاقے میں جاتا رہے اور تمہاری آوازیں سن کر تمہارا سراغ لگاتا رہے کہ کہاں رہتے ہو؟ اور کیا کر رہے ہو؟"

پارس نے کہا۔ "بے شک، وہ اپنی غیر معمولی قوت سماعت کے ذریعے ہم تک پہنچ سکتا ہے۔ برین ماسٹر اور بابر اس کے ذریعے اپنے آلہ کاروں کے ساتھ ہمارے ٹھکانے تک آسکتے ہیں اور ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔"

عالی نے کہا۔ "اس آوڈی مین کو الو بنانے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنی آواز اور لب ولہجے کو بدل لیں۔"

میں نے کہا۔ "میں تم لوگوں سے یہی کہنے آیا ہوں۔ اس طرح آوڈی مین تم لوگوں کی تلاش میں بھٹکتا رہے گا اور اسے تمہاری وہ آوازیں سنائی نہیں دیں گی جو اسے سنائی گئی ہوں گی۔"

الپا نے اسی لمحے میں آواز اور لب ولہجہ بدل کر کہا۔ "میں تو ابھی سے بدل گئی۔ اب آوڈی مین کا باپ بھی مجھ تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

عالی نے کہا۔ "مسٹر! آواز اور لب ولہجہ کون سا مشکل ہے؟ یہ تو پلک جھپکتے ہی بدل جاتا ہے۔"

وہ یہ باتیں آواز بدل کر بول رہی تھی۔ پارس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں نے تو آواز اور لب ولہجہ بدلنے میں ایک ذرا دیر نہیں لگائی۔ کیا میں تم لوگوں سے پیچھے رہوں گا؟"

وہ بھی یہ بات لب ولہجہ بدل کر بول رہا تھا۔ میں ہنسنے لگا میں اس وقت جینوا میں جھیل کنارے والے کاٹج میں تھا اور لومی میرے پاس بیڈ پر تھی۔ مجھے ہنستا دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیا بات ہے؟ مجھے بھی اپنی خوشیوں میں شریک کرو۔"

میں نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "میں بہت خوش ہوں۔ وہاں انڈیا میں پارس اور الپا اور عالی نے اپنی آواز اور لب ولہجہ بدل لیا ہے۔ وہ آوڈی مین ان تک کبھی نہیں پہنچ پائے گا۔"

اس نے پوچھا۔ "اور کبریا؟"

"کبریا وہاں نہیں ہے۔ وہ بابا صاحب کے ادارے میں ہے۔"

"برین ماسٹر اور بابر وغیرہ کو یہ نہیں معلوم ہے کہ شیوانی اپنے بیٹے عدنان کے ساتھ رنگون میں ہے۔ وہ شاید ادھر نہیں جائے گا۔ ویسے میں نے شیوانی کا لب ولہجہ بدل دیا ہے لیکن عدنان قابو میں نہیں آتا۔ اس پر تنویمی عمل کروں تو وہ ایک آدھ گھنٹے میں ہی اس عمل کے اثر سے نکل جاتا ہے۔"

وہ کچھ سوچ کر بولی۔ "برین ماسٹر اور بابر ہر طرف سے ہار تھک کر تمہارے پوتے عدنان کو تلاش کریں گے اور آوڈی

ین کو وہاں تک پہنچانا چاہیں گے۔"

"ہم انہیں پہنچنے ہی نہیں دیں گے۔ اب تو ہم بابر کے اندر آسانی سے چلے جاتے ہیں۔ وہ برین ماسٹر کے ساتھ جو منصوبہ بھی بنائے گا، وہ ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ جب وہ وہاں تک پہنچنے کی پلاننگ کریں گے تو ان سے نمٹ لیا جائے گا۔"

ادھر امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ان تین مریضوں کے دماغوں کو لاک کر کے مطمئن ہو گئے تھے۔ ان کے اندر کئی گھنٹے تک رہ کر ان کی نگرانی کرتے رہے تھے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہے تھے۔ کہ کوئی دشمن وہاں چھپا ہوا ہے۔ یا نہیں؟

انہیں اطمینان ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنی آرمی کے یوگا جاننے والے افسران کو یقین دلایا کہ آئندہ کوئی دشمن ان تینوں کے اندر نہیں پہنچ پائے گا۔

ان کا اطمینان عارضی تھا۔ آئندہ کبھی انکشاف ہونے والا تھا کہ ان تینوں کے اندر بابر اور برین ماسٹر ہی نہیں میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی چھپے رہتے ہیں اور لومی جیسی کوئی بلا تھی۔ سب ہی کے اندر پہنچ جاتی تھی۔ جہاں پہنچنے کا موقع نہیں ملتا تھا وہاں ہر ممکن طریقے سے راستہ بنانے کی کوشش کرتی تھی اور وہ کم بخت کامیاب بھی ہو جاتی تھی۔

ہم دونوں نے شاور لیا۔ پھر فریش ہونے کے بعد ناشتا کرنے بیٹھ گئے۔ اس کے بعد ارادہ تھا کہ سوئٹزر لینڈ کے شمالی حصے میں جائیں گے۔ جہاں سال کے بارہ مہینے برف جمی رہتی ہے۔ وہاں کی برف اتنی ٹھوس ہوتی ہے کہ اسکی اسٹک کے کھیل تماشے وہیں ہوا کرتے ہیں۔

میں نے پوچھا۔ "تمہیں اسکی اسٹک آتی ہے؟"

"ہاں، میں یہاں ہر سال آتی ہوں۔ میں نے اچھی خاصی ٹریننگ حاصل کی ہے۔ اب تو بڑی مہارت سے اسٹک کرتی ہوں۔ اور تم تو ہر فن مولا ہو، یقیناً مہارت رکھتے ہو گے؟"

فون کا بزر بولنے لگا۔ لومی نے اسے اٹھا کر اسکرین پر نمبر پڑھے پھر مسکرا کر بولی۔ "بابر مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

اس وقت ہمارے قریب ٹی وی پر قاہرہ کے بازار کا ایک منظر دکھایا جا رہا تھا۔ میں نے کہا۔ "ذرا ٹی وی کے نزدیک جا کر اس سے بات کرو۔ وہ اندازہ کرنا چاہتا ہے کہ تم آج کل کہاں ہو؟ اور کس کے ساتھ کس طرح کی زندگی گزار رہی ہو؟"

وہ اٹھ کر ٹی وی کے قریب جا کر مسکراتے ہوئے بولی۔ "میں سمجھ گئی۔ تم کیا چاہتے ہو؟"

اس نے فون آن کر کے کان سے لگا کر کہا۔ "ہیلو بابر!"

دوسری طرف سے اس نے بہت ہی بے چین ہو کر پوچھا۔ "ہیلو، لومی! تم اس وقت کہاں ہو؟ کچھ تو بتاؤ؟ تم نے کہا تھا کہ شادی کر رہی ہو اور کسی خوش نصیب کے ساتھ ہنی مون منانے کہیں جا رہی ہو؟"

"ہاں، میں نے کہا تھا لیکن تم اتنے بے چین کیوں ہو؟"

"دیکھو لومی! تم میری بہترین دوست ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی کے فریب میں آجاؤ۔ بتاؤ نہیں وہ خوش نصیب کون ہے۔ جس کے ساتھ تم آج کل وقت گزار رہی ہو؟"

"وہ جو کوئی بھی ہے۔ کیا تم مجھے نادان بچی سمجھتے ہو؟ میرا یہ لائف پارٹنر ایسا زبردست باڈی بلڈر ہے کہ میں تو اسے دیکھتے ہی اس پر عاشق ہو گئی تھی۔ سب سے پہلے میں نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول تابعدار بنایا ہے۔ اس کے بعد شادی کی ہے اور اب اس کے ساتھ دن رات گزار رہی ہوں۔ کیا پھر بھی میرے لیے کوئی خطرہ ہو سکتا ہے؟"

"نہیں۔ واقعی، تم بہت محتاط رہنے کی عادی ہو۔ اور اپنا راز کسی کو بھی نہیں بتاتی ہو۔ مجھے بھی نہیں بتا رہی ہو۔ کہ وہ کون ہے؟ اور آج کل تم کہاں ہو؟"

وہ بولی۔ "فون کے ذریعے اور تمہارے آلہ کار کے ذریعے رابطہ ہوتا رہتا ہے اور ہم ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ کیا اتنا کافی نہیں ہے؟"

وہ بولا۔ "میں حیران ہوں لومی! یہ دسمبر کا مہینہ ہے۔ کرسمس ڈے قریب ہے۔ ان دنوں دنیا کے کتنے ہی دولت مند اور شوقین خواتین اور حضرات سوئٹزر لینڈ جاتے ہیں۔ وہاں اس وقت اسکی اسٹک کے کھیل تماشے قابل دید ہوں گے اور ہنی مون منانے والے تو وہاں ضرور جاتے ہیں لیکن ...."

لومی نے مسکرا کر پوچھا۔ "لیکن کیا...؟"

وہ بولا۔ "میں یہ دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں کہ تم کسی عرب ملک میں ہو۔ تمہارے قریب جو شور سنائی دے رہا ہے اور کبھی کبھی جو آوازیں آ رہی ہیں۔ اس سے تو یہی اندازہ ہو رہا ہے کہ تم شام اردن یا مصر کے کسی بازار میں ہو؟"

لومی نے گھبرانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔ "اوہ

گاڈ! تم تو بہت ہی چالاک ہو؟ فون پر رابطہ ہوتے ہی سمجھ گئے کہ میں اس وقت مصر کے کسی شہر کے کسی بازار میں ہوں۔ میں اب فون بند کر رہی ہوں۔ اپنے آلہ کار کے اندر آؤ، وہیں بات ہوگی۔"

وہ فون بند کرتے ہی قہقہہ لگاتے ہوئے میرے پاس آئی پھر میرے گلے کا ہار بن کر بولی۔ "او فرہاد! تم نے بر وقت اچھا آئیڈیا دیا۔ وہ کم بخت سمجھ رہا ہے کہ میں مصر کے کسی بازار میں ہوں۔"

پھر وہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ "اگر تم چاہو تو میرے اندر رہ کر ہماری باتیں سن سکتے ہو؟"

میں نے کہا۔ "میں کچھ ضروری خیال خوانی میں مصروف رہنا چاہتا ہوں۔"

"تم تو دن رات خیال خوانی میں ہی مصروف رہتے ہو۔ تھوڑی دیر انجوائے کر لو۔ میرے اندر آ کر دیکھو کہ ہم کیا باتیں کرتے ہیں؟ اس کے بعد چلے جانا۔"

میں اس کے اندر پہنچا۔ وہ بابر کے ایک آلہ کار کے اندر پہنچ کر بولی۔ "ہیلو، کیا تم موجود ہو؟"

"ہاں، تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ یہ دسمبر کا مہینا ہے۔ ویسے عرب ملک میں بھی اچھی خاصی سردی ہوگی؟ تعجب ہے کہ تم سوئٹزر لینڈ کیوں نہیں گئیں؟"

"تم یقین نہیں کرو گے۔ میں سوئٹزر لینڈ میں ہی ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "کیا مجھے بالکل ہی نادان سمجھتی ہو؟"

وہ ذرا گھبراہٹ کا اظہار کرتے ہوئے اور ہچکچاتے ہوئے بولی۔ "وہ... بات دراصل یہ ہے کہ... میں جینوا کے ایک علاقے کے شاپنگ سینٹر میں تھی، وہ... وہاں ایک بڑے سے ٹی وی اسکرین پر قاہرہ کے بازار کا منظر دکھایا جا رہا تھا۔ میں تم سے بات کر رہی تھی اور تم نے یہ سمجھ لیا کہ میں کسی عرب ملک کے بازار میں ہوں۔"

"اچھا، تو تم جینوا میں ہو؟"

"ہاں، میں اب اپنی کار میں آ کر بیٹھ گئی ہوں۔ اور... اور اپنے ہوٹل کی طرف جا رہی ہوں۔"

بابر کا قہقہہ سنائی دیا پھر اس نے کہا۔ "تم تو مجھے بالکل ہی اناڑی سمجھ رہی ہو؟ ایک تو تم ہنی مون منانے گئی ہو۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس بے حساب دولت ہوتی ہے۔ کیا تم ایسے وقت کسی ہوٹل میں رہو گی؟ نہیں، جینوا میں جو جھیل ہے۔ وہاں کے مناظر بہت ہی دل فریب ہوتے ہیں۔ ہنی مون منانے والے وہیں کسی نہ کسی کاٹیج میں دن رات گزارتے ہیں۔ اس بار تم باتیں بنانے اور جھوٹ بولنے میں سراسر ناکام رہی ہو۔"

"بھئی! اب میں تم سے بحث کیا کروں؟ تم جو سمجھ رہے ہو سمجھتے رہو۔ لیکن خبردار! قاہرہ کی طرف نہ آنا۔"

"او نومی! میں تمہیں اپنی مصروفیات بتا چکا ہوں۔ یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ جمائلہ سے میری دوستی ہے اور جمائلہ ابھی قاہرہ میں ہے۔ میں آدھا گھنٹا پہلے ہی ایک فلائٹ کے ذریعے قاہرہ پہنچ گیا ہوں۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ابھی یہ معلوم ہوتے ہی کہ میں قاہرہ میں ہوں۔ تم باتیں بنا رہے ہو۔ وہاں پہنچے نہیں ہو بلکہ اب میرا پیچھا کرنے کے لیے پہنچنے والے ہو۔"

"بائی گاڈ نومی! میں ایسا کچھ نہیں کر رہا ہوں۔ جمائلہ میرے لیے بہت ضروری ہے۔ میں اس سے ملنے کے لیے یہاں آیا ہوں۔ میں کبھی تمہاری طرف رخ نہیں کروں گا، اگر تمہیں کوئی اندیشہ ہے تو تم صرف دو دنوں کے لیے قاہرہ سے کہیں چلی جاؤ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا پیچھا نہیں کروں گا۔ کروں گا تو مجھ پر پھر کبھی بھروسا نہ کرنا۔ مجھ سے دوستی ختم کر لینا۔"

"ٹھیک ہے، میں دو چار دن کے لیے یا ایک آدھ ہفتے کے لیے دوسری جگہ جا رہی ہوں۔ جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم یہاں نہیں ہو تو واپس آؤں گی۔ دراصل میرا لائف پارٹنر قاہرہ کے تاریخی مقامات کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرنا اور یہاں کی تاریخ پر ایک کتاب لکھنا چاہتا ہے۔ اس لیے میں اس کے ساتھ یہاں رہنے پر مجبور ہوں۔ بہر حال، میں ایک آدھ ہفتے کے لیے یہاں سے جا رہی ہوں۔"

"شکریہ، میں بھی تم سے وعدہ کرتا ہوں' کل یا پرسوں یہاں سے چلا جاؤں گا۔ تمہارے شوہر کو قاہرہ کی قدیم تاریخ سے دلچسپی ہے۔ لہٰذا تمہیں یہاں آ کر رہنا چاہیے۔"

"آئندہ مجھے کہاں رہنا چاہیے یہ میں خود ہی فیصلہ کروں گی۔ تم یہ بتاؤ' مجھ سے کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"تم یقین کرو۔ صرف تمہاری خیریت معلوم کرنے کے لیے رابطہ کیا ہے۔ تم سے یہ توقع نہیں ہے کہ اپنے کسی اہم معاملے میں مجھے شریک کرو گی۔ ویسے میں تمہیں الزام نہیں دے رہا ہوں۔ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے تمام معاملات ایک دوسرے سے چھپاتے ہیں۔ ویسے ایک بات بتاؤ گی؟"

"ہاں، پوچھو؟"

"کیا تم صرف ہنی مون مناتی رہو گی؟ اور اس دوران کسی بھی معاملے سے دلچسپی نہیں رکھو گی؟ خیال خوانی نہیں کرو گی؟ اگر سچ بول سکتی ہو تو مجھے بتاؤ۔ کیا عدنان کے معاملے میں دلچسپی نہیں لے رہی ہو؟"

"تم کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے پوچھ لو۔ وہ دوسرے کے متعلق تجسس میں مبتلا رہتا ہے۔ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ کون اس وقت کیا کر رہا ہے؟"

وہ ذرا ٹھہر کر بولی۔ "جب میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں تو میں بھی تجسس میں مبتلا رہتی ہوں جب میرا محبوب لائف پارٹنر مجھے چھوڑ کر تاریخی معاملات سے دلچسپی لیتا رہتا ہے تو میں خیال خوانی میں مصروف ہو کر معلوم کرتی ہوں کہ کون اس وقت کہاں ہے؟ اور کیا کرتا پھر رہا ہے؟ اور اسی تجسس کے زیر اثر میں تم سے پوچھتی ہوں کہ جمائلہ سے دلچسپی لینے کے علاوہ اور کیا کرتے پھر رہے ہو؟"

"میری تمام دلچسپی اور تمام توجہ صرف جمائلہ پر ہے۔ میں فی الحال کسی اور معاملے میں دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔"

"سفید جھوٹ بول رہے ہو۔ فرہاد کے جتنے دشمن ہیں؟ اور وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ ان سب کی نگاہ اس کے پوتے عدنان کی طرف ہے۔ سب ہی اسے تلاش کر رہے ہیں۔ یہ کوئی نہیں مانے گا کہ تم اسے تلاش نہیں کر رہے ہو۔"

"تم مانو یا نہ مانو۔ اس بچے نے مجھے بری طرح تھکا دیا ہے۔ یہ میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں کہ وہ تمہارے ہی قبضے میں ہے اور تم نے اسے بڑی ہی رازداری سے کہیں چھپا رکھا ہے۔ اس کامیابی کے بعد ہی تم مطمئن ہو۔ فرہاد کو اپنے دباؤ میں رکھنے کے بعد بڑے آرام سے ہنی مون منا رہی ہو۔"

وہ ہنسنے لگی۔ اس نے کہا۔ "بہت خوش ہو رہی ہو؟ اپنا راز دار بنا کر مجھے بھی خوش ہونے کا موقع دو۔ تم دوست بن کر میرا بھلا کر سکتی ہو۔"

"میں بھلا تمہارا کیا بھلا کر سکتی ہوں؟"

"میں فرہاد سے اپنا ایک مطالبہ منوانا چاہتا ہوں۔ وہ اپنے پوتے کی سلامتی اور تحفظ کی خاطر تمہاری بات مان جائے گا اور میرا مطالبہ مان لے گا۔"

"بائی داوے تمہارا مطالبہ کیا ہے؟"

"جب تم تسلیم ہی نہیں کر رہی ہو کہ عدنان تمہارے قبضے میں ہے تو میں تمہیں کیا بتاؤں؟"

"فرض کرو اگر وہ میرے قبضے میں ہوتا تو فرہاد سے کیا

مطالبہ منواتے؟"

"پہلے تم تسلیم کرو کہ وہ بچہ تمہارے قبضے میں ہے۔"

"چلو، تسلیم کرتی ہوں۔"

"مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کس ملک میں ہے؟ میں پتا ٹھکانا نہیں پوچھوں گا۔ ملک کا نام بتادو؟"

"میں نے ان ماں بیٹے کو انڈونیشیا میں آرام سے رکھا ہے۔"

"تم مجھے ٹالنے کے لیے کسی ایک ملک کا نام لے رہی ہو۔"

"میں سچ بول رہی ہوں۔ اور تم یقین بھی کر رہے ہو لیکن مجھے ٹال رہے ہو۔ فرہاد سے جو مطالبہ کرنا چاہتے ہو وہ مجھے بتانا نہیں چاہتے۔"

"مجھے تم پر یقین آجائے گا تب ہی تمہیں وہ بات بتاؤں گا۔"

"تم سے راز داری کی بات نہ کی جائے تو بہتر ہے۔ میں نے ابھی بالکل سچ کہا ہے اور اس لیے سچ کہا کہ تم لاکھ کوشش کے باوجود انڈونیشیا میں ان ماں بیٹے کو تلاش نہیں کرسکو گے۔ کیونکہ میں نے دونوں کو گونگا بنا دیا ہے۔ ان کی آواز کوئی دوسرا تو کیا وہ خود بھی نہیں سن سکتے۔ اب میں جا رہی ہوں۔ تم سے بات کرتی ہوں، تو خواہ مخواہ وقت ضائع ہوتا ہے۔ نہ خود کو فائدہ پہنچاتے ہو نہ مجھے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ دماغی طور پر میرے پاس حاضر ہوگئی۔ میں اس وقت ناشتے کی میز پر سے اٹھ گیا تھا اور قریب ہی ایک ایزی چیئر پر نیم دراز ہو کر خیال خوانی کر رہا تھا۔

میں نے اسے دیکھا وہ مسکرا کر بولی۔ "کیا خیال ہے؟ کیا آؤٹنگ کے لیے نہیں چلنا ہے؟"

میں نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ "تم چینج کرو۔ میں بھی تیار ہو رہا ہوں لیکن اس سے پہلے ذرا خیال خوانی کرو۔ کسی پرائیویٹ فلائنگ کمپنی میں پہنچو اور ہیلی کاپٹر میں دو سیٹیں حاصل کرو۔"

"یعنی ہم سوئٹزر لینڈ کے شمالی علاقوں میں جا رہے ہیں؟ اور وہاں دو چار روز قیام کریں گے؟"

میں نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ وہ خوش ہو کر بولی۔ "آئی لو یو فرہاد! میں ابھی تیاریاں کرتی ہوں ہوں ویسے تم ابھی کیا کر رہے ہو؟"

میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "میں ایسا کام کر رہا ہوں کہ سنو گی تو خوشی سے لپٹ پڑو گی۔ بلکہ خوشی سے پاگل ہو جاؤ گی۔"

وہ بے چینی سے بولی۔ "ایسی کیا بات ہے؟ مجھے فوراً بتاؤ؟"

"میں یہاں کے رجسٹرار سے رابطہ کر رہا ہوں۔ ابھی ہم یہاں سے جائیں گے اور ہماری کورٹ میرج ہوگی۔"

وہ خوشی سے چیختی ہوئی چھلانگ لگاتی ہوئی مجھ پر آئی اور میری گردن میں بانہیں ڈال کر لپٹ گئی۔ میرے چہرے میری گردن کو جگہ جگہ سے چومنے لگی۔ وہ جیسے سچ مچ پاگل ہو رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایسا خون سمٹ آیا تھا جیسے مسرتوں کا میلہ لگ رہا ہو اور اس میلے میں وہ اِدھر سے اُدھر میرے وجود پر بھٹک رہی ہو۔

میں نے کہا۔ "میں تمہارے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرنا نہیں چاہتا۔ باقاعدہ اپنی شریک حیات بنانا چاہتا ہوں۔ اس لیے میں نے اتنا بڑا فیصلہ کیا ہے۔"

"تمہارا یہ فیصلہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ میں اسے زندگی بھر نہیں بھولوں گی اور ہمیشہ تمہاری وفادار اور تابعدار بن کر رہوں گی۔ تمہیں کسی مرحلے پر کسی بھی پہلو سے ناراض نہیں ہونے دوں گی۔"

"لومی! میں یہ تعلق جائز کر رہا ہوں اور یہ جائز ہو جائے گا۔ اس کے باوجود میرے اسلامی نقطہ نظر سے ہماری ازدواجی زندگی مکمل جائز نہیں ہوگی۔"

"تو تم مجھے بتاؤ کہ کس طرح جائز ہوگی؟ میں اس پر عمل کروں گی۔"

"کیا تم اسلام قبول کرو گی؟"

اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔ ایک گہری سانس لی پھر بڑے جذبے سے بولی۔ "دل سے قبول کروں گی۔ ابھی قبول کروں گی۔"

"تو پھر جاؤ غسل کرو۔"

"ابھی صبح تو کیا تھا؟"

"پھر ایک بار تمہیں پوری طرح پاک و صاف ہونا پڑے گا۔ میں یہاں معلوم کرتا ہوں کہ کوئی عالم دین یا کوئی نکاح پڑھانے والا قاضی ہے یا نہیں؟ اگر ہوا تو تم اس کے سامنے اسلام قبول کرو گی پھر مجھ سے نکاح قبول کرو گی۔"

"اگر یہاں کوئی نہ ہوا تو؟"

"تو پھر میں تمہیں اپنے سامنے بٹھا کر کلمہ پڑھواؤں گا۔ میرے دین سے تعلق رکھنے والی چند بنیادی باتیں تمہیں سمجھاؤں گا۔"

وہ مجھ سے ذرا الگ ہوئی، مگر پھر بھی لگی رہی اور بولی۔ "ایک بات کہوں؟"

"ہاں، ضرور کہو۔"

"تم مجھے اپنے دین میں شامل کر رہے ہو اور میں بھی بڑے جذبے سے اسلام قبول کر رہی ہوں۔ تو جناب علی اسد اللہ تبریزی کو تو کوئی شکایت نہیں ہوگی؟ وہ میرے دماغ میں آکر میری سچائی کو خود سمجھ لیں گے۔ کیا وہ ہمارا نکاح نہیں پڑھا سکتے؟"

میں نے چونک کر اسے دیکھا پھر کہا۔ "یہ خیال میرے ذہن میں کیوں نہیں آیا؟ دراصل میں یہ شادی کسی پر فی الحال ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اعلیٰ حضرت (جناب تبریزی) سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ میں ابھی ان سے رابطہ کرتا ہوں۔ ویسے پہلے ہم نہا دھو کر پوری طرح پاک صاف ہو جائیں پھر ان سے رابطہ کیا جائے گا۔"

ہم دونوں الگ الگ باتھ روم میں چلے گئے۔ پندرہ منٹ کے بعد ہی ہم نے دوبارہ طہارت کے تقاضے پورے کیے۔ دوسرا لباس تبدیل کیا۔ پھر ایک کمرے میں آکر آمنے سامنے بیٹھ گئے۔

میں نے اعلیٰ حضرت کو مخاطب کیا۔ انہوں نے پوچھا۔ "ہوں تو تم لومی کرسٹل کو اپنے نکاح میں لانا چاہتے ہو؟"

میں نے کہا۔ "اعلیٰ حضرت! آپ سے دل کی بات چھپی نہیں رہتی۔ آپ تو سب ہی جانتے ہیں۔ کیا میرا یہ فیصلہ درست ہے؟"

انہوں نے کہا۔ "جو کام بھی جائز ہوگا۔ وہ درست ہی ہوگا۔"

"کیا آپ لومی سے مطمئن ہیں؟ کیا وہ میرے ساتھ دیانت دار ہے اور یہ کہ وہ دل سے اسلام قبول کرے گی؟"

"ہاں، میں مطمئن ہوں۔ اس سے کہو میں ابھی اس کے اندر آکر اسے کلمہ پڑھاؤں گا لیکن اس سے پہلے تم اسے وضو کراؤ۔ یہ ابتدائی اور اہم باتیں تمہیں سکھانی ہوں گی۔ میں دس منٹ کے بعد اس کے پاس آؤں گا۔"

میں نے لومی کو خوش خبری سنائی۔ "اعلیٰ حضرت راضی ہیں اور ابھی دس منٹ کے بعد تمہارے اندر آئیں گے۔ اس سے پہلے تمہیں وضو کرنا چاہیے۔ میرے ساتھ باتھ روم میں چلو۔"

میں اس کے ساتھ وہاں آیا پھر اسے سکھانے لگا کہ کس طرح وضو کیا جاتا ہے۔ وہ میری ہدایت کے مطابق عمل کرنے لگی۔ وضو کرنے کے بعد سر کو اسکارف سے ڈھانپ لیا پھر اسی کمرے میں آکر بیٹھ گئی۔

میں نے کہا۔ "لومی! یہ تمہارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے کہ جناب علی اسد اللہ تبریزی تمہارا نکاح مجھ سے پڑھا رہے ہیں۔"

وہ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔ "میرا دل خوف سے اور خوشی سے کانپ رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت میرے اندر آنے والے ہیں۔ آج میں خود کو دنیا کی سب سے خوش نصیب عورت سمجھ رہی ہوں۔"

میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ پر سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "ابھی مجھ سے فاصلہ رکھو۔ نکاح سے پہلے میرے قریب نہیں آؤ گی اور نہ ہی ہم دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں گے۔"

چند سیکنڈ کے بعد ہی اعلیٰ حضرت لومی کے اندر آئے۔ تو وہ خوشی اور خوف سے اور بڑے جذبے سے لرز رہی تھی سہمی ہوئی تھی۔ میں بھی اس کے اندر تھا۔

انہوں نے کہا۔ "بیٹی! حوصلہ رکھو۔ تم ایک نئی زندگی نہایت ہی نیک نیتی سے شروع کرنے جا رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔"

وہ اسے حوصلہ دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا۔ "کوئی

بھی جائز کام کبھی چھپ کر نہیں کیا جاتا، اس لیے اس وقت آمنہ فرہاد، الپا، اعلیٰ بی بی اور کبریا جتنے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد کی فیملی میں ہیں۔ وہ سب یہاں موجود ہیں۔ سونیا پارس اور پورس وغیرہ کو اس شادی کے بارے میں مختصراً بتا دیا گیا ہے۔ تمہارے اسلام قبول کرنے اور نکاح قبول کرنے کی ایک ایک رپورٹ ان کے پاس پہنچتی رہے گی۔"

لومی یہ تمام باتیں سن رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میری فیملی میں آنے سے پہلے ہی اسے اتنی عزت اور مان مرتبہ ملے گا۔

اعلیٰ حضرت نے کہا۔ "آؤ بیٹی! اب پڑھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...."

جیسا کہ لومی کے بارے میں بیان ہو چکا ہے وہ سونیا کی ہم شکل تھی۔ اس نے بچپن سے سونیا کو اپنے ذہن میں نقش کر لیا تھا اور اسی کی طرح ذہین بننے کی تربیت حاصل کرتی رہی تھی۔ اس نے ٹیلی پیتھی کا علم سیکھا تھا اور اس علم کا تقاضا یہ ہے کہ خیال خوانی کرنے والوں کو زیادہ سے زیادہ زبانیں آنی چاہییں۔ اس لیے وہ انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، چینی، جاپانی، اردو اور عربی زبانیں بہت پہلے ہی سیکھ چکی تھی۔ اگرچہ اس نے کبھی کلام پاک کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اسے کبھی پڑھا نہیں تھا لیکن عربی اچھی طرح سمجھتی تھی اور عربی بولنے والوں کے لب و لہجوں کو بڑی آسانی سے گرفت میں لے لیا کرتی تھی۔

اس وقت اعلیٰ حضرت نے کہا۔ "پہلا کلمہ پڑھو۔" پھر انہوں نے پڑھایا۔ تو وہ ان کے ساتھ ساتھ پڑھنے لگی۔ کلام پاک کی ایک آیت بھی ان کے ساتھ ساتھ بڑی روانی سے پڑھتی گئی۔

پھر انہوں نے کہا۔ "چونکہ تم اسلام قبول کر رہی ہو۔ اس لیے میں تمہیں اپنی بیٹی بنا رہا ہوں۔ آج سے تمہارا اسلامی نام ثناء علی تبریزی ہوگا اور تم ثناء تبریزی کہلاؤ گی۔"

جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو سب سے پہلے آمنہ نے کہا۔ "ثناء تبریزی! تم اب مسلمان ہو۔ ہم میں سے ایک ہو۔ میں تمہیں ایک نئی اسلامی زندگی کی مبارک باد دیتی ہوں۔"

الپا نے بھی مبارک باد دی۔ اعلیٰ بی بی اور کبریا نے کہا۔ "ہماری طرف سے بھی مبارک باد قبول کریں۔ ابھی نکاح پڑھایا جائے گا۔ اس کے بعد ہم ہمیشہ آپ کو اپنی ممی کہاں کریں گے۔"

پھر جناب تبریزی نے میرا اور اس کا نکاح پڑھایا۔ ہم نے ایک دوسرے کو قبول کیا۔ سب ہی ہمیں مبارک باد دینے لگے۔ اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "میں نے ممّا کو یہ ساری باتیں بتائی ہیں۔ وہ بھی مبارک باد دے رہی ہیں اور خاص طور پر ممی کو مبارک باد کہہ رہی ہیں۔"

خوشی کے مارے ثناء تبریزی کی آنکھوں سے آنسو اس طرح بہہ رہے تھے کہ رک نہیں رہے تھے۔ وہ بولی۔ "عالی اور کبریا! میں نے ماضی میں تمہاری ممّا سے بڑی دشمنی کی ہے۔ میں سخت شرمندہ ہوں۔ انہوں نے مجھے قبول کیا ہے۔ میں کس دل سے ان کا شکریہ ادا کروں؟ اور کس طرح ان کے قدموں میں جا گروں؟ میں ہمیشہ تمہاری ممّا کے قدموں کی خاک بن کر رہوں گی۔"

جناب تبریزی نے کہا۔ "ایک باپ اپنی بیٹی کو کسی کے نکاح میں دینے کے بعد اسے کچھ نہ کچھ دیتا ہے۔ میں اپنی بیٹی ثناء تبریزی کو ایک بہت بڑا اعزاز دے رہا ہوں۔ آج سے بابا صاحب کے ادارے کا دروازہ ثناء تبریزی کے لیے کھلا رہے گا۔"

یہ سنتے ہی ثناء خوشی سے چیخ مار کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور کہنے لگی۔ "ہائے۔ میں اس قابل نہیں ہوں۔ مجھے اتنا بڑا رتبہ دیا جا رہا ہے۔ کتنا مان دیا جا رہا ہے۔ اتنا اعتماد مجھ پر کیا جا رہا ہے۔ یا خدا! مجھے پہلے عقل کیوں نہ آئی؟ میں نے پہلے کیوں دشمنی کا راستہ اختیار کیا؟ یا اللہ تعالیٰ تیرے بندوں نے مجھے معاف کیا ہے۔ تو بھی مجھے معاف کر دے...."

وہ بولتی جا رہی تھی۔ اور روتی جا رہی تھی۔ نکاح میں شریک ہونے والے تمام افراد اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ خوشیاں بڑی شدت سے اس پر مسلط ہو گئی ہیں۔ اس لیے وہ رو رہی ہے۔ لہٰذا وہ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ ان کے جاتے ہی میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر سینے سے لگا لیا اور بڑے پیار سے اس کے آنسو پونچھنے لگا۔

☆☆☆

عالی اور ایمان علی کی ملاقات بڑے ہی ڈرامائی انداز میں ہوئی تھی۔ وہ دونوں حیدر آباد دکن میں تھے۔ ایمان علی کے متعلق کچھ تفصیلات پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ وہ خاندانی رئیس تھا۔ جب اس کے کھیلنے کودنے کی عمر تھی تب سے اس کے دل میں علم نجوم سیکھنے کا شوق پیدا ہوا تھا اور وہ رفتہ رفتہ علم حاصل کرتا رہا تھا۔ جیسے جیسے علمی صلاحیت بڑھتی گئی۔ ویسے ویسے ہی وہ علم فلکیات کے حوالے سے زائچہ بنانا ہاتھ کی لکیروں کو پڑھنا اور چہروں اور آنکھوں کو پڑھنا سیکھتا رہا۔ کچھ تو اس کی لگن تھی اور کچھ خداداد صلاحیت تھی۔ جن کی نتیجے میں اس نے ان تمام علوم میں مہارت حاصل کر لی تھی۔

عالی حیدر آباد سے ممبئی جانا چاہتی تھی۔ ایمان علی نے پہلی ہی ملاقات میں پیش گوئی کی۔ "تم ابھی ممبئی نہیں جا سکو گی۔ میں خود جانا چاہتا ہوں اور شاید میں بھی نہ جا سکوں۔"

بعد میں اس کی یہ پیش گوئی درست ثابت ہوئی تھی۔ ان دونوں نے ممبئی جانے والی فلائٹ کے ٹکٹ ضرورت مند حاجیوں کے رشتے داروں کو دے دیے تھے۔ تاکہ وہ حج کرنے والوں کو ممبئی تک جا کر الوداع کہہ سکیں۔

وہ خوبرو اور قد آور باڈی بلڈر تھا اور بہت ہی زبردست فائٹر تھا۔ اس نے پہلی ہی ملاقات میں عالی کو گھیرنے والے غنڈوں سے مقابلہ کیا تھا۔ بڑی ہی ماہرانہ فائٹنگ کا مظاہرہ کیا تھا۔ حملہ کرنے والوں کو زبردست انداز میں شکست دی تھی۔ ساری باتیں ایسی تھیں کہ عالی اس سے متاثر ہونے لگی تھی۔ اگرچہ وہ خود غنڈوں کا مقابلہ کر سکتی تھی لیکن اس نے ایسی کسی صلاحیت کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ چپ چاپ ایمان علی کو آزما رہی تھی اور یہ بھی اسے نہیں بتایا تھا کہ وہ خیال خوانی جانتی ہے اور فرہاد علی تیمور کی بیٹی ہے۔

وہ ایمان علی کے ساتھ اس کی محل نما کوٹھی میں گئی تھی۔ وہ دکن کے نوابوں کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ ان کا رکھ رکھاؤ اور ان کی شان و شوکت نوابوں جیسی تھی۔ ایمان علی یتیم تھا۔ اس کا چچا نواب غیاث الدین ایک بہت بڑی ٹوبیکو کمپنی کا مالک تھا۔ کروڑ پتی ہونے کے باوجود اپنے بھتیجے ایمان علی سے دشمنی رکھتا تھا۔

اس دشمنی کی دو بڑی وجوہات تھیں۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو ایمان علی سے منسوب کرنا چاہتا تھا اور اس نے بڑی صورت سے کہا تھا۔ "چچا جان! میں اپنے علم کے ذریعے یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ کی صاحبزادی میری شریک حیات نہیں بن سکیں گی۔"

اس کے چچا نے غصے سے کہا۔ "جہنم میں جائے تمہارا علم۔ خواہ مخواہ نجومی بنے پھرتے ہو۔ ہمارے بچوں کی شادیاں ہمیشہ خاندان میں ہی ہوتی آئی ہیں۔ اس مرتبہ بھی اگر تم نے انکار کیا تو اس کے برے نتائج تمہارے سامنے آئیں گے۔"

"میرا علم تو یہ بھی کہتا ہے کہ انکار کی صورت میں آپ مجھ سے نفرت کریں گے۔ علیحدگی اختیار کر لیں گے دشمنوں جیسا سلوک کریں گے، جب تقدیر میں یہ سب کچھ لکھا ہوا ہے، تو مجھے اسے بھگتنا ہی ہوگا۔"

نواب غیاث الدین کی دشمنی کی دوسری وجہ یہ تھی کہ ایمان علی کے پاس بہت ہی بیش قیمت اور نایاب ہیرے جواہرات تھے۔ ان کی ایک تاریخی اہمیت تھی اور وہ کروڑوں ڈالرز میں فروخت ہو سکتے تھے۔ کچھ خاندانی ہیرے جواہرات نواب غیاث الدین کے حصے میں آئے تھے لیکن وہ ان سے مطمئن نہیں تھا۔ سب کے سب ایمان علی سے ہتھیا لینا چاہتا تھا۔

اسی مقصد کے لیے اس نے اسے داماد بنانا چاہا اور ناکام رہا۔ اب اس کے خلاف سازشیں کر رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ پہلے تو وہ اسے مختلف انداز میں دہشت زدہ کرے گا اور مجبور کرے گا کہ وہ اس کا داماد بن جائے اور اگر وہ راضی نہ ہوا تو اس طرح اسے نقصان پہنچائے گا کہ وہ تمام ہیرے جواہرات اس کے قدموں میں خود ہی لا کر رکھ دے گا۔ اس کے بعد بھی کام نہ بنا تو وہ اسے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

ستارہ شناس ایمان علی خوب سمجھ رہا تھا کہ اس کے ستارے گردش میں ہیں۔ اپنے زائچے کا خوب اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد یہ بھی سمجھ رہا تھا کہ اس کی زندگی میں آنے والی ایک انتہائی خوبصورت لڑکی اسے گردش سے نکالے گی اور دشمنوں کو گردش میں لے آئے گی۔

عالی، ایمان علی کے ساتھ اس کے محل میں آئی تو اس کی ماں اور بہنوں نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔ اس کی والدہ نے اسے گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "میرا بیٹا صبح یہ کہہ کر نکلا تھا کہ آج اس کی زندگی میں ایک بہت ہی حسین لڑکی آئے گی اور اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم اس پر اعتماد کرنے لگو گی تو ہمارے گھر ضرور آؤ گی اور

دیکھو! میرے بیٹے کا علم کتنا پختہ ہے۔ اس کی ہر بات درست ہو رہی ہے۔"

ایمان علی کی دونوں بہنوں نے بھی اسے گلے لگایا پھر کہا۔ "آیئے۔ ہم نے پہلے سے آپ کے لیے ایک کمرا سیٹ کر دیا ہے۔ پہلے آپ غسل کر لیں پھر ہم سب مل کر دوپہر کا کھانا کھائیں گے۔"

وہ ایمان علی کے ساتھ شاپنگ کرتی ہوئی آئی تھی۔ اپنے لیے چند جوڑے اور ضرورت کا سامان خرید لیا تھا۔ اس نے واش روم میں جا کر غسل کرنے کے دوران میں ایمان علی کی والدہ اور اس کی بہنوں کے خیالات پڑھے پتا چلا کہ وہ سب ایمان علی کے چچا سے بہت پریشان ہیں۔ اس کے چچا کا ایک جوان بیٹا بھی اس کی بیٹیوں کو پریشان کرتا رہتا ہے۔ بڑا بیٹا اپنے باپ سے مختلف ہے اور ایمان علی کی بڑی بہن کو دل و جان سے چاہتا ہے۔

وہ سب ایک ہی دادا کی اولاد تھے۔ یہ رشتہ آسانی سے ہو سکتا تھا لیکن چچا نے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ دس کروڑ کے نایاب ہیرے جواہرات بیٹی کے جہیز میں دیے جائیں گے تو وہ اسے اپنی بہو بنائے گا ورنہ رشتہ منظور نہیں ہے۔

عالی نے ایمان علی کی بڑی بہن زیب النسا کے اندر پہنچ کر اسے تھوڑی دیر کے لیے غائب دماغ بنایا اور فون کے پاس آکر ریسیور اٹھا کر اپنے چچازاد عاشق نواب عظیم الدین سے رابطہ کیا۔

وہ خوش ہو کر بولا۔ "زیب النسا! تم نے پہلی بار مجھ سے رابطہ کیا ہے۔ میرا دل خوش ہو گیا۔ میں ان خاندانی جھگڑوں سے ڈرنے والا اور کمزور پڑنے والا نہیں ہوں۔ شادی کروں گا تو تم سے ورنہ ساری عمر تمہارا انتظار کرتا رہوں گا۔"

ایسے وقت عالی نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی تو زیب النسا چونک گئی۔ اپنے ہاتھ میں ریسیور دیکھ کر اور نواب عظیم الدین کی آواز سن کر پریشان ہو گئی۔ سوچنے لگی کہ اس نے بے اختیار اس سے فون پر رابطہ کیوں کیا ہے؟

وہ عالی کی مرضی کے مطابق سوچنے لگی۔ "میرے دل میں بھی تو ان کے لیے بہت جگہ ہے۔ میں ان کے لیے ہی سوچتی رہتی ہوں۔ میرے خیالات نے مجھے بے اختیار ان سے رابطہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ ہائے، مجھے تو یہ سوچ کر شرم آرہی ہے۔ میں کسی معاملے میں پہل نہیں کرتی۔ آج پہلی بار انہیں فون کیا ہے۔ وہ کیا سوچ رہے ہوں گے؟"

عالی نواب عظیم الدین کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ وہ ایک پختہ ذہن کا مالک تھا۔ دل سے زیب النسا کو اپنی شریک حیات بنانا چاہتا تھا لیکن گھریلو حالات سے مجبور تھا۔ کروڑوں کا کاروبار تھا جو باپ نے اپنے نام کر رکھا تھا۔ وہ باپ سے بغاوت نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرا بیٹا باپ کے مزاج کے مطابق تھا۔ کاروبار پر قبضہ جمانے کے لیے باپ کی ہاں میں ہاں ملایا کرتا تھا۔

نواب غیاث الدین ایک تو دولت مند تھا پھر یہ کہ ملک کی برسراقتدار پارٹی میں تھا۔ نیشنل اسمبلی کا ایک رکن تھا۔ اس پارٹی کے لیے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔

ایسے طاقتور صنعت کار اور سیاست داں زور زبردستی سے کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے خطرناک غنڈے ضرور پالتے ہیں۔ عالی نے نواب عظیم الدین کے ذریعے اس کے باپ نواب غیاث الدین کی آواز اور لب و لہجے کو سنا پھر اس کے اندر پہنچ گئی۔

یہ کہنا چاہیے کہ وہ صحیح وقت پر پہنچی۔ نواب غیاث الدین سوچ رہا تھا کہ ایمان علی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے۔ اس کے بعد ماں اور بہنیں بے یار و مددگار ہو جائیں گی تو وہ اپنے مطالبات کے مطابق زیب النسا کو اپنی بہو بنا سکے گا۔

پھر اس نے سوچا کہ اس کی دوسری بہن مہر النسا کو اپنے دوسرے بیٹے سے منسوب کر دے گا۔ اس طرح ان دونوں کی تمام دولت اور جائداد کے ساتھ خاندانی نایاب ہیرے و جواہرات بھی اس کے قبضے میں آجائیں گے۔

وہ بڑی آسانی سے سب کچھ حاصل کر سکتا تھا اور اس کے لیے لازم ہو گیا تھا کہ ایمان علی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ اس نے اپنے ایک غنڈے کو طلب کیا۔ وہ اب سے کچھ عرصہ پہلے ایک قتل کر چکا تھا لیکن اس جیسے ایم این اے کے سائے میں رہ کر قانون کی گرفت سے محفوظ تھا۔ وہ ایک ہندو تھا۔ اس نے حاضر ہو کر اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "آپ کا سیوک حاضر ہے۔ آپ حکم کریں۔"

اس نے کہا۔ "ہم نے اچھی طرح سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایمان علی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے۔"

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات 51 ویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں جو کہ 15 جنوری 2010ء کو شائع ہوگا